IC SECTION

V.14
14182
دلہ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد چہاردہم

جسمین

لمین سلجوقیہ اور ملوک خوارزم کے انساب، حالات، خانہ جنگیوں، عیسائیوں کا مقابلہ، کفار کرج اور
ق کی جدوجہد، ترکوں کی یورش، تاجداران سلجوقیہ اور ملوک خوارزم کی، افغانہ کوششین، چنگیز خان
رج، تاتاریونکا عالمگیر طوفان، ممالک اسلامیہ کی بربادی و تباہی کے حالات نہایت تحقیق سے درج کئے گئے ہین۔

مترجمہ

علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

جو

سنہ ۱۳۴۸ھ
۱۹۳۰ء مین

باہتمام منشی حامد حسین صاحب یونانی دواخانہ پریس الہ آباد مین چھپکر دفتر

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین

ایکہزار جلد

ج اوّل

ناخراسان پر قبضہ و
پر سنجر کی حکومت
ن میں مخالفون کا ظہور
حکومت بنو خوارزم شاہ
مائیون کا انطاکیہ وغیرہ سواحل س
پر قبضہ

Marfat.com

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون کی مکمل چودہ جلدیں

فہرست مضامین حسب ذیل ہے

جلد اوّل اس جلد میں اوّلاً خود مؤلف کتاب علامہ ابن خلدونؒ کی سوانح عمری ہے بعد ازاں حضرت نوح، ہود صالح، شعیب، ابراہیم، لوط، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، یوشع، داؤد، سلیمان، یونس اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کے انساب اور انکے بعد چھٹی صدی عیسوی تک کے سلاطین، تعمیر کعبہ اور واقعہ اصحاب فیل کے حالات تحریر ہیں۔ ع

جلد دوم - اس میں ملوک فارس، یونان، روم اور سلاطین قسطنطنیہ کے حالات، تازمان فتح اسلامی، قبیلہ اوس و خزرج کے حالات، حکومت قریش اور انکے شجرہ انساب صحیح طور سے مندرج ہیں قیمت ع

جلد سیوم - اس میں حضرت خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت، تربیت، نبوت، غزوات، حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت اور انکے کے صحیح واقعات درج ہیں قیمت ع

فتوحات - فاروق اعظم عثمان رامام ہمام حسن بن علی ن امارت تک کے مفصل ۔ قیمت ع

جلد پنجم اس میں خلفائے بنو امیہ کے پہلے تاجداروں، امیر یزید، معاویہ، عبدالملک، ولید، سلیمان، عمر بن عبدا اور یزید دوم کے عہد حکومت کے حالات اور معرکہ کربلا واقعات درج ہیں، قیمت سے ر

جلد ششم اس جلد میں خلفائے بنو امیہ کے آخر تاجداروں ولید، یزید اور ابراہیم اور مروان حالات، دولت عباسیہ اور شیعہ کے قائم ہونے ا خلافت عباسیہ کے چار حکمرانوں، سفاح، منصور، مہد اور ہادی کے عہد حکومت کے صحیح واقعات درج ہیں

جلد ہفتم اس جلد میں نامور حکمران اسلام خلفائے عباسیہ ہارون، امین، مامون معتصم، واثق وغیرہ کے زمانہ حکمرانی کے واقعات تحریر ہیں قیمت سے

جلد ہشتم - اس جلد میں خلافت عباسیہ کے زمانہ انحط کے دس تاجداروں، معتضد، مکتفی، مقتدر، قاہر، راضی متقی، مستضی، مطیع، طایع اور القائم بامر اللہ کے زما حکومت کے حالات، قرامطہ، دولت عبیدیہ شیعہ افریقہ، بنی بویہ، بنی حمدان اور سلاطین سلجوقیہ کی چیرہ دس کے واقعات درج ہیں۔ قیمت سے ر

Marfat.com

Ref
۹
۲۹۷
ز ۱۲۵
۱۴/۸۳

فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدونؒ

کتاب ثانی - جلد چہاردہم

صفحہ	۱۴/۷۰۱ مضامین	صفحہ	مضامین
	دیباچہ	۲۶	یمن پر سلطان کا قبضہ
۱	انجار سلاطین سلجوقیہ ترکیہ	۲۷	نظام الملک وزیر السلطنت کا قتل ہونا
۴	سلطان الپ ارسلان کا خلاط پر جہاد اور	۳۲	سلطان ملک شاہ کی وفات محمود کی حکومت
	رومی بادشاہ کی گرفتاری	۳۳	جنگ برکیاروق و محمود
۶	قاروت بک والی کرمان کا ہنگامہ اور	۳۴	عزالملک کی وزارت
	قتل	۳۵	قتل تاج الملک
۸	دمشق پر سلجوقیہ کا استیلا اور محاصرہ مصر	۳۶	تتش بن الپ ارسلان کے واقعات
۱۲	شیخ ابو اسحاق شیرازی کی سفارت	۳۹	قتل اسمٰعیل بن یاقوتی
۱۳	فخرالدولہ کی معزولی عمیدالدولہ کی وزارت	۴۰	توران شاہ بن قاروت بک کی وفات
"	خلیفہ مقتدی کا سلطان کی لڑکی سے عقد	"	مقتدی کی وفات مستظہر کی خلافت
"	عمیدالدولہ کی معزولی		برکیاروق کا خطبہ
۱۴	فخرالدولہ کا موصل پر قبضہ	"	استیلا تتش، قتل اقسنقر، ہزیمت برکیاروق
۱۵	فتح انطاکیہ	۴۲	محمود کی وفات، تتش کا قتل، برکیاروق
۱۶	قتل مسلم بن قریش		کی سلطنت
۱۸	ابن جہیر کا دیار بکر پر قبضہ	۴۴	کربوقا کا موصل پر قبضہ
۱۹	حلب پر سلطان کا قبضہ اور اقسنقر کی	۴۵	ارسلان ارغو کا خراسان پر قبضہ و قتل
	گورنری	۴۸	خراسان پر سنجر کی حکومت
۲۱	سلطان کی لڑکی کی رخصتی	۴۹	خراسان میں مخالفون کا ظہور
۲۲	سلطان ملک شاہ کا ماوراء النہر پر قبضہ	۵۰	اغاز حکومت بنو خوارزم شاہ
۲۴	سمرقند کی بغاوت اور دوبارہ فتح	۵۲	عیسائیوں کا انطاکیہ وغیرہ سواحل شام
۲۵	حمص وغیرہ سواحل شام پر تتش کا قبضہ		پر قبضہ

Marfat.com

نمبر	مضامین	صفحہ
۵۶	امیر انز کی بغاوت اور قتل	۹۱
۵۸	بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ	۹۳
۵۹	سلطان محمد بن ملک شاہ کا ظہور بغداد میں خطبہ، اور سلطان برکیاروق سے لڑائیاں	۹۴
۶۲	مجد الملک البا سلانی کا قتل	۹۶
۶۳	بغداد میں برکیاروق کا خطبہ	۹۷
۶۴	برکیاروق و محمد کی پہلی لڑائی	۹۹
۶۶	جنگ برکیاروق و سنجر	۱۰۱
۶۷	جنگ ثانی برکیاروق و محمد، ہزیمت محمد و قتل موید الملک	۱۰۲
۷۰	برکیاروق سے امیر صدقہ کی بغاوت	۱۰۳
〃	محمد اور سنجر کا بغداد میں داخلہ	۱۰۷
۷۱	برکیاروق اور فرقہ باطنیہ کا قتل	〃
۷۴	جنگ ثالث برکیاروق و محمد، مصالحت	۱۰۸
۷۶	انفساخ صلح اور جنگ چہارم	۱۱۰
۷۹	واسط والی بصرہ کی فوج کشی اور واپسی	۱۱۲
۸۲	امیر کربوقا کا انتقال چکرمش کا موصل پر، سقمان کا قلعہ کیفا پر قبضہ	۱۱۳
۸۳	امیر نیال عراق میں	۱۱۴
۸۵	کمشتکین افسر پولیس بغداد اور ایلغازی کی لڑائی	〃
۸۷	جنگ پنجم برکیاروق و محمد	〃
۸۹	شہر عانہ پر ملک ابن بہرام کا قبضہ	۱۲۰
〃	برکیاروق اور محمد کی مصالحت	

مضامین	صفحہ
عیسائیوں سے بہمان و چکرمش کا مجادلہ	۹۱
برکیاروق کی وفات ملک شاہ کی تخت نشینی	۹۳
موصل پر سلطان محمد کا محاصرہ	۹۴
سلطان محمد کا بغداد پر قبضہ اور ملک شاہ سے مصالحت	۹۶
قتل امیر ایاز	۹۷
سقمان بن ارتق کا ماردین پر قبضہ اور موت	۹۹
منکبرس کی بغاوت اور ادبار	۱۰۱
فخر الملک بن نظام الملک کا واقعہ قتل	۱۰۲
جاولی سقاوا کی گورنری چکرمش کی موت	۱۰۳
قتل صدقہ بن مزید	۱۰۷
ابن عمار والی طرابلس سلطان محمد کے دربار میں	〃
امیر مودود کا موصل پر قبضہ	۱۰۸
عیسائیوں میں باہم لڑائی ہوگئی	۱۱۰
جاولی اور ایلغازی	۱۱۲
ملک رضوان اور جاولی	۱۱۳
جاولی دربار شاہی میں	۱۱۴
عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ، امیر مودود کا قتل برسقی کی حکومت	〃
ابو الغازی اور قطلغ تکین کی بغاوت لشکر کی روانگی اور جہاد	۱۲۰

Marfat.com

صفحہ	مضامین
۱۲۲	جیوش بک اور مسعود بن سلطان محمد کی موصل پر حکومت
״	فارس پر جاولی سقاوا کی حکومت اور وفات
۱۲۶	سلطان محمد کی وفات محمود کی تخت نشینی
۱۲۸	ملک مسعود اور سلطان محمود
۱۳۰	ملک طغرل کی سلطان محمود سے بغاوت
۱۳۲	جنگ وصلح مابین سلطان محمود وملک سنجر
۱۳۶	قتل امیر سنکبرس
״	قتل علی ابن عمر حاجب
۱۳۷	علی بن سکمان کی بصرہ پر حکومت خودسری
۱۳۸	تفلیس پر کرج کا قبضہ
۱۴۰	جنگ سلطان محمود وملک مسعود
۱۴۳	موصل اور واسط پر آقسنقر برسقی کی گورنری اور عراق کی پولیس افسری
۱۴۴	جیوش بک اور وزیر سمیری کا مارا جانا
۱۴۵	قتل وزیر السلطنت ابوطالب سمیری
״	ملک طغرل نے سلطان محمود کی اطاعت قبول کرلی
۱۴۶	قتل وزیر سلطان محمود
۱۴۷	کرج اور قپچاق میں نااتفاقی سلطان محمود کی کامیابی
״	پولیس افسری عراق سے برسقی کی معزولی، برتقش زکوئی کی تقرری
۱۴۹	بنی آقسنقر کی حکومت کی ابتدا عماد الدین زنگی کی گورنری
״	حلب پر برسقی کا قبضہ
۱۵۱	عراق کی طرف ملک طغرل اور دبیس کی روانگی
۱۵۲	جنگ سلطان محمود وخلیفہ مسترشد باللہ
۱۵۴	وزیر ابوالقاسم کی معزولی
۱۵۵	عزالدین ابن برسقی کی وفات عماد الدین زنگی کی صوبہ موصل کی گورنری
۱۶۰	سلطان سنجر کا رے میں اور سلطان محمود کا بغداد میں ورود
۱۶۱	سلطان محمود کی وفات وداؤد کی تخت نشینی
״	جنگ سلطان مسعود وسلطان داؤد
۱۶۳	جنگ سلطان مسعود وسلطان سنجر، ملک طغرل کی تخت نشینی
۱۶۵	سلطان داؤد کی ہزیمت ملک طغرل کا حکومت پر قبضہ
״	سلطان مسعود کی دوبارہ سلطنت اور ملک طغرل کی ہزیمت
۱۶۷	ملک طغرل کی جبل کی جانب معاودت سلطان مسعود کی ہزیمت
۱۶۸	ملک طغرل کی وفات سلطان مسعود کا ہمدان وجبل پر قبضہ
۱۶۹	جنگ سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد باللہ، خلیفہ مسترشد باللہ کا قتل، الراشد کی خلافت

Marfat.com

صفحہ	مضامین
۱۷۲	جنگ سلطان مسعود و خلیفہ راشد
۱۷۴	بغداد کا محاصرہ، خلیفہ راشد کی روانگی موصل اور معزولی المقتفی باللہ کی خلافت
۱۷۶	جنگ سلطان مسعود و سلطان داؤد و ہزیمت سلطان مسعود
۱۷۷	قتل خلیفہ راشد باللہ عباسی
״	وزارت کی تبدیلی
۱۷۹	جنگ سلطان سنجر و خوارزم شاہ
۱۸۰	قراسنقر والی اذربایجان کا بلاد فارس پر قبضہ
۱۸۱	چار دانگی کا فارس روانہ ہونا
״	ہزیمت سلطان سنجر بمقابلہ ترکان خطا اور ماوراء النہر پر اُن کا قبضہ
۱۸۶	سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی مصالحت
۱۸۷	سلطان مسعود اور اتابک زنگی کی مصالحت
۱۸۸	والی فارس اور حکمران رے کی بغاوت
۱۸۹	قتل طغایرک و عباس
۱۹۱	قتل بوزابہ والی فارس
۱۹۲	امراء کی بغاوتیں بغداد کی بربادی
۱۹۳	سلطان مسعود کی وفات، ملک شاہ ابن سلطان محمود کی تخت نشینی
۱۹۵	ملک شاہ کی گرفتاری سلطان محمد کی حکومت
״	ترکان غز کا خراسان پر قبضہ سلطان سنجر کی

صفحہ	مضامین
	ہزیمت و گرفتاری
۲۰۳	موید کا نیشاپور پر قبضہ
״	ایتاخ کا رے پر قبضہ
۲۰۴	سلیمان شاہ کے حالات اور گرفتاری
۲۰۶	سلطان سنجر کا ترکوں کی قید سے نکل جانا
״	سلطان محمد کا محاصرہ بغداد
۲۰۸	وفات سلطان سنجر
۲۰۹	جنگ ایتاخ و مؤید
۲۱۰	جنگ موید و سنقر عزیزی
۲۱۱	خراسان پر ترکوں کی دوبارہ دست درازی نیشاپور کی موید کے ہاتھوں خرابی
۲۱۳	ملک شاہ بن محمود کا خوزستان پر قبضہ
۲۱۴	سلطان محمد کی وفات سلیمان شاہ کی حکومت
۲۱۶	وفات خلیفہ مقتفی و خلافت مستنجد
״	موید اور محمود کی مصالحت
۲۱۹	ملک شاہ کی وفات
۲۲۰	سلیمان شاہ کا قتل
۲۲۲	جنگ اقسنقر و ایلدگز
۲۲۳	جنگ ایلدگز و ایتاخ
۲۲۵	موید کے کارنامے
۲۲۷	گرج کی پیشقدمی
۲۲۸	قومس پر موید کا قبضہ
۲۲۹	ترکان قارغلیہ کا اخراج اور پامالی
۲۳۰	سنقر کا طالقان اور غرشستان پر قبضہ

Marfat.com

صفحہ	مضامین
۲۳۰	والی ہرات کا قتل اور موید کا قبضہ
۲۳۱	شاہ مازندران اور تنکز
״	شاہ مازندران کی وفات
״	موید کا محاصرہ نسا، بعدہ ناکامی
۲۳۲	جنگ اقسنقر و ایلدکز
״	جنگ زنگی و شملہ
۲۳۳	جنگ ایلدکز و ابناج
״	ملک طغرل کی وفات آپس میں اختلاف
۲۳۵	خوارزم شاہ کی وفات اور بنی موید کی حکومت کا خاتمہ
״	ایلدکز کی وفات بہلوان کی جانشینی
۲۳۶	ابن سنکی کا نہاوند پر قبضہ
״	شملہ کی وفات
۲۳۷	بہلوان کا تبریز پر قبضہ
״	ارسلان شاہ کی وفات طغرل کی تخت نشینی
״	بہلوان کی وفات قزل ارسلان کی حکومت
۲۳۹	قتل قزل ارسلان اور قطلغ کی حکومت
״	ہمدان پر سلطان طغرل کا قبضہ
״	رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ
۲۴۰	سلطان طغرل اور خوارزم شاہ
״	خوارزم شاہ اور خلیفہ ناصر
۲۴۱	اُزبک کی حکومت
״	کوکجہ کا رے و ہمدان پر قبضہ اور قتل
۲۴۲	اُزبک اور والی اربل

صفحہ	مضامین
۲۴۳	خوارزم شاہ کا مازندران پر قبضہ
״	اُزبک کا مراغہ پر قبضہ
۲۴۴	ایدغمش اور سنکلی
״	قتل ایدغمش
۲۴۷	شجرہ سلاطین سلجوقیہ
۲۴۸	اخبار ملوک خوارزم - محمد بن انوشتکین
۲۵۰	اتسز بن محمد
۲۵۲	سرخس، مرو اور نیشاپور پر اتسز کا قبضہ
۲۵۴	ارسلان بن آتسز
״	سلطان شاہ اور علاء الدین تکش
۲۵۵	بادشاہ خطا اور علاء الدین تکش
۲۵۶	سلطان شاہ کا سرخس اور مرو پر قبضہ
۲۵۸	سلطان شاہ و غیاث الدین
۲۶۱	جنگ علاء الدین تکش و غیاث الدین
۲۶۲	علاء الدین تکش اور غیاث الدین
۲۶۳	علاء الدین تکش اور موید
۲۷۱	علاء الدین تکش کی وفات قطب الدین محمد کی تخت نشینی
۲۷۳	سلاطین غوریہ کا خوارزم شاہ علاء الدین ثانی کے ممالک مقبوضہ خراسان پر قبضہ خوارزم شاہ کا ان کو واپس لینا اور ہرات کا محاصرہ
۲۸۲	شہاب الدین کی ہندوستان سے واپسی خوارزم شاہ کا محاصرہ ترکان خطا سے ہزیمت

Marfat.com

صفحہ	مضامین
۲۸۵	خوارزم شاہ کا بلاد غوریہ خراسان پر قبضہ
۲۹۰	خوارزم شاہ کا ترمذ پر قبضہ اور ترکان خطا کو حوالہ کرنا۔
۲۹۱	خوارزم شاہ کا طالقان پر قبضہ
۲۹۲	مازندران اور اسکے صوبہ پر خوارزم شاہ کا قبضہ
۲۹۳	خوارزم شاہ کا ماوراءالنہر پر قبضہ ترکان خطا سے جنگ، گرفتاری اور رہائی
۲۹۶	ابن حرمیل کا قتل ہرات پر خوارزم شاہ کا قبضہ
۲۹۹	خوارزم شاہ کا فیروزکوہ اور بلاد خراسان پر قبضہ
۔	تاتاریوں کی ہزیمت
۳۰۰	والی سمرقند کی بغاوت
۳۰۱	تاتاریوں کی پائمالی
۳۰۴	خوارزم شاہ کا کرمان، مکران، اور سندھ پر قبضہ
۳۰۶	خوارزم شاہ کا غزنی اور اسکے صوبہ پر قبضہ۔
۳۰۷	خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ
۳۰۹	خوارزم شاہ کا خلافت مآب سے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی درخواست، خلافت مآب کا انکار
۳۱۰	خوارزم شاہ کا اپنے لڑکوں پر ملک کا تقسیم کرنا
۳۱۲	ترکمان خاتون اور سلطان محمد بن تکش کے حالات
۳۱۴	چنگیز خان کا خروج ماوراءالنہر پر قبضہ سلطان کی ہزیمت
۳۱۶	خوارزم شاہ کا خراسان بعد ازاں طبرستان کیطرف جانا اور
۳۱۹	خوارزم شاہ کی وفات کے بعد تاتاریوں کا عراق سے اذربایجان وغیرہ کی طرف قتل و غارت کرتے ہوے جانا
۳۲۵	اخبار خراسان بعد وفات خوارزم شاہ
۳۲۹	سلطان جلال الدین منکبرس اور تاتاری اور اسکا غزنی میں قیام
۳۳۱	تاتاریوں کا خوارزم پر قبضہ اور اسکی بربادی
۳۳۲	آبنائے گورنر بخارا کے حالات
۳۳۳	رکن الدین غورشاہ ابن خوارزم شاہ والی عراق کے حالات
۳۳۴	غیاث الدین تیرشاہ ابن سلطان خوارزم شاہ والی کرمان کے حالات
۳۳۷	جلال الدین منکبرس کے حالات تاتاریوں کے مقابلہ میں شکست ہندوستان کی طرف مراجعت
۳۴۰	جلال الدین منکبرس ہندوستان میں
۳۴۱	خراسان اور عراق کے حالات غیاث الدین کا عہد حکومت
۳۴۲	جلال الدین کی ہندوستان سے مراجعت

Marfat.com

نمبر	مضامین	صفحہ
	غیاث الدین کی تیاری اور مصالحت	۳۶۷
۳۴۴	آبنائیخ کا نشار پر قبضہ	
۳۴۵	جلال الدین کا خوزستان اور بغداد کی طرف روانہ ہونا	۳۶۸
		۳۶۹
۳۴۶	وزیر شرف الملک	۳۷۱
۳۴۷	تاتاریوں کا رے، ہمدان اور جبل کی طرف واپس ہونا	۳۷۳
		۳۷۵
۳۴۸	وقائع اذربایجان قبل ورود جلال الدین	۳۷۶
۳۵۲	جلال الدین کا اذربایجان پر قبضہ اور غزوہ کرج	۳۷۷
		۳۷۸
۳۵۵	شہر گنجہ پر جلال الدین کا قبضہ اوزبک کی بیوی سے نکاح	″
		۳۷۹
۳۵۷	جلال الدین کا تفلیس پر قبضہ کرج کی ہزیمت	۳۸۰
۳۵۸	کرج کے دارالسلطنت پر جلال الدین کا قبضہ	۳۸۱
		۳۸۲
۳۵۹	والی کرمان کی بغاوت سلطان جلال الدین کی روانگی	
		۳۸۴
۳۶۱	جلال الدین نے خلاط کا محاصرہ کیا	۳۸۷
۳۶۲	کرج کا تفلیس پر قبضہ اور بربادی	
۳۶۳	سلطان جلال الدین اور فرقہ اسماعیلیہ	۳۸۸
۳۶۴	حسام الدین نائب خلاط کا شہر خوی پر قبضہ	۳۹۰
۳۶۵	اصفہان میں سلطان اور تاتاریوں کی جنگ	۳۹۱

مضامین	صفحہ
سلطان جلال الدین اور اسکے بھائی غیاث الدین میں ناچاقی	۳۶۷
بہلوانیہ کی بغاوت	۳۶۸
نائب خلاط اور وزیر السلطنت	۳۶۹
فتوحات وزیر	۳۷۱
وزیر صفی الدین کے حالات	۳۷۳
بلبان، والی خلخال کے حالات	۳۷۵
وزیر السلطنت شرف الملک سے سلطان کی کشیدگی	۳۷۶
قفچاق سلطان کی خدمت میں	۳۷۷
فتح دربند	۳۷۸
سلطان کا صوبہ کستاسفی پر قبضہ	″
شروان شاہ کی باریابی	۳۷۹
سلطان کی بلاد کرج کی طرف روانگی اور قلعات بہرام کا محاصرہ	۳۸۰
محاصرہ خلاط	۳۸۱
جنگ سلطان جلال الدین اور اشرف وکیقباد	۳۸۲
زمانہ محاصرہ خلاط کے واقعات	۳۸۴
جہان پہلوان کی ہندوستان سے واپسی	۳۸۷
تاتاری لوٹیرے اذربایجان میں	۳۸۸
تاتاریوں کا تبریز اور گنجہ پر قبضہ	۳۹۰
وزیر السلطنت کا ادبار اور قتل	۳۹۱

Marfat.com

صفحہ	مضامین
۲۹۲	گنجہ پر سلطان کا دوبارہ قبضہ
۲۹۳	تاتاریوں کا سلطان پر آمد میں حملہ کرنا
۲۹۳	اور سلطان کی موت
۲۹۸	شجرہ ملوک خوارزم

Marfat.com

ارض مقدس پر حملہ ۱۵۸
اسکندر کی شکست ۱۵۹
ارستبلوس کا بھاگ جانا ۱۵۹
شاہ مصر کا ہٹنا ۱۵۹
ہیکل پر عربنوں کا قبضہ ۱۵۹
کسنا کی آمد ۱۵۹
یولیاس قیصر (جولیس سیزر) ۱۶۰
قیصر کے حملے ۱۶۰
متروات سے صلح ۱۶۰
انطقنوس کا قتل ۱۶۰
انطفتر اور ہرقانوس کی حکمرانی ۱۶۱
خرقیا کا مرجانا ۱۶۱
تجدید معاہدہ ۱۶۱
قیصر کا مارا جانا ۱۶۱
انطفتر کا مارا جانا ۱۶۲
کیساوس اور ملیکا ۱۶۲
معاہدے کی درخواست ۱۶۲
کلبطرہ (قلوپطرہ) کا ذکر ۱۶۲
ارض مقدس پر حملہ انطقنوس ۱۶۲
ہرقانوس کی بری حالت ۱۶۳
ہیرودس کی روم روانگی ۱۶۳
انطیانوس کی روانگی ۱۶۳
ارض مقدس کا محاصرہ ۱۶۳
شکست ہوجانا ۱۶۴
ارض مقدس پر سیسا کا حملہ ۱۶۴
بنوحشمنائی کا سورج غروب ۱۶۴

باب ۱۶

ہیرودس کی حکمرانی کے حالات

عربوں سے امداد لینا ۱۶۵
بنوحشمنائی کا آخری حکمران ۱۶۵
اسکندر کی آمد ۱۶۵
کاہن اعظم بنتا ہے ۱۶۶
اسکندرہ کا گرفتار ہونا ۱۶۶
ارستبلوس کا قتل ۱۶۶
اوغشطش اور انطیانوس میں اختلاف ۱۶۶
ہیرودس کے خلاف سازباز ۱۶۶
قیصر سے آمنا سامنا ۱۶۷
سازش ہوتی ہے ۱۶۷
دونوں کا خاتمہ ۱۶۷
خواتین کا قتل ۱۶۸
کرسوس کا خاتمہ ۱۶۸
سازشیوں کا خاتمہ ۱۶۸
عوام میں ناراضی کے جذبات ۱۶۸
قحط کے آثار ۱۶۸
ارض مقدس کی ازسرنو تعمیر ۱۶۹
ناراضی کا آغاز ۱۶۹
صلح ہوگئی ۱۶۹
سازباز کا انکشاف ۱۶۹
ارستبلوس اور اسکندر کا خاتمہ ۱۷۰
ان کی اولاد سے اچھا سلوک ۱۷۰
قدودا کی موت ۱۷۰
سازباز کا پتہ چل گیا ۱۷۰
انطفتر کا مارا جانا ۱۷۰
ارکلاوش کی حکومت ۱۷۱
روم کی طرف روانگی ۱۷۱
ارکلاوش کا قید ہونا ۱۷۱

Marfat.com

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۳۰ھ میں نبوت کے سچے جانشینوں کا زمانہ منقضی ہوگیا۔ عنان حکومت پر بنوامیہ نے قبضہ کیا۔ خلافت اسلامیہ برائے نام باقی رہی، حقیقت میں استبداد یت، بادشاہی اور سلطنت ہوگئی۔ بایں ہمہ مرکزی قوت کا تجزیہ نہیں ہوا۔ ایک ہی ذات جسکو خلیفہ کے نام سے موسوم کرتے تھے دنیاء اسلام کے چپہ چپہ زمین کا واحد حکمراں تھا۔ اسلامی فتوحات کا سیلاب جس تیزی سے بڑھ رہا تھا۔ اسی تیزی اور عالمگیری سے بڑھتا رہا۔ ایشیاء، یورپ اور المغرب الاقصیٰ تک پہونچ گیا۔ خود غرضی کا بُرا ہو کہ پہلی صدی کے خاتمہ پر بنوامیہ کی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا، عنان حکومت اسلامیہ پر بنوعباس قابض ہوئے۔ انکا ابتداء دور حکومت بلحاظ فتوحات اور انتظامات اگر ستایش کا مستحق نہیں ہے تو الزام کا بھی مستوجب نہیں ہے زمانہ وسطیٰ میں تمدنی حالت کی ترقی اور اصلی مادی قوت کی تنزلی ہوئی۔ عربوں کے جگہ عجمیوں کا دور دورہ ہوا۔ مرکزی حکومت کا اقتدار باقی نرہا چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہوگئیں۔ ہرشخص نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی، ایک حکومت کی کئی حکومتیں، ایک سلطنت کی متعدد سلطنتیں، ایک حکمران کے عوض سیکڑوں حکمران اپنے اپنے جگہ پر بن گئے۔ صرف سند حکومت دینے کا اختیار خلافت مآب کے ہاتھ میں رہا خلیفہ وقت ان حکمرانوں کی خودغرضیوں کا نشانہ اور انکے ہاتھ کا کٹ پتلی بنا تھا جس کو چاہتے تھے سریر خلافت پر متمکن کرتے تھے اور جو انکی خودغرضیوں کا سدراہ ہوتا تھا اسکو معزول کرتے تھے۔ برامکہ سے زیادہ نبوبویہ دیلمی نے زور پکڑا۔ آپس کے جھگڑے، باہمی نفاق، شیعہ اور سنی کے نزاعات انہیں نبوبویہ کے عہد میں رونما ہوئے۔

رفتہ رفتہ سلاطین سلجوقیہ کا دور آیا۔ انہوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے۔ خلافت کو دبا لیا ممالک اسلامیہ پر قابض و متصرف ہوئے۔ انکی حکومت کا سکہ تمام ممالک شرقیہ میں چلنے لگا

سلاطین سلجوقیہ مین الپ ارسلان بانی دولت سلجوقیہ، قزل ارسلان، ملک شاہ سلجوقی، سلطان سنجر، قطلمش والی قونیہ و بلاد روم، توران شاہ تاجدار فارس بڑے بڑے اولوالعزم حکمران گزرے ہیں، ملوک خوارزم کی سلطنت انہیں سلجوقیوں کی سلطنت کی ایک شاخ ہے انہیں کے زمانہ میں چنگیز خان تاتاری لوٹیروں کو لیکر نکلا اور اسلامی حکومت کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ علامہ امام عبد الرحمن ابن خلدون (رحمۃ اللہ علیہ) نے انکے حالات، انساب، خانہ جنگیوں، تاتاریوں اور سلجوقیوں کی لڑائیوں کو کمال تحقیق اور تدبر سے اپنی تالیف کردہ "کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر و من عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر" میں تحریر کیا ہے۔

ترجمہ تاریخ کی چودھویں جلد کتاب مذکور کے ایک حصہ کا ترجمہ ہے جسمیں انہیں خونی داستانوں کا تذکرہ ہے۔ قدر دانان فن تاریخ کی خدمت میں کمال دیدہ ریزی، جانسوزی اور محنت شاقہ کے بعد پیش کی جاتی ہے۔ توقع یہ ہے کہ اللہ جل شانہ قبولیت عامہ کے زیور سے اسکو مزین و اراستہ فرمائے گا، قوم کی گری ہوئی حالت کا سنوارنے والا وہی ہے۔ شاید اسکے مطالعہ سے قوم کو عبرت کا سبق حاصل ہو، نفاق، حسد، خود غرضی اور قوم فروشی کی صفات مذمومہ ترک ہو جائے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

الہ آباد
۱۱۔ رمضان المبارک
سنہ ۱۳۴۸ھ

احمد حسین الہ آبادی غفر اللہ ذنوبہ

Marfat.com

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد چہاردہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار سلاطین سلجوقیہ ترکیہ

سلاطین سلجوقیہ نے ممالک اسلامیہ پر استیلاء حاصل کر لیا تھا۔ اِنکی حکومت کا سکہ تمام ممالک مشرقیہ میں حدود مصر تک چل رہا تھا۔ انہوں نے خلافت بغداد پر استبدادی قوت حاصل کر لی تھی۔ عہد خلافت خلیفہ قائم بامراللہ سے اِس زمانہ تک کے حالات اور جو کچھ اور جیسی انکی حکومت و سلطنت اقطار عالم میں تھی اُس کے واقعات ہم حوالہ قلم کرتے ہیں۔ اور یہ بھی تم کو ہم بتلائیں گے کہ انہوں نے علماء کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور کس طرح انکو اداے فرائض منصبی سے باز رکھا۔ اسی سلسلہ میں اِن حکومتوں کا ذکر بھی ہم احاطہ تحریر میں لائیں گے جو انکی حکومت و دولت سے نکلی اور پیدا ہوئی تھیں۔

ہم اوپر سلسلہ انساب عالم میں ترکوں کا نسب لکھ آئے ہیں کہ یہ گومر بن یافث کی اولاد سے ہیں جو کہ یافث کا ایک لڑکا منجملہ اُن سات لڑکوں کے ہے جن کا ذکر توریت میں آگیا ہے اور وہ سات[1] یہ ہیں" ماواق، ماذاے. ماغوغ، قطوہال،

---

[1] نوٹ۔ مصحح لکھتا ہے کہ جو نسخے کتاب کے ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن یہ اسکے خلاف ہے جو جلدادل کتاب ثانی میں لکھا ہے۔

Marfat.com

ماشخ، طیراش، کومر" ابن اسحٰق نے ان میں سے چھ لڑکوں کا ذکر کیا ہے، ماذائے کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ بھی توریت میں ہے کہ کومر کے تین لڑکے تھے۔" توغرما، اشکان اور ریعاث"، اسرائیلیات میں لکھا ہے کہ افرنج (فرانس) ریعاث کی اولاد سے ہے، صقالبہ اشکان کی اور خزر توغرما کی، لیکن علمار نسب اسرائیلیں کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ خزر اور ترکمان ایک ہیں اور ترکوں کی کل شاخیں کومر کی اولا سے نکلی ہیں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ کومر کی تیں اولاد میں سے کس لڑکے کی نسل سے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ توغرما کی اولاد سے ہیں۔ بعض علمار نسب کا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ طیراش بن یافث کی اولاد سے ہیں۔ ابن سعید نے ان لوگوں کو ترک بن غامور بن سویل کی طرف نسبًا منسوب کیا ہے۔ لیکن بظاہر یہ غلط معلوم ہوتا ہے اور غامور کتابت کی غلطی ہے جیساکہ اوپر بیان کیا گیا۔ باقی رہا سویل، اسکو کسی نے یہ نہیں لکھا کہ یہ یافث کی اولاد سے ہے ان سب باتوں کو ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

ترکوں کی بہت سی شاخیں اور متعدد جنسیں ہیں از آنجملہ روس اور اعلان ہے اعلان کو ابلان بھی کہتے ہیں، خفشاخ (جو قفجاق کے نام سے مشہور ہیں) ہیاطلہ، خلج اور غز (جن میں سے سلجوقیہ اور خطا ہیں جنکی سکونت سرزمین طمغاج میں تھی) یمک، قور، ترکس، ارکس اور ططر (جنکو طغرغز بھی کہتے ہیں) انہیں ترکوں کی نسلی شاخیں ہیں۔ لیکن روم کے ہمسایہ قوموں نے اس سے انکار کیا ہے۔

سمجھ لو کہ ترکوں کی قوم دنیا کی بڑی قوموں میں سے ہے۔ کوئی قوم ان سے زیادہ نہیں ہے عرب، معمورہ عالم میں جانب جنوب اور ترک اسکے شمال میں آباد ہیں۔ ترکوں نے اقالیم ثلاثہ پانچویں، چھٹے اور ساتویں اقلیم کے نصف طول پر حدود مشرق تک قبضہ کر رکھا تھا اور مالک و حکمراں بنے ہوئے تھے ابتدًا انکا مسکن مشرق میں لب دریاء بلاک چین اور اسکے بالائی ممالک میں جنوبًا ہند تک اور اسکے نیچے شمالًا

سدِ یاجوج اور ماجوج تک تھا (بعض مورخوں کا خیال ہے کہ یاجوج و ماجوج، ترکوں میں سے ہیں) اور آخر میں انہوں نے اپنے قیام کے لئے جانب مغرب بلاد صقالبہ کو تا خلیج قسطنطنیہ پسند کیا۔ بلاد صقالبہ افرنج کے مجاور اور روم سے ملا ہوا ہے جانب جنوب انکا مسکن۔ بلاد قوز قریب نہر بعد ازاں خراسان، آذربائیجان اور خلیج قسطنطنیہ تھا اور آخر میں شمالی ممالک میں بلاد فرغانہ، شاش اور علاوہ ان کے بلاد شمالیہ کو جنکے نام بوجہ بُعد مسافت معلوم نہیں ہو سکے اپنے قیام و مسکن کے لئے منتخب کیا۔ اور مابین ان حدود کے بلاد غزنی، نہر جیحون، بلاد خوارزم، سرحد چین، بلاد قفچاق، روس اور خلیج قسطنطنیہ شمال غرب میں بھی یہی ترک آباد و سکونت پذیر تھے۔ انہیں ترکوں کا ایک گروہ کثیر جنکی تعداد انکے خالق کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا بطور خانہ بدوشوں کے ممالک مذکورہ کے اطراف و جوانب میں بوجہ شدت سرما ادنی خیموں میں رہتا تھا۔ + اور اسکا گزر دیار بکر کی طرف ہوا والی دیار بکر نصر بن مروان شہر سے باہر آیا اور ایک لاکھ دینار شاہی دربار میں پیش کیا۔ جب سلطان کے کانوں تک یہ خبر پہونچی کہ والی شہر نے یہ رقم کثیر رعایا سے وصول کی ہے تو اس نے اس کو واپس دیدیا بعد اسکے آمد پہونچا اور وہاں کے رہنے والوں کو امن دی۔ شہر پناہ کا چکر لگایا۔ اپنے ہاتھوں سے شہر پناہ کی دیوار کو مس کرتا تھا اور اسکو اپنے چہرہ پر مسلمانوں کے مرصد کا تبرک سمجھکر پھیرتا تھا بعد

+ اس مضمون کو مضامین سابق سے کچھ ربط و تعلق نہیں ہے شاید مورخ ابن خلدون نے اس مقام پر خالی جگہ چھوڑ دی تھی۔ کاتب نے کچھ خیال نہیں کیا جیسا کہ سمجھ کر پڑھنے والوں پر یہ امر ظاہر ہوگا۔ یہ خلاصہ اس کا ہے جسکو شیخ عطار نے لکھا ہے۔ کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ سلطان الپ ارسلان سے متعلق ہے جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں سلطان الپ ارسلان کے قبضہ حلب کے ضمن میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر کیا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۳ مطبوعہ لیدن

Marfat.com

ازاں الرہا کی طرف روانہ ہوا اور اسکا بھی محاصرہ کیا۔ اہل الرہا نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے بعد ازاں حلب کی جانب قدم بڑھایا والی حلب "محمود" نے اپنے سپہ سالار ریعول کو اسکے پاس بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ اسکے نام کو خطبہ میں داخل کرنے کا وعدہ کیا اور حاضری کی معذرت کی سلطان نے اس معذرت کو منظور نہ کیا اور یہ ارشاد کیا کہ وہ ہمارا نام خطبہ میں کس طرح داخل کر سکتا ہے کیونکہ وہ اذان میں "حی علیٰ خیر العمل" کہتا ہے اُس سے کہدو کہ تمکو باول ناخواستہ حاضر ہونا پڑے گا، محمود نے حاضری سے انکار کیا سلطان نے حصار میں سختی شروع کی۔ والی حلب (محمود) تنگ ہو کر رات کے وقت معہ اپنی ماں ضیعہ بنت وثاب نمیری سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اسکی بڑی عزت کی۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور اسکو اسکے شہر کی طرف واپس کر دیا۔

سلطان الپ ارسلان کا خلاط پر جہاد اور رومی بادشاہ کی گرفتاری

ارمانوس نامی رومیوں کا بادشاہ اِن دنوں قسطنطنیہ پر حکومت کر رہا تھا۔ طبیعت میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بلاد اسلامیہ کے سرحدی شہر ہمیشہ خطرہ میں رہتے تھے۔ سنہ ۴۶۲ھ میں فوج مہیا کر کے ملک شام پر چڑھائی کر دی۔ شہر منبج کو جا گھیر لیا۔ قتل و خون ریزی، لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ محمود بن صالح بن مرداس کلابی اور ابن حسان طائی نے اپنی اپنی قوموں اور نیز ان عربوں کو جو اُن کے قرب و جوار میں تھے جمع کر کے مقابلہ کیا۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے رومی لشکر نے نہایت بُری طور سے انکو ہزیمت دی۔ اور ارمانوس، قسطنطنیہ واپس آیا۔ بعد اسکے (سنہ ۴۶۳ھ میں) پھر ارمانوس نے دو لاکھ فوج لیکر بلاد اسلامیہ پر یلغار کیا۔ اس فوج میں رومی، فرانس، روس، کرخ اور وہ عرب بھی شامل تھے جو اُن کے ممالک میں یا انکے ممالک کے قرب و جوار میں رہتے تھے۔ چنانچہ ملازکرد (صوبہ خلاط کے شہر) پر پہونچکر لڑائی کا

Marfat.com

نیزہ گاڑا۔ اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خوی (صوبہ آذربائیجان) میں حلب سے واپس ہو کر مقیم تھا اس خبر وحشت اثر کو سُن کے غصہ سے کانپ اُٹھا۔ اپنے حرم اور اسباب کو اپنے وزیر السلطنت نظام الملک طوسی کے ہمراہ ہمدان بھیجدیا اور بذات پندرہ ہزار جنگ آوروں کو لئے ہوئے ارمانوس سے جنگ کرنے کو بڑھا۔ سلطانی مقدمۃ الجیش سے ارمانوس کا رومی مقدمہ مقابل ہوگیا، پہلے ہی حملے میں لشکر اسلام نے رومیوں کو شکست دی، اسکے بادشاہ کو گرفتار کرلیا اور پابزنجیر بارگاہ سلطانی میں بھیجدیا۔ سلطان نے اسکی ناک کٹوائی اور اسکے مال و اسباب اور آلات حرب کو وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس روانہ کردیا (اور یہ ہدایت کردی کہ دار الخلافت بغداد بھیجدینا) +

+ اسلامی مقدمۃ الجیش کی کامیابی کے بعد موکب سلطانی کا لشکر ارمانوس سے مڈبھیڑ ہوا۔ سلطان نے رومی بادشاہ کے پاس پیام صلح بھیجا، رومی بادشاہ نے جواب دیا "رسے دید و مصالحت ہو جائے"، سلطان کو اس سے سخت تردد ہوا، فقیہ ابو نصر محمد بن عبد الملک بخاری نے عرض کی "آپ تو دینی لڑائی لڑتے ہیں جسمیں اللہ تعالیٰ نے امداد کا وعدہ فرمایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی کا سہرہ آپ کے سر رہے گا جمعہ کے جسوقت خطبا منبروں پر خطبہ پڑھنے کو جاتے ہیں اُسوقت آپ حملہ کیجئے کیونکہ اِسوقت وہ لوگ مجاہدوں کی فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے ہیں"، چنانچہ سلطان نے اسی وقت حملہ کی تیاری کی فوج کو مجتمع کرکے ایک پُرجوش تقریر کی، تقریر نہایت پرجوش تھی خود بھی رو اُٹھا لشکری بھی ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگے سبھوں نے خشوع خضوع سے دعائیں کیں، سلطان نے دعا سے فارغ ہوکر لشکریوں کو مخاطب ہو کر کہا "جس شخص کا جی واپس جانے کو چاہتا ہو وہ بے تامل چلا جاے میں اسوقت بادشاہ نہیں ہوں میں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے جنگ کی ٹھان لی ہے"، لشکریوں نے سینہ سپر ہوکر کہا "ہم لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرفروشی کو تیار ہیں"، المختصر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا کھیت لشکر اسلام کے ہاتھ رہا بیشمار عیسائی مارے گئے، مال غنیمت ہاتھ آیا۔ رومی بادشاہ گرفتار ہوکر بارگاہ سلطانی میں پیش ہوا، دس لاکھ پچاس ہزار دینار فدیہ لیکر سلطان نے اس کو رہا کیا، اور یہ شرط کرلی کہ جس قدر [بقیہ نوٹ صفحہ ۶

Marfat.com

بعد اسکے سلطان سمرقند کی جانب بڑھا۔ تکین والی سمرقند شہر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ صلح کا پیام دیا چنانچہ ملک شاہ نے اس سے مصالحت کر لی۔ بلخ اور طغارستان کی حکومت اپنے بھائی شہاب الدین کو عنایت کی اور خراسان ہوتا ہوا رے کی طرف روانہ ہوا۔

قاروت بک والی کرمان کا ہنگامہ اور قتل

قاروت بک برادر الپ ارسلان، کرمان کا حاکم تھا جب اپنے بھائی سلطان الپ ارسلاں کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے تاج و تخت شاہی پر قبضہ کرنے کی غرض سے رے کی طرف قدم بڑھایا۔ اتفاق یہ کہ اس کے پہونچنے سے پہلے سلطان ملک شاہ اور نظام الملک وزیر السلطنت رے پہونچ گیا تھا مسلم بن قریش، منصور بن دبیس اور بہت سے امرا اکراد موکب سلطانی کے ساتھ تھے (۱۲ شعبان ۴۶۵ھ میں) قاروت بک اور سلطان ملک شاہ سے مقام ہمدان میں مقابلہ ہوا۔ قاروت بک کو ہزیمت ہوئی گرفتار ہو کر امام سعد الدولہ گوہرائیں کے روبرو پیش کیا گیا۔ امام سعد الدولہ نے اس کا گلا گھوٹ دیا مر گیا، لیکن کرمان کی حکومت اسی کے لڑکے کو دی۔ جائزے اور خلعت ان لوگوں کو مرحمت کی، عربوں اور کردوں کو بھی جاگیریں اور انعام دیا اسوجہ سے کہ انہوں نے موقع جنگ پر نمایاں خدمتیں انجام دی تھیں۔

چونکہ سلطان الپ ارسلاں، شرف الدولہ سے ناراض تھا اسوجہ سے خلافت مآب نے نقیب النقباء طراد بن محمد زینبی کو شرف الدولہ کے پاس موصل روانہ کیا تھا کہ اسکو اپنے ہمراہ سلطان الپ ارسلاں کی خدمت میں لیجا کر میری طرف سے سفارش کر کے باہم صفائی کرا دو چنانچہ نقیب النقباء شرف الدولہ کو اپنے ساتھ لئے ہوئے سلطان الپ ارسلاں کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ میں سلطان الپ ارسلاں کے مرنے کی خبر لگی تو ان لوگوں نے ملک شاہ کی خدمت میں حاضر

بقیہ نوٹ صفحہ ۵] مسلمان بلاد روم میں قید ہیں سب کے سب رہا کر دیئے جاویں اور پچاس برس کے لئے صلح کیجائے۔ رومی بادشاہ نے اسکو نہایت خوشی سے قبول و منظور کیا سلطان نے دس ہزار دینار اسکو سفر خرچ کے لئے مرحمت کئے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴ و ۴۵۔ مطبوعہ لیڈن

ہوکر باریابی حاصل کی اور شریک جنگ قاروت بک ہوئے۔ مسلم بن قریش نے ملک شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اسکے پہلے ہی قبول کرلی تھی۔ باقی رہا بہاء الدولہ منصور بن دبیس، یہ اس وجہ سے سلطانی موکب میں تھا کہ اسکے باپ نے کچھ مال، سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اسکی معرفت بھیجا تھا پس جسوقت یہ بارگاہ سلطان میں حاضر ہوا اسوقت سلطان جنگ قاروت بک پر جارہا تھا پس یہ بھی اسکے رکاب میں روانہ ہوا اور جنگ قاروت بک میں حصہ لیا۔

بعد اسکے ایاز برادر سلطان ملک شاہ نے بمقام بلخ ۴۶۵ھ میں وفات پائی سلطان ملک شاہ نے اسکے بیٹے کو اپنی کفالت میں ۴۶۷ھ تک رکھا اسی سنہ کے پندرہویں شعبان میں خلیفہ قائم بامراللہ نے اپنی خلافت کے پینتالیس برس بعد وفات پائی بوقت وفات اسکا کوئی لڑکا موجود نہ تھا صرف ایک پوتا تھا جو مقتدی بامراللہ عبداللہ ابن محمد کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اسکا باپ محمد بن قائم بامراللہ جسکو خلیفہ قائم بامراللہ نے اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا جسکا لقب ذخیرۃ الدین تھا اور کنیت ابوالعباس تھی سنہ ..... میں وفات پاچکا تھا اسوجہ سے خلافت آب نے بوقت وفات اپنے پوتے عبداللہ محمد کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ چنانچہ بعد وفات خلافت آب، ارا کین دولت، موید الملک بن نظام الملک، وزیر السلطنت فخر الدولہ بن جہیر اور اس کا بیٹا عمید الدولہ، شیخ ابواسحٰق شیرازی، نقیب النقباء طراد اور قاضی القضاۃ دامغانی نے دبار خلافت میں حاضر ہوکر حسب ولیعہدی خلیفہ قائم بامراللہ، مقتدی، بامراللہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی خلیفہ مقتدی نے سریر خلافت پر متمکن ہوکر فخر الدولہ بن جہیر کو بدستور عہدہ وزارت پر قائم رکھا اور اسکے بیٹے عمید الدولہ کو سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت لینے کو روانہ کیا واللہ الموفق للصواب۔

بن اثیر نے اس واقعہ کو ۴۶۶ھ کے وافیات میں لکھا ہے دیکھو تاریخ کامل اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۶۴

Marfat.com

دمشق پر سلجوقیہ کا استیلا اور محاصرہ مصر

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ انسز نے رملہ اور بیت المقدس پر ۴۶۱ھ میں متصرف ہو کر دمشق کا محاصرہ کر لیا تھا۔ بعد محاصرہ کچھ سوچ سمجھ کر واپس آیا لیکن اطراف دمشق میں غارتگری اور لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا کوئی سال ایسا نہ تھا کہ جسمیں اس نے اطراف دمشق کو تاخت و تاراج نہ کیا ہو تا آنکہ ۴۶۷ھ کا دور آگیا۔ ماہ رمضان میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا اور بعد چند روز کے محاصرہ اُٹھا کر واپس آیا۔

والی دمشق معلی بن وحید جو خلیفہ مستنصر علوی مصری کی طرف سے دمشق پر مامور تھا دمشق چھوڑ کر بھاگ نکلا فوج اور رعایا نے اسکے ظلم و تعدی سے تنگ آکر اس کے خلاف بلوہ کر دیا۔ معلی، دمشق سے نکل کر بانیاس پہونچا پھر بانیاس سے نکل کر صور میں جا کر دم لیا۔ صور سے مصر چلا گیا۔ خلیفہ مصری نے گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا چنانچہ بحالت قید مر گیا۔ اہل دمشق نے معلی کے بھاگ جانے کے بعد انتصار بن بحے مصمودی ملقب بہ نصیر الدولہ کو اپنا والی مقرر کیا۔ رسد و غلہ کی کمی نے حالت تنگ کر دی۔ پریشانی کی کوئی حد نہ رہ گئی۔ انسز کو موقع مل گیا۔ ماہ شعبان ۴۶۸ھ میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق نے مقابلہ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ امن کی درخواست کی۔ انتصار کو بجائے دمشق، قلعہ بانیاس اور شہر یافہ جو ساحل پر ہے دیدیا اور ماہ ذی القعدہ میں داخل دمشق ہو کر خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ جامع دمشق میں پڑھا۔ اذان میں "حی علیٰ خیر العمل" کہنے کی ممانعت کر دی۔ اور رفتہ رفتہ شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا

۴۶۹ھ میں انسز نے مصر پر فوج کشی کی اور پہونچکر اسکا محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی روزانہ جنگ سے اہل مصر کو تنگ کرنے لگا۔ خلیفہ مستنصر علوی نے بادیہ نشینان عرب سے امداد کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے امداد کا وعدہ کیا۔ ادہر سے بدر جمالی عساکر قاہرہ کو لیکر مقابلہ پر آیا اُدہر سے بادیہ نشینان عرب حسب وعدہ کمک

Marfat.com

پر آگئے۔ اتسز کو ہزیمت ہوئی بہزار خرابی جان بچاکر بیت المقدس کی طرف بھاگا۔ اہل بیت المقدس اسکے زمانہ عدم موجودگی میں خوب کھل کھیلے تھے جن لوگوں کو اتسز بیت المقدس میں چھوڑ گیا تھا ان کو محراب داؤد میں محصور کر رکھا تھا اور طرح طرح کی تکالیف اور مصیبتوں میں ان کو مبتلا کر رکھا تھا۔ اہل بیت المقدس، اتسز کی آمد کی خبر سنکر محفوظ مقامات میں قلعہ نشین ہوگئے۔ اتسز نے بزور تیغ انکو زیر کیا۔ ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا ہزاروں تیغ اجل کے نذر ہوگئے جو لوگ مسجد اقصےٰ میں جا چھپے تھے وہ بھی اس قتل وخون ریزی سے جاں بر نہوئے۔

اتسز کے نام کی صحت ہم اوپر کر آئے ہیں۔ اہل شام اسکو اقسیس (یا انسیس) کہتے تھے لیکن صحیح اتسز ہے یہ ترکی نام ہے۔

القصہ سلطان ملک شاہ نے سنہ ۴۷۱ھ میں اپنے بھائی تتش بن الپ ارسلان کو بلاد شام کی حکومت عنایت کی علاوہ اسکے اُن شہروں کی حکومت بھی دیدی جنکو وہ اس اطراف میں اپنے زور بازو سے مفتوح کرلے۔ چنانچہ تتش نے اولاً حلب کا قصد کیا اور حلب پر پہونچکر محاصرہ ڈالا۔ اسکے رکاب میں ترکمانوں کا بہت بڑا گروہ تھا انہیں دنوں بدر جمالی نے جو کہ مصر پر متغلب ومستولی ہو رہا تھا ایک عظیم فوج محاصرہ دمشق کو روانہ کی تھی۔ اتسز نے اس خبر سے مطلع ہوکر تتش سے جو کہ حلب کا محاصرہ کئے تھا امداد کی درخواست کی۔ تتش محاصرہ حلب سے دست کش ہوکر اتسز کی مدد کو آپہونچا۔ مصری لشکر مقابلہ نہ کرسکا دمشق سے بھاگ آیا۔ جسوقت تتش قریب دمشق پہونچا اتسز نے استقبال نہ کیا دمشق میں تتش کے ورود کا منتظر رہا تا آنکہ قریب شہر پناہ تتش سے ملاقات کی تتش کو اتسز یہ بے تمیزی ناگوار گزری۔ غصہ کا اظہار کیا۔ اتسز نے بادل ناخواستہ معذرت کی۔ تتش نے اُسی وقت اُسکو قتل کر ڈالا۔ دمشق اور کل ممالک شام پر قابض ہوگیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا تتش کا لقب تاج الدولہ تھا

Marfat.com

بعد اسکے تتش نے ۴۷۲ھ میں حلب کا دوبارہ محاصرہ کیا بعد چند دنوں کے محاصرہ اٹھا کر مراغہ اور بیرہ کی طرف بڑھا اور اسپر قبضہ حاصل کر کے دمشق کی جانب واپس ہوا۔ تتش کے محاصر اُٹھا لینے کے بعد مسلم بن قریش، حلب آیا اور مالک بن بیٹھا جیسا کہ مسلم بن قریش کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔ اس کامیابی کے بعد مسلم بن قریش نے سلطان ملک شاہ کو اسکی خبر دی۔ سلطان ملک شاہ نے اپنی طرف سے اسکو حلب کی سند حکومت عطا کی۔

آخری ۴۷۴ھ میں مسلم بن قریش نے دمشق کا محاصرہ کیا لیکن چند دنوں بعد محاصرہ اُٹھا لیا۔ مسلم بن قریش کی واپسی کے بعد تتش نے دمشق سے خروج کیا۔ ساحل شامی کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ طرسوس کو فتح کر کے دمشق واپس آیا۔ پھر ۴۷۹ھ میں تاج الدولہ تتش نے رومی شہروں پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی۔ مسلم بن قریش کو اسکی خبر لگ گئی۔ خالی میدان دیکھ کر دمشق پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں مسلم بن قریش کے ساتھ عربوں اور کردون کی بہت بڑی جماعت تھی۔ خلیفہ مصر نے بھی امداد کا وعدہ کیا تھا مگر یہ امدادی فوج، مسلم بن قریش کے واپس آنے کے بعد پہونچی۔ تتش کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے رومی شہروں کے قصد سے ہاتھ کھینچ لیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرتا ہوا مسلم کے پہلے دمشق پہونچ گیا۔ مسلم نے دمشق پر پہونچکر محاصرہ ڈالا۔ تتش اپنی فوجوں کو مرتب کر کے محاصرہ اُٹھا دینے کی غرض سے شہر سے باہر نکلا اور خم ٹھونک کر میدان میں آگیا۔ مسلم کو اس واقعہ میں ہزیمت ہوئی۔ اسی اثناء میں مسلم کو یہ خبر لگی کہ اہل حران نے اسکے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ بحال پریشان مرج الصفر سے اپنے دارالحکومت کی جانب مراجعت کی بعد اسکے امیر ایجوش نے مصر سے فوجیں مرتب کر کے ۴۸۰ھ میں دمشق پر یلغار کیا اور محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق نے قلعہ بندی کر لی۔ امیر ایجوش اپنا سا منہ لیکر واپس ہو کر سلطان کے بھائی تکش سے جا ملا۔ . . . . .

۱؎ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

اس سے اسکی قوت بڑھگئی علم بغاوت بلند کر دیا۔ مرو الرود اور مرو الشاہجان وغیرہما پر قبضہ کر کے بقصد قبضۂ خراسان، نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان کو اسکی خبر لگ گئی تکش کے پہونچنے سے پہلے سلطان نیشاپور پہونچ گیا تکش بے نیل مرام واپس ہوا اور ترمذ میں پہونچکر قلعہ نشین ہوگیا سلطان نے اس پر محاصرہ ڈالدیا۔ تکش نے مجبور ہوکر مصالحت کی درخواست کی اور کل لشکریوں کو جو شاہی فوج کے اسکے یہاں قید تھے ازاد کر دیا اور ترمذ سے نکل کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اسکی عزّت کی، گلے لگایا۔ اس کے چند دنوں بعد ۴۷۳ھ میں تکش کے دماغ میں ہوائے بغاوت پھر سما گئی مرو الرود پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور بڑھتے بڑھتے سرخس کے قریب پہونچ گیا اور قریب سرخس اُس قلعہ کا محاصرہ کر لیا جو مسعود ابن امیر فاخر کے قبضہ میں تھا۔ مسعود میں تاب مقاومت نہ تھی قریب تھا کہ قلعہ کو تکش کے حوالہ کر دیتا۔ اتفاق سے ابو الفتوح طوسی (یہ نظام الملک وزیر السلطنت کا مصاحب تھا) کو سوجھ گئی اور غضب کی سوجھی۔ یہ ان دنوں نیشاپور میں تھا اس نے ایک خط نظام الملک طوسی کی طرف سے مسعود والی قلعہ کو اس مضمون کا لکھا کہ "تم گھبراؤ نہیں، پورے دم وخم سے مقابلہ پر اڑے رہو میں بہت جلد سلطانی موکب کے ہمراہ تمہاری مدد کو پہونچا جاتا ہوں اور دشمنوں کو مار کر بھگا دونگا"، یہ خط ایک ساندنی سوار کو دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تم تکش کی فوج سے ہو کر گزرنا۔ اجنبی سمجھکر تمکو گرفتار کرلیں گے جب تم پر تشدد زیادہ ہو اور قتل کی دھمکی دی جاے تب تم اس خط کو دینا اور عند الاستفسار کہدینا کہ "سلطان ملک شاہ، فوج عظیم لیکر سے مسعود کی امداد کو روانہ ہوگیا ہے" چنانچہ ساندنی سوار نے ایسا ہی کیا۔ چونکہ ابو الفتوح کا خط نظام الملک وزیر السلطنت کے خط سے بیحد مشابہ تھا اسوجہ سے تکش کو یقین ہوگیا کہ یہ خط ضرور نظام الملک کا ہے۔ اب خیر نہیں ہے فوراً محاصرہ اُٹھاکر کمال بے سروسامانی سے قلعہ رنج کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ اتنا بھی ہوش وحواس بجا

نہ رہے کہ خیموں اور سامان کو لیتا۔ چولھے پر ہانڈیاں چڑھی ہوئیں چھوڑ گیا۔ اہل قلعہ نے دوسرے دن قلعہ سے نکل کر جو کچھ اسکے لشکر گاہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے تین مہینہ کے بعد سلطان ملک شاہ آیا اور اس نے تکش کا محاصرہ کیا اور بزور تیغ مفتوح کر کے تکش کو اپنے بیٹے احمد کے حوالہ کر دیا۔ احمد نے اسکی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور جیل میں ڈالدیا۔ مختصر یہ کہ اس طریقہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے اقرار اور قسم کو نہ توڑا۔

شیخ ابو اسحاق شیرازی کی سفارت

چونکہ عمید العراق ابو الفتح بن ابو اللیث والی عراق خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے ساتھ بدمعاملگی اور کج ادائی سے پیش آتا تھا اسوجہ سے خلافت مآب نے (ماہ ذی الحجہ ۴۶۵ھ میں) شیخ ابو اسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق کی شکایت کا خط دیکر اصفہان روانہ کیا۔ شیخ کے ہمراہ اس سفارت میں امام ابو بکر شاشی وغیرہ نامی نامی علماء تھے جن شہروں کی طرف سے شیخ موصوف کا گذر ہوتا تھا اس جوش و مسرت سے وہاں کے رہنے والے استقبال کرتے تھے کہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا لوگوں کے ازدحام کی یہ حالت تھی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ شیخ کے رکاب کو مس کرتے تھے اسکے گھوڑے کے قدم کی مٹی تبرکاً لیتے تھے اور جو کچھ ان کے پاس دراہم، دنانیر چاندی سونے کے سکے) موجود تھے شیخ پر نثار کرتے تھے، صنعت و حرفت اور تجارت پیشہ والے بھی اپنی مصنوعات اور تجارتی اسباب نہایت کشادہ پیشانی سے بیدریغ لٹا رہے تھے۔ شیخ اس

ملک شاہ نے تکش سے اقرار کیا تھا اور حلف اٹھایا تھا کہ میں تمکو کسی قسم کی ایذا نہ دونگا۔ چنانچہ تکش نے اسی عہد و اقرار کے بناء پر اپنے کو سلطان کے حوالہ کیا تھا۔ اسکے بعد سلطان کو تکش کی ایذا دہی اور قید کرنے کی فکر ہوئی۔ فقہاء نے فتویٰ دیا کہ آپ اسکو اپنے بیٹے احمد کو دیدیجئے وہ اسکے ساتھ سب کچھ کر سکے گا آپ بری الذمہ رہیں گے چنانچہ سلطان نے ایسا ہی کیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۹

Marfat.com

خوشی و مسرّت کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل اللہ تعالیٰ کا شکر و حمد کر رہا تھا۔ الغرض کوچ و قیام کرتا ہوا سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلافت مآب کا پیام پہونچایا، سلطان ملک شاہ نے جتنے مطالبات تھے سبھوں کو قبول و منظور کیا اور عمید العراق کا تعلق جس قدر خلافت مآب سے تھا ان سب کو منقطع کر دیا بعد اسکے شیخ، وزارت مآب نظام الملک کے دربار میں حاضر ہوا۔ امام الحرمین سے مناظرہ ہو گیا جس کے واقعات معروف اور مشہور ہیں

فخر الدولہ کی معزولی عمید الدولہ کی وزارت

۴۶۱ھ میں نظام الملک نے فخر الدولہ ابو نصر بن جہیر کو خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وزارت سے معزول کر دیا تھا۔ عمید الدولہ بن فخر الدولہ نے وزیر السلطنت نظام الملک کے دربار میں حاضر ہو کر معذرت کی چنانچہ نظام الملک اس سے راضی ہو گیا اور خلافت مآب سے اسکی عفو تقصیر اور دوبارہ عہدۂ وزارت پر مقرر کئے جانے کی سفارش کی۔ پس خلافت مآب نے عمید الدولہ کو قلمدان وزارت مرحمت فرمایا اور اسکے باپ کو بدستور معزول رکھا جیسا کہ اوپر خلفاء بغداد کے حالات کے ضمن میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

خلیفہ مقتدی کا سلطان کی لڑکی سے عقد

۴۷۴ھ میں خلیفہ مقتدی نے فخر الدولہ (وزیر) کو سلطان ملک شاہ کے پاس اسکی بیٹی سے اپنی منگنی کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ فخر الدولہ، سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان پہونچا اور خلیفہ مقتدی کا پیام سلطان کو دیا۔ سلطان نے اپنی بیٹی کا عقد خلافت مآب کے ساتھ پچاس ہزار دینار مہر معجل پر کر دیا۔ فخر الدولہ نے بغداد کی طرف مراجعت کر دی۔

عمید الدولہ کی معزولی

پھر ۴۷۶ھ میں خلیفہ مقتدی نے فخر الدولہ کے بیٹے عمید الدولہ کو وزارت کے عہدہ سے معزول کر دیا اتفاق یہ کہ جس دن عمید الدولہ معزول کیا گیا

۱ فخر الدولہ کی معزولی کے بعد وزارت عظمیٰ ابو الفتح مظفر ابن رئیس الرؤساء کو مرحمت ہوئی۔ یہ محکمہ تعمیرات کا وزیر تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۳

Marfat.com

اسی دن سلطان اور نظام الملک کا خط مشعر طلبی بنو جہیر (عمید الدولہ وغیرہ) صادر ہوا۔ چنانچہ بنو جہیر معہ اپنے اہل و عیال کے سلطان کے پاس چلے گئے۔ سلطان بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ فخر الدولہ کو دیار بکر کی حکومت عطا کی۔ اور ایک فوج فخر الدولہ کے ہمراہ دیار بکر کو بنو مروان کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے روانہ کی اور اس امر کی اجازت دی کہ "تم اسکے محاصل کو اپنے صرف میں لاؤ، خطبہ میں اپنا نام داخل کر لو اور سکہ بھی اپنے ہی نام کا مسکوک کراؤ"۔ چنانچہ فخر الدولہ اس کر و فر کے ساتھ شاہی لشکر لئے ہوئے دیار بکر کی طرف بڑھا۔

فخر الدولہ کا موصل پر قبضہ

ابن مروان والی دیار بکر کو اسکی خبر لگ گئی۔ گھبرا گیا۔ مسلم بن قریش سے امداد کی درخواست کی اور اس صلہ میں ایک خاص امر (آمد کے دینے) کا اقرار کیا دونوں نے قسمیں کھائیں اور ابن جہیر سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے ہنوز جنگ کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ سلطان نے ابن جہیر کی کمک پر لبسر کر دی امیر ارتق بن اکسک ایک فوج اور بھیجدی۔ لیکن بایں ہمہ ابن جہیر، ابن مروان سے مصالحت کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ ارتق کو یہ امر خلاف دشاق گزرا فوراً حملہ کر دیا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ عربوں اور کردوں کو ہزیمت ہوئی۔ انکا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ مسلم بن قریش کسی طرح جان بچا کر آمد پہونچا۔ فتحمند گروہ نے تعاقب کیا اور ہر چہار طرف سے آمد کا محاصرہ کر لیا۔ مسلم بن قریش نے اس امر کو محسوس کر کے کہ اب میں گرفتار ہوا چاہتا ہوں امیر ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ سے جسقدر مال چاہو لے لو اور مجھے راستہ دیدو میں نکل جاؤں۔ امیر ارتق اس امر پر راضی ہو گیا۔ مسلم بن قریش آمد کو خبر آباد کہکر رقہ کی طرف چلا گیا۔ اور ابن جہیر نے میافارقین کا راستہ لیا منصور بن مزید اور اسکا بیٹا صدقہ، ابن جہیر سے علیحدہ ہو کر خلاط کی جانب واپس ہوا۔

سلطان کو جب اس امر کی اطلاع پہونچی کہ مسلم بن قریش کا آمد میں محاصرہ کر لیا گیا ہے تو اس نے عمید الدولہ کو فوج کثیر کے ساتھ موصل کے سر کرنے کی غرض سے

۱؎ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۹

روانہ کیا۔ اسی مہم میں عمید الدولہ کے ہمراہ افسنقر قسیم الدولہ بھی تھا جسکو سلطان نے اسکے بعد حلب کی حکومت عنایت کی تھی۔ قصہ مختصر عمید الدولہ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں امیر ارتق مل گیا۔ وہ بھی عمید الدولہ کے ہمراہ موصل کی مہم پر واپس ہو گیا جس وقت شاہی لشکر موصل پر پہونچا۔ عمید الدولہ نے اہل موصل کے پاس ترغیب اور ترہیب کا پیام بھیجا اہل موصل نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے مصالحت کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کھولدیئے اور اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔

سلطان بنفس نفیس اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے مسلم بن قریش کے مقبوضات کی طرف بڑھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلم بن قریش کو محاصرہ سے نجات مل گئی تھی جسکے متصل مقیم تھا۔ سلطان نے چھیڑ چھاڑ مناسب نہ سمجھا۔ مؤید الملک بن نظام الملک کو خط دیکر مسلم بن قریش کے پاس بھیجا۔ مسلم نے شاہی خط کو سر اور آنکھوں سے لگایا۔ اور فدیکر مقام بوازیج میں حاضر دربار شاہی ہوا۔ سلطان نے اس کو خلعت خوشنودی سے سرفراز فرمایا اور اسکو اسکے مقبوضات پر بحال رکھا اور خود بدولت و اقبال اپنے برادر تکش سے جنگ کرنے کو (خراسان کی طرف) روانہ ہوا جسکا ذکر ابھی تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

فتح انطاکیہ سلیمان بن قطلمش بن اسرائیل بن سلجوق والی قونیہ و اقصرا نے بلاد روم سے ملک شام کی طرف زیر و زبر کرنے کی غرض سے قدم بڑھایا۔ اسوقت انطاکیہ، رومی بادشاہ کے قبضہ میں ۳۵۸ھ سے تھا، فردوروس نامی عیسائی اسکا حکمران تھا۔ فردوروس کا اخلاق اچھا نہ تھا۔ نہایت درجہ کا ظالم اور بداطوار تھا۔ عابد اور لشکری اس سے نالاں تھے اپنے لڑکے کو بھی قید کر دیا تھا۔ اسنے افسر اعلیٰ پولیس سے جو فردوروس کی طرف سے حفاظت انطاکیہ پر مامور تھا ساز باز پیدا کیا۔ چنانچہ دونوں نے متفق ہو کر ۴۷۸ھ میں سلیمان بن قطلمش کو انطاکیہ پر قبضہ کر لینے کو بلا بھیجا۔ سلیمان تین ہزار سواروں اور بہت سے پیادوں کے ساتھ براہ دریا قریب تر ساحل سے انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا۔ دریا

Marfat.com

کا سفر طے کر کے خشکی پر اوترا۔ دشوار گذار راستوں اور پہاڑی درّوں سے گزرتا ہوا شہر انطاکیہ تک پہونچ گیا۔ افسر اعلیٰ پولیس انطاکیہ نے موقع دے دیا۔ سلیمان کے سپاہی سیڑھیاں لگا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور شہر میں داخل ہو کر قتل و خونریزی کا بازار گرم کر دیا۔ تھوڑی دیر تک اہل شہر نے مقابلہ کیا بالآخر انکو ہزیمت ہوئی۔ ایک گروہ کثیر کام آگیا باقی ماندگان کی تقصیر سلیمان نے معاف کر دی۔ قلعہ اور شہر پر قابض ہو گیا۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا خاتمہ جنگ کے بعد اہل انطاکیہ کے ساتھ حسن سلوک پیش آیا اور بوقت جنگ جسقدر حصہ قلعہ اور شہر کا خراب و مسمار ہو گیا تھا اسکی تعمیر کا حکم صادر کیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بشارت فتح کا عریضہ روانہ کیا۔

قتل مسلم بن قریش انطاکیہ کے مفتوح ہونے کے بعد مسلم بن قریش والی حلب نے سلیمان بن قطلمش کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور اُس سے اس مال کا مطالبہ کیا جو فردوروس عیسائی بادشاہ انطاکیہ، مسلم بن قریش کو سالانہ ادا کیا کرتا تھا اور بصورت عدم ادائیگی سلطان کی شاہی سطوت و جبروت کی دھمکی دی۔ سلیمان نے جواب دیا۔ "سلطان کی اطاعت میرا شعار ہے، خطبہ میں اسی کا نام ہے، سکہ پر بھی اسی کا نام مسکوک ہے، باقی رہا سالانہ خراج جو فردوروس دیتا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر تھا اور میں بفضلہ تعالیٰ مسلم ہوں اور مسلم جزیہ اور خراج نہیں دیتا"۔ مسلم بن قریش کو اس جواب سے ناراضی پیدا ہوئی فوجیں مرتب کر کے اطراف انطاکیہ کی طرف بڑھا اور غارتگری شروع کر دی۔ سلیمان نے بھی یہ رنگ دیکھکر حلب پر یلغار کر دیا اور اسکے قرب و جوار کو لوٹ لیا۔

بعد اسکے مسلم بن قریش عرب اور ترکمانوں کو مجتمع کر کے انطاکیہ کے سر کرنے کو روانہ ہوا اس مہم میں مسلم بن قریش کے ہمراہ نامی نامی سرداران ترکمان تھے از آنجملہ حبق امیر ترکمان تھا۔ سلیمان بن قطلمش نے بھی فوجیں فراہم کیں اور انطاکیہ کی حفاظت پر کمر باندھ کر میدان جنگ میں آگیا۔ آخر ماہ صفر ۴۷۸ھ میں انطاکیہ کے باہر ایک کھلے میدان میں فریقین

Marfat.com

نے صف آرائی کی۔ اثنار جنگ میں جیق امیر ترکمان، سلیمان بن قطلمش سے مل گیا۔ اس سے مسلم کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ عرب ہزیمت اُٹھا کر بھاگ نکلا اسی دار و گیر میں مسلم بن قریش مارا گیا۔

مسلم بن قریش کی ہزیمت اور قتل کے بعد سلیمان نے حلب کا محاصرہ کیا۔ اہل حلب نے قلعہ بندی کر لی ابن حشیش عباسی سردار حلب نے سلیمان بن قطلمش کی خدمت میں تحایف اور ہدایا بھیجے اور یہ درخواست کی کہ مجھے چند دنوں کی مہلت دیجئے تاکہ میں سلطان ملکشاہ سے خط و کتابت کروں اگر وہ اجازت دیدینگے تو میں حلب کو آپ کے حوالہ کر دونگا سلیمان اس دم پٹی میں آگیا اور ابن حشیش نے تاج الدولہ تتش سے سازش کر لی اور اسکو حلب پر قبضہ کر لینے کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ تتش، حلب پر قبضہ کرنے کے لئے آیا۔ امیر ارسوس اکسک بھی اسکے ہمراہ تھا۔ امیر ارسوس سے کوئی امر خلاف مزاج سلطان ملک شاہ سرزد ہو گیا تھا جس سے اسکو اپنی جان کا خطرہ ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے تاج الدولہ تتش کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزیں ہوا تھا۔ تتش نے اسکو بیت المقدس کی حکومت پر مامور کیا۔ اس تعلق سے امیر ارتق اس مہم میں تاج الدولہ کے ساتھ آیا تھا۔ سلیمان کو اسکی خبر لگی تو اُس نے تتش کی روک تھام کی غرض سے لشکر کو مرتب کیا اور خم ٹھونک کر میدان میں آگیا۔ امیر ارتق نے اس لڑائی میں بہت بڑے بڑے نمایاں کام کئے کئی بار نرغہ میں پڑ گیا۔ آخر کار سلیمان کو ہزیمت ہوئی۔ خنجر سے اپنا آپ گلا کاٹ لیا مر گیا تتش نے اسکے خرگاہ اور کیمپ کو لوٹ لیا۔ جنگ سے فارغ ہو کر ابن حشیش سے حلب سپرد کرنے کا مطالبہ کیا ابن حشیش نے جواب دیا "ذرا صبر کیجئے میں سلطان ملک شاہ سے مشورہ

۱؎ کتابت کی غلطی ہے ارسوس نام نہ تھا بلکہ ارتق نام تھا۔ یہ وہی ہے جس نے معرکہ آمد میں شرف الدولہ مسلم بن قریش کو کچھ لیکر نکل جانے دیا تھا۔ یہی امر سلطان ملک شاہ کے مزاج کے خلاف ہوا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۶

Marfat.com

کریوں اگر اجازت دیدینگے تو میں بلا کسی عذر کے شہر پر آپکو قبضہ دیدونگا۔" تتش نے جواب صاف پاکر شہر پر محاصرہ ڈالدیا، ابن حشیش نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے قلعہ بندی کرلی۔ اتفاق یہ کہ اہل شہر میں سے بعض لوگوں نے تتش سے سازش کرلی اور تتش کو شہر میں داخل ہونے کا موقع دیدیا۔ چنانچہ تتش نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ ابن حشیش نے امیر ارتق کے پاس جاکر پناہ لی۔ امیر ارتق نے اسکو امن دی اور بحفاظت تمام اپنے پاس رکھا

ابن جہیر کا دیار بکر پر قبضہ

۴۷۸ھ میں ابن جہیر (فخر الدولہ) نے اپنے بیٹے زعیم الرؤسا ابوالقاسم کو آمد کے محاصرہ کرنے کو بھیجا۔ جناح الدولہ سالار بھی اس مہم میں تھا۔ زعیم الروسار نے آمد پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا۔ اسکے گرد و نواح کے بار آور درختوں کو کاٹ ڈالا۔ کھیتوں کو برباد کردیا۔ اہل آمد بھوکوں مرنے لگے۔ مگر اسپر بھی اہل آمد کی پیشانی پر شکن نہ آیا۔ مقابلہ پر اڑے رہے۔ اس اثنار میں عوام الناس میں سے ایک شخص نے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر سلطانی شعار کی ندا کردی چونکہ عوام الناس، عیسائیوں کے عمال سے بہ تنگ آگئے تھے اسکے پاس مجتمع ہوگئے۔ ہلڑ مچ گیا، زعیم الرؤسا کو موقع مل گیا شہر میں داخل ہوکر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۷۸ھ کا ہے۔

انہیں دنوں زعیم الدولہ کا باپ فخر الدولہ، میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ گوہرائین، شحنہ بغداد ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے اسکی کمک پر آگیا جس سے فخر الدولہ کی قوت بڑھ گئی حصار میں سختی شروع کردی۔ چھٹی جمادی الآخر کو شہر پناہ کا ایک بڑا ٹکڑا پتھر کا گر پڑا۔ اہل شہر نے گھبراکر شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا۔ فخر الدولہ نے شہر اور نیز ابن مروان کے کل مال و اسباب پر قبضہ کرلیا۔ مال و اسباب کو اپنے بیٹے زعیم الرؤسار کی معرفت سلطان کی خدمت میں بھیجدیا، زعیم الرؤسار گوہرائین کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ دونوں بغداد پہونچے۔ گوہرائین تو بغداد میں رہ گیا اور زعیم الرؤسار، بغداد سے روانہ ہوکر سلطان کی خدمت میں اصفہان پہونچا۔

Marfat.com

مہم میافارقین کے ختم ہونے پر فخر الدولہ نے ایک عظیم فوج جزیرہ ابن عمر کے سر کرنے کو بھیجا۔ جزیرہ ابن عمر اسوقت تک بھی مروان کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ فخر الدولہ کی فوج نے جزیرہ ابن عمر پر پہونچکر محاصرہ کر لیا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ اہل شہر میں سے بعضوں نے سلطان ملک شاہ کی اطاعت قبول کر لی اور شہر پناہ کے اُس دروازہ کو جو ان کے قریب تھا کھولدیا۔ فخر الدولہ کا لشکر گھس پڑا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ جزیرہ ابن عمر کے مفتوح ہو جانے سے بنی مروان کی حکومت دیار بکر سے منقطع ہو گئی۔ والبقاء للہ وحدہ۔

بعد اسکے سلطان ملک شاہ نے دیار بکر کو فخر الدولہ بن جہیر سے لے لیا۔ فخر الدولہ، موصل چلا گیا اور وہیں مقیم رہا تا انکہ ۴۸۳ھ میں دنیا رفانی سے کوچ کر گیا۔

حلب پر سلطان کا قبضہ اور افسنقر کی گورنری

جسوقت تاج الدولہ تتش نے شہر حلب پر قبضہ کیا تھا ان دنوں سالم بن ملک بن مروان برادر عم زاد مسلم بن قریش حلب میں تھا۔ شہر مفتوح ہو گیا تھا لیکن قلعہ حلب اسی کے قبضہ میں تھا۔ تتش قلعہ کا بھی سترہ ون تک محاصرہ کئے رہا تا انکہ سلطان ملک شاہ کے بھائی کے آنے کی خبر مشہور ہوئی۔

ابن خشیش نے جسوقت کہ اسکو تتش کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا تھا سلطان ملک شاہ کو لکھ بھیجا تھا کہ آپ تشریف لائیں میں حلب پر قبضہ دیدوں گا۔ اس بنا پر سلطان ملک شاہ نے ماہ جمادی الاخرہ ۴۷۹ھ میں اصفہان سے حلب کی طرف کوچ کیا۔ مقدمۃ الجیش پر برسق اور بدران دغیرہما نامی نامی سردار تھے۔ ماہ رجب میں موصل پہونچا۔ موصل سے روانہ ہو کر حران میں وارد ہوا۔ ابن شاطی والی حران نے شہر ملازمان سلطان کے حوالہ کر دیا۔ سلطان نے محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو مرحمت فرمایا ساتھی اسکے رحبہ معہ اسکے مضافات کے، سروج، رقہ اور خابور کی بھی حکومت دیدی اور اپنی بہن زلیخا خاتون سے اسکا عقد کر دیا۔ بعد اسکے الرہا کی طرف بڑھا اور رومیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ رومیوں نے اسکو

ابن عطیہ سے خرید لیا تھا جیساکہ اوپر ہم تحریر کر آئے ہیں۔ الرہا کو سر کرکے قلعہ جعبر پہونچا اور اسکو بھی بزور تیغ فتح کر لیا جسقدر رنبو قشیر وہاں تھے سبھوں کو موت کا ذائقہ چکھا یا۔ ان دنوں اس قلعہ کا ایک نابینا شخص جعفر نامی والی تھا، اسکے دو بیٹے تھے۔ دن دہاڑے یہ لوگ مسافروں کو لوٹ لیتے تھے آیند و روند کو ان سے خطرہ تھا۔ سلطان نے اس قلعہ کو مفتوح کرکے انکی تکلیف دہی اور ضرر رسانی سے عوام الناس کو بچا لیا۔ جعبر کے بعد منبج کو مفتوح کیا اور دریاے فرات کو حلب کی طرف عبور کیا۔ تتش نے معہ امیر ارتق سلطان کی آمد کی خبر پاکر شہر حلب سے کوچ کر دیا۔ اور نشیب و فراز میدانوں کو طے کرتا ہوا دمشق پہونچا۔

سلطان نے پہلے شہر حلب پر قبضہ کیا بعد اسکے قلعہ حلب کو سالم بن ملک سے لے لیا اور بجاے اسکے قلعہ جعبر عنایت کیا۔ اسوقت سے قلعہ جعبر، سالم کی اولاد کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ سلطان نورالدین محمود زنگی شہید نے قلعہ جعبر کو سالم کی اولاد سے لے لیا۔

بعد اسکے نصر بن منقذ کنانی والی شیرز کا عریضہ مشعر اطاعت علم شاہی سلطان کی خدمت میں آیا اور اس نے لاذقیہ، کفرطاب اور فامیہ کو سلطان کو حوالہ کر دیا۔ سلطان نے نصر کو ان شہروں کی حکومت پر بدستور قائم رکھا اور شیرز کے قصد سے باز آیا۔

حلب پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد قسیم الدولہ آقسنقر کو حکومت حلب پر مامور کیا۔ اہل حلب نے اقسنقر سے ابن حیثی کو نکالدینے کی درخواست کی چنانچہ اقسنقر نے اس کو حلب سے دیار بکر بھیجدیا اور وہیں اس نے وفات پائی۔

ان مہمات سے سلطان ملک شاہ نے فراغت حاصل کرکے دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی سنہ مذکور کے ماہ ذی الحجہ میں بغداد پہونچا۔ دارالمملکت میں فروکش ہوا خلافت مآب کی خدمت میں بہت سے تحائف اور ہدایا پیش کئے۔ شب میں خلافت مآب کے دربار خاص میں باریاب ہوا۔ دن کو مجلس عام میں شرف نیاز حاصل کیا۔ خلافت مآب نے سلطان کو خلعت

Marfat.com

عنایت کی بعدازاں امرار سلجوقیہ اور نظام الملک وزیر السلطنت، خلافت مآب کی دست بوسی کو پیش کیے گئے۔ ایک ایک خلافت مآب کے حضور میں پیش ہوتا تھا۔ اور نظام الملک ان کو خلافت مآب سے متعارف کراتا جاتا تھا۔ بعدازاں خلافت مآب نے سلطان کو عنان حکومت تفویض کی، عدل و انصاف کرنے کی ہدایت کی۔ سلطان نے خلافت مآب کے ہاتھوں کو بوسہ دیکر آنکھوں سے لگایا اور بسر و چشم انکی ہدایتوں کو منظور و قبول کیا۔ اسی سلسلہ میں خلافت مآب نے وزیر السلطنت نظام الملک کو بھی خلعت سے سرفراز کیا۔ دربار عام برخاست ہوا۔ نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ میں آیا۔ حدیث شریف کی سماعت کی اور چند احادیث لکھیں۔

سلطان کی لڑکی کی رخصتی | ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ خلیفہ مقتدی کا سلطان کی دختر نیک اختر کے ساتھ ۴۷۴ھ میں وزیر السلطنت فخر الدولہ کے ذریعہ سے عقد ہو گیا تھا۔ محرم ۴۸۰ھ میں رخصتی ہوئی سامان جہیز ایک سو نیس اونٹ، چوہتر خچر پر بار کر کے دار الخلافت کی طرف روانہ کیا گیا۔ اونٹوں پر دیباے رومی کی جھولیں تھیں چتر طلائی اور نقرئی (سنہرا اور روپہلا) کام کیا ہوا تھا۔ خچروں پر دیباے عکی کی جھولیں پڑی تھیں۔ سبھوں کے گردنوں میں طلائی اور نقرئی جھیلیں اور گھنٹیا لٹک رہی تھیں۔ لگام بھی سونے اور چاندی کی تھی۔ تیس عماریاں تھیں چھ اونٹوں پر بارہ صندوقیں چاندی کی لدی تھیں جنمیں ایک سے ایک قیمتی جواہر اور زیورات بھرے ہوئے تھے ایک بہت بڑا فرش سنہرا یا سونے کا تھا۔ اس ساز و سامان کے آگے آگے سعد الدولہ گوہرائین اور امیر ارتق وغیرہما نامی نامی امرار تھے۔ پبلک اشرفیاں اور روپیہ ان پر نثار کر رہی تھی۔

خلافت مآب نے بھی بڑے ساز و سامان سے رخصتی کرانے کو اپنے وزیر ابو شجاع کو سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکمان خاتون کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ ظفر خادمہ ایک قیمتی محافہ لئے ہوئے ہمراہ تھی۔ جسکو زمانہ کی آنکھوں نے نہ دیکھا تھا۔ تین سو شمع موکبیہ

اور اسی قدر مشعلیں آگے آگے تھیں۔ حریم خلافت میں کوئی کمرہ نہ تھا کہ جس میں شمعیں روشن نہ کی گئیں ہوں۔

وزیر السلطنت ابو شجاع نے ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ سیدنا امیر المومنین خلافت مآب ارشاد فرماتے ہیں اِن اللہ یامرکم ان تودّوا الامانات الی اھلھا (ترجمہ، بیشک اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ تم لوگ جنکی امانتیں ہیں ان کو سپرد کر دو) اب وہ وقت آگیا ہے کہ خلافت مآب کی ودیعت دار الخلافت میں بھیجدیجاے (یعنی رخصتی کر دیجاے) ترکمان خاتون نے کہا میں بسر و چشم اسکو منظور کرتی ہوں۔ چنانچہ سلطان کی لڑکی کی رخصتی کی گئی۔ آگے آگے سرداران دولت تھے۔ ہر سردار کے ساتھ بکثرت شمعیں اور مشعلیں تھیں جنکو سواران مرکب لئے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے خاتون پالکی میں تھیں جسکا محافہ مذہب تھا۔ جواہرات کی جھالریں ٹکی تھیں پالکی کے اردگرد دو سو ترکی لونڈیاں زرق برق پوشاکیں زیب تن کئے گھوڑوں پر سوار تھیں۔

رخصتی کے دوسرے دن خلافت مآب نے دعوت ولیمہ کی۔ کل سرداران لشکر امرار دولت اور شہر کے رؤسا دسترخوان پر حاضر تھے۔ چالیس ہزار من صرف چینی خرچ ہوئی اس سے اور مصارف کا اندازہ کرنا چاہئے۔ بعد دعوت ولیمہ خلافت مآب نے سرداران لشکر اور کل حاشیہ نشینوں کو خلعتیں عنایت کیں۔

سلطان ملک شاہ کا ماوراء النہر پر قبضہ

ان دنوں سمرقند کا والی خاندان خانیہ سے احمد خاں بن خضر خاں تھا جو شمس الملک کا بھائی ہوتا تھا۔ یہ شمس الملک وہی ہے جو اس سے پہلے سمرقند کا حکمراں تھا۔ اسکی پھوپھی، سلطان ملک شاہ کی بیوی تھی۔ احمد خاں نہایت ظالم اور بداخلاق تھا۔ اہل سمرقند نے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں وفد بھیجا کہ حکومت سمرقند کو آپ اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیجئے۔ وفد، احمد خاں سے چھپکر آیا تھا۔ اس وفد کا سردار فقیہ ابو طاہر شافعی تھا۔ باظہار حج، سمرقند سے یہ وفد روانہ ہوا تھا۔

14182

Marfat.com

چنانچہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوکر اہل سمرقند کا پیام پہونچایا۔ سلطان نے ۴۸۱ھ میں بقصد سمرقند اصفہان سے کوچ کیا۔ اتفاق سے اس مہم میں رومی بادشاہ کا ایلچی بھی تھا۔ یہ رومی بادشاہ کی طرف سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں خراج لیکر حاضر ہوا تھا نظام الملک وزیر السلطنت نے اسکو بھی اپنے رکاب میں لے لیا اور اس کامیابی میں یہ ایلچی شریک ہوا۔ خراسان میں پہونچکر شاہی لشکر مجتمع و مرتب کیا گیا۔ بے انتہا فوج کے ساتھ سلطان ملک شاہ نے نہر کو عبور کیا۔ اثنار راہ میں جتنے شہر ملے سب کو مفتوح کرتا گیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا بخارا پہونچا۔ اس پر اور اس کے گرد و نواح کے کل شہروں پر قبضہ کرکے سمرقند پہونچ گیا۔ چاروں طرف سے محاصرہ کرلیا۔ شہر پناہ کے برجوں کو توڑنے کی غرض سے کوہ شکن منجنیقیں نصب کرائیں۔ لڑائی چھڑ گئی، رات دن شہر پناہ کی دیواروں اور برجوں پر سنگ باری ہونے لگی۔ آخر کار ایک طرف کی شہر پناہ کی دیوار ٹوٹ گئی شاہی لشکر نے اسی طرف سے شہر میں گھس کر قبضہ کرلیا۔ احمد خان روپوش ہوگیا۔ لیکن ایک ترکی سپاہی گرفتار کرلایا۔ سلطان ملک شاہ نے اسکو رہا کرکے اصفہان بھیجدیا اور سمرقند کی حکومت پر سرداران خوارزم میں سے ابوطاہر کو مامور کرکے کاشغر کی طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ شہر بوزکند پہونچا اور والی کاشغر کے پاس یہ پیام بھیجا "کہ اگر تم میرے نام کا خطبہ اور سکہ اپنے مقبوضات میں جاری کردو اور میرے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلو تو میں تمہارے ملک سے تعرض نہ ہونگا"، والی کاشغر نے یہ سن کر اطاعت کی گردن جھکادی۔ دربار شاہی میں حاضر ہوا سلطان نے اسکی عزت کی، خلعت دی اور اسکو اسکے مقبوضات پر بدستور بحال رکھا۔ بعد اس کے سلطان نے خراسان کی جانب مراجعت کی۔

سمرقند میں ایک گروہ فوجیوں کا حکلیہ نامی رہتا تھا۔ نہایت سرکش اور متمرد تھا۔ اس نے ابوطاہر پر جو کہ سلطان کی طرف سے سمرقند کا حاکم تھا یورش کی۔ ابوطاہر نے بہ نرمی و ملاطفت ان کو روکنا چاہا لیکن کامیاب نہوا ابوطاہر نے انکا رنگ اچھا نہ دیکھا۔ سمرقند

کو خیرآباد کہکر خوارزم چلاگیا۔

سمرقند کی بغاوت اور دوبارہ فتح

سمرقند میں افواج حکلیہ کا سردار عین الدولہ نامی ایک شخص تھا۔ علم بغاوت بلند کرنے کے بعد اسکو سلطانی سطوت سے خوف و خطرہ پیدا ہوا۔ یعقوب تکیں برادر والی کاشغر سے خط و کتابت کی اور اسکو سمرقند میں بلاکر قبضہ دیدیا۔ یعقوب نے شکرگزاری کے ساتھ سمرقند پر قبضہ کرلیا اور اسکے چند دنوں بعد لوگوں کو عین الدولہ کے خلاف اوبھاردیا جنکو اس سے خصومت و عداوت تھی۔ ان لوگوں نے اپنے اعزہ واقارب کے خون کا دعویٰ کیا۔ یعقوب نے فقہاء سے استفتار کیا۔ فقہاء نے عین الدولہ کے قتل کا فتویٰ دیدیا۔ یعقوب، عین الدولہ کو قتل کرکے سمرقند کا خود سر حاکم بن گیا۔ ان واقعات کی اطلاع بارگاہ سلطان میں ہوئی۔ سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا۔ ۷۰۸ھ میں فوجیں آراستہ کرکے سمرقند کی طرف روانہ ہوا۔ پس جب موکب ہمایوں، بخارا پہونچا۔ یعقوب، سمرقند چھوڑکر فرغانہ کی طرف بھاگا اور وہاں سے کاشغر کا راستہ لیا اسکی فوج کی ایک جماعت علم شاہی کی مطیع ہوکر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئی چنانچہ مقام طواویس (بخارا کے ایک گانوں) میں باریابی کا شرف حاصل کیا۔ سلطان ملک شاہ نے سمرقند پر قبضہ کرکے امیر انز کو اسکا والی مقرر کیا۔ یعقوب کی گرفتاری اور تعاقب پر فوجیں بھیجیں، بادشاہ کاشغر کو بھی یعقوب کی جستجو کرنے کو لکھا۔ اتفاق یہ کہ یعقوب کے لشکر میں بغاوت پھوٹ نکلی لشکر نے اسکے خزانہ کو لوٹ لیا۔ یعقوب بحال پریشان اپنی جان بچاکر بھاگا۔ اپنے بھائی کے پاس کاشغر میں جاکر پناہ لی۔ اسکی خبر سلطان ملک شاہ کو ہوگئی۔ بادشاہ کاشغر کو لکھ بھیجا کہ "یعقوب باغی کو فوراً بھیجدو" بادشاہ کاشغر کو سخت تردد کا سامنا ہوا۔ سلطان ملک شاہ کا خوف بھی اپنی ڈرونی صورت دکھا رہا تھا بھائی کی محبت بھی دل میں جوش کر رہی تھی۔ آخرکار خوف غالب آگیا۔ اپنے بھائی یعقوب کو گرفتار کرکے اپنے لڑکے اور چند مصاحبوں کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور یہ ہدایت کردی کہ اثناء راہ میں یعقوب کی آنکھوں

میں نیل کی سلائیاں پھروا دینا۔ اگر سلطان ملک شاہ کا غصہ اس سے فرو ہو جائے تو بہتر ورنہ اسکو سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دینا۔ پس جب یہ لوگ سلطانی خرگاہ کے قریب پہونچے اور یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیرنا چاہا تو ان کو یہ خبر لگی کہ طغرل بن ینال نے غیر محدود فوج سے کاشغر پر حملہ کیا اور بادشاہ کاشغر کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس خبر کو سن کے وہ لوگ بدحواس ہو گئے اور یعقوب کو چھوڑ دیا۔

اس واقعہ کی اطلاع سلطان ملک شاہ کو ہوئی۔ سلطان کو بھی طغرل بن ینال کی کثرت فوج سے خطرہ پیدا ہوا۔ اپنے مقبوضات کو بچانے کی غرض سے مراجعت کی۔ تاج الملک کو یعقوب سے مراسم دوستانہ پیدا کرنے پر مامور کیا۔ تاج الملک نے اس خدمت کو جیسا کہ چاہیئے انجام دیا۔ سلطان ملک شاہ اور یعقوب سے دوستانہ مراسم ہو گئے۔ فوجیں دیکر طغرل بن ینال کے مقابلہ پر کاشغر روانہ کیا۔ طغرل نے یہ سنکر کاشغر سے کوچ کر دیا۔ اور سلطان ملک شاہ نے خراسان کی جانب مراجعت کی۔ دوبارہ ۴۸۴ھ میں دارالخلافت بغداد میں وارد ہوا۔ اسکی آمد کی خبر پاکر اسکا بھائی تاج الدولہ تتش والی شام، قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب، یونان والی الرہا اور مختلف صوبجات کے بہت سے حکمران دارالخلافت بغداد میں حاضر آئے سلطان ملک شاہ نے بڑی دھوم سے محفل میلاد منعقد کی جسکی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ اس مرتبہ اپنے وزیر السلطنت اور دوسرے اراکین دولت کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سکونت کے لئے دارالخلافت بغداد میں مکانات بنوالو۔ چنانچہ مکانات کی تعمیر شروع ہو گئی۔ چند روز قیام کرکے اصفہان کی طرف مراجعت کی۔

حمص وغیرہ سواحل شام پر تتش کا قبضہ

جب سلطان، دوبارہ ۴۸۴ھ میں دارالخلافت بغداد میں آیا اور امرار شام وفد ہو کر دربار شاہی میں حاضر ہوئے جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں پس جب ان لوگوں نے اپنے اپنے ممالک مقبوضہ کی جانب

Marfat.com

مراجعت کی تو سلطان نے اپنے بھائی تاج الدولہ تتش کو حکم دیا کہ شامی ساحل پر یلغار کر کے دولت علویہ کے قبضہ سے اسکو نکال لو۔ آقسنقر اور بوزان کو تتش کی امداد کی ہدایت کی۔ پس جب تتش، دمشق میں واپس آیا، فوجوں کو آراستہ و مرتب کر کے حمص پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں حمص میں، ابن ملاعب حکومت کر رہا تھا۔ یہ نہایت ظالم اور بداخلاق تھا۔ جیسا یہ تھا ویسا ہی اسکے لڑکے ظلم اور ایذا رسانی میں طاق و مشاق تھے۔ رعایا کو اس سے سخت تکلیف تھی۔ تتش نے حمص پر پہونچکر محاصرہ ڈالا، اور بزور تیغ فتح کر کے قلعہ کی جانب بڑھا وہ بھی ایک سخت لڑائی کے بعد مفتوح ہوا۔ بعد اسکے قلعہ اقامیہ کا محاصرہ کیا حاکم قلعہ، خلیفہ مصری کا ایک خادم تھا۔ اس نے خداداد قوت سے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ امن کی درخواست کی اور قلعہ کی کنجیاں، تتش کے حوالہ کر دیں۔ تتش نے اسکو بھی مسخر کر کے طرابلس پر پہونچکر لڑائی کا بیڑہ گاڑا۔ والی طرابلس، میں مقاومت کی طاقت نہ تھی سازو باز سے کام نکالنے کی کوشش کی۔ تتش کے ہمراہی امراء کے پاس مصالحت کرا دینے کا پیام دیا اور اس معاوضہ میں زر کثیر دینے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے سختی سے انکار میں جواب دیا۔ تب والی طرابلس نے آقسنقر کے وزیر کو بلایا۔ تیس ہزار دینار نقد کی تھیلیاں پیش کیں اور اسی قدر یا اس سے زیادہ قیمت کے تحائف اور ہدایا دیئے۔ اس نے اپنے آقا آقسنقر کو والی طرابلس سے صلح کر لینے پر آمادہ کر لیا۔ آقسنقر اور تتش سے والی طرابلس سے مصالحت کرنے پر بحث و تکرار ہو گئی، سخت کلامی کی نوبت پہونچ گئی۔ آقسنقر اپنی فوجوں کے کوچ کر گیا۔ باقی ماندہ امراء بھی مجبوری واپس ہوئے۔ غرضکہ والی طرابلس کا کام بن گیا اور سلطان ملک شاہ کی مجوزہ اسکیم پوری نہ ہوئی

یمن پر سلطان کا قبضہ

دارالخلافت بغداد میں منجملہ اُن امراء کے جو دربار شاہی میں وفد ہو کر آئے تھے عثمان حق امیر ترکمان والی قرمیسین بھی تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اس کو حجاز اور یمن کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ معالدولہ گوہرائین افسر پولیس بغداد کو اس مہم کا افسر

Marfat.com

اعلےٰ مقرر کیا۔ سعد الدولہ نے ترشک نامی ایک شخص کو اس فوج کی کمان دی۔ چنانچہ ترشک نے حجاز پر یلغار کیا اور اسپر قابض ہو گیا۔

قبضہ کرنے کے بعد ترشک نے بداعمالی شروع کر دی۔ فوجی بھی اسکے دیکھا دیکھی فعال قبیحہ کرنے لگے۔ امیر حجاز محمد بن ہاشم ان لوگوں کی زیادتیوں اور ظلم کی شکایت لیکر دربار شاہی میں حاضر ہوا بعد اسکے ترشک نے ۴۸۵ھ میں یمن پر دھاوا کیا اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کرکے عدن پر بھی قابض ہو گیا۔ یہاں بھی ان لوگوں نے وہی حرکات کیئے۔ عدن پر قبضہ کرنے کے ساتویں دن ترشک مرگیا۔ اسکے ہمراہی اسکو دارالخلافت بغداد اُٹھا لائے اور دفن کر دیا۔

نظام الملک وزیر السلطنت کا قتل ہونا

۴۸۵ھ میں سلطان ملک شاہ، دارالخلافت بغداد کی جانب معاودت کیئے ہوئے آرہا تھا۔ ماہ رمضان میں اصفہان پہونچا۔ وزیر السلطنت نظام الملک بعد افطار اپنے خیمہ سے نکل کر اپنے حرم سرا میں جارہا تھا۔ ایک باطنی فریادی صورت بناکے سامنے آگیا۔ وزیر السلطنت جوں ہی اسکی فریاد سننے کو اسکے قریب گیا۔ باطنی نے وزیر السلطنت کے پیٹ میں خنجر بھونک دیا۔ اور بھاگا۔ خیمہ کی طناب میں اُلجھ کر گر پڑا گرفتار کر لیا گیا اور اسی وقت مار ڈالا گیا۔

نظام الملک کو اسکے خیمہ میں اُٹھا لائے۔ زخم کاری لگا تھا جانبر نہ ہوا۔ جاں بحق تسلیم کر دی۔ تیس سال سلطان ملک شاہ کی وزارت کی۔ اس واقعہ سے فوج میں ہیجانی کیفیت پیدا ہوئی۔ سلطان ملک شاہ اس واقعہ کو سُن کر وزیر السلطنت کے خیمہ کی طرف آیا۔ اس کو دیکھکر لوگوں کا جوش فرو ہو گیا۔

چونکہ عنان حکومت نظام الملک کے قبضہ اقتدار میں تھی، سارے احکام اسکے اور اسکے لڑکوں کے جاری و نافذ ہوتے تھے۔ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ سلطان ملکشاہ نے باطنی قاتل کو نظام الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔

Marfat.com

سلطان ملک شاہ کے اشارہ وحکم سے جمال الملک بن نظام الملک ۴۸۵ھ میں مارا گیا تھا۔ سبب یہ تھا کہ سلطان ملک شاہ کے ایک خواص کی شکایت جمال الملک سے کی گئی۔ جمال الملک نے اسکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا سلطان ملک شاہ کو اس سے بڑی پیدا ہوئی۔ عمید خراسان کو حکم دیا کہ اگر تجھکو اپنا سر عزیز ہے تو جمال الملک کا سر کسی حیلہ سے اوتار لے، عمید خراسان اس حکم کو سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ لیکن چارہ کار کچھ نہ تھا۔ ترساں اور خائف باہر آیا۔ تدبیریں کرنے لگا۔ آخر کار جمال الملک کے خادم کو بلایا اور اس نے جمال الملک کو زہر دیکر مار ڈالا۔ عمید خراسان نے سلطان ملکشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعمیل حکم کی رپورٹ پیش کی۔ اسی وقت سلطان ملک شاہ، نظام الملک کے پاس گیا۔ جمال الملک کے مرنے کی خبر دی اور تعزیت کی۔

قصہ مختصر سلطان ملک شاہ کا دل نظام الملک اور اسکی اولاد کی طرف سے میلا ہوتا گیا اور لگانے بجھانے والے لگانے بجھاتے گئے تا آنکہ نظام الملک کا پوتا عثمان بن جمال الملک، مرو کا والی مقرر کیا گیا، سلطان ملک شاہ نے کسی ضرورت سے کردن فہ پولیس کو عثمان کے پاس بھیجا۔ کردن کی عزت سلطان ملک شاہ کی آنکھوں میں بہت زیادہ تھی اور یہ اسکے خادموں اور امراء میں ایک سربرآوردہ شخص تھا۔ اتفاق یہ کہ اس سے اور عثمان سے چل گئی۔ عثمان کو اپنے دادا نظام پر غرہ تھا۔ سلطان ملک شاہ کا کچھ خیال نہ کیا کردن کو ذلیل کرکے جیل میں ڈالدیا۔ بعد چندے رہا کر دیا۔ کردن بحال پریشان سلطان ملک شاہ کی خدمت میں پہونچا۔ عثمان کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ سلطان ملکشاہ کا غصہ اس سے بھڑک اٹھا۔ فخر الملک، البارسلان اور تاج الدولہ وغیرہما امراء دولت کو نظام الملک کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا "اگر تم میرے مطیع اور میرے وزیر ہو تو اپنے حد اور مرتبہ پر رہو اور اگر میری حکومت میں شریک وسہیم ہو تو جو تمہارے سمجھ میں آئے اسپر عمل کرو۔ تمہارا پوتا عثمان کسقدر سر چڑھ گیا ہے، شاہی سطوت وجلال کا ذرا بھی خیال

نہ کیا، میرے افسر پولیس (کردن) کے ساتھ کیسا ناروا برتاؤ کیا۔ اسی طرح تمہارے کل لڑکے بڑی بڑی ریاستوں کے مالک بنے ہوئے ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں، چونکہ فخر الملک وغیرہ نظام الملک کا پاس و لحاظ کرتے تھے اس وجہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے ایک معتمد خواص نکبرو (یلبرد) کو بھی انکے ہمراہ نظام الملک کے پاس بھیجا۔ کہ کوئی بات یہ لوگ نہ چھپا سکیں اور شاہی پیام بھی لفظ بلفظ پہونچائیں، نظام الملک اس پیام کو سن کے بھرا اُٹھا۔ زبان کھل گئی اپنے احسانات ایک ایک بتلائے، دشمنان دولت کی مدافعت، ارکین دولت کو متفق الکلمہ کرنے اور فتوحات ملکی کو بہت بڑی تقریر سے ظاہر و ثابت کیا اور یہ کہا کہ یہ سب میرے ہی وجہ سے ہوا۔ جسوقت سلطان کے پدر بزرگ کا انتقال ہوا تھا اسوقت سلطان کو کون جانتا تھا۔ میں ہی نے فلاں فلاں مخالفوں کو زیر و زبر کیا تھا اور وہ اسوقت بھی میرے قبضہ میں ہیں۔ جب بلاد قریبہ اور بعیدہ مفتوح ہوگئے اور چھوٹے بڑے سبھوں نے اطاعت قبول کر لی تو لوگوں کے لگانے بجھانے پر خیال کرنے لگے، جاؤ! یہ کہدو کہ حضور کی حکومت اور حضور کا تاج اسی قلمدان کی بدولت ہے۔ جس روز یہ نہوگا تو تاج و حکومت کی بھی خیر نہوگی۔ جب تک یہ دونوں متفق ہیں اسی وقت تک حکومت، فتوحات اور سطوت کا دور دورہ ہے۔ اگر آپ کا کچھ اور قصد ہو تو مجھے مطلع کیجئے اور آیندہ کی اپنی تدبیر کیجئے۔ مختصر یہ کہ اسی قسم کی تقریر نہایت بسیط کی اور یہ کہا جاؤ اس میں سے جو جو چاہو سلطان سے کہدو نکبرو نے سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ نظام الملک نے کہا تھا لفظ بلفظ سلطان کے کانوں تک پہونچا دیا۔ بعد اسکے فخر الملک وغیرہ باریاب ہوئے اور ان لوگوں نے اصل جواب کو چھپانیکی کوشش کی لیکن چونکہ نکبرو نے نظام الملک کا جواب بمن وعن گوش گزار کر دیا تھا۔ مجبوراً ان لوگوں کو اسکے قول کی تصدیق کرنا پڑی۔ اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد نظام الملک کا واقعہ قتل پیش آیا۔ تقریباً ایک مہینہ کے بعد سلطان ملک شاہ بھی اس دنیا

Marfat.com

سے کوچ کر گیا۔

نظام الملک، طوس کا رہنے والا تھا۔ اسکا باپ ابو علی حسن بن علی بن اسحٰق طوس کا ایک زمیندار تھا۔ مال، دولت اور ملکیت جو کچھ تھی وہ سب اسکے باپ کے زمانہ میں ختم ہو گئی تھی اور وہ بھی مر گیا تھا یتیمی کی حالت میں اس نے نشو و نما پائی۔ پڑھا، لکھا، علوم اور صنائع میں دستگاہ کامل حاصل کی۔ خراسان، غزنیں اور بلخ کے حکاموں سے تعلقات بڑھائے۔ مراسم پیدا کئے۔ بعد اسکے ابو علی بن شاذان (سلطان الپ ارسلان کا وزیر تھا) کے یہاں ملازم ہو گیا۔ آدمی کفایت شعار، مستعد اور ہوشیار تھا۔ تھوڑے ہی زمانہ میں ابو علی کا معتمد علیہ بن گیا۔ پس جب ابو علی کا زمانہ وفات قریب آگیا تو ابو علی نے سلطان الپ ارسلان سے اسکی کفایت شعاری، دانائی، سیاسیات کی تعریف کی اور یہ وصیت کی کہ آپ اسکو اپنی خدمت میں رکھ لیجئے۔ چنانچہ ابو علی کے مرنے کے بعد سلطان الپ ارسلان نے نظام الملک کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ چونکہ منتظم، کفایت شعار اور سیاسات سے واقفیت رکھتا تھا۔ سلطان الپ ارسلان نے قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا۔ پھر جب سلطان الپ ارسلان نے وفات پائی اور یہ اسکی وزارت پر تھا تو سلطان ملک شاہ نے بھی اسکو عہدہ وزارت پر قائم رکھا۔

نظام الملک، بہت بڑا عالم تھا، سخی تھا، عادل تھا، حلیم تھا، لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرتا تھا۔ علماء دین اور اہل اللہ کی بیحد عزت اور توقیر کرتا تھا، انکی خدمت میں رہنے کا گویا عادی تھا۔ اسکے دربار میں یہی لوگ رہتے اور انہیں کی عزت اور آؤ بھگت تھی۔ مختلف شہروں میں کثرت سے مدرسے قائم کئے اور انکے مصارف کے لئے رقم کثیر مقرر کی۔ بغداد، خراسان وغیرہما بڑے بڑے شہروں میں حدیث پڑھانے کی درسگاہیں کھولیں، صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا۔ اوقات صلوٰۃ کا بہت لحاظ رکھتا تھا۔ اس نے اپنے عہد وزارت میں بہت سے ٹکس اور محصول معاف کر دیئے

Marfat.com

تھے۔ فرقہ اشعریہ پر برسر منابر لعن کرنے کی ممانعت کردی تھی۔

ایک مدت سے یہ رسم قبیح چلی آرہی تھی کہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے ہوئے منبروں پر علانیہ اشعریوں اور رافضیوں پر لعن کیا جاتا تھا۔ اصل محرک اس کا وزیر السلطنت عمید الملک کندری تھا۔ اس نے سلطان طغرلبک سے روافض پر لعن کرنے کی تحریک کی تھی چنانچہ سلطان طغرلبک نے روافض پر لعن کرنے کا حکم صادر کردیا۔ یار لوگوں نے روافض کے ساتھ اشعریوں کو بھی شامل کردیا۔ اسوجہ سے اکثر علماء عظام، ائمہ دین امام حرمین اور ابو القاسم قشیری وغیرہما نے جلاء وطنی اختیار کرلی تھی۔ پس جب سلطان الپ ارسلان سریر آرائے حکومت ہوا اور قلمدان وزارت کا نظام الملک طوسی مالک ہوا تو اس نے سلطان الپ ارسلان سے کہکر لعن کرنے کی قطعی ممانعت کرادی۔ علماء اور فضلاء جو ترک وطن کرکے دوسرے مقامات پر چلے گئے تھے۔ اس خبر کو سن سن کے اپنے اپنے وطن مالوف میں واپس آگئے۔

قصہ مختصر اس مرحوم میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ اسکے مناقب کثرت سے ہیں۔ تم اسی سے اندازہ کرلو کہ اسکی مجلس علماء، فقہاء اور محدثین سے بھری رہتی تھی۔ امام الحرمین وغیرہ جیسے نامی فضلاء اپنی تصانیف کو اسکے نام نامی سے معنون کرتے تھے۔

دار الخلافت بغداد میں بہت بڑا مدرسہ بنوایا جس کا نام نظامیہ تھا۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی اس کا مدرس اعلیٰ تھا۔ ۴۷۶ھ میں اس نے وفات پائی تب موید الملک ابن نظام الملک نے بجائے شیخ ابو اسحاق شیرازی کے ابو سعید کو مامور کیا لیکن یہ تقرری نظام الملک کو نہ بھائی، امام ابو نصر صباغ صاحب شامل کو یہ خدمت سپرد کی۔ اسی سنہ کی ماہ شعبان میں امام ابو نصر نے بھی اس دنیا فانی کو چھوڑ دیا۔ تب نظام الملک نے ابو سعید کو ۴۷۸ھ میں اس خدمت پر متعین کیا بعد اسکے شریف علوی ابو القاسم دبوسی، نظامیہ کا پرنسپل مقرر ہوا ۴۸۲ھ میں اسکا بھی انتقال ہوگیا ابو عبد اللہ طبری

اور قاضی عبدالوہاب شیرازی باری باری نظامیہ میں درس دینے لگے۔ ۴۸۴ھ سے امام ابو حامد غزالی مسند درس و تدریس پر متمکن ہوا جو ایک مدت تک اس خدمت پر رہا۔ نظام الملک کے عہد وزارت میں تعلیم و تعلم کا بیحد چرچا ہوا چونکہ اسکا نتیجہ اچھا دیکھتے تھے اسوجہ سے لوگوں کی توجہ علم دین کے حاصل کرنے کی طرف زیادہ تھی۔ واللہ اعلم

سلطان ملک شاہ کی وفات محمود کی حکومت

نظام الملک طوسی کے قتل کے بعد سلطان ملک شاہ نے دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی آخری ماہ رمضان (۴۸۵ھ) میں وارد بغداد ہوا۔

ابوالفضل ہردستانی سلطان ملک شاہ کی زوجہ ترکمان خاتون جلالیہ کا وزیر تھا یہ اس وقت ماوراء النہر میں تھا۔ یہی سلطان ملک شاہ سے نظام کی چغلی سب سے زیادہ کرتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے دارالخلافت بغداد میں وارد ہوتے ہی ارادہ کر لیا تھا کہ قلمدان وزارت اسی کو سپرد کیا جاے لیکن ایک اتفاقی حادثہ نے سلطان ملک شاہ کو اس ارادہ سے باز رکھا اور وہ یہ تھا کہ عید الفطر کے تیسرے دن سلطان ملک شاہ علیل ہوا اور پندرہویں شوال ۴۸۵ھ کو انتقال کر گیا

ترکمان خاتون جلالیہ، سلطان کے ساتھ بغداد میں موجود تھی۔ اور اسکا لڑکا محمود اصفہان میں تھا۔ ترکمان خاتون نے مصلحتاً سلطان کی موت کو چھپایا اور اسکی نعش لئے ہوئے اصفہان کی طرف روانہ ہوئی۔ تاج الملک وغیرہ امراء اسکے رکاب میں تھے۔ قوام الدولہ امیر کربوقا (جو آئندہ والی موصل ہوگیا) بھی آگیا۔ پھر کیا تھا سونے میں سہاگہ مل گیا۔ اسکو سلطان ملک شاہ کی انگوٹھی لیکر والی قلعہ اصفہان کے پاس بھیجا والی قلعہ نے سلطان کی انگوٹھی دیکھکر قلعہ کی کنجیاں امیر کربوقا کو دیدیں۔ امیر کربوقا نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد ہی ترکمان خاتون پہونچیں۔ امراء لشکر اور نیز کل فوج کو جائزے اور انعامات دیئے اور اپنے بیٹے محمود کی تخت نشینی کی تحریک کی، محمود کی عمر

اسوقت چار برس کی تھی۔ امرار لشکر اور فوج نے محمود کی سلطنت و حکومت کی بیعت کر لی۔

محمود کی بیعت سلطنت کے بعد خلیفہ مقتدر کی خدمت میں درخواست کی کہ "محمود کی باضابطہ تخت نشینی ہوگئی ہے اور اراکین سلطنت نے بیعت کر لی ہے خطبوں میں اسکے نام کے داخل ہونے کی اجازت دیجائے"۔ خلافت مآب نے اس شرط سے منظور فرمایا کہ "تا زمانہ نابالغی، امیر انر، امور سلطنت کا نگراں و منتظم رہے گا اور مجد الملک صیغہ مال، اور عزل و نصب عمال کا مختار ہو گا"، ترکمان خاتون (محمود کی ماں) نے اس کو منظور نہ کیا۔ امام ابو حامد غزالی نے جو خلافت مآب کا پیام لے گئے تھے ترکمان خاتون کو سمجھایا کہ شرعاً تمہارا لڑکا بوجہ نابالغی حکومت و سلطنت کی عنان نہیں لے سکتا اگر تم ان شرائط کو قبول و منظور نہ کروگی تو سلطان ملک شاہ کا دوسرا لڑکا تخت نشین کر دیا جائے گا۔ مجبوراً ترکمان خاتون نے شرائط مذکورہ بالا کو منظور کر لیا۔ اور محمود کے نام کا خطبہ آخری ماہ شوال ۴۸۸ھ میں پڑھا گیا۔

جب ترکمان خاتون کو اس سے فراغت ہوئی تو اس نے چند امرار کو برکیاروق (یہ سلطان ملک شاہ کا بڑا لڑکا تھا) کے گرفتار کرنے کو اصفہان روانہ کیا۔ چنانچہ برکیاروق گرفتار ہو کر جیل میں ڈال دیا گیا۔

سلطان ملک شاہ، سلاطین سلجوقیہ میں بہت بڑے پایہ کا بادشاہ تھا۔ اسکی حکومت کا سکہ چین سے شام تک اور اقصاے شام سے یمن تک چل رہا تھا۔ رومی بادشاہوں نے اسکو جزیہ دیا، اسکے مناقب کثرت سے ہیں اور مشہور ہیں۔

جنگ برکیاروق و محمود

برکیاروق، سلطان ملک شاہ کا بڑا لڑکا تھا۔ اسکی ماں کا نام زبیدہ تھا۔ یاقوتی بن داؤد، سلطان ملک شاہ کا چچا تھا۔ زبیدہ اسکی لڑکی تھی۔ برکیاروق کی گرفتاری پر اسکی ماں نے نظام الملک کے غلاموں سے سازش کر لی۔ اُن سبھوں کو اس سے برافروختگی پیدا ہوئی۔ نظام الملک کے سلاح خا

پر جو کہ اصفہان میں تھا قبضہ کر لیا۔ جیل سے برکیاروق کو نکال لائے۔ سریر سلطنت پر بٹھایا اور اسکے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا۔

ان دنوں ترکمان خاتون معہ اپنے بیٹے محمود کے دارالخلافت بغداد میں تھی۔ اس خبر کو سُن کر بغداد سے اصفہان کی طرف روانہ ہوئی فوج نے تاج الملک سے اپنی تنخواہ اور روزینہ کا مطالبہ کیا تاج الملک نے کہا "ذرا صبر کرو میں قلعہ برجین جاکر روپیہ لاتا ہوں تو تمکو تمہاری تنخواہ اور روزینہ دوں" فوج یہ سُن کر خاموش ہوگئی اور تاج الملک قلعہ میں جاکر بیٹھ رہا فوج نے اسکے خزانہ کو لوٹ لیا اور اصفہان کی طرف بڑھی۔

برکیاروق اور نظامیہ خدام نے رے پر دھاوا کیا تھا۔ ارغش نظامی نے معہ اپنی فوج کے حاضر ہوکر اطاعت کی گردن جھکا دی۔ برغش کے ملجانے سے برکیاروق کی قوت بڑھ گئی۔ قلعہ طبرک کی طرف قدم بڑھایا اور بزور اسکو فتح کیا۔ ترکمان خاتون کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ آگ بگولا ہوگئی۔ برکیاروق سے جنگ کرنے کو فوجیں روانہ کیں۔ (یزدجرد کے قریب) دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ ترکمان خاتون کے بعض امرا جنمیں سکبرو (یا بلیرو) اور کشتکین جاندار کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے برکیاروق سے مل گئے۔ اس سے ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ اصفہان میں جاکر دم لیا۔ برکیاروق نے تعاقب کیا اور اصفہان میں پہونچکر محاصرہ کر لیا۔

عزّالملک کی وزارت عزالملک (ابو عبداللہ حسین) بن نظام الملک، خوارزم کا والی تھا۔ اپنے باپ کے قتل سے پیشتر کسی ضرورت سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان چلا آیا تھا۔ یہ اصفہان میں موجود تھا کہ اسکے باپ کے قتل کا واقعہ پیش آگیا اور اسکے بعد سلطان ملک شاہ نے بھی وفات پائی۔ سلطان کی وفات کے بعد بھی

Marfat.com

عزالملک، اصفہان میں ٹھہرا رہا۔ جب برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا تو عزالملک معہ اپنے بھائیوں، عزیزوں اور فوج کے جو زیادہ تر نظامی مملوک تھے برکیاروق کے پاس چلا آیا۔ برکیاروق بڑی آؤ بھگت سے ملا اور کل امور سلطنت کو سیاہ وسفید کرنے کا اختیار دیدیا جیسا کہ اسکا باپ زمانہ سلطان ملک شاہ میں تھا۔

قتل تاج الملک ابوالغنائم مرزبان بن خسرو فیروز المخاطب بہ تاج الملک، ترکمان خاتون کا وزیر تھا۔ یہ لشکریوں کے خوف سے قلعہ برجیں چلا گیا تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں اسکے بعد ترکمان خاتون نے اصفہان پر قبضہ کر لیا تاج الملک کو اسکی خبر لگ گئی۔ ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی "مجھے والی قلعہ نے گرفتار کر لیا تھا۔ اسوجہ سے واپس نہیں ہو سکا"، ترکمان خاتون نے اس معذرت کو منظور وقبول کر کے اپنی فوج کا سپہ سالار بنا کر جنگ برکیاروق پر روانہ کیا۔ پس جب ترکمان خاتون کی فوج پسپا ہوئی اور تاج الملک گرفتار ہو کر برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ برکیاروق نے اسکو قید سے آزاد کر دیا اور چونکہ برکیاروق، تاج الملک کی کفایت شعاری اور اسکی سیاسیات سے واقف تھا۔ اسوجہ سے اسکو اپنی وزارت دینے کا تہیہ کر لیا۔ مگر نظامیہ فوج کو تاج الملک سے منافرت اور کشیدگی تھی۔ نظام الملک کے قتل کا الزام اسی کے سر تھوپا جاتا تھا۔ برکیاروق نے نظامیہ فوج کو نقد وجنس دیکر راضی کرنا چاہا۔ لیکن وہ راضی نہوئی اور اسکو ماہ محرم ۴۸۶ھ میں مار ہی ڈالا۔

تاج الملک کے محاسن اخلاق اور مکارم عادات کم نہ تھے لیکن اسکی ساری خوبیاں، نظام الملک کے قتل سے ملیامیٹ ہو گئیں۔ اسی نے شیخ ابواسحاق شیرازی کی تربت بنوائی تھی اور اسکے احاطہ میں ایک مدرسہ جاری کیا تھا۔ جس کا مدرس اعلےٰ ابوبکر شاسی تھا۔

Marfat.com

تتش بن الپ ارسلان کے واقعات

تاج الدولہ تتش (سلطان ملک شاہ کا بھائی) والی شام اپنے بھائی سے ملنے کو دارالخلافت بغداد آرہا تھا۔ ہیت میں پہونچا تو اسکو سلطان ملک شاہ کی موت کی اطلاع ہوئی ہیت پر قبضہ کرکے دمشق واپس آیا۔ فوجیں فراہم کیں۔ فوجیوں کو دریا دلی سے نقد و جنس دیا اور حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ حلب پہونچا۔ قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب نے اس امر کو محسوس کرکے کہ اسکے آقا کرنا مدار سلطان ملک شاہ کے لڑکوں میں جھگڑا پڑا ہوا ہے اور طرہ یہ ہے کہ وہ لوگ ابھی چھوٹے ہیں تاج الدولہ تتش کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی اور اسکے رکاب میں معہ اپنی فوج کے روانہ ہوا۔ باغی یسار (باغی سیان) والی انطاکیہ اور یوزان والی الرہا و حران کے پاس ایلچی بھیجا اور ان لوگوں کو اسی امر کا مشورہ دیا جس پر خود کاربند ہوا تھا۔ ان لوگوں نے بھی اطاعت کی گردنیں جھکادیں، اپنے اپنے مقبوضات میں تاج الدولہ تتش کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اسکے ہمراہ روانہ ہوئے تتش ان سبھوں کو اپنے رکاب میں لئے ہوئے رحبہ پہونچا اور اس پر بھی قبضہ کرکے نصیبین کی طرف بڑھا۔ والی نصیبین نے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ آخر کار بزور تیغ مفتوح ہوا تتش نے مار دھاڑ شروع کردی۔ جی کھول کر پامال کیا۔ محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو نصیبین کی حکومت پر مامور کرکے موصل پر یلغار کیا۔

اسی اثنار میں کافی بن فخر الدولہ بن جہیر، جزیرہ ابن عمر سے تتش کے پاس آگیا تتش نے اسکو اپنی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔

موصل پر علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کا قبضہ تھا۔ اسکی ماں کا نام صفیہ تھا۔ یہ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی تھی ترکمان خاتون نے علی بن شرف الدولہ کے چچا ابراہیم[1] کو قید

[1] تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ابراہیم بن قریش بن بدران امیر بنی عقیل کو سلطان ملک شاہ نے ۴۸۰ھ میں حساب فہمی کی غرض سے دربار شاہی میں طلب کیا تھا۔ جب ابراہیم نے باریابی حاصل [بقیہ صفحہ ۳۷]

Marfat.com

سے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابراہیم، قید سے رہا ہو کر موصل پہونچا اور علی کے قبضہ سے موصل کو نکال لیا جیسا کہ نبو مقلد کے حالات میں ہم تحریر کر آئے ہیں۔ تتش نے ابراہیم کے پاس اپنا ایلچی بھیجا اور یہ پیام دیا کہ "تم اپنے مقبوضہ بلاد میں میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دارالخلافت بغداد جانے کا سامان سفر مہیا کرو"، ابراہیم نے انکاری جواب دیا۔ تتش نے حملہ کر دیا۔ عرب کو ہزیمت ہوئی ابراہیم معہ چند سرداران عرب گرفتار ہو گیا۔ تتش نے ان سبھوں کے قتل کا حکم دیدیا۔ انکا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ تتش نے موصل

بقیہ صفحہ ۳۶] کی تو سلطان نے اسکو نظر بند کر لیا اور بجائے اسکے فخر الدولہ بن جہیر کو موصل کا حکمران مقرر کر کے بھیجدیا ابراہیم اسوقت سے سلطان کی خدمت میں رہا اسکے ساتھ ساتھ سمرقند گیا وہاں سے بغداد واپس آیا پس جب سلطان نے سفر آخرت اختیار کیا تو ترکمان خاتون نے ابراہیم کو رہا کر دیا۔ ابراہیم، موصل کی طرف روانہ ہوا۔

سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ خاتون کو موصل بطور جاگیر عنایت کیا تھا۔ یہ شرف الدولہ کو بیاہی تھی۔ اس سے ایک لڑکا علی نامی پیدا ہوا بعد وفات شرف الدولہ، صفیہ خاتون نے اسکے بھائی ابراہیم سے عقد کر لیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد اِدہر صفیہ خاتون نے موصل کا قصد کیا اسکے ساتھ اسکا لڑکا علی بھی تھا۔ اُدہر محمد بن شرف الدولہ بھی یہ خبر پاکر موصل پر چڑھ آیا۔ چنانچہ علی اور محمد میں لڑائی ہوئی۔ محمد کو ہزیمت ہوئی، علی نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ پس جب ابراہیم موصل کے قریب پہونچا۔ یہ سنکر کہ میرے بھائی شرف الدولہ کا بیٹا علی قابض ہے اور اسکے ساتھ اسکی ماں صفیہ خاتون بھی ہے پڑاؤ کر دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم موصل میرے حوالہ کر دو۔ بعد خط و کتابت اور نامہ و پیام کے صفیہ خاتون اور اسکے بیٹے علی نے موصل کو ابراہیم کے حوالہ کر دیا بعد اسکے بحکم دہر فرعونے را موسیٰ، تتش کا واقعہ پیش آیا، اس واقعہ میں ابراہیم کے ہمراہ تیس ہزار فوج تھی اور تتش کے رکاب میں دس ہزار۔

دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰

اور اسکے علاوہ اور دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ان شہروں کی حکومت پر مامور کیا۔

اس کامیابی کے بعد تتش نے دارالخلافت بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام بھیجا۔ گوہرائین افسر پولیس بغداد نے اس سے موافقت کی اور یہ کہلا بھیجا کہ میں نے شاہی فوج کو لکھدیا ہے جواب آجائے تو تعمیل کیجائے

بعد اسکے تتش نے دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ کر آذربائیجان پر حملہ آور ہوا برکیاروق کو ان واقعات کی خبر ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے اپنے چچا تتش کے روک تھام کو نکلا (جسوقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا قسیم الدولہ آقسنقر نے بوزان والی الرہا و حران سے کہا "تم لوگوں نے اسکی (یعنی تتش کی) اطاعت اسوجہ سے کی تھی کہ ہمارے آقائے نامدار سلطان ملک شاہ کے لڑکوں میں جھگڑا پڑا ہوا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ وہ ابھی بچہ ہیں سلطنت کا کام انجام نہ دیسکیں گے اب بفضلہ تعالے سلطان برکیاروق نے ہاتھ پاؤں سنبھالے ہیں اور حکومت و سلطنت کا دعویدار ہوا ہے لہذا ہم لوگوں کو لازم یہ ہے کہ سلطان برکیاروق کے قدموں سے جا ملیں"، بوزان نے آقسنقر کی رائے سے موافقت کی چنانچہ یہ دونوں سردار، تتش کی اعانت سے علیحدہ ہو کر معہ اپنی فوجوں کے سلطان برکیاروق کے لشکر گاہ میں چلے گئے۔ تاج الدولہ تتش نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی سپر ڈال دی اور بلا جنگ و جدال شام کی جانب مراجعت کر دی۔ تاج الدولہ تتش کی معاودت سے برکیاروق کے قدم حکومت و سلطنت پر استحکام کے ساتھ جم گئے۔ گوہرائین افسر پولیس بغداد اسکو محسوس کر کے کہ عنان حکومت سلطان برکیاروق کے قبضہ اقتدار میں آگئی ہے برکیاروق کے لشکر گاہ میں آیا۔ تتش سے موافقت کرنے کی

لہ مضمون عبارت ما بین خطوط ہلالی میں نے تاریخ کامل ابن اثیر سے اخذ کر کے لکھا ہے تاکہ ربط مضمون باقی رہ جائے اور مطلب خبط نہونے پائے۔ مترجم

معذرت کی۔ امیر برسق نے ہاں میں ہاں ملایا) کشتکین جاندار نے باشارہ قسیم الدولہ برکیاروق سے گوہرائین افسر پولیس بغداد کی شکایت کردی۔ اسی شکایت کی بنا پر برکیاروق نے گوہرائین کو شحنگی بغداد سے معزول کرکے امیر منکبرو کو افسر پولیس بنایا اور گوہرائین کی کل جایداد کو ضبط کرکے امیر منکبرو کو دیدیا۔ امیر منکبرو، بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ دقوقا تک پہونچ گیا تھا کہ سلطان برکیاروق کو امیر منکبرو کی ان حرکات کی اطلاع ہوئی جو اس سے سرزد ہوئی تھیں پس برکیاروق نے اسکو دقوقا سے واپس بلاکے قتل کرڈالا۔ اور بجاے اسکے فتکین کو پولیس بغداد کا افسر مقرر کیا۔

قتل اسمٰعیل بن یاقوتی اسمٰعیل بن داؤد (ملک شاہ کے چچا کا پوتا اور برکیاروق کا ماموں) آذربائیجان کا والی تھا۔ ترکمان خاتون نے اسکے پاس پیام بھیجا کہ "تم برکیاروق سے لڑکر ملک پر قبضہ کرلو اور یہ تمکو کچھ مشکل نہیں ہے۔ اگر تم اس پر عمل پیرا ہوگے تو میں تم سے عقد کرلوں گی"۔ اسمٰعیل اس دم پٹی میں آگیا۔ ترکمانوں کو مجتمع کرکے فوج آراستہ کی اور برکیاروق سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ مقام کرج میں صف آرائی ہوئی۔ اثناء جنگ میں اسمٰعیل کے بعض سرداران لشکر، برکیاروق سے مل گئے جس سے اسمٰعیل کو ہزیمت ہوئی اصفہان میں جاکر دم لیا۔ ترکمان خاتون نے اسکے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور اپنے بیٹے محمود کے نام کے بعد اسکا نام سکہ پر مسکوک کرایا۔ عقد بھی کرنے کا قصد کیا۔ امیر انز نے جو وزیر اعظم اور سپہ سالار لشکر بھی تھا اس سے مخالفت کی۔ لشکر کی بغاوت کی دھمکی دی۔ جب اس پر بھی ترکمان خاتون نے اپنی ہٹ نہ چھوڑی تو اس سے علیحدہ ہوگیا۔

بعد اسکے اسمٰعیل کی بن زبیدہ خاتون مادر برکیاروق نے اسمٰعیل سے خط وکتابت شروع کی اور اسکو برکیاروق سے مصالحت کرلینے پر آمادہ کرلیا۔ اسمٰعیل، برکیاروق کے پاس آیا۔ برکیاروق نے عزت واحترام سے اسکا استقبال کیا۔ سرداران لشکر

Marfat.com

کمشتکین جاندار، آقسنقر اور بوزان وغیرہم نے متفق ہو کر اسمٰعیل کے اس راز کو کہ یہ حکومت وسلطنت کا خواہاں ہے افشا کر دیا اور اسکو قتل کر کے برکیاروق کو مطلع کر دیا۔ برکیاروق نے اس کا خون معاف کر دیا۔

توران شاہ بن قاروت بک کی وفات

توران شاہ بن قاروت بک، فارس کا حکمراں تھا۔ ۴۸۵ھ میں خاتون جلالیہ (ترکمان خاتون) نے امیر انز کو فارس کے سر کرنے پر مامور کیا۔ امیر انز نے ابتداً توران شاہ کو ہزیمت دیدی۔ لیکن فتحیابی کے بعد لشکریوں کے ساتھ کج ادائی اور بداخلاقی سے پیش آیا جس سے اسکے لشکر والے اس سے بددل ہو کر بوزان شاہ کے پاس چلے گئے۔ توران شاہ نے امیر انز پر حملہ کر دیا۔ امیر انز کو اس واقعہ میں شکست ہوئی۔ توران شاہ نے اپنا ملک، امیر انز سے واپس لے لیا۔ اثنائے جنگ میں توران شاہ کو ایک تیر آلگا تھا۔ جسکی وجہ سے اسکے دو مہینہ بعد مرگیا۔

مقتدی کی وفات مستظہر کی خلافت برکیاروق کا خطبہ

ماہ محرم ۴۸۷ھ میں خلیفہ مقتدی بامراللہ نے سلطان برکیاروق کو بعد ہزیمت اسکے چچا تتش کے دارالخلافت بغداد میں طلب فرمایا۔ خلعت دی۔ اسکے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔ امور سلطنت کو سیاہ وسفید کرنے کا اختیار دیا سلطان برکیاروق نے نہایت مسرت سے اس کو زیب تن کیا بعد اسکے پندرہویں محرم سنہ مذکور میں خلافت مآب نے دفعۃً وفات پائی۔

بعد وفات خلیفہ مقتدی بامراللہ اسکا بیٹا مستظہر باللہ سریر خلافت پر متمکن ہوا امرار دولت اراکین سلطنت نے بیعت کی، خلیفہ مستظہر نے سلطان برکیاروق کو خلعت دی اور جو جو اختیارات مرحوم خلیفہ نے دیئے تھے وہ سب اس نے بھی سلطان کو دیئے۔ اور سلطان سے خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت لی گئی۔

استیلائے تتش قتل آقسنقر

تتش بعد ہزیمت آور بایجان، دمشق پہونچا، فوجوں کی فراہمی

ہزیمت برکیاروق

اور اسباب جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف ہوا چند دنوں میں کثیر فوج مجتمع ہوگئی۔ ۴۸۷ھ میں دمشق سے حلب پر یلغار کیا قسیم الدولہ آقسنقر اور بوزان متفق و مجتمع ہوکر مقابلہ پر آیا امیر کربوقا بھی سلطان برکیاروق سے امدادی فوج لیکر حلب کے بچانے کو آیا ہوا تھا۔ حلب سے نو کوس کے فاصلہ پر دونوں فریق کا مڈبھیڑ ہوا۔ تتش نے ان لوگوں کو ہزیمت دی، آقسنقر گرفتار ہوگیا۔ تتش نے قتل کرڈالا۔ امیر کربوقا اور بوزان نے حلب میں جاکر دم لیا۔ تتش نے تعاقب کیا اور حلب پر پہونچکر محاصرہ کرلیا۔ آخر کار حلب بھی بزور تیغ مفتوح ہوا۔ امیر کربوقا اور بوزان بھی گرفتار ہوگیا۔ تتش نے بوزان کو پابزنجیر حران اور الرہا کی طرف روانہ کیا (حران اور الرہا، بوزان کے قبضہ میں تھا) باشندگان حران اور الرہا نے اطاعت سے انکار کیا۔ تتش نے بوزان کا سر اتار کر اہل حران اور الرہا کے پاس بھیجا۔ حران اور الرہا کے رہنے والے بوزان کا سر دیکھ کر تھرا گئے۔ اطاعت کی گردنیں جھکادیں تتش نے قبضہ کرلیا۔ باقی رہ گیا امیر کربوقا اسکو حمص کے جیل میں ڈالدیا۔

اس کامیابی کے بعد تتش جزیرہ، دیاربکر، خلاط اور آذربائیجان پر یکے بعد دیگرے قبضہ حاصل کرکے ہمدان کی جانب چلا۔ اس وقت ہمدان میں اتفاق سے فخرالدولہ ابن نظام الملک موجود تھا۔ فخرالدولہ، خراسان سے سلطان برکیاروق سے ملنے آرہا تھا۔ امیر قماج سپہ سالار محمود سے اصفہان میں ملاقات ہوگئی امیر قماج نے فخرالدولہ پر شبخون مارا اسکے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ فخرالدولہ کسی طرح سے بچ بچاکر ہمدان پہونچا یہاں تتش سے مڈبھیڑ ہوگئی تتش نے اسکو گرفتار کرکے قتل کرنے کا قصد کیا۔ امیر باغی سیاہ نے سفارش کی اور یہ رائے دی کہ پبلک کا میلان خاطر فخرالدولہ کے خاندان کی طرف زیادہ ہے اسکو اپنا وزیر بنالیجئے۔ چنانچہ تتش نے فخرالدولہ کو قلمدان وزارت کا مالک بنادیا۔

Marfat.com

برکیاروق اسوقت نصیبین میں تھا۔ یہ سن کر کہ اسکا چچا تتش اذربائجان کی طرف بڑھ رہا ہے نصیبین سے کوچ کر دیا۔ دریاے دجلہ کو بالاے موصل سے عبور کر کے اوبل پہونچا۔ جسوقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تتش کی فوج سے امیر یعقوب بن ارتق نے برکیاروق پر شبخون مارا برکیاروق کو ہزیمت ہوئی۔ امیر یعقوب نے برکیاروق کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ برکیاروق کے کل ہمراہی تتر بتر ہو گئے۔ صرف امیر برسق، کشتکین جاندار اور ایاز رکاب میں رہ گیا۔ بہزار خرابی جان بچاکر اصفہان پہونچا۔ اصفہان میں ترکمان خاتون، مادر محمود بن سلطان ملک شاہ کی حکومت تھی۔ لیکن اسوقت اسکا انتقال ہو چکا تھا۔ پہلے محمود اور اسکے ہواخواہوں نے برکیاروق کو شہر میں داخل ہونے سے روکا۔ پھر خود محمود براہ فریب آکر برکیاروق کو لے گیا اور نظر بند کر لیا۔ محمود کے ہواخواہوں نے برکیاروق کو قتل کر ڈالنے کا قصد کیا اتفاق سے محمود بیمار ہو گیا۔ اسوجہ سے برکیاروق کو قتل نہ کیا۔

محمود کی وفات تتش کا قتل برکیاروق کی سلطنت

محمود بن سلطان ملک شاہ نے ۲۹ شوال ۴۸۷ھ میں ایک برس حکومت کر کے وفات پائی اسکے مرنے سے برکیاروق، اصفہان پر قابض ہو گیا۔ اور اسکے قدم، استقلال کے ساتھ حکومت و سلطنت پر جم گئے۔ موید الملک بن نظام الملک نے سلطان برکیاروق کی خدمت میں باریابی حاصل کی سلطان برکیاروق نے بجاے عز الملک ابن نظام الملک اسکو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ (عز الملک کا اس سے پیشتر مقام نصیبین میں انتقال ہو چکا تھا)۔

موید الملک نے امراء سلجوقیہ اور ہواخواہان سلطنت کو نامہ و پیام بھیجکر سلطان برکیاروق کی طرف مایل اور ہواخواہ بنا لیا۔ جس سے برکیاروق کی شان و شوکت بڑھ گئی اور اسکی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔

تتش نے بعد ہزیمت برکیاروق، یوسف بن ارتق ترکمانی افسر پولیس کو ترکوں کو مجتمع اور متفق کرنے کی غرض سے دار الخلافت بغداد روانہ کیا تھا۔ اہل بغداد نے بغداد میں

Marfat.com

داخل ہونے سے روکا اس عرصہ میں صدقہ بن مزید والی حلہ اہل بغداد کی امداد پر آپہونچا مقام یعقوب میں مڈبھیڑ ہوگئی۔ صدقہ، ہزیمت اٹھا کر حلہ چلا گیا اور یوسف بن ارتق دار الخلافت بغداد میں داخل ہوگیا اور قیام کر دیا

تتش نے برکیاروق کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرکے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل ہمدان نے قلعہ بندی کرلی۔ لیکن اس امر کو کہ ہم میں مقابلہ کی قوت نہیں ہے محسوس کرکے امن کی درخواست کی تتش نے ان کو امن دیدی اور ہمدان پر قابض ہوکر اصفہان اور مرو کا رخ کیا۔ امرار اصفہان کے پاس ایلچی بھیجے اور انکو ملانے کی کوشش کی چنانچہ ان لوگوں نے اطاعت اور حاضری کا وعدہ کیا۔ برکیاروق ان دنوں بستر علالت پر پڑا ہوا ان سب واقعات کو دیکھ رہا تھا۔ جب اسکو مرض سے افاقہ ہوا تو اس نے جرباذقان کی جانب خروج کیا۔ ہواخواہان دولت سلجوقیہ اس خبر کو سن کے جوق جوق برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بات کی بات میں تیس ہزار فوج مجتمع ہوگئی۔ اپنے چچا تتش سے صف آرا ہوا۔ اور اسکو ہزیمت فاش دی۔ اثنار دار و گیر میں آقسنقر کے کسی دوست نے اپنے دوست آقسنقر کے بدلہ میں تتش کو مار ڈالا۔

تتش[1] کی ہزیمت اور قتل سے سلطان برکیاروق کا میدان حکومت زیادہ وسیع ہوگیا بظاہر کوئی مزاحم اور مخالف نرہا۔ اس واقعہ کی خبر یوسف کو بھی ہوئی۔ فخر الملک بن نظام الملک جو ایک مدت سے تتش کے یہاں قید تھا آزاد کر دیا گیا۔

---

[1] اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ تھا کہ ابھی کل کا ذکر ہے کہ برکیاروق اپنے چچا تتش سے شکست کھاکر معدودے چند آدمیوں کے ساتھ اصفہان جاتا ہے۔ کوئی شخص اسکا تعاقب نہیں کرتا۔ اگر بیس سوار بھی تعاقب کرتے تو یقینی گرفتار ہوجاتا کیونکہ چند دنوں تک اصفہان کے باہر پڑا رہا تھا پھر جب کسی طرح سے اصفہان میں داخل ہوا تو امرار اصفہان نے مار ڈالنے کی فکر کی جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ اتفاق سے اسکا بھائی محمود بیمار ہوگیا۔ امین الدولہ ابن التلمیذ طبیب [بقیہ صفحہ ۴۴]

Marfat.com

کربوقا کا موصل پر قبضہ تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ تتش نے قوام الدولہ ابوسعید کربوقا کو بعد قتل آقسنقر اور بوزان، حلب کے جیل میں ڈالدیا چنانچہ اسوقت سے کربوقا حلب کے جیل میں قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا تا آنکہ رضوان ابن تتش، حلب کا حکمراں ہوا۔

سلطان برکیاروق نے رضوان کے پاس امیر کربوقا کے رہا کرنے کا حکم بھیجا چنانچہ رضوان نے امیر کربوقا اور اسکے بھائی امیر التونتاش کو قید سے رہا کردیا۔ کربوقا اور التونتاش کا رہا ہونا تھا کہ ہر طرف سے ٹڈی دل فوج آکر مجتمع ہوگئی۔ اس وقت موصل کی عنان حکومت، علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کے ہاتھ میں تھی (اس کو تتش نے بعد جنگ و قبضہ موصل، موصل کی حکومت پر مامور کیا تھا) اس کا بھائی محمد بن شرف الدولہ بن مسلم نصیبین کی حکومت پر تھا، مروان ابن وہب اور ابوالہیجا کردی اسکے دائیں اور بائیں بازو تھے۔ محمد کا موصل پر فوج کشی کا قصد تھا۔ علی کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ امیر کربوقا کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اسکو اپنی کمک پر بلایا۔ چنانچہ کربوقا علی کی امداد پر آیا۔ نصیبین سے دو منزل کے فاصلہ پر محمد سے مڈبھیڑ ہوئی کربوقا اس کو گرفتار کرکے نصیبین کی طرف بڑھا۔ چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا۔ آخر کار بزور تیغ مفتوح ہوگیا اس کامیابی کے بعد کربوقا نے موصل کی جانب قدم بڑھایا۔ اہل موصل قلعہ بند ہوگئے۔

بقیہ صفحہ ۴۳] نے امراء اصفہان کو برکیاروق کے قتل سے یہ کہکر باز رکھا کہ محمود کی حالت اچھی نہیں ہے اگر یہ مرگیا تو کیا تم لوگ تتش کی حکومت پسند کروگے برکیاروق کو بالفعل قتل نہ کرو، اگر محمود کو صحت ہوگئی تو برکیاروق کے قتل کا تم کو اختیار باقی رہ جائے گا قتل کرڈالنا اور اگر حالت دگرگوں ہوئی تو اسی کو سریر حکومت پر متمکن کردینا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت دیکھئے کہ محمود ۹ شوال کو انتقال کرگیا اور برکیاروق حکمراں ہوگیا پھر یہ بھی بیمار ہوا۔ سرسام میں مبتلا ہوا۔ چار ماہ تک علیل رہا۔ اس اثنار میں اسکے چچا تتش نے ذرا بھی حرکت نہ کی یہ موقع اسکی کامیابی کا اچھا تھا مگر نہ سوجھی۔ یہ سب قدرت کے کرشمہ ہیں اگر محمود یا برکیاروق کے زمانہ علالت میں ذرا بھی کوشش کرتا تو تتش کو یہ روز بد دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ واللہ اعلم۔ مترجم

Marfat.com

کربوقا نے اس سے اعراض کرکے[1] . . . . . اور محمد کو قتل کرکے دریا میں ڈالدیا۔ اور موصل کے محاصرہ کی غرض سے واپس ہوا۔ ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ علی نے امیر چکرمش والی جزیرہ ابن عمر سے امداد کی درخواست کی، امیر چکرمش لشکر راستہ کرکے علی کی کمک پر روانہ ہوا۔ امیر التونتاش نے آگے بڑھکر تیغ وسنان سے استقبال کیا۔ باہم لڑائی ہوئی۔ بالآخر امیر چکرمش نے ہزیمت کے بعد کربوقا کی اطاعت قبول کرلی اور اسکے ساتھ موصل کے محاصرہ کو آیا اور جیسا کہ چاہئے مدد کی۔ جب محاصرہ کی سختیاں زیادہ ہوئیں تو نو ماہ کی تکلیف محاصرہ برداشت کرکے علی والی موصل بھاگ کھڑا ہوا صدقہ بن مزید کے پاس حلہ میں جاکر پناہ لی۔ کربوقا مظفر ومنصور موصل میں داخل ہوا اور التونتاش نے اطراف موصل میں لوٹ مار کا بازار گرم کردیا۔ امراء و رؤسار شہر سے تاوان اور جرمانے وصول کرنے لگا۔ کربوقا کو التونتاش کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ موصل میں داخل ہونے کے تیسرے دن التونتاش کے قتل کا حکم دیدیا۔ یہ واقعات ۴۸۹ھ کے ہیں۔

قبضہ موصل کے بعد، کربوقا نے رحبہ پر یلغار کیا۔ اہل رحبہ مقابلہ پر آئے، لڑے لیکن کامیاب نہوئے کربوقا نے اسپر قبضہ حاصل کرکے موصل کی جانب معاودت کی اہل موصل کے ساتھ بہ نرمی و ملاطفت پیش آیا۔ عدل وانصاف سے کام لیا۔ جسکی وجہ سے اہل موصل راضی وخوش ہوگئے اور اسکی حکومت کو استقلال واستحکام حاصل ہوگیا۔

ارسلان ارغو کا خراسان پر قبضہ وقتل

ارسلان ارغو اپنے بھائی سلطان ملک شاہ کے پاس بغداد میں مقیم تھا۔ پس جب سلطان ملک شاہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور اسکے بیٹے محمود کی حکومت وسلطنت کی بیعت لی گئی اسوقت ارسلان ارغو

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

اپنے سات غلاموں کے خراسان چلا گیا۔ خراسان پہونچکر ہاتھ پاؤں نکالنے۔ ایک گروہ مجتمع ہوگیا۔ نیشاپور پر دھاوا کیا۔ اہل نیشاپور مقابلہ پر آئے۔ مرو کی طرف لوٹا مرو میں سلطان ملک شاہ کے غلاموں میں سے ایک غلام امیر قودر (قودن) شحنہ نامی حکومت کر رہا تھا۔ یہ منجملہ اون لوگوں کے تھا جنہوں نے نظام الملک کے قتل میں سازش کی تھی۔ امیر قودر نے ارسلان ارغو کی اطاعت قبول کر لی اور شہر پر قبضہ دیدیا۔ ارسلان ارغو کی قوت، ہمت اور جرأت اس سے بڑھ گئی۔ بلخ کی طرف بڑھا۔ فخر الملک بن نظام الملک حاکم بلخ مقابلہ نہ کر سکا۔ بلخ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ہمدان میں جاکر پناہ لی اور تاج الدولہ تتش کا وزیر مرگیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ارسلان ارغو نے بلخ، ترمذ، نیشاپور اور کل بلاد خراسان پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق اور اسکے وزیر السلطنت موید الملک کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ مجھے خراسان کی سند حکومت عطا کی جاے اور میں اسکا واحد حکمراں تسلیم کیا جاوں جیسا کہ میرا دادا داؤد تھا۔ چونکہ برکیاروق اپنے بھائی محمود اور اپنے چچا تتش کے جھگڑوں میں مصروف تھا۔ کچھ جواب نہ دیا۔ پھر جب برکیاروق نے موید الملک کو عہدہ وزارت سے معزول کرکے اسکے بھائی فخر الملک کو قلمدان وزارت عطا کیا اور مجد الملک بارسلان، امور سلطنت پر مستولی ہوا تو ارسلان ارغو نے سلطان برکیاروق سے خط و کتابت کا سلسلہ بند کر دیا۔ برکیاروق کو یہ امر ناگوار گزرا، اپنے چچا بورسوس (ابوریس) کو بسرکردگی افواج شاہی، ارسلان ارغو کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ ارسلان ارغو ہزیمت اٹھا کر بلخ پہونچا۔ بورسوس نے ہرات میں پڑاؤ کر دیا۔ بعد اسکے ارسلان ارغو نے فوجیں مرتب کرکے مرو کی جانب قدم بڑھایا۔ اور بزور تیغ مفتوح کرکے ویران کر دیا۔

---

[1] تاریخ کامل میں بجاے قودر کے قودن لکھا ہے۔ تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۹

[2] دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۹

Marfat.com

مرو جیسے شہر کشت وخون کا میدان بنادیا بورسوس کو اسکی اطلاع ہوئی، ہرات سے ۴۸۸ھ میں ارسلان ارغو کے طوفان بے امتیازی کے روک تھام کو روانہ ہوا۔ اس لشکر میں امیر مسعود بن تاجر (اسکے باپ داؤد کا سپہ سالار تھا) اور امیر ملک شاہ وغیرہما نامی نامی امرار وسردار بھی تھے۔ ارسلان ارغو نے امیر ملک شاہ کو نامہ و پیام کرکے ملا لیا۔ اور امیر مسعود بن تاجر کو معہ اسکے بیٹے کے ارسلان ارغو کی سازش سے کسی نے اسی کے خیمہ میں قتل کر ڈالا۔ ان واقعات سے بورسوس کی کمر ہمت ٹوٹ گئی لشکر میں بھی پھوٹ پڑ گئی۔ کثرت سے مخالف پیدا ہو گئے تاہم مقابلہ پر اڑا رہا۔ بالآخر گرفتار ہو کر اپنے بھائی ارسلان ارغو کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ارسلان ارغو نے ترمذ کے جیل میں بھیجدیا اور بعد ایک سال کے بحالت قید قتل کر ڈالا۔

ارسلان ارغو کا اب کوئی مزاحم اور رقیب باقی نہ رہ گیا تھا۔ ہر کیاروق نے اسکے سرکرنے کو جو مہم بھیجی تھی وہ تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ اسوجہ سے اس نے امرار و رؤسا خراسان کے قتل وخون ریزی پر کمر باندھ لی۔ خراسان کے شہروں کی شہر پناہ کو مسمار کر دیا، سبزوار، مرو شاہجہاں، سرخس، نہاوند اور نیشاپور کے قلعات کو منہدم کرکے زمین دوز بنادیا۔ وزیر السلطنت عماد الملک بن نظام الملک سے تین لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کیا اور اس پر بھی جب اسکے دل کو تسکین نہوئی تو قتل کر ڈالا۔ قصہ مختصر جس سے اسکو ذرا بھی خطرۂ مخالفت کا خیال پیدا ہوا اوسکے سر کو کچل دیا۔ خراسان پر استبدادی حکومت کرنے لگا۔ نہایت بیرحم اور بیحد غصہ ور تھا۔ اپنے غلاموں سے بھی درگزر نہ کرتا تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر بھی سخت سے سخت عقوبت کرتا تھا۔ اتفاق سے ایک روز خلوت میں اپنے غلام سے کسی معمولی بات پر ناراض ہو گیا۔ سخت وسست کہا اور مارا۔ غلام کو اشتعال پیدا ہو گیا۔ کمر سے خنجر نکال کر اسکے پیٹ میں بھونک دیا۔ مر گیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۹۰ھ کا ہے۔

Marfat.com

کو روانہ کیا اور خود بدولت واقبال عراق کی جانب روانہ ہوگیا۔
داؤد حبشی، عراق سے ہرات کی طرف چلا اور بانتظار اجتماع عساکر شاہی قریب ہرات پہونچکر قیام کر دیا۔ امیر قودن اور امیر بارقطاش نے داؤد حبشی کی آمد کی خبر پاکر حملہ کی تیاری کی داؤد حبشی کی فوج کم تھی بھاگ کھڑا ہوا جیحوں کو عبور کرکے دم لیا۔ امیر قودن نہیں آنے پایا تھا کہ امیر بارقطاش نے داؤد حبشی پر حملہ کر دیا۔ برابر کا مقابلہ تھا داؤد حبشی بھی خم ٹھونک کر میدان میں آگیا اور امیر بارقطاش کو مار بھگایا۔ اثنار دار وگیر میں امیر بارقطاش گرفتار کر لیا گیا جوں ہی یہ خبر امیر قودن کے لشکر میں پہونچی کل فوج باغی ہوگئی۔ امیر قودن کے مال واسباب اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ امیر قودن بہزار خرابی جان بچاکر بھاگا۔ سنجار پہونچا۔ والی سنجار نے گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا۔ بعد چندے رہا کر دیا۔ افشاں وخیزاں ملک سنجر کی خدمت میں بلخ پہونچا ملک سنجر نے بڑی اوبھگت سے لیا امیر قودن بھی اطاعت وفرمانبرداری سے خدمات مفوضہ انجام دینے لگا۔ اندرونی اور بیرونی انتظام درست کیا فوجیں باقاعدہ مرتب کیں۔ زمانہ قریب آگیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد مرگیا باقی رہا امیر بارقطاش، وہ داؤد حبشی کے یہاں مقید رہا تاآنکہ داؤد حبشی نے اسکو قتل کرڈالا۔

آغاز حکومت بنوخوارزم شاہ

ابوشکین امرار سلجوقیہ میں سے ایک امیر (بلکباک) زرخرید غلام تھا۔ اس نے ابوشکین کو غزستان کے ایک شخص سے خرید کیا تھا۔ اسی مناسبت سے ابوشکین غزنی کے نام سے موسوم ہوا۔ ابوشکین نے اسی امیر کے یہاں نشو ونما پائی۔ بڑا ہوا، ہوشیار اور بیدار مغز تھا۔ اپنے آقا کی مرضی کے مطابق کام کرتا تھا۔ جوانمرد اور دلیر بھی تھا۔ اللہ تعالی کے فضل سے ابوشکین کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ محمد نام رکھا ابوشکین نے نہایت خوبی سے تعلیم وتربیت دی۔ فنون جنگ بھی سکھلایا سیاسیات کی بھی اعلی تعلیم دلائی۔ عنایت الہی سے محمد ایک قابل قدر انسان ہوگیا۔ پس

Marfat.com

جب امیر داؤد حبشی، خراسان کی طرف روانہ ہوا تو محمد بھی منجملہ اور لوگوں کے اسکے ہمراہ تھا۔ بغاوت خراسان فرو ہونے کے بعد امیر داؤد حبشی کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ خوارزم کی گورنری پر کسکو مقرر کروں اکنجی نائب خوارزم کو امیر قودن وغیرہ نے مار ڈالا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ کمال غور و فکر کے بعد محمد بن ابوشکین کو منتخب کیا اور یہی اسکی نظروں میں حکومت خوارزم کے لئے مناسب معلوم ہوا۔ چنانچہ امیر داؤد حبشی خوارزم کی عنان حکومت محمد کو مرحمت کی اور خوارزم شاہ کے لقب سے ملقب کیا۔ محمد نہایت کفایت شعار، منتظم، مدبر، عادل اور خلیق تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اسکا ذکر خیر پھیل گیا۔ ملک سنجر نے بھی اس تقرری کو مستحسن سمجھا اور محمد کو اس عہدہ پر بحال رکھا اور اسکی لیاقت و کارکردگی کے مطابق عزت افزائی کی

محمد نے کسی ضرورت سے کچھ دنوں کے لئے خوارزم کو چھوڑ دیا تھا۔ ترکوں کو موقع مل گیا۔ ان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ، خوارزم پر چڑھ آیا۔ طغرل تکین محمد بن اکنجی سابق گورنر خوارزم بھی ترکوں سے مل گیا۔ اسکی خبر محمد بن ابوشکین کو ہوگئی۔ سب کاموں کو چھوڑ کر خوارزم کے بچانے کو بڑھا اور ملک سنجر سے امداد کا خواہاں ہوا۔ ملک سنجر ان دنوں نیشاپور میں تھا۔ ملک سنجر اپنی فوجوں کو لیکر روانہ ہوا۔ محمد بن ابوشکین بلا انتظار ملک سنجر، ترکون کے مقابلہ پر آگیا۔ ترکوں کو جان کے لالے پڑ گئے کمال بدحواسی سے منقشلاغ کی طرف بھاگے۔ طغرل تکین نے بھی جرجان کی جانب کوچ کر دیا۔ اس واقعہ سے ملک سنجر کی انکھوں میں محمد اور زیادہ عزیز ہوگیا۔

پھر جب محمد خوارزم شاہ نے وفات پائی تو اسکا بیٹا اتسز میرآراے حکومت ہوا۔ یہ بھی نہایت نیک مزاج، مدبر اور عادل تھا۔ اس نے اپنے باپ کے زمانہ میں اکثر لڑائیوں میں سپہ سالاری کی تھی۔ فنون جنگ سے پوری واقفیت رکھتا تھا۔ اس نے شہر منقشلاغ کو ترکوں سے چھین لیا ملک سنجر اسکو بیحد عزیز رکھتا تھا۔ سفر و حضر میں

اپنے ساتھ رکھتا۔ لڑائیوں میں اسی کو فوج کا افسر اعلیٰ بناتا تھا۔ اسی زمانہ سے حکومت و ریاست محمد بن ابوشکین کے خاندان میں آئی۔ یہی انکی حکومت کی ابتدا ہے پھر ان پر تاتاریوں نے چھٹی صدی ہجری میں یورش کی اور انکی حکومت و سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ انہیں سے تاتاریوں نے ملک پر قبضہ حاصل کیا ہے جیسا کہ ان کے حالات کے سلسلہ میں بیان کیا جائے گا۔

عیسائیوں کا انطاکیہ وغیرہ سواحل شام پر قبضہ

اسی زمانہ سے عیسائیوں میں ممالک اسلامیہ پر قبضہ کر لینے کی تحریک پیدا ہوئی ہے (۴۸۴ھ) میں صقلیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر انھوں نے ملک شام اور بیت المقدس کے قصد سے

۱؎ کروسیڈ یعنی صلیبی جنگ کی ابتداء، عیسائیوں کا خروج وظہور اور بعض ممالک اسلامیہ پر استیلا ۴۷۸ھ سے شروع ہوتا ہے پہلے انہوں نے بلاد اندلس میں طلیطلہ کو لے لیا جب اس سے مسلمانوں کے کان پر جوں نہ رینگی تو ۴۸۴ھ میں جزیرہ صقلیہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر بھی بزور تیغ قابض ہو گئے۔ بعد اسکے انکا دندان طمع تیز ہو گیا۔ افریقہ پر ہاتھ مارا۔ اور اس کے بعض شہروں پر قابض ہو گئے۔ سلاطین اسلام آپس کی خانہ جنگیوں میں مصروف تھے۔ مذہبی جوش، اخوت اسلامی، ہمدردی اور خیر خواہی ملت کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ عیش و عشرت میں مبتلا ہو گئے تھے اسوجہ سے عیسائیوں کا شوق ملک گیری مذہبی پردہ میں بڑھا پھر کیا تھا قتل اور خونریزی کا دروازہ کھل گیا۔ ۴۹۰ھ میں ملک شام پر چڑھائی کی۔ بیت المقدس کے لینے کی بنیاد ڈالی ہر دویل عیسائی بادشاہ نے فوج کثیر مجتمع کر کے رجّار فرانسیسی کو اطلاع دی (جس نے صقلیہ پر قبضہ کر لیا تھا) کہ میں ایک فوج عظیم لیکر افریقہ پر چڑھائی کرتا ہوں اور اس کو عنقریب مفتوح کر کے تمہارا ہم سایہ ہو جاتا ہوں۔ رجّار نے اپنے ارکین سلطنت کو ایک جلسہ میں جمع کر کے ان سے اس معاملہ میں مشورت کیا۔ سبھوں نے ہر دویل کی عزیمت کی ثنا صفت کی۔ رجّار نے کہا تم لوگ عقل سے خالی ہو اگر اُس نے افریقہ کو لے لیا [بقیہ صفحہ ۵۳

Marfat.com

حرکت کی خلیج قسطنطنیہ عبور کرکے براہ خشکی روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ قسطنطنیہ کو خط لکھا اور اُس سے اُسکے ملک سے گزر جانے کی اجازت طلب کی، بادشاہ قسطنطنیہ نے اجازت تو دیدی لیکن یہ شرط کرلی کہ انطاکیہ فتح کرکے مجھے دیدینا۔ عیسائی کروسیڈروں نے اس شرط کو منظور کرلیا اور خلیج قسطنطنیہ کو ۴۹۰ھ میں عبور کرکے ارسلان بن سلیمان بن قطلمش والی قونیہ و بلاد روم کے مقبوضات کی طرف بڑھے۔ ارسلان انکی آمد کی خبر سنکر مدافعت کو اُٹھا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی ارسلان کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی عیسائیوں نے ابن لیون ارمنی کے مقبوضہ ممالک کی طرف قدم بڑھایا۔ انطاکیہ پہونچکر محاصرہ ڈالا نو مہینہ تک محاصرہ کئے رہے۔ باغی سیان والی انطاکیہ نے نہایت مردانگی سے مدافعانہ جنگ کی۔ عیسائیوں نے شہر پناہ کے محافظوں میں سے ایک محافظ کو بہت سا مال اور زر دیکر ملا لیا۔ چنانچہ حسب قرارداد باہمی عیسائی فوج شہر پناہ کے قریب آئی، اس دغاباز محافظ نے شہر پناہ کا چور دروازہ کھول دیا۔ عیسائی فوج شہر میں داخل ہوگئی اور شہر پناہ کی فصیل پر چڑھکر بگل بجا دیا۔ باغی سیان گھبرا گیا۔ کچھ نہ سوجھا بھاگ کھڑا ہوا پانچ چھ کوس نکل گیا۔ ہوس و حواس بجا ہوئے۔ خود کردہ پر ندامت ہوئی بیہوس ہوکر گھوڑے سے گر پڑا ایک ارمنی عیسائی نے پہونچکر سر اُتار لیا اور انطاکیہ میں عیسائی سپہ سالار کے پاس پہونچا دیا۔ یہ واقعات ۴۹۱ھ کے ہیں۔

اس واقعہ کی مسلمانوں کو خبر ہوئی۔ انطاکیہ کے واپس لینے کو ہر طرف سے دوڑ

بقیہ صفحہ ۵۲] تو ہمارا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور اگر ناکام واپس آیا تو ہم کو اسکی مدد دی کرنا ہوگی اور اس میں ہم کو تکالیف کا سامنا کرنا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ اسکو فتح بیت المقدس کی رائے دیجائے اور مسلمانوں پر جہاد کرنے کا مشورہ دیا جائے۔ حاضرین جلسہ نے اس رائے کو پسند کیا چنانچہ بیمنڈ نے رابرٹ کو لکھ بھیجی۔ رابرٹ نے بھی اس کو پسند کیا۔ اور بقصد فتح بیت المقدس اُٹھ کھڑا ہوا

مترجم عفی عنہ

پڑے۔ قوام الدولہ کربوقا شام کی طرف چلا۔ مرج دابق تک پہونچتے پہونچتے ایک عظیم لشکر مجتمع ہوگیا، دقاق بن تتش، طغرل تکین اتابک، جناح الدولہ والی حمص، ارسلان تاش والی سنجار اور سقمان ارتق وغیرہم نامی نامی امرار اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے آپہونچے اور انطاکیہ کی طرف بڑھے، محاصرہ کرلیا۔ اتفاق سے اسلامی امرار میں پھوٹ پڑگئی، امیر کربوقا دون کی لینے لگا اور امرار کو یہ ناگوار گزرا۔ انکے دلوں میں اسکی طرف سے کدورت پیدا ہوگئی۔ چونکہ عیسائیوں کو رسد و غلہ کے فراہم کرنے کا موقع نہیں ملا تھا اسوجہ سے محاصرہ کی تکلیف سے بیحد پریشاں ہونے لگے۔ امیر کربوقا سے امن کی درخواست کی امیر کربوقا نے امن دینے سے انکار کیا۔ عیسائیوں پر نہایت مصیبت اور سختی کا وقت آگیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون تھا۔ ان عیسائی کروسیڈروں کے ساتھ عیسائی بادشاہوں میں سے بردویل، صنجیل، مکدمری، قمط والی الرہا اور بیمند والی انطاکیہ بھی محصور تھا۔ عیسائی فوج کا کمان افسر بھی بیمند تھا۔ شدت محاصرہ سے پریشان ہوکر شہر پناہ کے دروازہ سے متفرق طور سے دو دو چار چار امن کا جھنڈا لئے ہوئے نکلے۔ جب کل عیسائی کروسیڈر انطاکیہ کے باہر آگئے تو لڑائی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسلامی امرار میں نفاق تو پیدا ہی ہوگیا تھا اور انکے دلوں میں امیر کربوقا کی بداخلاقی سے کدورت پیدا ہوگئی تھی اسوجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ سب سے اخیر میں امیر سقمان بن ارتق نے میدان جنگ سے فرار کیا۔ عرب کا ایک گروہ اس معرکہ میں کام آگیا۔ عیسائی کروسیڈروں نے مسلمانوں کے کیمپ میں جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ †

† ابن اثیر نے اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے لکھا ہے جسکا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے عیسائی کروسیڈروں کو انطاکیہ پر قبضہ کئے ہوئے بارہ دن ہوگئے تھے۔ رسد و غلہ کا کوئی سامان نہیں کرنے پائے تھے کہ امیر کربوقا وغیرہ آگئے۔ عیسائی کروسیڈر بھوکوں مرنے لگے۔ امرار نے اپنی اپنی سواری کے جانوروں کو کھانا شروع کردیا، خربار اور سپاہی درخت کے پتوں سے پیٹ بھرنے لگے امیر کربوقا [بقیہ صفحہ ۵۵

اس کامیابی کے بعد عیسائیوں نے معرہ نعمان کی طرف قدم بڑھایا اور اس کو بھی لے لیا۔ نہایت بیرحمی اور سفاکی سے اہل معرہ نعمان کو پامال کیا۔ بعد اسکے غزہ پر یلغار

بقیہ صفحہ ۵۴] کے پاس پیام بھیجا کہ آپ ہمکو امن دیجئے ہم شہر خالی کئے دیتے ہیں" امیر کربوقا نے جواب دیا "ہرگز امن نہیں دیا جائے گا ہم تم کو تلوار کے ذریعہ سے نکالیں گے" اس جواب سے کروسیڈروں کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ ایک پادری نے جس پر ان عیسائیوں کا زیادہ اعتقاد تھا ان لوگوں سے کہا۔ گھبراؤ نہیں! اسی انطاکیہ میں مسیح کی صلیب فلاں مقام پر مدفون ہے تلاش کرو۔ اگر مل گئی تو تمہاری فتح ہوگی ورنہ تمہاری ہلاکت اور تباہی یقینی ہے" پادری صاحب نے اس سے پہلے صلیب کو مقام موعودہ میں دفن کر دیا تھا۔ عیسائی کروسیڈر صلیب کے تلاش کرنے پر تیار ہو گئے۔ پادری صاحب نے کہا "وہ یوں نہیں ملے گی۔ تین دن روزہ رکھو۔ دعا کرو گناہوں کی مغفرت چاہو چوتھے روز تلاش کی کوشش کرو۔ کامیاب ہو گئے تو پھر کیا کہنا ہے ورنہ موت ہے" عیسائی کروسیڈروں نے اسپر عمل کیا۔ اور جیسا کہ پادری صاحب نے کہا تھا بعد تلاش پا گئے۔ پادری صاحب نے کہا "اب کیا ہے، خوشیاں مناؤ۔ شہر پناہ کا دروازہ کھول کر پانچ پانچ چھ چھ آدمی امن کا جھنڈا لئے ہوئے نکلو جب سب کے سب انطاکیہ کے باہر آجاؤ تو جنگ کا نقارہ بجا دو۔ فتحیاب ہو جاؤ گے" جسوقت عیسائی کروسیڈر انطاکیہ سے متفرق طور پر نکلنے لگے۔ مسلمانوں نے امیر کربوقا سے عرض کیا "ان عیسائیوں کو مہلت نہ دیجائے جیوں جیوں نکلتے جائیں انکو ہم قتل کرتے جائیں" امیر کربوقا نے جواب دیا "نکل آنے دو ہم انکو لڑ کر پسپا کر دینگے" لیکن مسلمانوں میں بعض امراء نے اسکی مخالفت کی اور عیسائیوں کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا امیر کربوقا نے خود جاکر انکو اس سے روکا۔ پس جب کل عیسائی کروسیڈر شہر انطاکیہ سے نکل آئے تو انہوں نے صف آرائی کی۔ چونکہ کربوقا نے مسلمانوں کے ساتھ ناگوار برتاؤ کیا تھا اور عیسائیوں کے قتل سے روکا تھا اسوجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک ہاتھ بھی لڑنے کے گنہگار نہیں ہوئے۔ انتہی ملخصا من تاریخ الکامل لابن اثیر

Marfat.com

کیا۔ چار مہینہ تک محاصرہ کئے رہے۔ اہل غزہ نہایت مردانگی سے مقابلہ کرتے رہے ابن منقذ والی شیزر نے نامہ و پیام کرکے مصالحت کرلی۔ پھر حمص کا محاصرہ کیا جناح الدولہ نے صلح کا پیام بھیجا۔ مصالحت ہوگئی۔ عکا کی طرف بڑھے۔ اہل عکا نے قلعہ بندی کرلی ناکام واپس ہوئے۔ اسی زمانہ سے سواحل شام پر عیسائی کروسیڈروں کا قبضہ و تصرف شروع ہوتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ[1] ..... خلفاء علویین نے عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کرنے کا اشارہ کیا تھا۔ اور انھیں کی تحریک سے وہ کمال جرات سے حملہ آور ہوئے تھے۔ سبب یہ تھا کہ خلفاء علویہ کو سلاطین سلجوقیہ کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔ انہوں نے ملک شام کو غزہ تک دبا لیا تھا اور انکے امیروں میں سے اقسیس نامی ایک امیر نے مصر پر حملہ کیا تھا اور مدتوں اسکو محاصرہ میں رکھا تھا۔ خلفاء علویہ نے اس امر کو کہ روزے از روزہا سلاطین سلجوقیہ، مصر کو بھی لے لیں گے احساس کرکے عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کرلینے کا اشارہ کردیا تاکہ سلاطین سلجوقیہ کے رد سے خود محفوظ رہیں اور انکے اور مصر کے درمیان عیسائی حایل اور سد راہ رہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

امیر انز کی بغاوت اور قتل

جسوقت سلطان برکیاروق، خراسان کی جانب روانہ ہوا تھا۔ اسی زمانہ میں امیر انز کو فارس کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ فارس کے ملک پر شوانکارکے قبایل قابض و متصرف ہوگئے تھے اور ایران شاہ بن قاروت بک والی کرمان کی پشت گرمی اور امداد سے فارس پر حکومت کررہے تھے۔ پس جب امیر انز نے فارس پر فوج کشی کی تو شوانکار مقابلہ پر آئے، اور لڑے۔ امیر انز کو ہزیمت ہوئی۔ امیر انز، اصفہان واپس آیا۔ سلطان برکیاروق کو اس سے مطلع کیا

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

Marfat.com

خراسان میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ سلطان برکیاروق نے اصفہان میں ٹھہرنے کا حکم دیا، امارت عراق کی سند بھیجدی۔ اور جسقدر فوجیں عراق اور اسکے اطراف وجوار میں تھیں اُن کا بھی امیر انز افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔

مویدالملک بن نظام الملک وارانخلافت بغداد سے حلہ میں آیا۔ امیر انز سے ملا اور اسکو سلطان برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ شاہی سطوت اور جبروت کی دھمکی دی۔ سلطان کے غصہ اور انتقام سے ڈرایا اور یہ رائے دی کہ محمد بن ملک شاہ سے نامہ و پیام بھیجکر سازش کر لو۔ محمد بن ملک شاہ ان دنوں گنجہ میں تھا اس قرارداد کے مطابق امیر انز نے عمل درآمد کیا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ یہ خبر مشہور ہوگئی۔ امیر انز کا خوف وخطرہ زیادہ ہوگیا۔ فوجیں فراہم کیں، اصفہان سے رے کی طرف کوچ کیا اور کھلم کھلا سلطان کی مخالفت کرنے لگا۔ سلطان برکیاروق سے فخرالملک البارسلان کی واپسی اور سپردگی کا مطالبہ کیا۔ ہنوز یہ معاملہ طے نہیں ہوا تھا کہ تین نفر ترکوں نے جو امیر انز ہی کے لشکر کے تھے اور خوارزم کے رہنے والے تھے شب کے وقت اسپر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا۔ لشکر میں ہلڑ مچ گیا۔ مال، روپیہ اور اسباب کو لشکریوں نے لوٹ لیا۔ نعش کو اصفہان میں لائے اور دفن کر دیا۔ امیر انز، بڑا پابند صوم وصلوٰۃ، کثیر المناقب اور سخی تھا۔

امیر انز کے قتل کی خبر سلطان برکیاروق کو اطراف رے میں پہونچی۔ سلطان، امیر انز سے جنگ کرنے کو آرہا تھا۔ اس خبر کو سن کے بیحد خوش ہوا فخرالملک البارسلان کی باچھیں کھل پڑیں۔ یہ واقعہ ۴۹۸ھ کا ہے۔

اصفہر صابر، امیر انز کے قتل کے بعد دمشق چلا گیا۔ مدتوں وہیں ٹھہرا رہا بعد ازاں ۵۰۱ھ میں سلطان محمد کی خدمت میں باریاب ہوا۔ سلطان محمد بہ عزت واحترام پیش آیا اور رجہ کی حکومت عنایت کی۔

Marfat.com

بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ

تاج الدولہ تتش نے بیت المقدس کو خلفاء علویہ والیان مصر کے قبضہ سے نکال لیا تھا اور اپنی طرف سے امیر سقمان بن ارتق کو اسکی حکومت پر مامور کیا تھا۔ پس جسوقت ترکوں کو بمقام ازلماکیہ عیسائی کروسیڈروں کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی تو مصری خلیفہ کو بیت المقدس کے واپس لینے کا شوق اور جوش پیدا ہوا۔ افضل بدر جمالی سپہ سالار دولت علویہ فوجیں مرتب کرکے بیت المقدس کی طرف بڑھا۔ اور بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا۔ اسوقت بیت المقدس میں امیر سقمان اور ایلغازی پسران ارتق، یاقوتی (ان دونوں کا بھتیجہ) اور سونج (انہیں دونوں کا چچازاد بھائی) موجود تھا۔ محصوروں نے جی توڑ کوشش کی لیکن کامیاب نہوئے۔ افضل بن بدر جمالی کی منجنیقوں نے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ ڈالا۔ محصوروں نے محاصرہ کے چالیس دن کے بعد ہتھیار ڈالدیئے، امن امان حاصل کرکے بیت المقدس کو، فتحمند گروہ کو دیدیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۴۸۹ھ کا ہے۔

افضل نے کامیابی کے بعد محصورامراء کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ کئے۔ امیر سقمان اور ایلغازی کو معہ انکے ہمراہیوں کے زادراہ دیکر رخصت کیا۔ امیر سقمان نے الرہا میں جاکر قیام اختیار کیا، ایلغازی عراق چلاگیا۔ اور افضل نے اپنے سرداروں میں سے افتخار الدولہ کو بیت المقدس کی حکومت پر مامور کرکے مصر کی جانب مراجعت کردی۔

عیسائیوں نے عکا سے واپس ہوکر بیت المقدس کی طرف قدم بڑھایا۔ چالیس روز نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہے بالآخر آخری ماہ شعبان ۴۹۲ھ میں شہر پناہ کی شمالی دیوار توڑکر گھس پڑے اور بہت بڑی خونریزی دعارنگری کا دروازہ کھولدیا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ محراب داؤد علیہ السلام میں تین یوم تک پناہ گزیں رہا آخر کار عیسائیوں سے امن حاصل کرکے رات کے وقت عسقلان چلاگیا۔ مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار سے زیادہ مسلمان شہید کئے گئے جنمیں علماء، زہاد، مہاجرین اور رؤسار شہر تھے۔ چالیس

قندیلیں کلان نقرئی (ہر ایک کا وزن تین ہزار چھ سو درہم مطابق وزن رائج الوقت بیس بیس سیر کا تھا) ایک سو پچاس قندیل خورد نقرئی، ایک تنور نقرئی وزنی چالیس رطل شامی (مطابق وزن رائج الوقت ایک من) اور علاوہ اسکے بہت سا مال و اسباب جو کہ حد و شمار سے باہر تھا لوٹ لیا۔[1]

مسلمان فریادی صورت بنائے بحال پریشان دار الخلافت بغداد پہونچے۔ خلیفہ مقتدی نے ان کو ابو محمد دامغانی، ابو بکر شاشی، ابو القاسم زنجانی، ابو الوفا بن عقیل، ابو سعید حلوانی اور ابو الحسین بن سماک کے ہمراہ سلطان برکیاروق کے پاس روانہ کیا اور عیسائیوں سے اس جرأت و سفاکی کے انتقام لینے کی ہدایت کی۔ یہ وفد حلوان تک پہونچا تھا کہ ان لوگوں کو مجد الملک البارسلان کے قتل اور سلطان برکیاروق اور سلطان محمد کی نزاع و جنگ کی خبر معلوم ہوئی لہٰذا نیل مرام واپس آئے اور عیسائیوں نے سرزمین شام پر استقلال کے ساتھ قدم جما لیا۔

چونکہ ہم نے اپنی کتاب میں التزام کر لیا ہے کہ ہر خاندان حکومت کے حالات جدا جدا لکھیں گے اسوجہ سے ان واقعات سے ہم متعرض نہیں ہوتے۔ اور سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کے حالات احاطہ تحریر میں لاتے ہیں۔

سلطان محمد بن ملک شاہ کا ظہور بغداد میں خطبہ اور سلطان برکیاروق سے لڑائیاں

محمد اور سنجر حقیقی بھائی تھے۔ سلطان برکیاروق نے سنجر کو حکومت خراسان پر متعین کیا تھا۔ ۴۸۷ھ میں محمد، سلطان برکیاروق کے پاس جس وقت کہ یہ اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے چلا آیا۔ برکیاروق نے محمد کو گنجہ اور اسکے متعلقات کی حکومت عطا کی اور چونکہ محمد کی عمر کم تھی امیر قطلغ تکین اتابک کو بطور وزیر اسکے ہمراہ روانہ کیا۔ شہر گنجہ صوبہ اران کے مضافات سے تھا قطلوں (فضلون بن ابو الاسوار) اس پر حکمرانی کر رہا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اس صوبہ کو قطلون سے لیکر سرہنا سادتکین

[1] ان واقعات کی تفصیل دیکھنا منظور ہو تو سلطان ملک شاہ کے حالات میں دیکھئے۔

خادم کو عنایت کیا اور قطوں کو بجائے اسکے استرآباد کی حکومت مرحمت کی۔ لیکن چند دنوں بعد صوبہ اراں کی حکومت، پھر قطوں کو ضمانت لیکر دیگئی۔ جب قطون کی مالی اور فوجی حالت ذرا درست ہوگئی تو بغاوت کا جھنڈا بلند کردیا سلطان ملک شاہ نے امیر بوزان کو اسکی سرکوبی پر روانہ کیا۔ چنانچہ امیر بوزان نے اُسکو ہزیمت دیکر گرفتار کرکے بغداد بھیجدیا اور اسکے مقبوضات پر قابض ہوگیا۔ سلطان ملک شاہ نے صوبہ اراں کو امیر بوزان، باغی سیان والی انطاکیہ اور انکے افسران فوج پر تقسیم کردیا۔ اور ۴۸۴ھ میں قطوں بحالت قید بغداد میں مرگیا۔

باغی سیان کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا اپنے باپ کے مقبوضہ ممالک کی طرف چلا آیا۔ تب سلطان برکیاروق نے ۴۸۸ھ میں گنجہ اور اسکے متعلقات پر محمد کو حکمرانی کی سند عنایت کی جیسا کہ ہم ابھی تحریر کرآئے ہیں۔

جب محمد کی قوت بڑھی اور حکومت میں استحکام و استقلال پیدا ہوا تو اس نے اپنے وزیر اتابک قطلغ تکین کو مار ڈالا اور کل صوبہ اران پر مستولی ہوگیا۔ انہیں دنوں موید الملک عبید اللہ ابن نظام الملک اپنے آقا امیر انز کے قتل کے بعد محمد کے پاس چلا آیا تھا۔ محمد نے اسکو اپنے تقرب کی عزت دی اور وزارت کے عہدہ سے سرفراز کیا، موید الملک نے حکومت و سلطنت کی دعویداری کی رائے دی چنانچہ محمد نے اپنی بادشاہی کا اعلان کرکے اپنے مقبوضات میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اسکے بعد ہی مجد الملک البارسلان کے مارے جانے کا واقعہ پیش آیا جو کہ برکیاروق کے قلمرو میں استبدادی حکومت کررہا تھا۔ امرا لشکر کو اس سے منافرت پیدا ہوئی۔ برکیاروق کی رفاقت ترک کرکے محمد کے پاس چلے گئے (۱) اور مرتبہ ہوکر

(۱) اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے میں نے ربط مضمون کے خیال سے عبارت مابین خطوط ہلالی تاریخ کامل سے لکھدیا ہے۔ مترجم

Marfat.com

رے کی طرف بڑھے) برکیاروق ان لوگوں کے پہونچنے سے پہلے رے میں داخل ہوگیا تھا۔ سربراوردہ امراء سلجوقیہ امیر نیال بن انوشتکین حسامی اور عزالملک بن نظام الملک وغیرہما بھی باریاب ہوگئے۔ برکیاروق بنے یہ خبر پاکر کہ اسکا بھائی محمد بقصد جنگ روانہ ہوگیا ہے رے سے اصفہان کی جانب مراجعت کی۔ اہل اصفہان نے اصفہان میں داخل نہونے دیا تب خوزستان کا راستہ اختیار کیا اور محمد نے ماہ ذیقعدہ سنہ ۴۹۲ھ میں رے پر قبضہ کرلیا۔ زبیدہ خاتون مادر برکیاروق اپنے بیٹے کے ساتھ نہیں گئی تھی رے میں ٹھہری ہوئی تھی مؤید الملک نے اسکو گرفتار کرکے قلعہ میں قید کردیا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا تو مال واسباب ضبط کرلیا۔ جب اس سے بھی اسکے دل کو تسلی نہوئی تو ایک روز اُسکا گلا گھونٹ دیا مرگئی۔ ہرچند اسکے مصاحبوں نے اس فعل سے اسکو روکا مگر اس نے ایک کی بھی نہ سُنی۔ اپنی خباثت کے اظہار سے باز نہ آیا۔

سعدالدولہ گوہرائین افسر پولیس بغداد کو برکیاروق سے کشیدگی و منافرت پیدا ہوگئی تھی۔ پس یہ امیر کربوقا والی موصل، چکرمش والی جزیرہ ابن عمر اور سرخاب بن بدر والی کنکسون وغیرہم سے ملا اور ان سبھوں کو برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ و تیار کردیا۔ پس یہ سب معہ اپنی فوجوں کے سلطان محمد کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو روانہ ہوئے۔ سلطان محمد اسوقت قم میں مقیم تھا۔ سلطان محمد نے ان سبھوں کو خلعتیں دیں انعامات اور جایزے سے سرفراز کیا سعدالدولہ گوہرائین کو اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی ہدایت کرکے دارالخلافت بغداد کی جانب واپس گیا۔ سعدالدولہ گوہرائین نے بغداد میں پہونچکر خلافت مآب کی خدمت میں باریابی کی عزت حاصل کی اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوانے کی بابت عرض کیا۔ خلافت مآب نے منظور فرمالیا اور سلطان محمد کو غیاث الدنیا والدین کا خطاب عنایت کیا۔ امیر کربوقا اور چکرمش وغیرہما سلطان محمد کے ہمراہ اصفہان کی طرف روانہ ہوگئے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

مجد الملک البا سلانی کا قتل

ابو الفضل سعد البا سلانی (البارسلان) ملقب بہ مجد الملک سلطان برکیا روق کی ناک کا بال ہو رہا تھا۔ کل کاروبار سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا مالک تھا۔ اسکا ایسا اثر تھا کہ کسی کی دال نہیں گلتی تھی۔ پس جب امراء برکیاروق، فرقہ باطنیہ کی سازشوں کے شکار ہونے لگے اور پے در پے قتل ہو گئے تو امراء برکیاروق کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہو نہو مجد الملک البا سلانی کا یہ فعل ہے چنانچہ امیر برسق کے قتل کئے جانے پر اسکے لڑکوں زنگی اور اقبوری کو یہی خیال رونما ہوا ان دونوں نے اپنے باپ کے قتل کا الزام مجد الملک کے سر تھوپا۔ اور برکیاروق سے علیحدہ ہو گئے۔ سرداران لشکر کو مخالفت کا موقع مل گیا، ایک جلسہ میں سب مجتمع ہوئے امیر حیرہ ایکا بک اور طغا برک بن الیزن پیش پیش تھا۔ ان لوگوں نے متفق ہو کر امیر برسق کے خون کا انتقام لینے کی تحریک کی اور اسی غرض سے اسکے لڑکوں کو بلا بھیجا۔ ہمدان کے قریب دوسری کمیٹی ہوئی۔ کل فوج نے اس سے اتفاق کیا۔ تب ان لوگوں نے برکیاروق سے مجد الملک کی سپردگی کا مطالبہ کیا اور یہ پیام بھیجا کہ "اگر مجد الملک کو آپ ہمارے حوالہ کر دینگے تو ہم آپ کے تابعدار و خادم ہیں ورنہ ہم کو آپ علم حکومت کے خلاف تصور فرمائیے" برکیاروق نے اس مطالبہ کو منظور نہ کیا لیکن مجد الملک البارسلان نے یہ رائے دی کہ "لحاظ مصلحت وقت آپ انکے جذبات اور خواہش کے مطابق مجھے قتل کر ڈالئے، کل امراء دولت اور سرداران لشکر آپکے مطیع ہو جائینگے ورنہ اگر انہوں نے مجھے بجبر گرفتار کر کے قتل کیا تو اسمیں رعب سلطنت جاتا رہے گا"، سلطان برکیاروق اسپر راضی نہوا۔ خواہندگان انتقام سے مجد الملک کے نہ مارنے کی قسم لیکر مجد الملک کو انکے حوالہ کر دیا۔ مجد الملک ان باغیوں

---

۱ مجد الملک بیحد نیک مزاج، صوم وصلوٰۃ کا پابند، تہجد پڑھنے کا عادی اور سخی تھا۔ علویوں کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ کرتا اور داد و دہش سے پیش آتا تھا۔ خونریزی سے اسکو نفرت تھی شیعیت مزاج میں تھی مگر بایں ہمہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کرتا تھا اور ان سے تبرا کرنے والے کو ملعون کہتا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۰

Marfat.com

کے سرداروں کے پاس پہونچتے ہی نہ پایا تھا کہ غلاموں نے اسکو قتل کر ڈالا۔ شورش فرو ہوگئی۔ سر اُتار کر موید الملک کے پاس بھیجدیا گیا۔

اس واقعہ سے امرار دولت اور سرداران لشکر کو برکیاروق سے اور زیادہ منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ کہلا بھیجا کہ آپ رے چلے جائے۔ ہم لوگ آپ کے بھائی محمد سے نپٹ لیں گے۔ چنانچہ برکیاروق نے بادل ناخواستہ رے کی جانب معاودت کی۔ ان لوگوں نے اسکے خرگاہ کو لوٹ لیا اور اسکے بھائی محمد کے پاس چلے گئے برکیاروق کوچ اور قیام کرتا ہوا اصفہان پہونچا۔ اصفہان سے رشناق چلا گیا۔

بغداد میں برکیاروق کا خطبہ

برکیاروق اور اسکا امیر لشکر نیال بن انوشتکین معہ اپنی فوج کے خوزستان کی طرف روانہ ہوا۔ خوزستان سے واسط کا راستہ اختیار کیا۔ صدقہ بن مزید والی حلہ آملا۔ بعد اسکے ان سب نے دارالخلافت بغداد کا قصد کیا۔ اسوقت بغداد میں سعد الدولہ گوہرائین افسر پولیس موجود تھا اور سلطان محمد کے علم حکومت کا مطیع تھا۔ برکیاروق کی آمد کی خبر سنکر بغداد کو چھوڑ دیا۔ ایلغازی بن ارتق وغیرہ امرار بھی اسکے ساتھ بغداد سے نکل آئے۔ برکیاروق پندرہویں صفر سنہ ۴۹۳ھ میں بغداد پہونچا اور اپنے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔

سعد الدولہ نے سلطان محمد اور موید الملک کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور برکیاروق کے مقابلہ پر لشکر بھیجنے کی تحریک کی۔ پس سلطان محمد اور اسکے وزیر موید الملک نے امیر کربوقا والی موصل اور چکرمش والی جزیرہ ابن عمر کو برکیاروق کی مدافعت کو روانہ کیا۔ چکرمش نے سعد الدولہ سے یہ ظاہر کیا کہ میرے مقبوضہ بلاد میں بجد ابتری پھیلی ہوئی ہے لہذا مجھے آپ واپسی کی اجازت دیجئے۔ سعد الدولہ یہ سُن کے ہکّا بکّا ہوگیا اور بادل ناخواستہ اجازت دیدی۔ سعد الدولہ اور اسکے مصاحبوں کو سلطان محمد کی امداد سے ناامیدی ہوگئی۔ برکیاروق کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا چنانچہ

Marfat.com

برکیاروق، بغداد سے نکل کر ان لوگوں کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے نہایت جوش سے استقبال کیا۔ برکیاروق، کشادہ پیشانی ملا اور خوشی و مسرت سے بغداد کی جانب معہ اُن لوگوں کے واپس گیا۔

بعد اسکے عمید الدولہ بن جہیر (خلافت مآب کا وزیر تھا) کو گرفتار کر لیا۔ دیار بکر اور موصل کے اُس محاصل کا مطالبہ کیا جو اِس نے اور اسکے باپ نے زمانہ گورنری دیار بکر اور موصل میں وصول اور حاصل کیا تھا۔ ردوکد کے بعد ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار پر معاملے ہو گیا۔ دربار خلافت کا عہدۂ وزارت اعز ابوالمحاسن عبدالجلیل بن علی بن محمد دہستانی کو عطا کیا گیا۔ خلافت مآب نے برکیاروق کو خلعت عنایت فرمائی۔

برکیاروق و محمد کی پہلی لڑائی

برکیاروق، دارالخلافت بغداد سے بقصد جنگ اپنے بھائی محمد کے روانہ ہوا۔ شہرزور رہو کر گزرا۔ تین روز شہرزور میں قیام پذیر رہا۔ ترکمانوں کا بہت بڑا لشکر مجتمع ہو گیا۔ رئیس ہمدان نے ہمدان حوالہ کر دینے کی درخواست پیش کی۔ برکیاروق نے اس طرف التفات نہ کیا۔ محمد سے جنگ کرنے کو چل کھڑا ہوا۔ ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر صف آرائی کی ٹھہری۔ برکیاروق کے میمنہ پر سعد الدولہ گوہرائین، عز الدولہ بن صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر وغیرہم نامی نامی امرا تھے، میسرہ میں امیر کربوقا تھا۔ محمد کے میمنہ کا سردار امیر اخر اور اسکا بیٹا ایاز تھا۔ اسکے میسرہ میں موید الملک فوج لئے ہوئے تھا۔ قلب لشکر میں خود محمد تھا شحنہ اصفہان امیر سرخوا اسکے رکاب میں تھا۔ برکیاروق کے میمنہ نے جسکا سردار سعد الدولہ گوہرائین تھا موید الملک اور لشکر نظامیہ پر حملہ کیا موید الملک کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ فتحمند گروہ لڑتا بھڑتا منہزم گروہ کے خیموں تک پہونچ گیا اور اسکو لوٹ لیا۔ اسی اثنار میں محمد کے میمنہ نے برکیاروق کے میسرہ پر دھاوا کیا برکیاروق کے میسرہ کو ہزیمت ہوئی۔ محمد نے

Marfat.com

یہ رنگ دیکھ کر برکیاروق پر حملہ کر دیا۔ برکیاروق کی فوج بے قابو ہو کر بھاگ نکلی۔ محمد نہایت مردانگی سے اپنی جگہ پر کھڑا ہوا لڑائی کا تماشا دیکھتا رہا۔ سعد الدولہ گوہراین منہزم گروہ کے تعاقب اور دار وگیر سے واپس آ رہا تھا۔ اتفاق یہ کہ گھوڑا پھسل کر گر پڑا ایک خراسانی سپاہی نے پہونچکر سعد الدولہ کا سر اُتار لیا۔ اعز ابوالمحاسن یوسف (برکیاروق کا وزیر) گرفتار ہو کر موید الملک کے روبرو پیش کیا گیا موید الملک عزت و توقیر سے پیش آیا۔ اسکے رہنے کے لئے خیمہ نصب کرایا۔

خاتمہ جنگ کے بعد موید الملک نے اعز ابوالمحاسن یوسف کو دار الخلافت بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھنے کی تحریک کرنے کو روانہ کیا۔ اعز ابوالمحاسن یوسف نے بغداد میں پہونچکر حسب ہدایت موید الملک عمل درآمد کیا چنانچہ پندرہویں رجب سنہ مذکور کو جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

سعد الدولہ گوہراین کا ابتدائی حال یہ ہے کہ سعد الدولہ، ملک ابو کالیجار بن سلطان الدولہ بن بویہ کا خادم تھا ملک ابو کالیجار نے اسکو اپنے بیٹے ابو نصر کی خدمت میں بھیجدیا تھا جب ابو نصر کو طغرلبک نے گرفتار کر لیا تو سعد الدولہ اسکے ہمراہ قلعہ طبرک میں چلا گیا۔ ابو نصر کے مرنے کے بعد سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں رہنے لگا۔ کفایت شعار اور منتظم تھا سلطان الپ ارسلان نے اسکو واسط کی حکومت دی دار الخلافت بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا۔ بعد قتل سلطان الپ ارسلان اسکے بیٹے سلطان ملک شاہ نے سعد الدولہ کو سفیر بنا کر دار الخلافت بغداد روانہ کیا۔ سعد الدولہ نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ دار الخلافت سے خلعت ملی۔ دار الخلافت بغداد کے نظم و نسق کی خدمت عطا ہوئی منجانب قدرت جو عزت سعد الدولہ کو حاصل ہوئی تھی کسی خادم کو نصیب نہیں ہوئی۔ اراکین دولت اسی کے قبضہ میں تھے۔ سرداران لشکر اسکی اطاعت کو اپنی خوش نصیبی سمجھتے تھے۔

Marfat.com

المختصر اپنی زندگی کے دن پورا کرکے اس معرکہ میں کام آگیا بجاے اسکے ایلغازی بن ارتق پولیس افسر بغداد ہوا۔

جنگ برکیاروق وسنجر

برکیاروق نے اپنے بھائی محمد سے ہزیمت اُٹھاکر معدودے چند جاں نثاروں کے ساتھ رے میں جاکر دم لیا۔ اسکے ہوا خواہوں کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ ہر چہار طرف سے آآکر اسکی خدمت میں مجتمع ہوگئے۔ برکیاروق نے ان سبھوں کو مرتب و مسلح کرکے خراسان کی جانب کوچ کیا۔ اسفرائین پہونچا امیر داؤد حبشی بن التونتاق کو دامغان سے بلا بھیجا۔ طبرستان، جرجان اور خراسان کا زیادہ حصہ اسی کے قبضہ و حکومت میں تھا۔ امیر داؤد نے کہلا بھیجا کہ "میں جب تک حاضر نہوں اُسوقت تک آپ نیشاپور میں جاکر قیام اختیار فرماویں"، برکیاروق نے اسفرائین سے کوچ کردیا، نیشاپور پہونچا۔ ابو محمد اور ابو القاسم بن امام الحرمین امیر نیشاپور کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا بعد چندے ابو القاسم کو بحالت قید زہر دیا گیا۔ جس سے اسکی موت وقوع میں آئی۔

بعد اسکے سنجر نے امیر داؤد حبشی پر فوج کشی کی۔ امیر داؤد نے برکیاروق کو اسکی اطلاع دی اور اپنی امداد کی درخواست کی۔ برکیاروق فوجوں کو مرتب کرکے روانہ ہوا۔ بوشنج کے باہر ایک میدان میں دونوں حریف صف آرا ہوئے سنجر کے میمنہ پر امیر برغش، میسرہ پر امیر کوکر اور قلب لشکر میں امیر رستم تھا۔ برکیاروق نے رستم پر حملہ کیا اور مار ڈالا۔ قلب لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ برکیاروق نے سنجر کی ماں کو گرفتار کرلیا۔ ہمراہیان برکیاروق، لُوٹ اور فراہمی مال غنیمت میں مشغول و مصروف ہوگئے۔ امیر برغش اور امیر کوکر نے اس امر کا احساس کرکے برکیاروق پر حملہ کردیا۔ عنوان جنگ تبدیل ہوگیا۔ برکیاروق کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھاگئی۔ اشنار، دار و گیر میں امیر داؤد حبشی گرفتار ہوگیا۔ امیر برغش کے روبرو پیش کیا گیا۔ امیر برغش نے قتل

Marfat.com

کر ڈالا۔ برکیاروق بھاگ کر جرجان پہونچا۔ پھر جرجان سے دامغان چلا گیا۔ جب دامغان میں بھی اسکے مضطرب قلب کو سکون نہوا تو دامغان کے دیہاتوں میں چلا گیا اور وہیں سے اہل اصفہان کو طلبی کے خطوط لکھے۔ ایک جماعت امرار کی یہ خبر پاکر حاضر ہوگئی۔ جنمیں جاولی سقادہ بھی تھا۔ اصفہان کی طرف بڑھا۔ لیکن اس کے پہونچنے سے پیشتر محمد اصفہان میں داخل ہوگیا تھا۔ اسوجہ سے برکیاروق عسکر مکرم کی طرف واپس ہوگیا

جنگ ثانی برکیاروق و محمد ہزیمت محمد و قتل موید الملک

جسوقت برکیاروق کو سنجر سے ۴۹۳ھ میں ہزیمت ہوئی اور وہ شکست کھاکر اصفہان کی طرف گیا۔ محمد اسکی روانگی سے مطلع ہوکر اصفہان میں پہلے سے داخل ہوگیا تھا بجبوری خراسان کی جانب لوٹ پڑا اور عسکر مکرم میں پہونچکر قیام پذیر ہوگیا۔ ۴۹۴ھ میں امیر زنگی و امیر ابلکی پسران برسق، برکیاروق کی خدمت میں باریاب ہوئے اور اسکے ساتھ ساتھ ہمدان کی جانب روانہ ہوئے اسی اثنار میں امیر اخر مرگیا تھا۔ امیر ایاز کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ موید الملک کی سازش سے امیر بزرگ وزیر نے امیر اخر کو زہر دیا ہے امیر ایاز اور امیر اخر میں کمال اتحاد تھا۔ ایک روز موقع پاکر امیر ایاز نے امیر اخر کے وزیر کو قتل کر ڈالا اور انتقام کے خوف سے پانچہزار فوج کے ساتھ برکیاروق کی خدمت میں بھاگ آیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد سرخاب بن کیخسرو والی آدہ بھی محمد سے متنفر ہوکر برکیاروق کے پاس چلا آیا۔ اسطور سے رفتہ رفتہ پچاس ہزار سوار برکیاروق کے علم حکومت کے مطیع ہوگئے۔ محمد نے پندرہ ہزار فوج سے برکیاروق پر تیسری جمادی الاخرہ ۴۹۴ھ میں حملہ کیا دونوں بھائیوں میں گھمسان لڑائی ہوئی۔ اثنار جنگ میں محمد کے اکثر امرار محمد کی رفاقت ترک کرکے برکیاروق کی خدمت میں یکے بعد دیگرے معہ اپنی اپنی فوجوں کے چلے آئے جسکی وجہ سے محمد کو ہزیمت اٹھانا پڑی۔ موید الملک گرفتار ہوگیا۔ برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ برکیاروق نے سخت و سست کلمات سے اسکو مخاطب کیا

اور اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

موید الملک بد اخلاق، حیلہ ساز، چال باز، امراء و ارکین دولت کے ساتھ کج ادا، بدعہد، بخیل اور نہایت درجہ کا چلتا پرزہ تھا۔

فتحیابی کے بعد اعز ابو المحاسن وزیر برکیاروق نے ابو ابراہیم استر آبادی کو موید الملک کا مقبوضہ مال و اسباب اور خزانہ ضبط کرنے کی غرض سے دار الخلافت بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ بیرون قیاس موید الملک کا مال و اسباب ہاتھ لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ علاوہ دار الخلافت بغداد کے بلاد عجم میں جو خزانہ موید الملک کا ہاتھ آیا تھا اسمیں یاقوت کا ایک نگینہ بھی تھا جسکا وزن چالیس مثقال تھا۔ اس کے قتل کئے جانے کے بعد محمد نے خطیب الملک ابو المنصور محمد بن حسین کو عہدہ وزارت عطا کیا۔

محمد کے مہم سے فراغت حاصل کر کے برکیاروق، رے چلا گیا۔ امیر کربوقا والی موصل اور دبیس ابن صدقہ (ان دنوں صدقہ والی حلہ تھا) وفد ہو کر مبارک باد دینے کو بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے۔

محمد ہزیمت اٹھا کر جرجان پہونچا اپنے بھائی سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سنجر نے محمد کی خواہش کے مطابق مال و اسباب اور آلات حرب بھیجدیئے۔ اور اپنے بھائی کی تسلی خاطر کے خیال سے خراسان سے روانہ ہو کر جرجان پہونچا۔ پھر دونوں متفق ہو کر دامغان پر جا اترے اور اسکو ویران کر کے رے میں جا کر مقیم ہوئے۔ نظامیہ افواج یہ خبر پا کر مجتمع ہو گئی۔ رفتہ رفتہ جمعیت بڑھ گئی۔

برکیاروق نے فتحیاب ہو کر بوجہ کمی رسد اپنی فوج کو منتشر کر دیا تھا دبیس بن صدقہ اپنے باپ کے پاس حلہ چلا گیا تھا، اور بایجان میں داود بن اسمعیل بن یاقوتی نے بغاوت بلند کیا تھا اسکی سرکوبی کو قوام الدولہ امیر کربوقا دس ہزار فوج کی جمعیت سے اور بایجان بھیجدیا گیا تھا، امیر ایاز اجازت حاصل کر کے ہمدان چلا آیا تھا اور

بعد عید الفطر کے واپس جانے کا وعدہ کرآیا تھا۔ غرض اسی طور پر فوج کا بڑا حصہ متفرق و منتشر ہوگیا تھا۔ تھوڑی سی فوج برکیاروق کے رکاب میں باقی رہ گئی تھی جب اسکو محمد اور سنجر کے اتفاق کی خبر لگی اور انکی کثرت و اجتماع افواج سے مطلع ہوا تو بیحد متردد ہوا۔ کچھ بنائے نہ بنی۔ ہمدان کی طرف روانہ ہوا تاکہ امیر ایاز سے ملکر اپنی منتشر قوت کو سنبھالے۔ اثنار راہ میں یہ خبر بد سنی گئی کہ امیر ایاز نے نامہ و پیام کرکے محمد کی اطاعت قبول کرلی ہے۔ پھر کیا تھا ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا۔ پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، خوزستان کی جانب لوٹ پڑا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا تستر پہونچا۔ امیر ابن برسق کو طلبی کا خط لکھا چونکہ امیر ابن برسق، ایاز کے ہمراہیوں سے تھا برکیاروق کی طلبی پر حاضر ہوا۔ برکیاروق بحال پریشان عراق کی جانب روانہ ہوگیا۔ حلوان پہونچا امیر ایاز حاضر ہوکر قدم بوس ہوا۔

امیر ایاز نے محمد سے اپنی اطاعت کی بابت خط و کتابت کی تھی لیکن محمد نے منظور نہ کیا اور اپنی فوجیں ہمدان کے سر کرنے کو بھیجدیں۔ امیر ایاز نے گھبراکر ہمدان چھوڑ دیا۔ محمد کے لشکریوں نے ہمدان پر قبضہ کرلیا۔ جو مال و اسباب امیر ایاز چھوڑ گیا تھا اسپر قبضہ کرلیا۔ امیر ایاز نے مصاحبوں اور ہواخواہوں سے تاوان جنگ وصول کیا ہمدان کے رئیس سے ایک لاکھ دینار کا مطالبہ کیا۔

برکیاروق اور امیر ایاز کوچ و قیام کرتا ہوا پندرہویں ذوالقعدہ ۴۹۴ھ کو دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ تنگدستی اور مفلسی میں مبتلا ہوگیا تھا۔ خلافت مآب سے خرچ کے لئے روپیہ طلب کیا۔ خلافت مآب نے بعد ردوکد کے پچاس ہزار دینار سے مدد کی۔ اس رقم سے برکیاروق کا کام نہ چلا۔ اسکے ہمراہیوں نے عوام الناس کے مال پر ہاتھ بڑھایا۔ چوپکھ اور جہاں پایا لوٹ لیا۔ ابو محمد عبداللہ بن منصور معروف بہ ابن صلیحہ قاضی جبلہ سواحل شام سے بمقابلہ عیسائیان فرانس شکست کھاکر

Marfat.com

دار الخلافت بغداد بھاگ آیا تھا۔ اسکے پاس بہت سا مال اور زر نقد بھی تھا۔ برکیاروق کو اسکی خبر لگ گئی۔ بجبر و تعدی لے لیا۔ قاضی ابن صلیحہ کے حالات، خلافت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

برکیاروق سے امیر صدقہ کی بغاوت

بعد اسکے برکیاروق نے اپنے وزیر اعز ابوالمحاسن کو امیر صدقہ بن منصور بن دبیس بن مزید والی حلہ کے پاس بھیجا اور یہ مطالبہ کیا کہ دس لاکھ دینار خراج تمہارے ذمہ باقی ہے دو، ورنہ تم سے بجبر وصول کیا جاے گا اور ملک تم سے لے لیا جاے گا۔ امیر صدقہ یہ سنکر آگ بگولا ہو گیا۔ برکیاروق کا غاشیہ اطاعت اُتار کر رکھدیا اور سلطان محمد کے علم حکومت کا مطیع ہو کر اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ برکیاروق کو اس کی اطلاع ہوئی، طلبی کا خط لکھا، اس سے درگزر کرنے کا وعدہ کیا۔ امیر ایاز نے کل مطالبات کی ذمہ داری کی لیکن امیر صدقہ نے ایک بھی نہ سنی۔ اسی امر پر اصرار کرتا رہا کہ وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن میرے حوالہ کر دیا جاے۔ قصہ مختصر امیر صدقہ، برکیاروق کی مخالفت پر قائم رہا اور اسکے عامل کو کوفہ سے نکال کر کوفہ کو اپنے مقبوضات میں ملحق کر لیا

محمد اور سنجر کا بغداد میں داخلہ

سلطان محمد اور سنجر نے ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد بغرض تعاقب برکیاروق، حلوان کی طرف کوچ کیا۔ حلوان میں ایلغازی بن ارتق معہ اپنی فوج کے باریاب ہوا اور اپنی خدمت کو سلطان محمد کے دربار میں پیش کیا۔ اس سے محمد کی فوج بہت زیادہ ہو گئی، بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ برکیاروق اسوقت بستر علالت پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی آمد کی خبر سن کر برکیاروق اور اسکے ہمراہی گھبرا گئے۔ بادل ناخواستہ بغداد کو خیرآباد کہہ کر غربی جانب سے عبور کر گئے۔ سلطان محمد آخری ۴۹۴ھ میں داخل بغداد ہوا۔ دریاے دجلہ دونوں حریفوں میں بیچ بچاؤ کر رہا تھا۔ ایک کنارہ پر سلطان محمد

کی فوج تھی اور دوسرے کنارہ بمقابلہ اسکے برکیاروق کا لاؤلشکر تھا۔ ایک نے دوسرے پر تیر باری کی۔ باہم سخت کلامی اور دشنام دہی ہوئی۔ محمد کے فوجی، برکیاروق کے لشکریوں کو باطنی باطنی کہہ کر پکار رہے تھے۔ سوائے تُو تُو، میں، میں کے کوئی نتیجہ نہوا برکیاروق نے واسط کی طرف کوچ کیا۔ اسکے لشکر نے لُوٹ مار شروع کردی۔ راستہ میں جو شہر، قصبہ یا گانوں ملا تاراج کرڈالا۔

سلطان محمد نے دارالخلافت بغداد میں داخل ہوکر قصر سلطنت میں قیام کیا۔ خلیفہ مستظہر باللہ کا توقیع مشعر خوش آمدید صادر ہوا۔ اسکے نام کو خطبہ میں پڑھے جانے کا حکم دیا۔ سنجر، گوہرائین پولیس افسر بغداد کے مکان میں اُترا۔ امیر صدقہ والی حلہ مبارکباد دینے کو محرم ۴۹۵ھ میں دربار شاہی میں حاضر ہوا

برکیاروق اور فرقہ باطنیہ کا قتل

فرقہ باطنیہ کا ظہور (بڑا[1] زمانہ حکومت سلطان ملک شاہ سلجوقی) عراق، فارس اور خراسان میں ہوا۔ یہ فرقہ کوئی نیا فرقہ نہ تھا بلکہ یہ فرقہ درحقیقت فرقہ قرامطہ ہے فرقہ باطنیہ اور قرامطہ کا طریق عمل اور اعتقادیات متحد ہیں لیکن اس دور میں وہ فرقہ باطنیہ، اسماعیلیہ، ملاحدہ اور فداویہ کے ناموں سے موسوم ہوئے۔ ناموں کا انقلاب کسی نہ کسی اعتبار و لحاظ سے ہے، ہر ایک کی وجہ تسمیہ جداگانہ ہے باطنیہ سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے اعتقادیات کو اور اپنی دعوت کو دوسروں سے مخفی اور پوشیدہ رکھتے تھے۔ اسماعیلیہ اس سبب سے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ، اسماعیل امام بن امام جعفر صادق کا متبع تھا، ملاحدہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انکا کوئی عقیدہ الحاد سے خالی نہیں ہے، فداویہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جسکے قتل پر یہ مسلط اور مقرر کئے جاتے تھے اسکے قتل کرنے میں یہ اپنے جان و مال کی پروا نہ کرتے تھے اور اپنے کو اپنے شیخ کے حکم پر فدا کردیتے تھے۔ اور چونکہ انکی دعوت اور ان کے مذہب کا

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ لیدن

Marfat.com

مبدء و منشار قرمط تھا اسوجہ سے اسکی طرف منسوب کر قرامطہ کے نام سے موسوم کیا۔
تیسری صدی ہجری میں اور اسکے بعد اس مذہب کی بنیاد بحرین میں پڑی۔ بعدہ مشرق میں بزمانہ حکومت سلطان ملک شاہ اس مذہب نے نشو و نما پایا۔ اصفہان میں پہلے پہل اس مذہب والوں کا ظہور ہوا۔ برکیاروق اپنے بھائی محمود اور اسکی ماں خاتون جلالیہ کا اصفہان میں محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ آپس کے جھگڑوں نے کسی کو اس فرقہ کے استیصال کی طرف متوجہ نہونے دیا۔ برکیاروق کا محاصرہ سے دست کش ہوکر واپس ہونا تھا کہ اس فرقہ نے ہاتھ پاؤں نکالے باشندگان اصفہان مذہبی پیشواؤں قضاۃ اور فقہاء کے اشارہ و حکم سے اس فرقہ پر ٹوٹ پڑے ہر چہار طرف سے مار دھاڑ شروع کر دی۔ گرفتار کرکے زندہ آگ میں ڈالدیا بہتیروں نے عدم کا راستہ لیا، باقی ماندگان منتشر و متفرق ہوگئے بلاد عجم کے اکثر قلعات پر قبضہ کر لیا جیساکہ اوپر انکے حالات کو تم پڑھ آئے ہو۔

نیران شاہ بن بدران شاہ بن قاروت بک والی کرمان نے بہ تحریک ابوزرعہ کاتب (جو کہ خوزستان کا رہنے والا تھا) مذہب باطنیہ کو اختیار کیا۔ ابوزرعہ کے پاس ایک حنفی فقیہ احمد بن حسین بلخی نامی رہتا تھا۔ اکثر باشندگان کرمان اسکے معتقد تھے۔ ابوزرعہ نے اس فقیہ کو قتل کر ڈالا۔ نیران شاہ کا سرعسکر جو کوتوال شہر تھا اس واقعہ سے متنفر اور رنجیدہ خاطر ہوکر سلطان محمد اور وزیر السلطنت موید الملک کی خدمت میں چلا گیا۔ سرعسکر کے جانیکے بعد فوج نے نیران شاہ کے خلاف بلوہ کر دیا خزانہ لوٹ لیا اور اسکو شہر سے باہر بیک بینی و دو گوش نکال دیا۔ بحال پریشان افتاں و خیزاں قلعہ سہدم (سیرم) میں پہونچا اور والی قلعہ محمد سبتوں سے اجازت حاصل کرکے پناہ گزیں اور قیام پذیر ہوا۔ ارسلان شاہ[1] نے یہ خبر

[1] کرمان کی فوج نے نیران شاہ کے بعد ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن قاروت شاہ بک کو کرسی امارت پر متمکن کیا تھا۔ یہ نیران شاہ کا چچازاد بھائی تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۹ مطبوعہ لیدن۔

Marfat.com

یہ خبر پاکر ایک فوج قلعہ سہدم کے محاصرہ پر بھیجدی۔ محمد بھبستوں گھبرا گیا اسی وقت نیرانشاہ کو نکال باہر کیا۔ پہ سالار لشکر نے اسکو اور نیز ابو زرعہ کاتب کو گرفتار کرکے ارسلان شاہ کی خدمت میں پیش کیا ارسلان شاہ نے دونوں کو قتل کرکے بلاد کرمان پر قبضہ کرلیا۔

چونکہ برکیاروق اکثر انہیں باطنیوں کو اُن لوگوں پر متعین کر دیتا تھا جنکا قتل کرانا اسکو مد نظر ہوتا تھا (انزا افسر پولیس اصفہان اور ارغش وغیرہا اسی کے اشارہ سے باطنیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے) اسوجہ سے برکیاروق کے ہواخواہان دولت باطنیوں کے دستبرد سے محفوظ رہے لیکن فرقہ باطنیہ کا عمل دخل برکیاروق کے لشکر میں ہو گیا۔ فوج میں بھیروں نے اس مذہب کو اختیار کر لیا۔ کثرت کی وجہ سے جسکو چاہتے تھے قتل اور غارت کی دھمکی دیتے تھے۔ سرداران لشکر بھی خائف ہوگئے اسوجہ سے لوگوں نے برکیاروق کو باطنیہ مذہب کی طرف مائل ہونے سے متہم کیا حالانکہ برکیاروق، فرقہ باطنیہ سے اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر کام لیتا تھا۔ چنانچہ اراکین دولت سرداران لشکر مجتمع ہوکے برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاملات حاضرہ کو پیش کرکے فرقہ باطنیہ کے قتل کی رائے دی۔ برکیاروق نے انکے مشوروں کو بغور سن کے اس پر کاربند ہوا اور فرقہ باطنیہ کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ پس ہر چہار طرف سے اس فرقہ پر مار دھاڑ شروع ہوگئی۔ جہاں پر جو شخص فرقہ باطنیہ کا ملا، بے تامل مار ڈالا گیا۔ ابو ابراہیم استرآبادی (جسکو وزیر السلطنت اعز ابو المحاسن نے موید الملک کے مال واسباب ضبط کرنے کو دارالخلافت بغداد بھیجا تھا) بھی اسی مذہب کی پابندی سے متہم تھا۔ برکیاروق نے اسکے قتل کا بھی حکم بغداد بھیجدیا۔ شاہی فوج میں امیر محمد بن دشمنزیار بن علاء الدولہ بن کاکویہ اسی الزام سے مارڈالا گیا۔ یہ شہر بیزد کا والی تھا۔ لگانے بجھانے والوں نے کیا الہر اسی مدرس جامعہ نظامیہ پر بھی یہی الزام لگایا۔ سلطان محمد نے گرفتار کرلینے کا

حکم صادر کیا۔ خلیفہ مستظہر نے اسکی برأت، تقدس اور غلو درجہ کی شہادت دی تب کہیں غریب کیا الہراسی کی جان بچی۔ رہا کیا گیا۔ قصہ مختصر اس فرقہ باطنیہ کا مادہ فاسد عوام الناس سے منقطع اور دفعہ کیا گیا۔ لیکن جن قلعات کے وہ مالک ہو گئے تھے وہاں پر اسی طریقہ سے انکے مذہب کا کام جاری رہا۔ یہاں تک کہ انکی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا جیسا کہ انکے حالات اوپر بالتفصیل تحریر کئے گئے۔

جنگ ثالث برکیاروق و محمد و مصالحت

ہر گاہ برکیاروق نے بغداد سے واسط کی جانب کوچ کیا سلطان محمد، بغداد میں داخل ہوا۔ پندرہویں محرم ۴۹۵ھ تک قیام پذیر رہا۔ پھر وہاں سے معہ سنجر کے روانہ ہوا۔ محمد نے ہمدان کا راستہ اختیار کیا اور سنجر نے خراسان کی طرف کوچ کیا۔

محمد اور سنجر کی روانگی کے بعد خلیفہ مستظہر تک یہ خبر پہونچائی گئی کہ برکیاروق بغداد کے قصد سے روانہ ہوا چاہتا ہے۔ علاوہ اس خبر کے برکیاروق کی طرف سے ان کلمات ناملائم اور افعال قبیحہ کی بھی اطلاع دی گئی جو اس نے خلافت مآب کے خادموں کی نسبت کہے اور منسوب کئے تھے۔ خلافت مآب نے سلطان محمد کو ہمدان طلب کر کے ارشاد فرمایا "میں تمہارے ساتھ برکیاروق سے لڑنے کو چلوں گا"، سلطان محمد نے گذارش کی "خلافت مآب کی تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس سے جنگ کرنے کو میں تنہا کافی ہوں"، خلافت مآب اس جواب سے بیحد خوش ہوئے اور فسخ عزیمت کر دی۔ سلطان محمد، ابو المعالی مفضل بن عبد الرزاق کو شحنگی بغداد پر مقرر کر کے برکیاروق کے روک تھام کو روانہ ہو گیا۔

برکیاروق، بغداد سے روانہ ہو کر واسط پہونچا۔ روسار شہر اسکی فوج کی بد کرداری سے خایف ہو کر زبیدیہ کی طرف بھاگ گئے۔ برکیاروق نے واسط میں قیام کر دیا۔ جب اسکے مرض میں ذرا خفت محسوس ہوئی اور ایک گونہ افاقہ ہوا۔

دریا کو جانب غرب سے جانب شرق کی طرف عبور کرنے کا قصد کیا۔ مگر وہاں نہ تو کوئی کشتی تھی نہ اور کوئی سامان عبور کرنے کا تھا۔ عوام الناس بخوف جان و آبرو اپنے اپنے گھروں میں دروازے بند کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ کاروبار سب بند تھا۔ کوئی شخص کسی ضرورت سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ قاضی ابو علی فاردقی شاہی لشکر میں آیا۔ امیر ایاز اور وزیر السلطنت سے ملاقات کی۔ اہل شہر کے ساتھ نرمی و ملاطفت برتنے کی درخواست کی اور اس امر کی بھی استدعا کی کہ اہل شہر کی محافظت کی غرض سے پولیس اور شحنہ مقرر کیا جاے۔ امیر ایانہ اور وزیر السلطنت نے اس درخواست کو منظور کیا اور باشندگان شہر کی محافظت پر پہرہ بٹھا دیا۔ چوکیاں مقرر کردیں۔ بعدازاں ان دونوں نے قاضی سے مزدور اور کشتی مہیا کرنے کی فرمایش کی۔ قاضی نے بہت سے مزدور لا کر موجود کر دیا جنکی مدد سے وہ معہ اپنے سواری کے جانوروں کے دریا عبور کر کے کنارہ شرقی پر پہونچ گئے۔ فوجیوں نے شہر کو تاراج کرنا شروع کیا۔ جس کی جو چیز پائی لوٹ لی۔ غارتگری کا بازار گرم ہوگیا۔ قاضی، امیر ایاز اور وزیر السلطنت کے پاس گیا اور اُن سے رحم و عفو کی درخواست کی۔ لشکریوں کی زیادتی اور ظلم کی داستان سنائی۔ امیر ایاز نے فوج کو غارتگری سے منع کر دیا۔

بعد اسکے لشکر واسط نے اطاعت کی گردن جھکا دی، امن کی درخواست کی، برکیاروق نے اسکو امن مرحمت فرمائی اور مع اس لشکر کے بلاد بنو برسق (اہواز) کی طرف روانہ ہوا۔ ہنوز اہواز نہیں پہونچنے پایا تھا کہ اسکو بغداد سے محمد کی روانگی کی خبر لگی۔ اہواز کا خیال چھوڑ کر اُسکے تعاقب میں نہاوند کی جانب کوچ کیا دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوگیا۔ دونوں نے صف آرائی کی لیکن شدت سرما کی وجہ سے معرکہ آرا نہو سکے اپنے اپنے کیمپ میں واپس آئے۔ دوسرے دن پھر صف ارائی کی۔ دونوں حریف کے جنگ آور صف لشکر سے نکل کر میدان میں آتے تھے، مصافحہ

کرتے تھے، باتیں کرتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے۔ سرداران لشکر نے فوج کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر باہم گفت وشنود شروع کی۔ سلطان محمد کی فوج سے امیر بکراج، امیر ایاز اور وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن کے پاس آیا۔ مصالحت کی گفتگو کی چنانچہ دونوں فریق میں اس امر پر مصالحت ہو گئی (۱) یہ کہ برکیاروق سلطان کے لقب سے ملقب کیا جائے اور محمد، ملک کے خطاب سے مخاطب ہو (۲) ملک محمد کے لئے تین ضرب سلامی دیجائے (۳) حیرہ معہ مضافات، آذربائیجان، دیاربکر، جزیرہ اور موصل ملک محمد کو دیا جائے (۴) برکیاروق، محمد کو اُن والیان شہر کے مقابلہ میں امداد دے جو محمد کی مخالفت کریں۔ صلحنامہ لکھا گیا۔ دستخطوں سے مرتب ہوا۔ دونوں بھائیوں نے حلف اُٹھایا اور اپنے اپنے مقبوضہ ممالک کی طرف مراجعت کی۔ چنانچہ برکیاروق نے ساوہ کا راستہ اختیار کیا اور محمد، استرآباد کی جانب لوٹا۔ مصالحت اور تکمیل صلحنامہ ماہ ربیع الاول ۴۹۵ھ میں ہوئی۔

انفساخ صلح و جنگ چہارم

استرآباد میں محمد کے واپس آنے پر یہ افواہ اڑی کہ جن امراء نے سعی و کوشش کر کے مصالحت کرائی ہے انہوں نے فریب اور دھوکہ دیا ہے۔ محمد کے کانوں تک یہ آواز پہونچی استرآباد سے قزوین چلا آیا۔ رئیس قزوین کو بلایا اور اسے یہ سکھلایا کہ "تم اپنی طرف سے میری اور میرے امراء کی دعوت کرو۔ اسوقت مجھے موقع ملجائے گا میں ان امراء سے فریب کا انتقام لونگا"۔ رئیس قزوین نے اس قرارداد کے مطابق محمد اور اسکے امراء کی دعوت کی۔ محمد معہ اپنے امیروں کے دعوت میں آیا۔ رئیس قزوین محمد کے اشارہ سے امیر یشمک اور افتکین کو گرفتار کر لیا جو سربرآوردہ امراء سے تھے اور مصالحت کرانے میں پیش پیش تھے۔ یشمک کو اسی وقت قتل کر ڈالا اور افتکین

کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں۔ اسی اثنار میں امیر نیال بن انوشتکین حسامی برکیاروق سے علیحدہ ہوکر (سلطان محمد کی خدمت میں چلا آیا) سلطان محمد کی قوت امیر نیال کے مل جانے سے بڑھ گئی۔ معاہدہ صلح کو بالائے طاق رکھ دیا۔ جنگ کرنے کو خم ٹھونک کر میدان میں آگیا برکیاروق بھی اس سے مطلع ہوکر آپہونچا۔ دونوں حریف نے رے کے قریب صف آرائی کی۔ سرخاب بن کیخسرو دیلمی والی ساوہ نے برکیاروق کی طرف سے امیر نیال پر حملہ کیا۔ امیر نیال ہزیمت اُٹھاکر بھاگا۔ کل فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ محمد کی کل فوج بے قابو ہوکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی بعضوں نے طبرستان میں جاکر دم لیا، بعضے بھاگ کر قزوین پہونچ گئے۔ یہ چوتھی جنگ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۹۵ھ میں مصالحت و جنگ سیوم کے چوتھے مہینے ہوئی تھی۔

محمدؒ معدودے چند جان نثاروں کے ساتھ اصفہان پہونچا۔ امیر نیال بھی اسکے ہمراہ تھا۔ اسوقت تک اصفہان کی عنان حکومت محمد کے قبضہ میں تھی۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی۔ شہر پناہ کے اردگرد گہری خندق کھدوائی امرار لشکر کو شہر پناہ کی فصیلوں اور دروں پر متعین کیا۔ موقع موقع پر منجنیقیں نصب کیں۔ غرض ہر طرح سے اصفہان کو برکیاروق کے حملوں سے بچانے کے خیال سے مضبوط و مستحکم کیا

برکیاروق نے پندرہ ہزار فوج کی جمعیت سے اصفہان پر حملہ کیا۔ مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ طول حصار کی وجہ سے اصفہان کا غلہ ختم ہوگیا، محمد کی مالی حالت بھی ناگفتہ بہ ہوگئی۔ رؤسار شہر سے بدفعات مصارف جنگ اور فوج کے لئے قرض لیا۔

۱؎ اس لڑائی میں محمد کے رکاب میں دس ہزار سوار تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۰ مطبوعہ لیدن

۲؎ ستر سوار ہمراہ تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ لیدن۔

۳؎ اس شہر پناہ کو علاء الدولہ ابن کاکویہ نے ۴۲۹ھ میں بنوایا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ لیدن۔

Marfat.com

لیکن جب قرض بھی نہ ملنے لگا اور حصار کی وہی کیفیت رہی تو بادل ناخواستہ اصفہان کو خیرآباد کہکر شب کے وقت شہر سے معہ امیر نیال کے نکل کھڑا ہوا۔ باقی امرار لشکر اور ارکین دولت کو اصفہان میں چھوڑ دیا۔ برکیاروق نے امیر ایاز کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلطان محمد کی تعاقب و گرفتاری پر روانہ کیا۔ محمد نکل گیا ہاتھ نہ آیا۔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ امیر ایاز نے محمد کو گرفتار کر لیا تھا۔ محمد نے کہا " امیر ایاز تمہاری گردن میں میری بیعت کا طوق ابتک پڑا ہوا ہے میں نے تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی۔ امیر ایاز یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ گرفتاری سے ہاتھ کھینچ لیا علم، چھتر اور تین اونٹ مال و اسباب سے لدے ہوئے لیکر واپس آیا۔

جسوقت محمد نے اصفہان کو چھوڑا۔ گرد و نواح کے مفسدوں اور لٹیروں نے شہر پر دست درازی شروع کر دی ایک لاکھ کے قریب مجتمع ہو گئے۔ سیڑھیاں اور کمندیں لیکر دوڑ پڑے خندق کو خس و خاشاک سے پُر کر کے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ اہل شہر نے ان کی مدافعت کی چنانچہ باوجود کثرت کے خائب و خاسر لوٹ گئے۔

آخری ذی القعدہ ۴۹۵ھ میں برکیاروق بھی محاصرہ اُٹھا کر اصفہان سے ہمدان کی طرف لوٹ پڑا۔ شہر قدیم پر جسکو شہرستان کہتے ہیں مرشد الہراس کو ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے مامور کیا اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو بھی وہیں چھوڑ آیا۔

زمانہ حصار میں وزیر السلطنت اعز ابو المحاسن عبد الجلیل دہستانی کو ایک نوجوان باطنی نے قتل کر ڈالا۔ وزیر السلطنت اپنے خیمہ سے سوار ہو کر دربار شاہی میں جا رہا تھا۔ اثنار راہ میں فرقہ باطنیہ کا ایک نوجوان لڑکا سامنے آگیا اور چند نیزہ مارے جس سے وزیر السلطنت نے جان بحق تسلیم کر دی۔

وزیر السلطنت نہایت کریم۔ خوش خلق اور دست کشادہ شخص تھا۔ یہ اس زمانہ میں عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا تھا جسوقت نظام شاہی میں اختلال پیدا ہو گیا تھا۔

Marfat.com

مالی حالت کمزور ہوگئی تھی۔ اسوجہ سے اس نے لوگوں سے بجبر وتخویف روپیہ وصول کرنا شروع کیا، جس سے لوگوں کو منافرت اور کشیدگی پیدا ہوگئی تھی۔ اسکے قتل کے بعد اسکے غلام کو بھی کسی نے اپنے آقا کے خون کے عوض قتل کر ڈالا۔ یہ غلام تحصیل ٹیکس پر مامور تھا۔

اعز ابو المحاسن عبد الجلیل کے قتل ہونے کے بعد برکیاروق نے خطیر ابو منصور میبذی کو قلمدان وزارت مرحمت کیا۔ خطیر، سلطان محمد کا وزیر تھا۔ سلطان محمد نے اسکو زمانہ حصار میں شہر پناہ کے کسی دروازہ کی حفاظت پر متعین و مامور کیا تھا۔ طول محاصرہ سے جب تنگدستی رونما ہوئی تو محمد نے ینال بن انوشتکین کو خطیر کے پاس بھیجا اور فوج کی تنخواہ ادا کرنے کے لئے روپیہ طلب کیا۔ خطیر روپیہ ادا نہ کر سکا رات کے وقت دروازہ شہر پناہ سے نکل کر اپنے شہر چلا گیا۔ اور قلعہ نشین ہو گیا۔ برکیاروق نے اسکے محاصرہ پر بھی فوجیں بھیجدیں خطیر نے اطاعت کی گردن جھکا دی، امن کا خواستگار ہوا، برکیاروق نے اسکی درخواست منظور فرمائی چنانچہ خطیر، جسوقت وزیر السلطنت اعز قتل کیا گیا تھا دربار شاہی میں باریاب ہوا۔ برکیاروق نے بجائے اعز کے اس کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ واللہ تعالی اعلم بغیبہ۔

واسط پر والی بصرہ کی فوج کشی اور واپسی

ان دنوں بصرہ کی عنان حکومت اسمٰعیل بن ارسلان کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ سلطان ملک شاہ کے عہد حکومت میں اہل رے نے تمرد، سرکشی اور شورہ پشتی کا شیوہ اختیار کر لیا تھا۔ رے کا جو شخص افسر پولیس مقرر کیا جاتا تھا۔ اسکو اہل رے اسقدر تنگ و پریشان کرتے تھے کہ وہ بھاگ نکلتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسی زمانہ میں اسمٰعیل کو رے کا افسر پولیس مقرر کیا۔ اسمٰعیل نے نہایت دانشمندی اور ہوشیاری سے کام لیا۔ جو زیادہ شورہ پشت تھے ان کو گوشمالی دی۔ جو ذرا بھلے مانس تھے اُن کو سمجھایا بوجھایا۔ غرض ایسی نرمی اور گرمی سے کام لیا کہ جس

سے اہل رے سیدھے ہو گئے۔ بعد ازاں معزول کر دیا گیا۔

پھر برکیاروق نے بصرہ کی حکومت پر امیر قماج کو مامور کیا اور چونکہ برکیاروق امیر قماج کی علیحدگی پسند نکرتا تھا اسوجہ سے اسمعیل کو امیر قماج کا نائب بنا کر بصرہ بھیجدیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد امیر قماج، برکیاروق سے علیحدہ ہو کر خراسان چلا گیا۔ اسمٰعیل کے دماغ میں حکومت بصرہ کی ہوا سما گئی، خود سر ہو گیا، مہذب الدولہ بن ابوالخیر نے بطیحہ سے اور معقل بن صدقہ بن منصور بن حسین اسدی نے جزیرہ سے جنگی کشتیاں اور کثیر فوجیں لیکر بصرہ پر چڑھائی کی۔ دونوں حریف، مطاری میں صف آرا ہوئے اثنار جنگ میں معقل بن صدقہ کو ایک تیر آ لگا جسکے صدمہ سے معقل مر گیا۔ مہذب الدولہ گھبرا کر بطیحہ لوٹ آیا، اسمٰعیل نے کشتیوں پر قبضہ کر لیا، جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ۴۹۱ھ کا ہے۔

مہذب الدولہ نے گوہرائین سے امداد کی درخواست کی، گوہرائین نے ابوالحسن ہروی اور عباس بن ابوالخیر کو مہذب الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ اسمٰعیل نے ان کو بھی شکست دی۔ ابوالحسن اور عباس کو گرفتار کر لیا بعد چندے عباس کے باپ نے کچھ روپیہ دیکر عباس کو چھوڑا لیا۔ ابوالحسن ہروی بدستور قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا ایک مدت کے بعد پانچہزار دینار لیکر اسکو بھی رہا کر دیا۔

ان واقعات سے اسمٰعیل کی جرارت بڑھ گئی، مالی حالت بھی قوی ہو گئی، بصرہ کی حکومت پر قدم جم گئے۔ ایک قلعہ، لیلہ میں تعمیر کرآیا۔ دوسرا قلعہ شاطی میں مطاری کے مقابل بنوایا۔ بہت سے ٹیکس موقوف کر دیئے۔ چونکہ سلاطین سلجوقیہ باہمی جھگڑوں میں مبتلا و مصروف تھے اسوجہ سے اسمٰعیل کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا مبارک (مشان) پر بھی قبضہ کر کے اپنے مقبوضات سے ملحق کر لیا۔

۴۹۵ھ کے دور میں اسمٰعیل کو واسط پر قبضہ کرنے کی ہوس پیدا ہوئی۔ اہل واسط

Marfat.com

سے خط وکتابت شروع کی، چند آدمیوں کو دم پٹی دیکر ملا لیا۔ فوج کو مرتب کرکے جنگی کشتیوں پر سوار ہوکر واسط کی طرف بڑھا۔ نہر آبان پر پہونچکر اہل واسط کو شہر حوالہ کرنے کا پیام دیا، اہل شہر نے انکاری جواب دیا، تب اسمٰعیل نے نہر آبان سے کوچ کرکے جانب شرقی پڑاؤ ڈالا۔ چند دنوں ٹھہرا رہا۔ اہل شہر نے مدافعت کی، بمجبوری واپسی کا حکم دیا۔ لیکن پھر یہ خیال کرکے کہ شہر واسط اپنے مددگاروں اور محافظوں سے خالی ہوگیا ہے لوٹ پڑا۔ جن لوگوں نے اسمٰعیل سے سازش کرلی تھی انہوں نے بھی اسمٰعیل کو واپس بلانے کی غرض سے آگ روشن کی۔ اسمٰعیل کے ہمراہی جیوں ہی شہر میں داخل ہوئے، اہل شہر نے چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع کردی۔ اسمٰعیل، شکست کھاکر بصرہ کی جانب واپس ہوا۔

اسمٰعیل نے بصرہ کے قریب پہونچکر دوسرا گل کھلا ہوا پایا اور وہ یہ ہے کہ امیر ابو سعید محمد بن نصر بن محمود والی عمان، جنابہ، سیراف اور جزیرہ بنی تمیس، بصرہ پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھا۔

اسمٰعیل اور ابو سعید میں چھیڑ چھاڑ پہلے سے چلی آرہی تھی، اسمٰعیل نے بیس جنگی کشتیاں، ابو سعید کے مقبوضہ علاقہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کی تھیں، ابو سعید نے پچاس کشتیوں کا ایک بیڑہ مقابلہ پر بھیجا، دریائے دجلہ میں دونوں حریف لڑ پڑے۔ ابو سعید کو کامیابی ہوئی۔ اسمٰعیل کے چند آدمی گرفتار کرلئے گئے بعد ازاں اسمٰعیل اور ابو سعید سے مصالحت ہوگئی، ابو سعید نے اسمٰعیل کے آدمیوں کو رہا کردیا۔ پھر اسمٰعیل نے عہد شکنی کی، ابو سعید موقع کا منتظر رہا۔ جب اسمٰعیل نے واسط پر چڑھائی کی تو ابو سعید نے ہاتھ پاؤں نکالے، سو کشتیوں کا بیڑہ لیکر بصرہ کے تسخیر کرنے کو روانہ ہوا۔ نہر ابلہ کے دہانہ پر کچھ فوج خشکی پر اتار دی۔ بصرہ کا بری اور بحری محاصرہ کرلیا۔ اس اثناء میں اسمٰعیل اہل واسط سے ہزیمت اٹھاکر بصرہ کے قریب آپہونچا۔

ہاتھ کا طوطی اڑ گیا، پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، اسمٰعیل نے وکیل دربار خلافت کو ان واقعات سے مطلع کیا، ابو سعید سے مصالحت کرا دینے کی درخواست کی۔ چنانچہ وکیل دربار خلافت نے بیچ بچاؤ کر کے دونوں میں مصالحت کرا دی۔ ابو سعید اپنے مقر حکومت کی طرف واپس آیا اور اسمٰعیل بصرہ پر مستقل طور سے حکومت کرنے لگا۔ تا آنکہ صدقہ بن مزید نے پانچویں صدی ہجری میں بصرہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ صدقہ بن مزید کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

امیر کربوقا کا انتقال چکرمش کا موصل پر، سنقمان کا قلعہ کیفا پر قبضہ

سلطان برکیاروق نے امیر کربوقا کو ۴۹۴ھ میں آذربائیجان کی طرف مودود بن اسمٰعیل بن یاقوتی بلوائی سے جنگ کرنے کو بھیجا تھا۔ چنانچہ امیر کربوقا نے صوبہ آذربائیجان کے اکثر شہروں کو مودود سے چھین لیا تھا۔ ماہ ذی القعدہ ۴۹۵ھ کے نصف میں امیر کربوقا کا انتقال ہو گیا، اصبہذ صبادہ بن خمارتکین اور سنقرجہ، امیر کربوقا کے پاس موجود تھے۔ امیر کربوقا نے بوقت وفات سنقرجہ کو اپنا جانشین بنایا اور ترکوں کو اسکی اطاعت و فرمانبرداری کی وصیت کی چنانچہ اس جانشینی کے بنا پر سنقرجہ نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

اہل موصل کو اسکی خبر نہ تھی، انہوں نے امیر کربوقا کی وفات سے مطلع ہو کر موسیٰ ترکمانی کو قلعہ کیفا سے بلا بھیجا۔ موسیٰ ترکمانی، امیر کربوقا کی طرف سے قلعہ مذکور کا قلعہ دار اور امیر کربوقا کا نائب تھا۔ موسیٰ ترکمانی، طے مسافت کر کے موصل پہونچا۔ سنقرجہ نے اس خیال سے کہ موسیٰ ترکمانی اظہار اطاعت کی غرض سے آتا ہے استقبال کیا، بغلگیر ہوا۔ پھر دونوں میں باتوں باتوں جھگڑا ہو گیا سنقرجہ نے کہا "ہمارا تمہارا جھگڑنا فضول ہے سلطان کے قبضہ اقتدار میں ہے جسکو وہ چاہے گا امیر بنائے گا"، موسیٰ ترکمانی نے کوئی جواب معقول نہ دیا۔ طعن و تشنیع اور سخت کلامی

ہونے لگی۔ اسوقت منصور بن مروان یادگار امرار دیار بکر، موسیٰ ترکمانی کے ساتھ تھا اس نے سنقرجہ کو مارا جس سے سنقرجہ کا سر کھل گیا۔ موسیٰ ترکمانی نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ چکرمش والی جزیرہ ابن عمر کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی، فوجیں آراستہ کر کے نصیبین پر چڑھ آیا اور قبضہ کر لیا۔ موسیٰ ترکمانی کو اسکی خبر لگی۔ غصہ سے کانپ اٹھا۔ بغرض انتقام جزیرہ کی جانب کوچ کر دیا، چکرمش نے بڑھکر آگا روکا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی۔ موسیٰ ترکمانی ہزیمت اٹھا کر موصل کی جانب بھاگا، چکرمش نے تعاقب کیا اور موصل پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا۔ موسیٰ ترکمانی نے سقمان بن ارتق والی دیار بکر سے امداد کی درخواست کی، قلعہ کیفا دینے کا اقرار کیا، سقمان نے فوجیں مرتب کر کے موصل کی جانب کوچ کیا۔ چکرمش نے محاصرہ اُٹھا لیا، موسیٰ ترکمانی، سقمان سے ملنے کو آیا۔ اسکے کسی غلام نے موسیٰ کو قتل کر ڈالا، سقمان نے قلعہ کیفا کی طرف کوچ کیا اور چکرمش نے موصل کا پھر محاصرہ کر لیا۔ اہل موصل نے بمصالحت موصل پر قبضہ دیدیا۔ چکرمش نے بعد قبضہ موصل، موسیٰ کے قاتل کو گرفتار کر کے قصاص لیا، اسکے بعد خابور پر قابض و متصرف ہوا۔ عربوں اور کُردوں نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔

سقمان بن ارتق نے بعد قتل موسیٰ قلعہ کیفا پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ سے اس قلعہ کی حکومت سقمان بن ارتق کے خاندان میں رہی ابن اثیر کہتا ہے کہ اسوقت یعنی ۶۲۵ھ میں قلعہ کیفا کا والی محمود بن قرا ارسلان بن داؤد بن سقمان بن ارتق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

امیر نیال عراق میں | بزمانہ محاصرہ سلطان برکیاروق بعد جنگ چہارم ۴۹۵ھ میں امیر نیال بن انوشتکین حسامی، سلطان محمد کے ساتھ اصفہان میں تھا۔ پس جب سلطان محمد محاصرہ سے نکلا تو امیر نیال نے رے میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ قائم کرنے کی غرض سے رے جانے کی اجازت طلب کی، چنانچہ امیر نیال اور اسکا بھائی علی ماہ صفر ۴۹۶ھ میں رے پہونچا۔ والی رے نے جو برکیاروق کی طرف سے تھا اطاعت کی

گردن جھکادی، امیر نیال نے رے پر قبضہ کرلیا اہل رے کے ساتھ بیرحمی اور ظلم سے پیش آیا، تاوان وصول کئے۔ برکیاروق نے امیر برسق بن برسق کو ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں امیر نیال سے جنگ کرنے کو رے روانہ کیا۔ امیر نیال مقابلہ پر آیا لیکن ہزیمت اٹھاکر بھاگ نکلا امیر برسق نے رے پر قبضہ کرلیا۔

علی اس ہزیمت کے بعد قزوین جو کہ اسکا مقر حکومت تھا چلا گیا اور نیال نے پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ بہت سے ہمراہی اثنار راہ میں مرگئے۔ سات سو پیادوں کی جمعیت سے دارالخلافت بغداد پہونچا۔ خلیفہ مستظہر نے آؤ بھگت سے بسار عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ امیر نیال نے سلطان محمد کی اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا

بعد اسکے امیر نیال، ایلغازی اور سقمان بن ارتق نے ایک خاص جلسہ منعقد کیا، سلطان محمد کی حمایت کرنے کا حلف اُٹھایا، اور سب کے سب امیر صدقہ بن مزید والی حلہ کے پاس حلہ گئے۔ اُس سے بھی اسی قرارداد پر حلف لیا۔

امیر نیال نے دارالخلافت بغداد پر قدم جمالینے کے بعد اہل بغداد سے ظالمانہ برتاؤ شروع کردیا۔ استبدادی حکومت کرنے لگا، عمّال پر جرمانہ کیا۔ سوداگران اور رئیسوں سے تاوان لیا۔ اہل بغداد مجتمع ہوکر ایلغازی بن ارتق کے پاس گئے (امیر نیال نے ایلغازی کی بہن سے جو کہ تاج الدولہ تتش کی زوجہ تھی عقد کرلیا تھا) امیر نیال کے ظلم و چیرہ دستی کی شکایت کی، سفارش کرنے کے خواستگار ہوے، خلیفہ مستظہر نے بھی امیر نیال کے ظلم و تعدی سے مطلع ہوکر قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی کو امیر نیال کے پاس ظلم وستم کی کارروائی کرنے سے منع کرنے کو بھیجا۔ امیر نیال نے عہد و پیمان کیا، حلف اٹھایا کہ آئندہ میں اہل بغداد کے ساتھ بہ نرمی و ملاطفت پیش آؤنگا۔ کسی قسم کا ظلم نکرونگا۔ لیکن یہ سب عہد و پیمان نقش برآب تھا۔ اپنے افعال زشت سے باز نہ آیا خلیفہ مستظہر نے امیر نیال کے طوفان جور وستم کے روک تھام کرنے کی غرض سے

Marfat.com

امیر صدقہ بن مزید کو حلہ سے طلب کیا۔ ماہ شوال سنہ مذکور میں امیر صدقہ دار الخلافت بغداد پہونچا امیر نیال سے بغداد چھوڑ دینے کا اقرار لیکر حلہ واپس آیا اور اپنے بیٹے دُبیس کو امیر نیال کے ظلم و تعدی کے روک تھام کی غرض سے بغداد میں ٹھہرا گیا امیر نیال پر اس کا کچھ بھی اثر نہوا، غارتگری، خون ریزی، رہزنی، آتش زنی اور بجبر روپیہ وصول کرنے کا شیوہ بدستور جاری رکھا۔ امیر نیال کی یہ غارتگری دار الخلافت بغداد تک محدود نہیں تھی قرب و جوار کی بستیاں اُجڑ گئیں، راستے بند ہو گئے، امن کا نام معدوم ہو گیا۔ خلافت مآب نے دوبارہ امیر صدقہ کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امیر صدقہ نے ایک ہزار سوار بھیجدیئے۔ امیر ایلغازی بن ارتق اور چند امرا دربار خلافت بھی کمریں باندھ کر امیر نیال کے استیصال کو نکلے۔ امیر نیال اس سے مطلع ہو کر آذربائیجان کی طرف روانہ ہو گیا اور یہ مہم واپس آئی

کمشتکین افسر پولیس بغداد اور ایلغازی کی لڑائی

سلطان محمد نے بعد قتل گوہرائین افسر پولیس بغداد، ایلغازی بن ارتق کو بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا تھا۔ پس جب سلطان برکیاروق کو بمقابلہ سلطان محمد، محاصرہ اصفہان میں کامیابی حاصل ہوئی اور سلطان برکیاروق، اصفہان سے ہمدان میں آگیا تو کمشتکین نصیری کو ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں افسر پولیس مقرر کر کے بغداد روانہ کیا۔ ایلغازی نے کمشتکین کی آمد کی خبر پا کر اپنے بھائی سقمان بن ارتق والی قلعہ کیفا کو طلبی اور استمداد کا خط لکھا، امیر صدقہ بن مزید والی حلہ کے پاس خود گیا معاونت و مدافعت کی دونوں نے قسمیں کھائیں۔ واپس ہو کر بغداد آیا۔ اس اثناء میں سقمان بھی اثنار راہ کے دیہاتوں اور قصبات کو تاراج کرتا ہوا آپہونچا۔ کمشتکین، کوچ و قیام کرتا ہوا قرقیسیا[1] میں وارد ہوا، برکیاروق کے ہوا خواہوں کا ایک گروہ، کمشتکین کی خدمت میں حاضر ہوا، کمشتکین معہ ان لوگوں کے بغداد کی طرف بڑھا۔

[1] تاریخ کامل ابن اثیر میں بجائے قرقیسیا کے قرمیسین لکھا ہے۔ غالباً یہی صحیح ہے۔

ایلغازی اور سقمان نے بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے بغداد چھوڑ دیا۔ کنارہ دجلہ کے دیہاتوں کو تاراج کرنا شروع کیا۔ کشتکین کا لشکر کچھ دور تک تعاقب کر کے واپس آیا۔

بعد اسکے کشتکین نے امیر صدقہ والی حلہ کے پاس برکیا۔ وق کی اطاعت کا پیام بھیجا۔ امیر صدقہ نے انکاری جواب دیا۔ حلہ سے صرصر چلا آیا۔ برکیا روق کا نام خطبہ سے نکال دیا۔ دجلہ عبور کر کے بغداد پہونچا، خطیبوں کے پاس گشتی حکم بھیجدیا کہ "منبروں پر سوائے خلافت مآب کے کسی کا نام نہ لیا جائے" ایلغازی اور سقمان کو بھی اپنے آنے کی خبر کردی یہ دونوں اسوقت جزنی میں تھے۔ چنانچہ ایلغازی اور سقمان، دُبَیس کو تاراج کرتا ہوا بغداد کی جانب چلا۔ راستہ میں جسقدر چھوٹے یا بڑے گانوں ملے سبھوں کو لوٹ لیا بغداد میں پہونچکر وہ دُھند مچائی کہ توبہ ہی بھلی! گرانی بیحد بڑھ گئی، لوگوں کو اپنی عزت اور اپنے مال واسباب کا سنبھالنا دشوار ہوگیا۔ کاروبار بند ہوگیا۔ راستہ چلنا دشوار تھا۔ فتنہ وفساد کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ایلغازی، سقمان اور دُبَیس بن صدقہ نے رملہ میں قیام اختیار کیا۔ بغداد کے عوام الناس اِن سے برسرپیکار آئے لیکن بے سود تھا۔ خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی اور تاج الرؤساء ابن رحلات کو صدقہ بن مزید کے پاس بھیجا صلح اور اطاعت کا پیام دیا۔ صدقہ بن مزید نے یہ شرط پیش کی کہ آپ کشتکین کو بغداد سے نکال دیجئے، ہم آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں، چنانچہ اس شرط کے مطابق خلافت مآب نے کشتکین کو بغداد سے نہروان کی جانب نکال دیا۔ فتنہ وفساد فرو ہوگیا۔ صدقہ، حلہ لوٹ آیا۔ سلطان محمد کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا۔

کشتکین، بغداد سے نکل کر واسط پہونچا، برکیا روق کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے لشکر والوں نے سواد واسط کو تاراج کرنا شروع کیا۔ صدقہ اور ایلغازی کو اسکی خبر ہوگئی۔ فوجیں مرتب کر کے کشتکین کے سر پر آپہونچے، واسط سے بھی نکال باہر کیا۔ کشتکین نے کنا[1]

[1] کتابت کی غلطی ہے تاج الرؤساء کے باپ کا نام موصلایا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۶

وجلہ پر قلعہ بندی کر لی۔ صدقہ نے ہجار خانہ حملہ کیا کشتکین کے ہمراہی بھاگ نکلے، کشتکین نے صدقہ سے امن کی درخواست کی، صدقہ نے امن دی، عزت و احترام سے پیش آیا۔ کشتکین برکیاروق کی خدمت میں واپس آیا۔ سلطان محمد کا نام خطبہ واسط میں پڑھا گیا سلطان محمد کے نام کے بعد صدقہ، ایلغازی اور انکے لڑکوں کا نام بھی خطبہ میں تھا۔ ایلغازی، بغداد کی جانب واپس ہوا۔ صدقہ نے حلہ کی طرف مراجعت کی۔

صدقہ نے حلہ میں پہونچکر اپنے بیٹے منصور کو ایلغازی کے ہمراہ دربار خلافت میں بھیجا۔ خلیفہ مستظہر سے عفو تقصیر کی درخواست کی۔ خلیفہ مستظہر واقعہ مذکورہ بالا کی روئسو دہونے کی وجہ سے ناراض تھا۔

جنگ پنجم برکیاروق ومحمد

سلطان محمد کی طرف سے گنجہ اور بلاد اران پر امیر غزغلی مامور تھا ایک دستہ فوج اسکے رکاب میں تھا۔ صوبہ گنجہ میں آذربائیجان سے زنجان تک اسکی حکومت پھیلی ہوئی تھی، جسوقت اصفہان میں یہ محصور رہا، امیر غزغلی، منصور بن نظام الملک اور اسکا برادرزادہ محمد بن موید الملک محاصرہ اٹھانے کو روانہ ہوا، رے پہونچا، برکیاروق کے لشکر نے رے چھوڑ دیا۔ امیر غزغلی نے قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ آخری ۴۹۵ھ کا ہے۔

پھر امیر غزغلی یہ خبر پاکر کہ سلطان محمد، محاصرہ اصفہان سے نکل کر آرہا ہے رے سے کوچ کر دیا، ہمدان میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی، سلطان محمد کے ساتھ امیر نیال بن انوشتکین اور اسکا بھائی علی بھی تھا۔ سبھوں نے چند روز آرام لینے کی غرض سے ہمدان میں قیام کیا۔ تکان سفر رفع نہیں ہونے پایا تھا کہ سلطان برکیاروق کی روانگی کی خبر آگئی، سلطان محمد، شیروان کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا آذربائیجان پہونچا، مودود[1]

[1] چونکہ مودود کے باپ اسمٰعیل کو سلطان برکیاروق نے قتل کر ڈالا تھا اور اسکی بہن سلطان محمد کے نکاح میں تھی اسوجہ سے اسنے برکیاروق کے خلاف سلطان محمد کو امداد کا وعدہ کیا تھا مودود آذربائیجان کا ایک حصہ کثیر اسکے قبضہ میں تھا منہ رحمہ اللہ

Marfat.com

بن اسمعیل بن یاقوتی کا پیام آیا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے میں بمقابلہ سلطان برکیاروق آپ کی مدد کرونگا، چنانچہ سلطان محمد، مودود کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ جوں ہی سلطان محمد، مودود کے پاس پہونچا، مودود کا انتقال ہوگیا، لیکن مودود کی فوج نے متفق ہو کر سلطان محمد کی حمایت پر کمر باندھ لی، اس فوج میں سقمان قبطی، محمد بن باغی سیان (اسکا نایب والی انطاکیہ تھا) اور قزل ارسلان بن سبع الاحمر موجود تھا۔ سلطان برکیاروق کو اس اجتماع اور اتفاق کی خبر لگی۔ قضاء مبرم کی طرح انکے سروں پر پہونچ گیا، خراسان کے قریب دونوں حریف نے صف آرائی کی۔ گھمسان لڑائی شروع ہوگئی۔ لشکر برکیاروق سے ایاز نے ایک دستہ فوج لیکر سلطان محمد پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سلطان محمد کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھاگئی۔ سلطان محمد نے معہ چند اپنے ہمراہیوں کے ارقیس (صوبہ خلاط) میں جاکر دم لیا، امیر علی والی ارون (روم) آملا ارقیس سے اصفہان کی جانب کوچ کیا۔ ان دنوں منوچہر برادر قبطون روادی، اصفہان میں حکومت کر رہا تھا۔ پھر اصفہان سے ہرمز کی طرف چلا گیا۔ محمد بن موید الملک بھی اس جنگ میں شریک تھا۔ ہزیمت کے بعد بحال پریشان دیار بکر کی طرف بھاگا، جب وہاں بھی سکون کی صورت نظر نہ آئی تو جزیرہ ابن عمر چلا گیا اور جزیرہ ابن عمر سے بغداد میں جاکر دم لیا۔

محمد بن موید الملک اپنے باپ کے زمانہ میں مدرسہ نظامیہ کے قریب رہا کرتا تھا۔ لوگوں نے اسکے باپ سے اسکی زیادتیوں کی شکایت کی، موید الملک نے گوہرائین افسر پولیس بغداد کو اسکی (محمد) گرفتاری کا اشارہ کر دیا محمد نے دارالخلافت میں جاکر پناہ لی، ۴۹۷ھ میں مجد الملک البارسلانی کے پاس چلا گیا۔ اسوقت محمد کا باپ (موید الملک) زندہ تھا اور سلطان محمد کے پاس گنجہ میں تھا۔ جسوقت سلطان محمد نے دعوئے سلطنت کیا، اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا تو موید الملک کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ محمد اس سے مطلع ہوکر اپنے باپ (موید الملک) کے پاس چلا آیا۔ پھر جب اسکا باپ (موید الملک) مارا گیا تو یہ (محمد) سلطان

محمد کی خدمت میں رہنے لگا اور اسکے خاص مصاحبوں میں داخل ہوگیا

شہر عانہ پر ملک ابن بہرام کا قبضہ

ملک ابن بہرام بن ارتق برادر زادہ ایلغازی بن ارتق شہر سروج کا مالک تھا۔ عیسائیوں نے شہر سروج ملک ابن بہرام کے قبضہ سے نکال لیا، ملک ابن بہرام نے شہر سروج چھوڑ کر شہر عانہ پر یلغار کر دیا۔ بنو لعیش بن عیسیٰ بن خلاط مقاومت نکر سکے عانہ کو خیر آباد کہہ کر بغرض استمداد صدقہ بن مزید کے پاس چلے گئے، صدقہ نے انکی اشک شوئی کی اور ان کے ہمراہ عانہ کی طرف روانہ ہوا، ملک ابن بہرام کو اسکی اطلاع ہوگئی، بہرام اور ترکمانوں نے عانہ کو خالی کر دیا۔ بنو لعیش، عانہ میں داخل ہوئے، صدقہ نے بہرام کے رہائن پر قبضہ کر لیا اور حلہ کی طرف مراجعت کر دی، ملک ابن بہرام کو موقع مل گیا دو ہزار ترکمانوں کی جمعیت سے عانہ پر حملہ کر دیا اور ایک خفیف جنگ کے بعد عانہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل عانہ کو اس کے ہاتھوں بیحد مصائب اٹھانا پڑے۔ مردوں کو قتل کیا، عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈیاں بنائیں، بعد ازاں ہیت کی طرف گیا اور پھر وہاں سے واپس آیا۔

برکیاروق اور محمد کی مصالحت

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ دونوں سلطانوں برکیاروق اور محمد میں ایک مدت سے لڑائیوں کا سلسلہ چھڑا ہوا ہے، فتنہ و فساد کی کوئی حد نہیں رہی، جانوں کا نقصان، مال کی اضاعت، لشکریوں کا بیجا دباؤ، دشمنان اسلام کی یورش، ملک کی ویرانی، بیضا بطگی، بے قاعدگی اور قوانین اسلامیہ کی بیحرمتی کا کوئی دقیقہ باقی نہ رہا، سلطان برکیاروق نے ان باتوں کا احساس کر کے صلح کی تحریک کی، دو نامور، مقتدا سے قوم مفتیوں کو پیام صلح لیکر سلطان محمد کے پاس روانہ

لہ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۹۸ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ لیدن

ٹہ قاضی ابو المظفر جرجانی حنفی اور ابو الفرج احمد بن عبد الغفار ہمدانی معروف بہ صاحب قزاکمین بصلح کا پیام لیکر گیا تھا دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۳ مطبوعہ لیدن۔

Marfat.com

کیا۔ ان دونوں فقیہوں نے سلطان محمد کو سمجھا بوجھا کر مصالحت کرنے پر آمادہ و تیار کیا۔ چنانچہ ان دونوں فقیہوں کے ساتھ صلح کے اور ایلچی بھی آئے۔ گفت و شنود کے بعد باہم مصالحت ہو گئی۔ شرائط ذیل قرار پائے :-

(۱) سلطان محمد کے قبضہ اقتدار میں بروے مصالحت جو شہر دیئے جائیں ان کا مستقل حکمراں سلطان محمد تسلیم کیا جائے، سلطان برکیاروق کو اُن میں دست اندازی کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔

(۲) سلطان برکیاروق، سلطان محمد کے علم و طبل سے متعرض نہ ہو۔

(۳) خط و کتابت وزیروں میں ہوا کرے۔

(۴) لشکریوں کو اختیار رہے جس سلطان کی خدمت میں چاہیں فوجی خدمت انجام دیں۔

(۵) سلطان محمد کو نہراستر د (اسبذ، رود) سے باب الابواب تک اور دیار بکر، جزیرہ موصل، شام اور عراق میں بلاد مقبوضہ امیر صدقہ بن مزید دیا جائے۔ بقیہ ممالک اسلامیہ، سلطان برکیاروق کا مقبوضہ متصور ہو۔

حسب قرارداد شرائط متذکرہ صلحنامہ لکھا گیا۔ فریقین نے دستخط کیا، پابندی شرائط کا حلف اٹھایا، سارے جھگڑے رفع دفع ہو گئے، منتظم کام ہونے لگا۔

سلطان محمد نے لشکر اصفہان کو اصفہان خالی کرنے اور سلطان برکیاروق کو حوالہ کر دینے کو لکھ بھیجا۔ لشکر اصفہان نے ہنوز اصفہان خالی نہ کیا تھا کہ سلطان برکیاروق پہونچ گیا، اپنی اطاعت کا پیام دیا۔ لشکر نے انکاری جواب دیا اور سلطان محمد کی بیگمات کو بحفاظت

مصالحت، رے میں ہوئی تھی، قبل مصالحت رے، جبال، طبرستان خوزستان، فارس، دیار بکر، جزیرہ، بعض حصص بطائح، تکریت اور حرمیں شریفین پر سلطان برکیاروق قابض تھا۔ آذربایجان، بلاد اران، ارمینہ، اصفہان عراق باستثناء تکریت اور بطائح کا کچھ حصہ سلطان محمد کے قبضہ میں تھا۔ بصرہ میں دونوں سلطانوں کا علم لہرا رہا تھا۔ ملک خراسان، جرجان سے ماوراء النہر تک ملک سنجر دباوی ہوئے تھا جسمیں اسکے بھائی سلطان محمد کا خطبہ و سکہ جاری تھا۔ رحمۃ اللہ

Marfat.com

واہتمام لیکر اصفہان سے سلطان محمد کی طرف روانہ ہوا سلطان برکیاروق نے لشکریوں اور بیگمات کی حد سے زیادہ عزت کی مال واسباب دیکر سلطان محمد کے پاس باحترام تمام پہونچادیا

بعد مصالحت، ایلغازی دربار خلافت میں حاضر ہوا، خلیفہ مستظہر سے سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت حاصل کی۔ چنانچہ ۴۹۸ھ میں سلطان برکیاروق کا خطبہ جامع بغداد اور واسط میں پڑھا گیا۔

قبل مصالحت، ایلغازی، سلطان محمد کا مطیع اور ہوا خواہ تھا۔ صدقہ یہ سن کے کہ ایلغازی نے برکیاروق کے خطبہ کی تحریک کی ہے برافروختہ ہو گیا۔ خلافت مآب کو لکھ بھیجا "مجھے صدقہ کی یہ حرکت پسند نہیں آئی میں اسکو دارالخلافت بغداد سے نکال باہر کرنے کو آرہا ہوں" اور فوج مرتب کرکے، دارالخلافت بغداد پہونچ گیا۔ حریم خلافت کے روبرو اُتر کر زمین بوسی کی رسم ادا کی اور غربی بغداد میں خیمہ ڈالدیا۔ ایلغازی، بغداد چھوڑ کر یعقوبا چلا گیا، امیر صدقہ کے پاس معذرت کا پیام بھیجا، خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا "برکیاروق اور محمد میں مصالحت ہو گئی ہے۔ دونوں میں یہ امر طے پا گیا ہے کہ بغداد برکیاروق کو دیا جائے، میں اسکی طرف سے بغداد کا افسر پولیس رہوں، میرے مقبوضہ بلاد، سلطان برکیاروق کے علم حکومت کے زیر اثر متصور ہوں، ایسی صورت میں کیا یہ ممکن تھا کہ میں برکیاروق کی مخالفت کر سکتا"، امیر صدقہ نے اس عذر کو منظور و قبول کر لیا، اور حلہ واپس آیا۔

ماہ ذی القعدہ ۴۹۸ھ میں خلافت مآب نے سلطان برکیاروق، امیر آیاز اور وزیر السلطنت خطیر کو خلعت مرحمت فرمائی، اطاعت و فرمانبرداری کا حلف لیا اور بغداد واپس آیا۔

واللہ سبحانہ ولی التوفیق۔

عیسائیوں سے شکان و چکرش کا مجادلہ

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ سلاطین اسلام کی باہمی خانہ جنگی کی وجہ سے عیسائیوں نے شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ انکے دندان آز، ممالک اسلامیہ پر لگ گئے تھے۔ جبان پر ملک شاہ کا غلام

Marfat.com

قراجہ" حکمرانی کر رہا تھا۔ لہو ولعب، سیر وشکار کا عادی اور ظالم تھا۔ اپنے ہمراہیوں میں سے محمد اصفہانی نامی ایک شخص کو حران میں اپنا قائم مقام مقرر کرکے کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ واپس آیا تو محمد اصفہانی نے شہر میں داخل نہونے دیا۔ بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا، اہل شہر نے قراجہ کے ظلم و تعدی کی وجہ سے محمد اصفہانی کا ساتھ دیدیا، محمد اصفہانی نہایت ہوشیار اور چلتا پرزہ تھا۔ اس نے کل ترکمانوں کو حران سے نکال دیا، صرف ایک غلام ترکی جاولی نامی باقی رہ گیا، محمد اصفہانی نے اسکو اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا، اپنے خاص ندیموں میں داخل کر لیا، ایک روز موقع پاکر جاولی نے محمد اصفہانی کو مار ڈالا اور حران پر قابض ہوگیا، عیسائیوں کو ان واقعات کی خبر ہوگئی۔ فوجیں لیکر حران پر آپہونچے اور محاصرہ کر لیا۔

چکرمش والی جزیرہ ابن عمر اور سقمان والی کیفا (کبیفا) میں سلسلہ جنگ چھڑا ہوا تھا۔ سقمان اپنے برادرزادہ کے قتل کا مطالبہ کر رہا تھا۔ لیکن ان دونوں اسلامی حکمرانوں نے اس امر کا کہ عیسائی، بلاد اسلامیہ کو زیر و زبر کر رہے ہیں احساس کرکے باہمی مخاصمت و جنگ کو بالائے طاق رکھدیا۔ مقام خابور میں مجتمع ہوئے، مسلمانوں کی امداد کا بیڑہ اُٹھایا۔ چنانچہ سقمان اور چکرمش اپنی اپنی فوجیں مرتب کرکے عیسائیوں سے جنگ کرنے اور حران کے محاصرہ اُٹھانے کو بڑھے۔ سقمان کے رکاب میں سات ہزار ترکمانی تھے، اور چکرمش کے ساتھ تین ہزار ترک، عرب اور کرد تھے۔ نہر بلیخ پر عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی، سقمان اور چکرمش کی فوجیں کچھ دیر تک لڑ کر پیچھے ہٹیں عیسائیوں نے یہ سمجھکر کہ مسلمانوں کو ہزیمت ہوگئی تعاقب کیا دو کوس تک عساکر اسلامی بھاگتا چلا گیا اور عیسائی فوجیں تعاقب کرتی گئیں بعد اسکے مسلمانوں نے پلٹ کر عیسائیوں پر حملہ کر دیا، قتل و غارت کرتے ہوئے عیسائیوں کے کیمپ تک پہونچ گئے، بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ تمص برد ویل والی الرہا کو ایک ترکمانی نے جو کہ سقمان کی فوج کا تھا گرفتار کر لیا،

Marfat.com

بیمند والی انطاکیہ اور ہینگری والی ساحل قبل از جنگ پہاڑ کے پیچھے کمین گاہ میں تھے غرض یہ تھی کہ عین معرکہ کے وقت مسلمانوں پر عقب سے حملہ کرینگے لیکن جب ان دونوں نے عیسائیوں کی ہزیمت دیکھ لی تو تمام دن کمین گاہ میں روپوش رہے، شام ہوتے ہی نکل کر بھاگے مسلمانوں کو معلوم ہوگیا، تعاقب کیا، بہت سے عیسائی مارے گئے، ایک جماعت کثیرہ گرفتار کرلی گئی، بیمند اور ہینگری بہزار خرابی اپنی جان بچاکر بھاگ گیا، ہاتھ نہ آیا۔

فتحیابی کے بعد چکرمش کی فوج بگڑ گئی اور یہ کہنے لگی کہ قمص بردویل سقمان کے قبضہ میں ہے، مال غنیمت بھی بدرجہا ہم سے زیادہ اسکے ہمراہیوں کے ہاتھ لگا ہے، لوگوں کے نظروں میں ہماری عزت خاک نہوگی۔ چنانچہ چکرمش انکے مجبور کرنے پر سقمان کے خیمہ سے قمص بردویل کو پکڑ لایا۔ یہ امر سقمان کو ناگوار گزرا۔ اسکے رکاب کی فوج نے قمص کو چھین لینے کا قصد کیا، سقمان نے اس خیال سے کہ مسلمانوں میں افتراق پیدا ہوجائیگا اپنی فوج کو اس فعل سے باز رکھا اور اسی وقت کوچ کردیا۔ اثنا، راہ میں عیسائیوں کے متعدد قلعات مفتوح کئے۔ چکرمش نے حران کی جانب قدم بڑھایا اور اسکو فتح کرکے الرہا پر جا پہونچا۔ پندرہ دن تک محاصرہ ڈالے رہا۔ سولہویں روز، موصل نوٹ آیا۔ پینتیس ہزار دینار بطور فدیہ قمص بردویل سے وصول کئے اور ایک سو ساٹھ مسلمان قیدیوں کو جو اسکے قبضہ میں تھے رہا کرایا۔

برکیاروق کی وفات ملک شاہ کی تخت نشینی

سلطان برکیاروق، اصفہان سے (بعارضہ سل دبواسیر) علیل ہوکر بقصد بغداد روانہ ہوا، یزدجرد پہونچا۔ مرض کی شدت ہوگئی۔ اپنے بیٹے ملک شاہ کو جسکی عمر اسوقت پانچ برس کی تھی اپنا ولیعہد بنایا، خلعت دی، ایاز کو اسکی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ ملک کے نظم ونسق کا اختیار دیا، ذمہ دار بنایا، اراکین دولت سرداران فوج کو ملک شاہ کی اطاعت اور امیر ایاز کی موافقت کی ہدایت کی اور ان سب کو بغداد کی طرف روانہ کیا۔ یہ لوگ بغداد نہ پہونچنے پائے تھے کہ ربیع الآخر

Marfat.com

۴۹۸ھ کو سلطان برکیاروق نے اپنے حکومت کے بارہ سال چھ مہینہ پورے کرکے سفر آخرت اختیار کیا۔ امیر ایاز، خبر وفات سن کر واپس آیا۔ اصفہان میں برکیاروق کو دفن کیا۔ سراد قات، خیمے، چھتر، شمسیہ اور کل وہ چیزیں جو شاہی لوازمات سے سمجھی گئیں ملکشاہ ابن برکیاروق کے لئے مہیا کردیں۔

برکیاروق نے اپنے زمانہ حکومت میں اسقدر تکالیف، مصائب اور جھگڑے دیکھے، اُٹھائے کہ اس سے پیشتر سلاطین سلجوقیہ میں سے کسی نے نہ دیکھے تھے لیکن جب اسکی حکومت مستقل ہوگئی، فتنہ وفساد فرو ہوگیا اور ہر چہار طرف سے خوش نصیبی کے آثار نمایاں ہوچلے تو موت کا زمانہ آگیا اور زمین نے اپنے آغوش میں لے لیا۔

برکیاروق کی وفات کے بعد اسکے بیٹے ملک شاہ کے نام کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا۔ ایلغازی، بغداد میں تھا۔ بغداد سے برکیاروق کے پاس اصفہان گیا تھا اور اسکے ساتھ ساتھ بغداد آرہا تھا۔ پس جب برکیاروق کا انتقال ہوگیا تو اسکے بیٹے ملک شاہ اور امیر ایاز کے ہمراہ بغداد واپس آیا، وزیر ابوالقاسم علی بن جہیر نے گرم جوشی سے ملک شاہ کا استقبال کیا۔[1] ..... ایلغازی اور امیر طغایرک دربار خلافت میں حاضر ہوا، ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اجازت مرحمت فرمائی اور اسکو وہی خطاب دیئے جو اسکے دادا ملک شاہ کو دیئے تھے۔

موصل پر سلطان محمد کا محاصرہ

برکیاروق اور محمد نے بعد انعقاد صلح اپنے اپنے مختصہ ومخصوصہ بلاد پر اپنے اپنے نائبوں کو قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ آذربائیجان بروئے مصالحت محمد کے حصہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ محمد، چندے تبریز میں قیام کرکے آذربائیجان چلا آیا۔ سعد الملک ابوالمحاسن، محمد کی طرف سے اصفہان کا حاکم تھا۔ اس نے برکیاروق کی مدافعت پورے طور سے کی تھی لیکن بعد مصالحت، اصفہان برکیاروق کے نائب کو حوالہ کرکے محمد کی خدمت میں آذربائیجان آگیا، محمد نے اسکو

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

Marfat.com

قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ ماہ صفر ۴۹۸ھ تک محمد کا آذربایجان میں قیام رہا بعد اسکے بقصد قبضہ موصل براہ مراغہ روانہ ہوا۔ چکرمش کو اسکی خبر ہوگئی، مدافعت پر تیار ہوگیا مضافات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں بلالیا۔ شہر پناہ درست کرائی اور قلعہ بندی کر لی۔ محمد نے موصل کے قریب پہونچکر چکرمش کے پاس موصل کے حوالہ کرنے کا پیام بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مجھ سے اور میرے بھائی برکیاروق سے مصالحت ہوگئی ہے اور بروے صلحنامہ، موصل و جزیرہ مجھے ملا ہے، ساتھ ہی اسکے محمد نے برکیاروق کا دستخطی خط بھی پیش کیا اور اس امر کا اقرار و پیمان کیا کہ میں تمکو تمہارے مقبوضہ بلاد پر بحال و قائم رکھوں گا۔ چکرمش نے ایک بھی نہ سنی جواباً کہلا بھیجا "سلطان برکیاروق نے بعد مصالحت کے مجھے آپ کے دعوے کے خلاف لکھا ہے میں آپ کو موصل پر قبضہ نہ دوں گا"، محمد کو اس جواب سے طیش آگیا۔ محاصرہ میں سختی کی، اہل موصل بھی مدافعت میں سختی اور مستعدی سے پیش آئے چونکہ چکرمش نے شہر کا انتظام معقول کر لیا تھا اسوجہ سے محصوروں کو اشیاء خوردنی کی گرانی اور عدم دست یابی کی تکلیف نہیں ہوئی ہر شے ارزاں تھی مزید براں چکرمش کی فوج کا ایک دستہ موصل کے قریب ایک ٹیلہ (یعفر) پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی رسد کو روکتا اور لوٹ لیتا تھا۔ اس اثناء میں ۲۰ جمادی الاولی سنہ مذکور کو برکیاروق کی وفات کی خبر موصل میں پہونچ گئی، چکرمش نے اہل شہر کو مجتمع کر کے اس واقعہ جانکاہ سے مطلع کر کے آیندہ کی بابت مشورہ کیا، اہل شہر نے جواب دیا" ہماری جانیں، ہمارا روپیہ اور مال خدمت کے لئے حاضر ہے مصلحت وقت کو آپ ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں، سرداران لشکر سے رائے طلب کیجئے"، چکرمش نے سرداران لشکر کو مشورہ کی غرض سے بلایا، سرداران لشکر نے سلطان محمد کی اطاعت کی رائے دی، چکرمش نے سلطان محمد کی خدمت میں اطاعت کا پیام بھیجا اور وزیر السلطنت سعد الملک کو شہر حوالہ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ چکرمش، سعد الملک کی رائے سے اہل شہر کی مرضی کے خلاف، سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد بعزت و احترام پیش آیا۔ اہل شہر کے

اطمینان اور انکے اضطراب دفع کرنے کے خیال سے چکرمش کو فوراً واپس کر دیا۔

سلطان محمد کا بغداد پر قبضہ اور ملک شاہ سے مصالحت

سلطان برکیاروق اور اسکے بھائی محمد سے مصالحت کا حال ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ برکیاروق اور محمد بروے مصالحت اپنے اپنے بلاد پر تنہا قابض و متصرف ہو گئے، اسکے بعد ہی برکیاروق نے وفات پائی اسکا بیٹا ملک شاہ بغداد چلا آیا۔ محمد کو ان واقعات کی اسوقت اطلاع ہوئی جبکہ وہ موصل کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چکرمش نے برکیاروق کی وفات کی وجہ سے مصالحت کر لی، اطاعت کی گردن جھکا دی، محمد نے بغداد کی طرف کوچ کیا، چکرمش اور سقمان قطبی (قطب الدولہ اسمٰعیل بن یاقوتی بن داود کا غلام) وغیرہما امرار رکاب میں تھے۔ صدقہ والی حلہ نے بہت سی فوج فراہم کر کے اپنے بیٹوں بدران اور دبیس کو سلطان محمد کی خدمت میں بغداد آنے کی تحریک کرنے کو بھیجدیا تھا۔ یہ دونوں بھی سلطان محمد کے ساتھ تھے۔ امیر ایاز (ملک شاہ کا اتابک) مدافعت پر مستعد و آمادہ ہوا۔ بغداد کے باہر خیمہ نصب کیا، سرداران لشکر نے سلطان محمد سے جنگ کرنے کی رائے دی، وزیر السلطنت ابوالمحاسن ضبعی (صفی) نے اس رائے سے مخالفت کی، اور سلطان محمد کی اطاعت کے مدے زیادہ فوائد بتلائے، امیر ایاز، سرداران لشکر اور وزیر السلطنت کی مخالفت آرا سے جھگڑے میں پڑ گیا

سلطان محمد نے بغداد میں پہونچ کے غربی جانب پڑاؤ ڈالا۔ اس سمت میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، بعض جامع مسجدوں میں دونوں سلطانوں یعنی سلطان محمد اور سلطان ملکشاہ کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا، دو ایک جامع مسجدوں میں کسی کا نام خطبہ میں نہیں لیا گیا، امام نے صرف سلطان العالم کہنے پر اکتفا کیا۔

امیر ایاز نے سرداران لشکر اور اعیان دولت کو دوبارہ مشورہ کی غرض سے ایک جلسہ میں بلایا اور ان لوگوں سے پھر حلف اٹھانے کو کہا، بعض نے تو اسکی تعمیل کی لیکن بعض نے

۱؎ یاقوتی، سلطان ملک شاہ اول کا چچا تھا۔ منہ رحمۃ اللہ

دوبارہ حلف لینے سے انکار کردیا اور یہ کہا کہ بار بار حلف اُٹھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے، امیر ایاز کو اس سے شبہ پیدا ہوا، وزیر ابو المحاسن کو صلح کرنے کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں روانہ کیا۔ ابو المحاسن سلطان محمد کے کیمپ میں پہونچکر سعد الملک ابو المحاسن سعد بن محمد (سلطان محمد کا وزیر تھا) سے ملا، صلح کی درخواست کی، پھر اسکے ساتھ سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان محمد نے درخواست صلح منظور فرمائی اور جن جن امور کی ابو المحاسن نے استدعا کی سب کو منظور و قبول کرتا گیا۔ دوسرے دن قاضی القضاۃ اور مفتی، ابو المحاسن کے ہمراہ سلطان محمد کے دربار میں آئے، امیر ایاز اور اُن امراء کو جو اسکے ساتھ رہے ہیں کسی قسم کی ایذا نہ دینے کا سلطان محمد سے حلف لیا، ملک شاہ کی بابت حلف لینے کو کہا گیا، تو سلطان محمد نے کہا" وہ میرا بیٹا ہے میں اسکا باپ ہوں"، امیر ینال حسامی کو امن دینے اور ایذا نہ دینے کا کیا اُلہداس" مدرس مدرسہ نظامیہ نے حلف لیا تھا۔

اسکے دوسرے دن امیر ایاز دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ امیر صدقہ بن مزید بھی پہونچ گیا سلطان محمد ان دونوں سے بعزت و احترام پیش آیا، بڑی اوبھگت سے ملا۔ یہ واقعہ آخری ماہ جمادی الاولی ۵۱۹ھ کا ہے۔

قتل امیر ایاز صلح کے چند دنوں بعد امیر ایاز نے اپنے مکان (جو درحقیقت گوہرائین افسر پولیس بغداد کا مکان تھا) میں سلطان محمد کی دعوت کی، بیشمار ہدایا، اور بہت سے تحایف پیش کئے منجملہ انکے کوہ بلخش تھا جسکو امیر ایاز نے موید الملک بن نظام الملک کے ترکہ سے لے لیا تھا۔ سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے امیر ایاز نے اپنے غلاموں کو زرق برق وردیاں پہناکر آلات حرب سے مسلح کیا تھا، ان غلاموں میں ایک شخص رہا کرتا تھا جس سے یہ سب مذاق کیا کرتے تھے۔ چنانچہ براہ مذاق اس شخص کو بھی زرہ بکتر پہناکر اوپر سے جبہ و عبا پہنا دیا اور چھیڑ چھاڑ، مذاق کرنے لگے یہ شخص بھاگا۔ امیر ایاز کے غلام تالیاں بجاتے ہوئے اسکے پیچھے دوڑے یہ شخص سلطان محمد کے حاشیہ نشینوں کے پاس

Marfat.com

جا کر بیٹھ گیا سلطانی خدام نے اسکا جبہ و عبا کو اُلٹ کر دیکھا تو اسکو زرہ بکتر پہنے ہوئے پایا۔ سلطانی خدام کو اس سے شبہ پیدا ہوا، سلطان محمد کی خدمت میں عرض کیا، سلطان محمد اُٹھا اور اپنی محلسرا میں چلا گیا۔ اسی وقت سے سلطان محمد کے دل میں امیر ایاز کی طرف سے بغض پیدا ہو گیا۔

اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد سلطان محمد نے ارا کین دولت اور سرداران لشکر کو دربار خاص میں بلایا جنمیں امیر ایاز بھی تھا، اور یہ ظاہر کیا کہ ارسلان بن سلیمان بن قطلمش نے دیار بکر پر یلغار کیا ہے کس کو اسکے مقابلہ پر بھیجنا چاہئے، سبھوں نے بالاتفاق امیر ایاز کو بھیجنے کی رائے دی، امیر ایاز نے گذارش کی "اس مہم پر میرے ساتھ امیر صدقہ بن مزید کو بھی روانہ فرمائے"، سلطان محمد نے منظور فرمالیا اور توقیع لکھنے کی غرض سے دونوں امیروں کو محلسرائے سلطانی میں حاضر ہونے کی ہدایت کی، سلطان محمد نے محلسرا کے ایک گوشہ میں چند لوگوں کو امیر ایاز کے قتل کی غرض سے چھپا رکھا تھا۔ جوں ہی امیر ایاز انکی طرف سے گزرا، تلواریں تول کر امیر آیاز پر ٹوٹ پڑے، اور قتل کر ڈالا، امیر صدقہ اس منظر کو دیکھ کر بھاگ گیا، وزیر السلطنت نے اپنے مُنہ پر کپڑا ڈال لیا۔ ایاز کا لشکر اس واقعہ کو سُن کے نکل پڑا۔ اسکے مکان کو لوٹ لیا، سلطان محمد نے انکی مدافعت پر اپنی فوج کو مامور کیا، ہلڑ فرو ہو گیا بعد اسکے سلطان نے بغداد سے اصفہان کی جانب کوچ کر دیا۔

امیر ایاز، سلطان ملک شاہ کے غلاموں سے تھا، بعد انتقال سلطان ملک شاہ ایک امیر کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا، اس امیر نے امیر ایاز کو لڑکوں کی طرح رکھا، منتظم، مدبر، سیاسیات سے واقف اور لڑائیوں میں صائب الرائے تھا۔ مذاق کی بدولت ایک لحظہ میں امیر ایاز کی عزت، عظمت، شان، شوکت اور ابر و خاک میں مل گئی۔

ابو المحاسن ضبعی (امیر ایاز کا وزیر) چند ماہ تک روپوش رہا۔ بعدہ گرفتار ہو کر سعد الملک وزیر کی خدمت میں پیش کیا گیا، ماہ رمضان ۴۹۰ھ میں مار ڈالا گیا۔ اسوقت اسکی عمر

چھتیس سال کی تھی، ہمدان کے خاندان ریاست سے تھا

سقمان بن ارتق کا ماردین پر قبضہ اور موت

قلعہ ماردین، دیار بکر کا ایک مشہور قلعہ تھا۔ سلطان برکیاروق نے اپنے ایک مُغنّی (گویا) کو عنایت کیا تھا۔ اس قلعہ کے گرد و نواح میں کُردون کا ایک بہت بڑا گروہ رہتا تھا جسکا کام لوٹ مار اور غارتگری تھا۔ قافلوں کا صحیح سلامت گزر جانا دشوار تھا۔

وقت بے وقت موقع پا کر قلعہ ماردین پر بھی ہاتھ صاف کر دیا کرتا تھا اتفاق سے امیر کربوقا نے موصل سے بقصد حصارِ آمد حرکت کی، اسوقت آمد ایک ترکمان کے قبضہ میں تھا۔ والی قلعہ نے سقمان بن ارتق سے امداد کی درخواست کی، سقمان اپنی فوجیں لیکر اسکی امداد پر آگیا۔ پھر کیا تھا اہل قلعہ بھی خم ٹھونک کر میدان میں آگئے۔ لڑائی شروع ہوئی عمادالدین زنگی بن آقسنقر اور اسکے باپ کے بہت سے سردار بھی امیر کربوقا کے ساتھ تھے ان لوگوں نے کمال مردانگی سے لڑائی میں حصہ لیا، لڑائی کے نازک نازک مواقعات پر ثابت قدم رہے۔ آخر کار سقمان کو ہزیمت ہوئی۔ اسکا برادر زادہ یاقوتی بن ارتق گرفتار ہوگیا، امیر کربوقا نے قلعہ ماردین میں مُغنّی حاکم قلعہ کے پاس قید کر دیا، چنانچہ ایک مدت تک قلعہ ماردین میں قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

جب گرد و نواح کے کُرد، قتل و غارتگری بکثرت کرنے لگے اور اہل ماردین ان کے آئے دن کی لُوٹ مار سے تنگ آگئے تو یاقوتی نے مُغنّی والی قلعہ سے کہلا بھیجا "اگر تم مجھے قید سے رہا کرو تو میں ان لُٹیرے کُردون کی غارتگری سے اہل قلعہ کو نجات دیدونگا، ریفامیں میرا قیام ہوگا۔ ممکن نہیں کہ اہل قلعہ کو کردوں سے کسی قسم کی ایذا و تکلیف پہونچ جائے"، مُغنّی نے نہایت خوشی سے یاقوتی کو رہا کر دیا، یاقوتی نے کمال مردانگی دور دانائی سے اُن لُٹیرے کردون کی غارتگری کا انسداد کیا۔ اطراف خلاط تک کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہا۔ یاقوتی کے ہمراہیوں کے دیکھا دیکھی قلعہ کے بعض سپاہی بھی کردون

پر تشنجوں مارنے لگے، یاقوتی ان سے متعرض نہوا بلکہ انکی خاطرداری کرتا رہا، اِدھر چند دنوں کے بعد یاقوتی کے دماغ میں قلعہ پر قبضہ کرلینے کی ہوا سمائی، اُدھر قلعہ کے کل فوج نے لوٹ مار کا شیوہ اختیار کرلیا۔ ایک روز قلعہ کے فوجی لُوٹ مار کرکے واپس آرہے تھے۔ یاقوتی نے اپنے ہمراہیوں کو اشارہ کردیا ان لوگون نے قلعہ کی فوجیوں کو گرفتار کرلیا، یاقوتی سوار ہوکر قلعہ کی قریب گیا اور اہل قلعہ کو یہ دھمکی دی کہ اگر تم قلعہ ہمارے حوالہ نہ کردوگے تو میں تم سب کو قتل کرڈالونگا، اہل قلعہ یہ سن کر تھراگئے کسی نے دم تک نہ لیا۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا، کنجیاں حوالہ کردیں، یاقوتی نے قبضہ کرلیا۔

قبضہ ماردین کے بعد یاقوتی نے فوجیں فراہم کیں، نصیبین اور جزیرہ ابن عمر کی طرف بڑھا۔ یہ دونوں مقامات چکرمش کے مقبوضات میں تھے۔ چکرمش اور اسکے ہمراہیوں نے یاقوتی کی مدافعت پر کمر باندھی۔ اثنار جنگ میں یاقوتی کو ایک تیر آلگا جسکے صدمہ سے مرگیا۔ چکرمش اسکو مقتول دیکھ کر رو پڑا۔

یاقوتی کی زوجہ، اسکے چچا سقمان کی لڑکی تھی، اپنے شوہر کے مارے جانے پر اپنے باپ سقمان کے پاس چلی گئی اور اس سے کل واقعات بتلائے، ترکمانوں کو جمع کرکے اپنے شوہر کا بدلہ لینے کو اُٹھ کھڑی ہوئی، سقمان بھی اسکے ہمراہ نصیبین کی طرف چلا، چکرمش کو اسکی خبر ہوئی، گھبراگیا، مصالحت کا پیام بھیجا اور بہت سا مال اور روپیہ دیکر سقمان کو راضی کرلیا، سقمان لوٹ آیا۔

قلعہ ماردین میں یاقوتی کے بعد اسکا بھائی "علی" زیر اثر علم حکومت چکرمش حکمرانی کرنے لگا۔ علی کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ اسکی غیر حاضری کے زمانہ میں اسکے نائب نے سقمان کو یہ لکھ بھیجا کہ تمہارا بھتیجہ "علی" قلعہ ماردین چکرمش کو دینا چاہتا ہے سقمان یہ سن کر سخت برافروختہ ہوا، علی کی واپسی نہونے پائی تھی کہ ماردین پر پہونچکر قبضہ کرلیا، اور بعوض قلعہ ماردین اپنے بھتیجہ "علی" کو کوہ جور عنایت کیا۔ اس زمانہ

Marfat.com

سے قلعہ ماردین، سقمان کے قبضہ میں آگیا، قلعہ کیفا تو پہلے ہی سے قبضہ میں تھا، نصیبین کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں لے لیا۔

بعد اسکے فخر الملک بن عمار والی طرابلس نے عیسائیوں کے مقابلہ پر سقمان بن ارتق سے امداد کی درخواست کی فخر الملک، خلفاء عبیدین مصر کا ایک گورنر تھا لیکن انکی کمزوری کی وجہ سے خود مختار حکمراں بن بیٹھا تھا۔ عیسائیوں نے سواحل شام پر قابض ہونے کے بعد طرابلس کی طرف قدم بڑھایا۔ فخر الملک نے سقمان کو ۴۹۵ھ میں اپنی امداد پر بلایا جیسا کہ ابھی تم اوپر پڑھ آئے ہو، سقمان نے امداد کا وعدہ کیا، لشکر کی تیاری میں مصروف ہوا اتنے میں طغتکین والی دمشق کا (یہ تاج الدولہ تتش کا غلام اور آزاد حکمراں تھا) خط شعر طلبی پہونچ گیا "لکھا تھا" میں مریض ہوں، زیست کی کوئی امید نہیں ہے، جسقدر جلد ممکن ہو دمشق آجاؤ، ایسا نہو کہ میں مرجاؤں اور عیسائی دمشق پر قابض ہوجائیں"، سقمان نے اس خط کو پڑھ کے نہایت عجلت سے بقصد طرابلس بعد ہ بارادہ دمشق کوچ کردیا رفتہ رفتہ قرینین پہونچا، اس وقت طغتکین کو افاقہ ہوگیا تھا، سقمان کی طلبی پر پشیمان ہورہا تھا، اپنے مشیروں سے سقمان کو واپس کرنے کا مشورہ کررہا تھا کہ سقمان نے قرینین میں پہونچکر پیام اجل کو لبیک کہہ کر دنیا سے کوچ کردیا۔ فکفاہم اللہ تعالیٰ امرہ۔

جسوقت سقمان، قرینین میں علیل پڑا اور اسکے ہمراہیوں نے اسکے مرنے کا یقین کرلیا، قلعہ کیفا کی جانب واپس جانیکی رائے دی، سقمان نے جواب دیا "میں اب واپس نہ جاؤں گا میں عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے نکلا ہوں اگر میں مرگیا تو شہیدوں کا ثواب مجھے ملے گا"۔

منکبرس کی بغاوت اور ادبار

منکبرس بن یورس بن الپ ارسلان (سلطان محمد کا برادر عم زاد) اصفہان میں تھا، اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ سلطان محمد سے اسکے تعلقات منقطع ہوگئے، خود سری کی ہوا سما گئی، اصفہان سے نہاوند آیا اور خود سری حکومت کا اعلان

Marfat.com

کر دیا، امرار بنی برسق حکمرانان خوزستان کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا، سلطان محمد کو اسکی اطلاع ہوگئی، زنگین بن برسق کو گرفتار کر لیا، زنگین نے اپنے بھائیوں کو لکھ بھیجا کہ "جس طرح ممکن ہو منکبرس کو گرفتار کر کے سلطان محمد کے حوالہ کر دو ورنہ خیر نہیں ہے" اس بنا پر امرار بنی برسق نے منکبرس کے پاس باظہار اطاعت و فرمانبرداری خط روانہ کیا، خوزستان بلا بھیجا، جوں ہی منکبرس، خوزستان میں وارد ہوا، امرار بنی برسق نے گرفتار کر کے سلطان محمد کے پاس بھیجدیا، سلطان محمد نے اصفہان میں اپنے برادران عم زاد تتش کے ساتھ قید کر دیا اور زنگین بن برسق کو قید سے رہا کر کے بدستور اسکے عہدہ پر بحال کیا، شتر، شاپور، خوزستان وغیرہ مابین اہواز اور ہمدان، امرار بنی برسق کے قبضہ میں تھا۔ سلطان محمد نے ان مقامات کو بنی برسق سے لے لیا اور بجائے ان کے دیگر عنایت کیا اور اس طرف سے انکو نکال کر دیگر کی طرف بھیجدیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

فخر الملک بن نظام الملک کا واقعہ قتل

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ فخر الملک بن نظام الملک، تاج الدولہ تتش کا وزیر تھا۔ کسی امر پر ناراض ہو کر تتش نے نظام الملک کو جیل میں ڈالدیا پھر جب سلطان برکیاروق نے تتش کو ہزیمت دی تو برکیاروق نے فخر الملک کو قید سے رہا کر دیا۔

فخر الملک کا بھائی موید الملک، برکیاروق کا وزیر تھا، مجد الملک البارسانی کی سعی و سفارش سے ۴۸۸ھ میں برکیاروق نے قلمدان وزارت فخر الملک کو عنایت کیا بعد چندے فخر الملک عہدہ وزارت سے مستعفی ہو کر سلطان سنجر بن ملک شاہ کی خدمت میں خراسان چلا گیا۔ سلطان سنجر نے اسکی قدر افزائی کی اور اپنی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ پانچویں صدی کے آخر میں ایک باطنی فریادی صورت بنائے ہوئے ایوان وزارت کے دروازہ پر حاضر ہوا۔ فخر الملک نے فریاد سننے کی غرض سے باطنی کو اپنے پاس بلا لیا۔ عرضی لیکر پڑھنے لگا باطنی کو موقع مل گیا پیٹ میں خنجر بھونک دیا فخر الملک نے تڑپ کر دم توڑ دیا باطنی گرفتار کر لیا گیا، سلطان سنجر کی خدمت میں پیش کیا گیا، باطنی نے چند آدمیوں کو بتلا

Marfat.com

دیا کہ انہوں نے مجھے فخر الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔ یہ اسکی محض شرارت تھی اور مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ بھی فخر الملک کے خون کے بدلے قتل کئے جائیں لیکن اس کا یہ مقصد حاصل نہ ہوا، مار ڈالا گیا۔

جاولی سقاوا کی گورنری چکرمش کی موت

جاولی سقاوا، خوزستان اور فارس کے درمیانی شہروں پر مستولی ہو گیا تھا، متعدد قلعے تعمیر کرائے، اکثر شہروں کا شہر پناہ بنوایا، کچھ دنوں کے بعد رعایا کے ساتھ ظلم و تعدی کرنے لگا۔ جسوقت سلطان محمد، مستقل طور سے حکومت کرنے لگا، اسوقت جاولی کو سلطان محمد سے خطرہ پیدا ہو، سلطان محمد نے امیر مودود بن انوتکین کو جاولی کو زیر کرنے پر مامور کیا، جاولی نے قلعہ بندی کر لی، امیر مودود آٹھ مہینے تک محاصرہ کئے رہا، جاولی نے سلطان محمد کے پاس کہلا بھیجا" میں امیر مودود کی دھمکی اور جنگ سے علم حکومت کی اطاعت قبول نہ کرونگا، اگر حضور والا کسی دوسرے امیر کو بھیجدیں گے تو میں قلعہ کا دروازہ کھول دونگا اور اطاعت کی گردن جھکا دونگا"، سلطان محمد نے اپنی انگوٹھی دوسرے امیر کو دی اور اسکو جاولی کے پاس بھیجا، جاولی نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور سلطان محمد کے پاس اصفہان چلا گیا، سلطان محمد نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ عساکر اسلامیہ کا سپہ سالار بنا کر عیسائیوں سے مذہبی جنگ کرنے اور بلاد اسلامیہ کو واپس لینے کی غرض سے شام کی طرف روانہ کیا۔ چونکہ چکرمش والی موصل نے مالیہ ادا کرنا بند کر دیا تھا اس وجہ سے سلطان محمد نے موصل، دیار بکر اور جزیرہ کی حکومت جاولی کو مرحمت فرمائی۔

جاولی نے موصل کی جانب کوچ کیا، بغداد ہوتا ہوا بوازیج پہونچا، چار روز کے قتل عام و خون ریزی کے بعد بوازیج پر قبضہ حاصل کیا، اہل بوازیج کو امن دی، اربل کی طرف بڑھا ابوالہیجا بن برشک کردی نے اربل والی مظفر الدین کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور جاولی کے مقابلہ پر چکرمش کو ابھارا، چنانچہ چکرمش، موصل کی فوجیں لے کر

Marfat.com

جاولی کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اربل کے قریب ابوالہیجا کا لڑکا اربل کی فوج لئے ہوئے ملا۔ اتنے میں جاولی بھی آگیا۔ دونوں حریف نے صف آرائی کی، چکرمش کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھاگئی، چونکہ چکرمش بوجہ علالت پالکی پر سوار تھا بھاگ نہ سکا اسکے غلاموں نے حق نمک ادا کیا جب تک انکے دم میں دم رہا کسی کو چکرمش کی پالکی کے پاس آنے نہ دیا، احمد بن قاروت بک بھی چکرمش کی پالکی کی حفاظت میں زخمی ہوا موصل کیجانب شکست اٹھاکر چلا گیا اور وہیں مرگیا۔ چکرمش گرفتار کرلیا گیا، جاولی کے روبرو پیش کیا گیا، جاولی نے قید کردیا اور موصل پر پہونچکر محاصرہ ڈال دیا۔

دوسرے دن اس واقعہ کی خبر موصل پہونچی، اہل موصل نے زنگی[1] بن چکرمش کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا غرغلی (چکرمش کا غلام) امور سلطنت کا نگراں و منتظم ہوا، روپیہ، مال، آلات حرب اور گھوڑے لشکریوں کو دیئے، موصل کی قلعہ بندی کی، شہر پناہ درست کرائی چاروں طرف خندقیں کھدائیں، قلیج ارسلان والی بلاد روم سے امداد کی درخواست کی چنانچہ قلیج ارسلان بلاد روم سے فوجیں لیکر موصل کی طرف روانہ ہوا، کوچ و قیام کرتا ہوا نصیبین پہونچا جاولی کو اسکی آمد کی اطلاع ہوئی، موصل کا خیال دل سے نکال کر چلتا پھرتا نظر آیا۔ جاولی کی روانگی کے بعد برسقی افسر پولیس بغداد، موصل میں وارد ہوا، برسقی نے ہرچند اہل موصل کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر وہ مخاطب نہ ہوئے، ناچار اسی دن بغداد کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔ بعد اسکے قلیج ارسلان، نصیبین سے موصل کی طرف روانہ ہوا۔

جاولی، موصل سے سنجار چلا آیا تھا، ایلغازی بن ارتق اور لشکر چکرمش کا ایک گروہ کثیر جاولی کے پاس آگیا تھا۔ چار ہزار سواروں کی جمعیت ہوگئی تھی، موصل کے قبضہ کا خیال پیدا ہو رہا تھا۔ کہ ملک رضوان بن تتش کا خط شام سے آگیا لکھا تھا۔ کہ عیسائیوں نے بیحد دست درازی شروع کردی ہے مسلمانان شام میں انکی مقاومت

[1] زنگی کی عمر اسوقت گیارہ برس کی تھی۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۳ مطبوعہ لیدن۔

Marfat.com

کی تاب نہیں ہے، تمہاری مدد کی ضرورت ہے جلد آؤ جاولی نے اس خط کو پڑھکر رجبہ کی جانب کوچ کر دیا۔

اہل موصل اور نیز سرداران لشکر چکرمش نے قلیج ارسلان کی خدمت میں پیام مصالحت بھیجا، امن کی درخواست کی قلیج ارسلان نے امن دینے کا حلف لیا، اہل موصل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا، قلیج ارسلان کے موصل میں داخل ہوکر پندرہوین رجب ۵۰۰ھ میں قبضہ کرلیا، چکرمش کے لڑکے کو خلعت دی، خطبہ میں خلافت آب کے بعد اپنا نام پڑھوایا، سلطان محمد کا نام خطبہ سے نکلوا دیا، لشکر کے ساتھ اچھے سلوک کئے، قلعہ کوغزنلی سے لے لیا، اپنی طرف سے اسکا حاکم مقرر کیا، قاضی ابو محمد عبداللہ بن قاسم شہرزوری کو عہدہ قضا پر بحال رکھا اور زمام حکومت ابو البرکات محمد بن محمد بن خمیس کو عنایت کی

قلیج ارسلان کے ہمراہیوں میں سے امیر ابراہیم بن نیال ترکمانی والی آمد امد محمد بن جبق ترکمانی والی قلعہ زیاد (خرتبرت) کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا مناسب ہے، ابراہیم بن نیال کو آمد کی حکومت پر تاج الدولہ تتش نے مامور کیا تھا۔ پس اس زمانہ سے آمد اسی کے قبضہ میں رہا۔ محمد بن جبق کا قبضہ قلعہ زیاد پر اس طرح سے ہوا کہ قلادروس ترجمان بادشاہ روم قلعہ زیاد، الرہا اور انطاکیہ کا مالک تھا۔ جب سلیمان بن قطلمش (قلیج ارسلان کا باپ تھا) نے انطاکیہ کو قلادروس رومی سے لے لیا اور فخر الدولہ بن جہیر نے دیار بکر پر قبضہ کرلیا تو قلادروس رومی کمزور پڑگیا قلعہ زیاد کو رسد و غلہ نہ پہونچا سکا، محمد بن جبق کو موقع مل گیا، قلعہ زیاد کو قلادروس سے چھین لیا۔ صرف الرہا، قلادروس کے قبضہ میں رہ گیا۔ بعد اسکے قلادروس، سلطان ملکشاہ کے دست مبارک پر اسلام لایا سلطان ملک شاہ نے الرہا کی حکومت پر بحال رکھا۔

تمکو یاد ہوگا کہ جسوقت قلیج ارسلان، نصیبین پہونچا تھا، اسی وقت جاولی نے موصل سے سنجار کا راستہ اختیار کیا تھا۔ پھر سنجار سے ملک رضوان کا خط پاکر رجبہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ کوچ و قیام کرتا ہوا آخری ماہ رمضان ۵۰۰ھ میں رجبہ پہونچا۔ اور محاصرہ

ڈالدیا۔ ان دنوں رجبہ میں بنو شیبان سے محمد بن سباق نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ محمد بن سباق کو حکومت رجبہ پر ملک دقاق نے مامور کیا تھا۔ ملک دقاق کے مرنے پر خود سر حاکم بن گیا، حکمرانان دمشق کی ترک اطاعت کرکے قلیج ارسلان کا مطیع ہوگیا تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ جاولی نے جب اسکا محاصرہ کیا تو ملک رضوان کو طلبی کا خط لکھا اور یہ شرط کی کہ رجبہ کو مفتوح کرنے کے بعد عیسائیوں کی مدافعت کیجائیگی، ملک رضوان اس تحریر کے مطابق محاصرہ رجبہ پر آپہونچا اور شریک محاصرہ ہوا شہر پناہ کے محافظوں میں سے ایک گروہ نے جاولی سے سازش کرلی حسب قرارداد نصف شب میں دروازہ کھولدیا جاولی معہ اپنے لشکر کے شہر میں داخل ہوگیا، قبضہ کرلیا محمد سباق نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت کی گردن جھکادی اور اسکے ساتھ عیسائیوں کی مدافعت کو روانہ ہوا۔

قلیج ارسلان نے موصل پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے بیٹے ملک شاہ کو جسکی عمر گیارہ سال کی تھی حکومت موصل پر مامور کیا، حفاظت و انتظام کی غرض سے ایک فوج بھی دی اور ایک امیر کو نظم و نسق کے لئے بطور اتالیق متعین کیا۔ بعد اسکے جاولی سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ لیکن جاولی کی کثرت فوج و قوت سے ہمراہیان قلیج ارسلان متاثر ہوگئے ابراہیم بن نیال، خابور سے اپنے دارالحکومت آمد لوٹ آیا، قلیج ارسلان نے اپنے دارالحکومت سے مزید فوجیں طلب کیں جاولی نے قلیج ارسلان کی کمی فوج کا احساس کرکے لڑائی چھیڑ دی، ۹ ذی قعدہ سنہ مذکور میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ قلیج ارسلان کی فوج میدان جنگ سے گھوگھٹ کھا گئی، جاولی نے موصل میں داخل ہوکر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، چکرمش کے ہمراہیوں کو گرفتار کرکے تاوان وصول کیا۔

اس کامیابی کے بعد جاولی نے جزیرہ کی طرف قدم بڑھایا، حبیش بن چکرمش معہ غزغلی وہاں موجود تھا۔ اور بہت سے غلام اسکے باپ کے سرفروشی کرنے کو تیار تھے۔ ایک مدت تک جاولی محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر چند ہزار دینار پر مصالحت کرکے موصل واپس

Marfat.com

آیا، ملک شاہ بن قلیج ارسلان نے یہ رنگ دیکھ کر سلطان محمد کی خدمت میں نامہ نیاز مندی روانہ کیا، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

قتل صدقہ بن مزید

جس وقت صدقہ بن مزید والی حلہ اور سلطان محمد کے درمیان کشیدگی اور منافرت پیدا ہوئی، اسی وقت سلطان محمد نے صدقہ بن مزید پر فوج کشی کر دی، صدقہ مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، کھیت سلطان محمد کے لشکر کے ہاتھ رہا۔ صدقہ ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ اثنار وارد گیر میں مارا گیا، جیسا کہ ملوک حلہ کے حالات میں اس واقعہ کو ہم لکھ آئے ہیں۔ سلطان محمد نے اسکے کل مقبوضہ بلاد پر قبضہ کر لیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

ابن عمار والی طرابلس سلطان محمد کے دربار میں

فخر الدولہ ابو علی بن عمار والی طرابلس، عبیدیوں کے مقابلہ میں خود خود سری حکومت کا مدعی ہو گیا تھا اور ان سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ اسی زمانہ میں عیسائیوں نے سواحل شام پر دست درازی شروع کر دی اور آئے دن بلاد اسلام پر حملہ آور اس کا محاصرہ کرنے لگے، فخر الدولہ ابو علی ان کی مقاومت نکر سکا، مسلمانوں کو اس سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس اثنار میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ سلطان محمد کی حکومت مستقل ہو گئی ہے، دشمنان شاہی زیر و زبر ہو گئے ہیں، فخر الدولہ ابو علی نے اپنے برادر عم زاد ذو المناقب کو طرابلس کی حکومت پر بطور اپنے نائب کے مقرر کیا، لشکریوں کو چند مہینہ کی تنخواہیں اور روزینہ دیئے، شہر کی حفاظت کا انتظام کیا، جگہ جگہ پہرہ، چوکی مقرر کی، غرض ہر طرح سے طرابلس کو عیسائیوں کے حملہ سے مطمئن و بے خطر کر کے بارگاہ سلطانی میں باریاب ہونے کی غرض سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ طغتکین والی دمشق نے گرم جوشی سے استقبال کیا، دمشق کے باہر خیمے نصب کئے گئے، عزت و احترام سے ٹھہرایا گیا۔ چند دنوں قیام کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا سلطان محمد اور خلافت مآب نے ارکین دولت سرداران لشکر اور رؤسار شہر کو استقبال کا حکم دیا، کمال عزت اور احترام سے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ فخر الدولہ ابو علی نے بھی قیمتی قیمتی تحائف اور ہدایا دربار خلافت اور بارگاہ سلطانی

میں پیش کئے عیسائیوں کے مقابلہ پر امداد کا مستدعی ہوا، مصارف فوج کی ذمہ داری کی، سلطان محمد نے امداد کا وعدہ کیا، فخر الدولہ ابو علی نے بغداد میں قیام کر دیا، بعد اسکے امیر حسین بن اتابک طغتکین نے سلطان محمد سے ملاقات کی، سلطان محمد نے اسکو حکم دیا تھا کہ شاہی فوج کے ساتھ بھمراہی امیر مودود، جاولی سقاوا کی سرکوبی کو پہلے موصل کی جانب روانہ ہو، بعد ازاں فخر الدولہ ابو علی کے ہمراہ عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے شام کی طرف کوچ کرے، چنانچہ سلطان محمد ۵۱۰ھ میں دار الخلافت بغداد سے بقصد جنگ جاولی سقاوا روانہ ہوا۔ نہروان میں پہونچکر فخر الدولہ ابو علی کو بلا بھیجا خلعت دی، اور بہت سا مال و اسباب دیکر رخصت کیا، امیر حسین حسب اشارہ سلطان، بسرکردگی افواج دمشق فخر الدولہ کے ہمراہ دمشق کی جانب روانہ ہوا۔

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ فخر الدولہ ابو علی طرابلس سے روانہ ہونے کے وقت اپنے برادر زادہ ذو المناقب کو طرابلس کی حکومت پر مقرر کر آیا تھا۔ ذو المناقب نے فخر الدولہ کی روانگی کے بعد بدعہدی کی، اہل طرابلس سے متفق اور انکے ساتھ ہو کر دولت علویہ مصریہ کی اطاعت کا اعلان کیا، افضل بن امیر الجیوش کے پاس اطاعت و نیازمندی کا عریضہ بھیجا۔ امداد اور رسد کی درخواست کی، افضل بن امیر الجیوش، خلیفہ مصر کا وزیر تھا، ان دنوں حکومت و سلطنت پر اسکو استبداد حاصل ہو رہا تھا۔ اس نے شرف الدولہ بن ابو الطیب کو طرابلس کا والی مقرر کر کے روانہ کیا، خزانہ، مال، غلہ اور بہت سا اسباب اس کے ہمراہ کر دیا شرف الدولہ نے طرابلس میں پہونچکر فخر الدولہ ابو علی کے اہل و عیال اور ہوا خواہوں کو گرفتار کر کے انکے مال و ذخائر کو ضبط کر لیا۔ اور سب کو کشتیوں پر بار کر کے مصر روانہ کر دیا۔

امیر مودود کا موصل پر قبضہ جاولی کا قلیج ارسلان اور ابن جکرمش سے موصل کے لے لینے اور ان دونوں کا اسکے ہاتھ ہلاک ہونے کے واقعات ہم اوپر لکھ آئے ہیں، ان دونوں کے مارے جانے سے جاولی کی حکومت موصل پر مستقل ہو گئی، چونکہ سلطان محمد نے جاولی

کو اُن بلاد کی حکومت بھی دیدی تھی جسکو اس نے بروز تیغ مفتوح کیا تھا یا آیندہ مفتوح کرتا۔ اسوجہ سے اسکا دائرہ حکومت وسیع ہوگیا، ایک کافی تعداد فوج کی بھی فراہم ہوگئی۔ خزانہ بھی معمور ہوگیا۔ پھر کیا تھا جاولی کا دماغ پھر گیا، سلطان محمد کو جو کچھ سالانہ دیا کرتا تھا بند کر دیا، طرہ اس پر یہ ہوا کہ سلطان نے اسکو جنگ صدقہ کے لئے بلا بھیجا، نہ گیا، اس پر ستم تو یہ کیا کہ سلطان محمد کے خلاف، صدقہ سے سازش کر لی اور اسکے ساتھ ہو کر سلطان سے لڑنے کو آمادہ ہوگیا۔ پس جسوقت سلطان محمد کو مہم صدقہ سے فراغت ہوئی امیر مودود کو بسر کردگی عساکر سلطانی موصل کی سند حکومت عطا کر کے جاولی کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ امرا ابن برسق سقمان قطبی، آقسنقر بریقی، نصر بن مہلہل بن ابی الشوک کُردی اور ابوالہیجا، والی اربل کو امیر مودود کی مدد پر مامور کیا، رفتہ رفتہ شاہی فوج، موصل پہونچی، موصل کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ جاولی نے لڑائی کی پوری تیاری کی تھی، شہر پناہ پر پہرہ چوکی مقرر کر دی تھی، رؤسا شہر کو جن سے خطرہ محسوس ہوا تھا قید کر دیا تھا۔ شہر میں اپنی بیوی دختر برسق کو پندرہ سو جنگ آوروں کی جمعیت سے ٹھہرا کر شہر چھوڑ دیا۔ اسکی بیوی بھی نہایت مدبرہ اور ہوشیار تھی، اس نے بھی بہت سے لوگوں سے تاوان وصول کیا، استقلال و جرأت سے مقابلہ کرتی رہی، محاصروں کی دال گلا سے نہیں گلتی تھی، اتنے میں محرم ۵۰۲ھ کا دور آگیا۔ چونکہ جاولی کی بیوی کی سخت مزاجی اور ظلم سے اہل شہر کا کیا ذکر ہے خود اسکی فوج والے بھی تنگ و بددل ہوگئے تھے۔ اسوجہ سے بعض محافظین شہر پناہ نے امیر مودود سے سازش کر کے دروازہ کھول دیا۔ امیر مودود معہ اپنی فوج کے شہر میں داخل ہوگیا، زوجہ جاولی نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا، آٹھ روز تک قلعہ نشین رہی نویں روز امیر مودود سے امن حاصل کر کے اپنے بھائی یوسف بن برسق کے پاس قیمتی قیمتی مال و اسباب لیکر چلی گئی امیر مودود نے موصل اور اسکے کل علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

جاولی نے موصل سے روانہ ہونے کے وقت قمص کو ساتھ لیا (یہ قمص وہی ہے جسکو

سقمان نے گرفتار کیا تھا اور چکرش نے سقمان سے لے لیا تھا نصیبین پہونچا، ایلغازی بن ارتق والی نصیبین سے سلطان محمد کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی، ایلغازی نے انکاری جواب دیا اور اپنے بیٹے کو معہ فوج کے نصیبین میں چھوڑ کر ماردین کی طرف روانہ ہوگیا جاولی کو اسکی خبر لگ گئی، وہ بھی ایلغازی کے پیچھے پیچھے چلا، ماردین میں پہونچکر تن تنہا ایلغازی کے پاس گیا، مجبوراً ایلغازی نے جاولی کی موافقت کی اور اسکے ہمراہ نصیبین آیا، نصیبین سے روانہ ہوکر سنجار پہونچکر محاصرہ ڈالدیا، اہل سنجار نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا مقابلہ پر تل گئے، بعد اسکے ایک روز ایلغازی کو موقع مل گیا، جاولی کو محاصرہ سنجار پر چھوڑ کر رات کے وقت نصیبین بھاگ آیا جاولی، سنجار کا محاصرہ اُٹھا کر رحبہ چلا گیا۔

قریب رحبہ پہونچکر جاولی نے قمص بن دویل کو پانچ برس کے بعد ایک کثیر رقم لیکر ان شرائط سے رہا کیا۔ (۱) جسقدر مسلمان قیدی ہوں، وہ رہا کر دیئے جائیں (۲) بوقت ضرورت جسوقت طلب کیا جائے امداد کو آجائے۔ جب جاولی اور قمص میں باہم مفاہمت اور مصالحت ہوگئی تو جاولی نے قمص کو سالم بن مالک والی قلعہ جعبر کے پاس بھیجا، قلعہ سپرد کرنے کا پیام دیا۔ سالم نے قلعہ حوالہ کر دیا، اتنے میں قمص کا خالہ زاد بھائی "جوسلین" والی تل باشر جو کہ مسیحی سرداروں سے ایک نامور شخص تھا آگیا۔ یہ بھی قمص کے ساتھ گرفتار ہوگیا تھا لیکن مبلغ ہزار دینار فدیہ دیکر رہا ہوگیا تھا۔ اسکے آتے ہی قمص، انطاکیہ کی طرف روانہ ہوگیا اور جوسلین بطور ضمانت قلعہ جعبر میں رہ گیا۔ بعد ازاں جاولی نے قلعہ جعبر کو جوسلین سے لے لیا اور بجائے جوسلین، اس کے اور قمص کے سالوں کو ضمانت میں لیکر جوسلین کو بقیہ شرائط رہائی پوری کرنے کو قمص کے پاس روانہ کیا۔

عیسائیوں میں باہم لڑائی ہوگئی

جسوقت قمص انطاکیہ پہونچا، والی انطاکیہ طنکری سے تیس ہزار دینار، گھوڑے اور بیشمار آلات حرب پیش کئے، الرہا اور سروج وغیرہ قمص کے قبضہ میں تھا، لیکن جسوقت قمص گرفتار کر لیا گیا تھا اسوقت طنکری نے الرہا وغیرہ کو

Marfat.com

قمص کے عمّال سے لے لیا تھا، قمص نے واپسی کا مطالبہ کیا، طنکری نے ٹکا سا جواب دیدیا، قمص ناراض ہوکر تل باشر چلا گیا، اتنے میں جوسلین آپہونچا، عیسائیوں کو اس سے بیحد مسرت ہوئی، سارا شہر چراغاں کیا گیا، طنکری نے یہ خیال کرکے کہ اگر ان دونوں کو قوت حاصل ہو جائیگی تو سخت خطرہ کا سامنا ہوگا قمص اور جوسلین کا محاصرہ کرلیا چند دنوں تک محاصرہ کئے رہا، قمص اور جوسلین نے موقع پاکر طنکری والی انطاکیہ کے مضبوطہ قلعات پر حملہ کردیا ابوسہیل ارمنی والی رعبان، کیسوم اور قلعات شمالی حلب سے امداد کی درخواست کی، ابوسہیل ارمنی نے ایک ہزار سوار، قمص کی امداد پر بھیجدیئے، قمص، جوسلین اور طنکری میں گھمسان لڑائی شروع ہوگئی، خونریزی کا دروازہ کھل گیا، پوپ اور پادریوں کی ایک جماعت درمیان میں پڑکر باہم جنگ کرنے سے دونوں فریق کو روکا، بیمند (طنکری کا ماموں) بھی آگیا، پوپ نے طنکری کے خلاف فیصلہ کیا یہ حکم دیا کہ الرہا وغیرہ کو واپس دیا جائے چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق ۹ صفر ۵۰۲ھ میں الرہا وغیرہ قمص کو واپس دیا گیا۔

اس فیصلہ کے بعد قمص نے فرات عبور کیا اور حسب شرائط رہائی، مال مقررہ کا زیادہ حصہ اور مسلمانوں قیدیوں کو جاولی کے پاس بھیجدیا۔

قمص کو رہا کرکے جاولی، رجبہ کی طرف چلا گیا، ابوالنجم بدران اور ابوکامل منصور پسران صدقہ اپنے باپ کے قتل کے بعد سے سالم بن مالک کے پاس مقیم تھے، ان دونوں نے جاولی سے امداد کی درخواست کی۔ جاولی نے انکی پشت پناہی کے لئے انکے ساتھ حلہ چلنے کا وعدہ کیا اور سب کے سب ابوالغازی تکین کو اس مہم کا سردار بنانے پر متفق ہوئے ہنوز روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اصبہبذ صہا وہ آپہونچا، سلطان محمد نے اسکو رجبہ کی حکومت عنایت کی تھی۔ اس نے جاولی کو رائے دی کہ "تم بجائے عراق کی طرف بڑھنے کے شام کا قصد کرو۔ اسوقت شام، لشکر اسلام سے خالی ہوگیا ہے اور عیسائیوں کی چیرہ دستی روز بروز ترقی پر ہے، اگر تم ایسا کروگے تو تمکو سلطان محمد سے آیندہ کسی خطرہ کا

Marfat.com

اندیشہ نہ رہے گا،، جاولی نے اس راے کو پسند کیا، سامان جنگ درست کر کے رحبہ سے روانہ ہو گیا۔

بعد اسکے جاولی کے پاس سالم بن مالک والی قلعہ جعبر کا قاصد پہونچا، سالم نے بنی نمیر کی زیادتی کی شکایت لکھی تھی اور امداد کا خواستگار ہوا تھا، واقعہ یہ تھا کہ بنی نمیر نے بصرا سے علی بن سالم والی رقہ پر یلغار کیا تھا اور علی بن سالم کو قتل کر کے رقہ پر قبضہ کر لیا تھا، ملک رضوان یہ خبر پاکر حلب سے رقہ کی طرف روانہ ہوا لیکن بنی نمیر نے تاوان جنگ دیکر مصالحت کر لی چنانچہ ملک رضوان واپس آیا،، پس جاولی نے بجاے ملک شام جانے کے بنی نمیر کی سرکوبی کو رقہ کی طرف کوچ کر دیا، نشر دن تک بنی نمیر کا رقہ میں محاصرہ کئے رہا، بنی نمیر نے تنگ ہو کر مصالحت کی درخواست کی، بہت سا مال و اسباب اور گھوڑے دیکر جاولی سے صلح کر لی، جاولی نے محاصرہ اٹھا لیا اور سالم کو معذرت نامہ لکھ بھیجا۔

جاولی اور ایلغازی | اسی اثنار میں حسین بن اتابک قطلغ تکین مع فخر الدولہ ابن عمار کے پاس جاولی پہونچ گیا، حسین کا باپ گنجہ میں سلطان محمد کا اتابک تھا۔ سلطان محمد نے کسی بات پر ناراض ہو کر قطلغ تکین کو قتل کر ڈالا، حسین، سلطان محمد کے دربار میں حاضر ہوا، سلطان نے اسکی اشک شوئی کی اور اپنے خاص ہم نشینوں میں داخل کر لیا۔ پھر جب عیسائیوں کی چیرہ دستی کی خبر مسموع ہوئی تو فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ جاولی پاس بھیجا تاکہ جاولی کے تعلقات دربار شاہی کیساتھ خوشگوار ہو جائیں اور شاہی لشکر کو جو کہ موصل کا حصار کئے ہوئے ہے عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ روانہ کر دے، جاولی نے بطیب خاطر اسکو منظور و قبول کیا اور حسین سے کہا "تم موصل جا کر لشکر موصل کو عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کر دیں اپنے لڑکے کو بطور ضمانت کے تمہارے حوالہ کرتا ہوں، ملک کا نظم و نسق اس شخص کے قبضہ اقتدار میں رہے گا جو سلطان محمد کی طرف سے مامور ہو گا،، حسین، جاولی سے رخصت ہو کر قبل اسکے کہ موصل مفتوح ہو موصل پہونچا۔ شاہی لشکر کو عیسائیوں پر جہاد

کی غرض سے کوچ کا حکم دیا، کل سرداران لشکر نے اس حکم کی تعمیل کی لیکن امیر دودد نے تعمیل سے انکار کیا اور یہ کہا کہ "میں بغیر اجازت سلطان محمد، موصل سے کوچ نہیں کرونگا" چنانچہ امیر مودود، موصل کا محاصرہ کئے رہا تا آنکہ موصل کو مفتوح کر لیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

حسین ابن قطلغ تکین، سلطان کی خدمت میں واپس آیا، اور جاولی کی طرف سے نہایت خوبی سے نیاز مندانہ عرض و معروض کیا جس سے سلطان محمد کا دل صاف ہو گیا۔

بعد اسکے جاولی نے شہر بابس کی طرف کوچ کیا، ملک رضوان بن تتش کے ملازموں کے قبضہ سے نکال لیا، شہر بابس کے رہنے والوں کی ایک جماعت کو قتل کیا جس میں قاضی محمد بن عبدالعزیز بن الیاس مشہور فقیہہ بھی تھا، یہ نہایت نیک مزاج اور متقی تھا۔

ملک رضوان اور جاولی

اس واقعہ کی خبر ملک رضوان بن دقاق کو پہونچی، آگ بگولا ہو گیا، جیش مرتب کر کے جاولی سے جنگ کرنے کو نکل کھڑا ہوا، طنکری والی انطاکیہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا، امداد کی درخواست کی، طنکری اپنی فوجیں لیکر رضوان کی کمک پر آگیا، جاولی نے بھی قمص کے پاس امداد و اعانت کا پیام بھیجا اور جسقدر زر فدیہ اسکے ذمہ باقی تھا اسکو معاف کر دیا، چنانچہ قمص معہ اپنی فوج کے جاولی کی کمک پر آپہونچا، جاولی اسوقت نبج میں تھا۔ اتنے میں یہ خبر پہونچ گئی کہ موصل پر امیر مودود اور شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا ہے، اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ جاولی کا کل کارخانہ درہم و برہم ہو گیا، اکثر ہمراہیوں نے ترک رفاقت کر دی، زنگی بن آقسنقر اور بکتاش نہاوندی ساتھ چھوڑ کر چلا گیا، اصبہذ صبادا، بدران بن صدقہ اور ابن جکرمش باقی رہگیا، اتفاق سے رضاکاروں کا ایک گروہ جاولی کی کمک پر آگیا جس سے جاولی کے قدم میدان جنگ میں جم گئے تل باشر پر پڑاؤ ڈالا، ملک رضوان بھی مع طنکری کے آگیا، لڑائی چھڑ گئی، عنوان جنگ ایسا تھا کہ ملک رضوان کو ہزیمت ہوتی نظر آرہی تھی، سو، اتفاق سے جاولی کے رکاب کی فوج، ملک رضوان کے منہزم گروہ کے تعاقب میں بڑھی، جاولی نے اسکو واپس کرنے چاہا، ہڑبڑ مچا ہوا تھا، جاولی کی کوشش رائیگاں

Marfat.com

ہوگئی، ناچار میدان جنگ سے قدم ڈگ گئے، ہزیمت اُٹھا کر بھاگا۔ اصبہبذ صباوہ، شام کی طرف چلا گیا، بدران بن صدقہ نے قلعہ جعبر کا راستہ لیا، ابن چکرمش نے جزیرہ ابن عمر میں جا کر دم لیا، بہت سے مسلمان مارے گئے، والی انطاکیہ نے جاولی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا، قمص اور جوسلین تل باشر کی طرف بھاگا، ان دونوں عیسائی امراء نے مسلمانوں سے اچھے سلوک کئے، جو مسلمان ہزیمت پاکر ان کے پاس آتا تھا، اسکی عزت کرتے تھے، جس ہوتا تھا تو اسکا علاج کراتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے، برہنوں کو کپڑے پہناتے اور زادراہ دیکر ان کے وطن پہونچا دیتے تھے۔

جاولی دربار شاہی میں

اس ہزیمت کے بعد جاولی، رجبہ چلا گیا، معدود سے چند سوار اسکے رکاب میں تھے، اتفاق یہ کہ امیر مودود والی موصل کا ایک دستہ فوج، رجبہ کے گرد و نواح پر شبخون مارنے کو آگیا، جاولی کو اپنی گرفتاری کا خطرہ پیدا ہوا، یہ رائے قائم کی کہ سوائے بارگاہ سلطانی کے مجھے کہیں پناہ نہ ملے گی، حسین بن قطلغ تکین سے میرے مراسم اتحاد قائم ہیں وہ سلطان سے میری سفارش ضرور کرے گا" چنانچہ نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے قریب اصفہان، خرگاہ سلطان میں حاضر ہوا، حسین بن قطلغ تکین کے یہاں فروکش ہوا، غم سے بھری ہوئی اپنی داستان سنائی، حسین، جاولی کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے بعزت و احترام ملاقات کی اور اس سے بکتاش بن تکش کو لیکر اصفہان میں قید کر دیا

عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ، امیر مودود کا قتل برقی کی حکومت

۵۰۵ھ میں سلطان محمد نے امیر مودود والی موصل کو عیسائیوں کی جنگ پر مامور فرمایا۔ سقمان قطبی والی دیار بکر و آرمینیہ، ایاکی (ایلبکی) و زنگی پسران برسق والیان ہمدان، امیر احمد بک والی مراغہ ابوالہیجاء والی اربل اور امیر ابوالغازی والی ماردین کو امیر مودود کی امداد کا حکم دیا۔ امیر ابوالغازی بذات خود اس جنگ پر نہیں گیا تھا بلکہ اپنے بیٹے "ایاز" کو بجائے اپنے بھیجدیا تھا، چنانچہ ہزبران اسلام، سیلاب کی طرح سنجار کی طرف بڑھے، عیسائیوں کے چند قلعے مفتوح کئے

Marfat.com

شہر الرہا پر محاصرہ ڈالا، مدتوں محاصرہ کئے رہے، الرہا والے برابر مقابلہ کرتے رہے، قرب وجوار کے عیسائی امراء یہ سنکر اپنی اپنی فوجیں لیکر دوڑ پڑے، فرات عبور کرکے الرہا کے بچانے کی کوشش کی، لیکن لشکر اسلام کی کثرت اور سطوت نے انکو فرات کو عبور کرنے سے روک دیا، فرات پر ٹھہر گئے، مسلمانوں نے اس خیال سے کہ عیسائی فرات کو عبور کرکے میدان میں آجائیں الرہا کو چھوڑ کر حران کی طرف کوچ کر دیا۔ جوں ہی مسلمانوں نے الرہا کا محاصرہ اُٹھایا، عیسائی امراء الرہا میں داخل ہوگئے، رسد و غلہ اور روزمرہ کی کل ضروریات کا کافی ذخیرہ الرہا میں مجتمع کرکے فرات کی جانب واپس ہوئے اور اسکو جانب شامی سے عبور کرکے حلب کے مضافات پر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔

عساکر اسلامیہ نے الرہا کا محاصرہ اُٹھانے میں سخت غلطی کی، اہل الرہا میں طول حصار کی وجہ سے تاب مقاومت باقی نہ رہی تھی اور نہ ان کے پاس غلہ کا ذخیرہ باقی رہا تھا صبح وشام میں فتح ہوجاتا لیکن ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن کا مضمون ہوا، عیسائیوں کی واپسی الرہا اور فرات کو عبور کرنے کی خبر سنکر عساکر شاہی نے الرہا کی طرف رجعت قہقری کی اور پہونچتے ہی اسکو گھیر لیا، اب کیا تھا، الرہا اب وہ الرہا نہ رہا تھا شہر پناہ کی فصیلوں پر جنگی سپاہیوں کا پہرہ، غلہ اور ضروریات کا کافی ذخیرہ موجود ہوگیا تھا۔ فوج بھی کثرت سے موجود تھی چونکہ کامیابی کی صورت نظر نہ آئی محاصرہ اُٹھا کر قلعہ تل باشر پر پہونچکر محاصرہ ڈال دیا، پینتالیس ۴۵ دن تک قلعہ تل باشر کا محاصرہ کئے رہا، مگر کامیابی ہوتی نہ دکھائی دی، بہ مجبوری قلعہ تل باشر سے بھی محاصرہ اُٹھا لیا، حلب میں داخل ہونے کا قصد کیا، ملک رضوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کرادیئے، ملنے سے انکار کر دیا، سقمان قبطبی کا یاسیش میں انتقال ہوگیا۔ اسکے ہمراہی اسکا تابوت لیکر اسکے شہر کو واپس ہوئے، اثنار راہ میں ایلغازی بن ارتق نے ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی، فریقین میں دو دو ہاتھ چل گئی، ان لوگوں نے ایلغازی کو ہزیمت دی۔ ایلغازی اپنا سا منہ لیکر رہ گیا۔

Marfat.com

ان واقعات کے بعد ابن برسق علیل ہوگیا، امیر احمد بک والی مرافہ، سلطان محمد کی خدمت میں سقمان قطبی کے مقبوضات کے حاصل کرنے کو روانہ ہوگیا، قطلغ تکین والی دمشق نے امیر مودود سے میل جول پیدا کرلیا، امیر مودود اسکے ساتھ نہر عاصی پر اتر پڑا، اس سے لشکر اسلام متفرق و منتشر ہوگیا، عیسائیوں کو اسکی اطلاع ہوئی، مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہوگئے، فوجوں کو مرتب کیا اور بقصد تسخیر بلاد اسلامیہ قامیہ کی طرف روانہ ہوئے، سلطان بن منقذ والی شیزر اس خبر کو سن کے امیر مودود اور قطلغ تکین کے پاس پہونچا، دونوں کو نصیحت و ملامت کی، عیسائیوں کے جہاد پر ابھارا چنانچہ امیر مودود، قطلغ تکین اور سلطان بن منقذ، شیزر آگئے، ڈیرے ڈال دیئے، مورچہ قائم کئے۔ عیسائیوں کا لشکر بھی انکے مقابلہ پر پہونچکر پڑاؤ کر دیا، لیکن مسلمانوں سے کچھ ایسے مرعوب ہوئے کہ بغیر جدال و قتال فامیہ کی جانب لوٹ گئے۔

سنہ ۵۰۶ھ میں امیر مودود نے الرہا اور سروج پر جہاد کی غرض سے پھر فوج کشی کی، پہونچتے ہی الرہا اور سروج کے گرد و نواح کو زیر و زبر کرنے لگا، عیسائیوں کو اس سے سخت مصیبتیں اٹھانی پڑیں، جوسلین والی تل باشر نے موقع پاکر عساکر اسلامیہ پر ایک روز حملہ کر دیا، چند بار برداری کے اونٹ اور خچر پکڑے گیا، عساکر اسلامی نے یہ سنکر حملہ کی تیاری کی، جوسلین مقابلہ پر نہ آیا بھاگ گیا۔

چونکہ آخری سنہ ۵۰۶ھ میں بغدوین بادشاہ بیت المقدس نے اطراف دمشق پر بکرات و مرات حملہ کئے تھے، اسوجہ سے قطلغ تکین والی دمشق کی تحریک سے امرار اسلام میں پھر ایک جوش پیدا ہوا، چنانچہ سنہ ۵۰۷ھ میں امیر مودود والی موصل، نیرک والی سنجار، امیر آیاز بن ایلغازی اور قطلغ تکین والی دمشق نے متفقہ و متحدہ قوت سے عیسائیوں کے مقبوضات کی طرف بقصد جہاد قدم بڑھایا۔ فرات کو عبور کر کے بقصد تسخیر بیت المقدس کوچ کیا، بغدوین کو اسکی اطلاع ہوئی، جوسلین والی تل باشر بھی اسکے ہمراہ تھا، اردون میں

عیسائیوں نے پراؤ ڈالا، طربہ کے قریب دونوں فریق نے صف آرائی کی، معرکہ کارزار گرم ہوگیا، عیسائیوں کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھاگئی، ایک گروہ کثیر کام آگیا، بہتیرے دریائے طربہ اور نہراروں میں ڈوب گئے، لشکر اسلام نے انکے کیمپ اور کمسریٹ کو لوٹ لیا۔

عیسائیوں کا ہزیمت یافتہ لشکر، طرابلس اور انطاکیہ کے عیسائی لشکر سے جاملا، اپنے غم کی بھری داستان انکو سنائی، امداد و اعانت کا خواستگار ہوا، انہوں نے نہایت جوش اور مسرت سے ہزیمت یافتہ عیسائیوں کی درخواست قبول کی اور سب کے سب متفق ہوکر بقصد جنگ واپس ہوئے، جبل طربہ کے دامن میں صف آرا ہوئے، عساکر اسلامیہ نے عیسائی لشکر کا محاصرہ کرلیا، رسد غلہ کی آمد بند کردی، چھتیس[1] یوم تک محاصرہ رہے مگر کوئی عیسائی سورما کھلے میدان جنگ کرنے کو نہ نکلا، عساکر اسلامیہ نے محاصرہ اٹھاکر عیسائی مقبوضات میں عکا سے بیت المقدس تک غارتگری شروع کردی، گانوں، قصبات اور شہر کو تاراج کیا، جو عیسائی برسر مقابلہ آیا، مار ڈالا، کسی عیسائی سردار کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ لشکر اسلام مظفر و منصور دمشق پہونچا، امیر مودود نے فوجیوں کو آرام و راحت لینے کی غرض سے انکے وطنوں کی طرف جانے کی اجازت دی اور بغرض جہاد، سال آئندہ واپسی کا حکم دیا۔ خود قطلغ تکین کے پاس دمشق میں ٹھہر گیا، جامع دمشق میں جمعہ پڑھنے کو گیا تھا، جمعہ پڑھکر قطلغ تکین کے ساتھ ہاتھ ملائے ہوئے جوں ہی صحن مسجد میں آیا ایک باطنی نے ہونچکر چار زخم کاری لگائے جسکے صدمہ سے اسی دن شام ہوتے ہوتے پیام اجل کو لبیک کہکر سفر آخرت اختیار کیا۔ قاتل اسی وقت گرفتار کرلیا گیا تھا۔ قطلغ تکین نے اسی دن امیر مودود کے قصاص میں اس کو بھی قتل کرڈالا۔

[1] مضمون ہذا میں خطوط ہلالی میں نے تاریخ کامل سے اخذ کیا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۷ مطبوعہ لیڈن

Marfat.com

سلطان محمد کو اس واقعہ فاجعہ کی اطلاع ہوئی، موصل اور اسکے صوبہ پر آقسنقر رسقی کو ۵۰۸ھ میں مامور کیا، اپنے بیٹے ملک مسعود کو ایک عظیم فوج کے ساتھ آقسنقر رسقی کے ہمراہ موصل روانہ فرمایا، عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا، بلاد اسلامیہ کے حکمرانوں کو آقسنقر کی اطاعت و امداد کی ہدایت و تاکید کی۔ آقسنقر برسقی کوچ و قیام کرتا ہوا موصل پہونچا، حسب فرمان شاہی ہر چہار طرف سے اسلامی فوجیں آکر مجتمع ہوگئیں، عماد الدین زنگی بن آقسنقر (پدر سلطان نور الدین محمود فاتح جزیرہ و شام) اور نمیر والی سنجار بھی آگیا، آقسنقر برسقی نے عساکر اسلامیہ کو مرتب کرکے جزیرہ ابن عمر کی طرف کوچ کیا، امیر مودود کے باپ نے اطاعت کی گردن جھکا دی، شہر حوالہ کر دیا، بعد ازاں آقسنقر برسقی ماردین پہونچا، ابو الغازی والی ماردین نے حسب ارشاد سلطان، اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے بیٹے ایاز کو معہ فوج آقسنقر برسقی کے ہمراہ روانہ کی آقسنقر برسقی نے اندرونی معاملات سے فراغت حاصل کرکے الرہا پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ زمانہ محاصرہ میں عیسائیوں سے لڑائیاں ہوتی رہیں لیکن کوئی نتیجہ خیز جنگ نہوئی، رسد کی کمی کی وجہ سے آقسنقر برسقی کو محاصرہ اٹھا لینا پڑا، سمیشاط کی طرف چلا گیا۔

ان لڑائیوں اور زمانہ محاصرہ الرہا میں، سروج اور سمیشاط کے مضافات و اضلاع، لشکر اسلام کی غارتگری کے نذر ہو گئے، دیہات، قصبات اور شہر اجڑ گئے۔

اسی اثنار میں کراسک عیسائی بادشاہ مرعش، کیسوم اور رعبان کا انتقال ہو گیا تھا، اسکی بیوہ، لشکر اور حکومت پر قابض ہو گئی تھی، برسقی کی خدمت میں نیاز نامہ بھیجا، اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا، برسقی نے بھی اپنا سفیر روانہ کیا۔ بیوہ کراسک نے برسقی کے سفیر کی عزت کی، ہدایا اور تحائف دیکر برسقی کی خدمت میں واپس کیا۔ اس واقعہ سے بہت عیسائی ترک وطن کرکے انطاکیہ چلے گئے۔

بعد اسکے برسقی نے ایاز بن ابوالغازی کو اسوجہ سے کہ ابوالغازی نے برسقی کے حکم کی تعمیل نہیں کی تھی گرفتار کر لیا ابوالغازی کو اسکی اطلاع ہوگئی، فوجیں مرتب کر کے برسقی سے جنگ کرنے کو کوچ کر دیا، چنانچہ ابوالغازی اور برسقی سے معرکہ آرائی ہوئی، برسقی ہزیمت اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا، ابوالغازی نے اپنے بیٹے ایاز کو قید سے چھڑا لیا جیسا کہ تم ابوالغازی کے سلسلہ حکومت کے تذکرہ میں پڑھو گے۔

سلطان محمد نے ابوالغازی کو اس حرکت پر عتاب آمود خط لکھا، عواقب امور اور سطوت شاہی کی دھمکی دی، ابوالغازی بخوف سلطان، قطلغ تکین والی دمشق کے پاس چلا گیا۔ والی دمشق قطلغ تکین اور عیسائیان امراء شام نے باہم ایک دوسروں کی مدد کرنے کی قسمیں کھائیں ابوالغازی نے دیار بکر کی طرف مراجعت کی۔ قرجان بن قراجہ والی حمص کو اسکی خبر لگ گئی، قضاے مبرم کی طرح ابوالغازی کے سر پر پہونچ گیا، ابوالغازی کے ہمراہی چند دے آرام کرنے کی غرض سے اپنے اپنے شہروں کو چلے گئے تھے، چند سوار اس کے رکاب میں باقی رہ گئے تھے، قرجان کو اس عزیمت میں کامیابی ہوئی، ابوالغازی کو گرفتار کر لیا۔ قطلغ تکین والی دمشق اس خبر سے آگاہ ہوکر معہ اپنے فوج کے دوڑ پڑا۔ قرجان کو ابوالغازی کی رہائی کا پیام بھیجا۔ قرجان نے انکاری جواب دیا اور یہ کہلا بھیجا، اگر قطلغ تکین اُلٹے پاؤں واپس نہ جاے گا تو میں ابوالغازی کو قتل کر ڈالوں گا۔ آئندہ جو کچھ ہونا ہوگا ہوگا قطلغ تکین نے دمشق کی جانب مراجعت کر دی۔

قرجان نے ان واقعات کی دربار شاہی میں اطلاع کر دی تھی اور حکم کا انتظار کر رہا تھا، اتفاق سے جواب آنے میں تاخیر ہوئی اسوجہ سے ابوالغازی سے قسم لیکر اور اس کے بیٹے ایاز کو بطور ضمانت کے اپنے قبضہ میں کر کے رہا کر دیا۔ چنانچہ ابوالغازی قید سے رہا ہوکر حلب گیا اور ترکمانوں کو مجتمع کر کے قرجان کا محاصرہ کر لیا۔ اپنے بیٹے ایاز کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اتنے میں شاہی لشکر آگیا۔

Marfat.com

ابوالغازی اور قطلغ تکین کی بغاوت، لشکر کی روانگی اور جہاد

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ابوالغازی اور قطلغ تکین والی دمشق نے سلطان محمد کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا اور عیسائیوں کی قوت مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت بڑھ گئی تھی، سلطان محمد نے اسکا احساس کر کے ایک عظیم فوج جسکا سپہ سالار "امیر برسق" والی ہمدان تھا ابوالغازی قطلغ تکین کو ہوش میں لانے اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کی، اس مہم میں امیر جیوش بک، امیر کشغرہ، موصل اور جزیرہ کا شاہی لشکر بھی شریک تھا، ماہ رمضان ۵۰۸ھ میں یہ لشکر روانہ ہوا، دریائے فرات کو "رقہ" کے قریب عبور کر کے "حلب" پہونچا۔ لولو خادم والی حلب اور سپہ سالار لشکر حلب "شمس الخواص" سے حلب کو سپرد کرنے کا مطالبہ کیا، شاہی فرمان دکھلایا، لولو خادم اور شمس الخواص نے بظاہر حیلہ و حوالہ سے ٹالا اور خفیہ طور سے ابوالغازی اور قطلغ تکین کو یہ واقعات لکھ بھیجے، امداد کے لئے بلایا۔ چنانچہ ابوالغازی اور قطلغ تکین دو ہزار سواروں کی جمعیت سے آگیا۔ اہل حلب نے شہر حوالہ کرنے اور شاہی فرمان کی تعمیل سے انکار کر دیا، برسق نے شاہی افواج کو حماۃ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ حماۃ "قطلغ تکین" کے دائرہ حکومت میں تھا، برسق نے بزور تیغ اسکو مفتوح کر کے حسب فرمان[1] سلطان قزجان والی حمص کو دیدیا۔ یہ امر امرار لشکر کو ناگوار گزرا۔

پس جب "حماۃ" قزجان کو دیدیا گیا تو ایاز ابن ابوالغازی نے اپنے بیٹے کو ضمانت کے طور پر قزجان کے حوالہ کر دیا۔ ابوالغازی، قطلغ تکین اور شمس الخواص شاہی لشکر کے مقابلہ میں امداد حاصل کرنے کی غرض سے انطاکیہ چلا گیا، بردویل والی انطاکیہ سے امداد طلب کی، اسی اثنار میں اتفاق سے بغدویں والی قدس شریف اور والی طرابلس وغیرہما عیسائی سلاطین بھی انطاکیہ میں آگئے، لشکر اسلام سے جنگ کرنے کی بابت مشورہ ہوا۔ یہ

---

[1] سلطان محمد نے یہ حکم دیا تھا کہ اس مہم میں جتنے شہر مفتوح ہوں وہ سب قزجان کو دیئے جائیں ۱۲ منہ رحمۃ اللہ

رائے قرار پائی "بالفعل مسلمانوں سے جنگ نہ کی جائے، قلعہ فامیہ میں چلکر قیام کیا جائے جب موسم سرما آجائے اور لشکر اسلام بوجہ موسم سرما متفرق ہوجائے تو مسلمانوں پر حملہ کیا جائے"، دو ماہ تک اس قرارداد کے مطابق قلعہ فامیہ میں ٹھہرے رہے، موسم سرما آگیا لیکن اسلامی عساکر موسم سرما میں متفرق نہوا، اس سے عیسائیوں کا جوش ٹھنڈا ہوگیا، اپنے ارادوں اور تمناؤں کا خون کرکے اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔ ابوالغازی، ماردین کی جانب اور قطلغ تکین، دمشق کی جانب واپس گیا۔ عساکر اسلامیہ نے کفرطاب (عیسائی مقبوضات) کی طرف حرکت کی، پہونچتے ہی محاصرہ کرلیا، بزور تیغ قبضہ کرکے والی کفرطاب کو گرفتار کرلیا باقی ماندہ عیسائی جنگ آوروں کو قتل کرڈالا بعد اسکے قلعہ فامیہ پر حملہ آور ہوا۔ اہل قلعہ نے دروازہ بند کرلیا، قلعہ نہایت مضبوط تھا کسی طرف سے حملہ کرنے کا موقع نہ ملا، فامیہ سے بے نیل مرام معرہ کی طرف واپس ہوا، معرہ بھی عیسائیوں کے قبضہ میں تھا جیوش بک عساکر اسلامیہ سے علیحدہ ہوکر مراغہ کی طرف گیا اور بزور تیغ اس پر قبضہ کرلیا، بقیہ اسلامی لشکر معرہ سے حلب چلا آیا۔ حسب دستور کل اسباب اور خیموں کو آگے روانہ کرایا تھوڑی سی فوج حفاظت کی غرض سے ساتھ تھی، بقیہ فوج متفرق طور پر بے خوف وخطر کوچ کررہی تھی، بردویل والی انطاکیہ کفرطاب کے محاصرہ کی خبر سن کر پانچسو سوار اور دو ہزار پیادوں کی جمعیت سے کفرطاب کی امداد کو روانہ ہوگیا تھا۔ مسلمانوں کو اسکی خبر نہ تھی، بردویل ہی کے لشکر کے قریب پڑاو کردیا، بردویل کو موقع مل گیا، فوراً حملہ کردیا کل مال واسباب لوٹ لیا محافظوں اور غلاموں کو قتل کیا اور جیوں جیوں اسلامی لشکر متفرق طور پر آتا گیا تہ تیغ کرتا گیا، انہیں واقعات کے اثنار میں "امیر برسق" بھی آپہونچا، مسلمانوں کو خاک وخوں پر لوٹتا ہوا دیکھ کر بھرا اٹھا شمشیر بکف ہوکر لڑنے پر تیار ہوگیا، لیکن اپنے بھائیوں کے اصرار سے مجبور ہوکر معہ اپنے ہمراہیوں کے جنگ سے اعراض کرکے کوچ کردیا، عیسائیوں نے ایک کوس تک تعاقب کیا، جب "امیر برسق" ہاتھ نہ آیا

تو واپس آئے، ہر چہار طرف سے مسلمانوں پر مار دھاڑ شروع کر دی اور بیگناہوں کو قتل کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔ ایاز بن ابو الغازی کے مسلمان محافظوں نے یہ رنگ دیکھ ایاز کو قتل کر ڈالا، حلب اور دیگر بلاد اسلامیہ کے رہنے والے لشکر اسلام کا یہ حال سن کر بخوف جان و آبرو، ترک وطن کر کے اسلامی شہروں میں چلے آئے، فتحیابی اور امداد سے نا امید ہو گئے، بقیہ عساکر اسلامیہ ہزیمت اٹھا کر اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گیا، برسق اور اسکا بھائی زنگی اپنی امیدوں اور تمناؤں کو اپنے اپنے سینوں میں لئے ہوئے سنہ ۵۱۰ھ میں ملک عدم کو روانہ ہو گئے۔

جیوش بک اور مسعود بن سلطان محمد کی موصل پر حکومت

ان واقعات کے ختم ہونے پر سلطان محمد نے موصل اور نیز اُن شہروں کی حکومت "امیر جیوش بک" کو عنایت کی جو آقسنقر برسقی کے زیر حکومت تھے۔ اور اپنے بیٹے مسعود کو اس حکومت میں شریک کر کے "امیر جیوش" کے ہمراہ روانہ کیا۔ برسقی نے رحبہ میں قیام اختیار کیا، یہی اسکے مقبوضات میں تھا۔ تا آنکہ سلطان محمد نے وفات پائی۔

جاولی سقاوا فارس پر حکومت اور وفات

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ جسوقت جاولی سقاوا، سلطان محمد کی خدمت میں باریاب ہوا، سلطان محمد اُس سے راضی ہو گیا، اسکو ملک فارس کی سند حکومت عطا کی، اپنے بیٹے جعفری بک کو جس نے حال ہی میں رضاعت کا زمانہ پورا کیا تھا اسکے ہمراہ روانہ کیا اور یہ اقرار لیا کہ ملک فارس کی ہر طرح سے اصلاح کی جائیگی، مفسدوں اور باغیوں کی سرکوبی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے۔

جاولی سقاوا، سلطان سے رخصت ہو کر فارس کی طرف روانہ ہوا، امیر بلداجی کے مقبوضہ بلاد سے ہو کر گزرا، امیر بلداجی، سلطان ملک شاہ اول کے سربراوردہ غلاموں سے تھا، کلیل، سرماۃ اور قلعہ اصطخر وغیرہ پر قابض و متصرف ہو رہا تھا جاولی سقاوا نے جعفری بک سے ملنے کی غرض سے بلداجی کو بلا بھیجا۔ جیوں ہی بلداجی، جعفری بک کی

خدمت میں حاضر ہوا، جعفری بک جیسا کہ جاولی نے اسکو سکھا رکھا تھا بول اُٹھا "اسکو پکڑ لو"، جاولی سقاوا نے اسیوقت بلداجی کو گرفتار کر لیا، مال و اسباب کو لوٹ لیا، بلداجی کا بہت بڑا ذخیرہ اور خزانہ معہ اسکے اہل و عیال کے قلعہ اصطخر میں تھا، قلعہ اصطخر کی محافظت پر اسکا وزیر خیمی مامور تھا۔ بلداجی کی گرفتاری کو سُن کے باغی ہو گیا، بلداجی کے اہل و عیال کو قلعہ سے نکال کر بلداجی کے پاس بھیج دیا اور قلعہ پر خود مستولی ہو گیا، پس جب جاولی سقاوا نے ملک فارس پر تسلّط حاصل کیا تو قلعہ اصطخر کو بھی خیمی کے قبضہ سے نکال لیا۔ اپنے خزانہ اور ذخیروں کو اس میں رکھا۔

بعد اسکے جاولی سقاذا نے "حسین بن مبارز"، امیر شوانکارہ اکراد والی نسار کو طلبی کا خط روانہ کیا، حسین نے جواباً لکھا "میں سلطان کا خادم ہوں، مجھے حاضری میں عذر نہیں ہے لیکن جو برتاؤ آپ نے امیر بلداجی کے ساتھ کیا ہے وہ مجھے معلوم ہے اس خطرہ کے خیال سے میں حاضری سے معذور رہوں"، جاولی سقاذا نے اس مراسلہ کو دیکھکر واپسی کا حکم دیدیا قاصد نے واپس ہو کر حسین کو جاولی کی مراجعت سے مطلع کیا، حسین نے بیحد خوشی منائی، جاولی تھوڑی دور چلکر لوٹ پڑا اور نہایت تیزی سے طے مسافت کر کے حسین کے سر پر پہونچ گیا، حسین سے کچھ بنائے نہ بنی، بھاگ نکلا قلعہ عمدالبح میں جاکر پناہ لی۔ جاولی نے اسکے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا، مال و اسباب پر قابض ہو گیا بعدہ شہر نسا کی طرف کوچ کیا، اہل نسا نے شہر پناہ کے دروازے کھولدیئے، شہر حوالہ کر دیا، جاولی نے نسا پر قبضہ کر کے ملک فارس کے اکثر شہروں کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ از آنجملہ "جہرم" تھا۔ پھر حسین کا قلعہ عمدالبح پر جاکر محاصرہ کر لیا، مدتوں محاصرہ کئے رہا جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو شیراز کی جانب مراجعت کر دی۔ چندے قیام کر کے گازرون پر یلغار کیا اور اسپر بھی بزور تیغ قبضہ کر کے امیر ابوسعید بن محمد کے قلعہ پر محاصرہ ڈالا۔ دو برس تک محاصرہ کئے رہا۔ اثنار محاصرہ میں ابوسعید نے دو مرتبہ صلح کا پیام بھیجا۔

Marfat.com

جاولی نے دونوں بار ابوسعید کے قاصدوں کو قتل کر ڈالا۔ محاصرہ میں شدت کی، ابوسعید نے امن کی درخواست کی قلعہ حوالہ کر دینے کا اقرار کیا۔ چنانچہ جاولی نے قلعہ پر قبضہ کر کے ابوسعید کو امن دیدی۔ اسکے چند دنوں کے بعد ابوسعید کو جاولی سے کشیدگی پیدا ہوئی، موقع پاکر بھاگ گیا، جاولی نے اسکے لڑکے کو گرفتار کر لیا، اتفاق یہ کہ ابوسعید بھی گرفتار کر لیا گیا، جاولی نے قتل کر ڈالا۔ اس مہم کو سر کر کے جاولی نے دارالبجرد کی طرف قدم بڑھایا، ابراہیم والی دارالبجرد میں مقاومت کی طاقت نہ تھی، ساتھ ہی اسکے مصالحت کا نتیجہ بھی کچھ اچھا نظر نہ آیا۔ شہر چھوڑ کر ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن ارسلان بک بن قاروت بک والی کرمان کے پاس چلا گیا جاولی نے دارالبجرد پر محاصرہ ڈالدیا۔ اہل دارالبجرد، قلعہ نشین ہو گئے، جاولی کی دال نہ گلی، محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا اور کرمان کے راستہ سے دارالبجرد کی طرف لوٹا، اہل دارالبجرد نے یہ خیال کر کے کہ والی کرمان کی امدادی فوج آرہی ہے جاولی کی فوج کو قلعہ میں داخل کر لیا، پھر کیا تھا، قیامت برپا ہو گئی، قتل عام کا بازار گرم ہو گیا، مال و اسباب لوٹ لیا گیا، معدودے چند جانبر ہوئے۔ اس فتحیابی کے بعد جاولی نے کرمان کا قصد کیا، حسین سردار شوانکارہ اکراد کو کرمان پر یلغار کرنے کی غرض سے بلا بھیجا، حسین نے مخلصی کی کوئی صورت نہ دیکھی، مجبوراً بہ تعمیل حکم حاضر ہو گیا اور جاولی کے ساتھ کرمان گیا، جاولی نے والی کرمان کے پاس (قاضی ابوطاہر عبداللہ بن طاہر قاضی شیراز کی معرفت) یہ پیام بھیجا کہ شوانکارہ اکراد سلطانی رعایا ہیں تم ان کو میرے پاس واپس کر دو ورنہ میں تم پر حملہ کروں گا، والی کرمان نے جواب دیا "مجھے شوانکارہ اکراد کو واپس کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے لیکن چونکہ میں نے ان کو پناہ دی ہے لہذا میں انکی سفارش کرتا ہوں۔ انکو آپ کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے گا"، جاولی نے والی کرمان کے قاصد کی بیحد عزت کی، جائزہ دیا، خلعت دی اور اسکو اسکے آقا والی کرمان کی طرف سے بدظن کر کے اپنا جاسوس بنا کر واپس کیا، والی کرمان کا قاصد واپس ہو کر لشکر کرمان کو جو

Marfat.com

بسر کردگی وزیر والی کرمان، سیرجان میں ٹھہرا ہوا تھا ایسی دم پٹی دی کہ وزیر نے اپنی فوج کو منتشر کر دیا، بات کی بات سیرجان اپنے محافظوں سے خالی ہو گیا، جاولی اسی وقت کا منتظر تھا فوراً اپنی فوج کو کرمان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا، اس سے والی کرمان کو قاصد کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی، گرفتار کر لیا، حالات دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ قاصد، جاولی سے مل گیا ہے، والی کرمان نے قاصد کو قتل کر کے اس کے مال واسباب اور مکان کو لوٹ لیا، فوج کو تیاری کا حکم دیا، والی قلعہ (جسکا جاولی محاصرہ کئے ہوئے تھا) بھی والی کرمان سے آملا۔ چنانچہ والی کرمان چھ ہزار سواروں کی جمعیت سے جاولی کی جنگ پر روانہ ہوا۔ اور والی قلعہ کی رائے سے معمولی راستہ کو چھوڑ کر اجنبی راستہ کو اختیار کیا۔ جاولی کو اسکی خبر لگ گئی، ایک سردار کو خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا، اس سردار نے معمولی راستہ پر کسی کو نہ پایا جاولی کے پاس آیا اور یہ اطلاع دی کہ لشکر کرمان میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی اسوجہ سے واپس گیا، جاولی مطمئن ہو گیا۔ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ لشکر کرمان نے جاولی کے لشکر پر چھاپہ مارا (یہ واقعہ ماہ شوال ۵۰۸ھ کا ہے) جاولی ہزیمت اٹھا کر بھاگا، لشکر کا زیادہ حصہ کام آگیا۔ بہتیرے گرفتار کر لئے گئے۔ اسی اثنار میں خسرو اور ابن ابی سعد جسکے باپ کو جاولی نے قتل کیا تھا آگیا، جاولی انکو دیکھکر گھبرا گیا، ان دونوں نے جاولی کو تشفی دی اور بحفاظت تمام شہر نسار پہونچا دیا۔ اسکا بقیہ لشکر بھی جو کسی طرح اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا تھا آگیا، والی کرمان نے بھی جاولی کے قیدیوں کو رہا کر کے زاد سفر دیکر رخصت کر دیا، یہ بھی جاولی کے پاس آگئے جاولی، والی کرمان سے بدلہ لینے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ جعفر بنی یک ابن سلطان محمد کا ماہ ذی الحجہ ۵۰۹ھ میں انتقال ہو گیا۔ اسوقت اسکی عمر پانچ برس کی تھی۔ جاولی کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے، تمناؤں کا خون ہو گیا۔ والی کرمان سے بدلہ لینے کا جوش ٹھنڈا ہو گیا والی کرمان نے سلطان محمد کی خدمت میں عرضداشت بھیجی، جاولی کی دست درازی کی

Marfat.com

شکایت کی اور یہ درخواست کی کہ جاولی آیندہ جدال وقتال سے ممنوع کردیا جاے، سلطان محمد نے جواب دیا "تمکو مناسب ہے کہ جاولی کو راضی کرداور سرحدی قلعہ کو جسکا اس نے محاصرہ کر رکھا ہے اسکو دیدو"، قاصد کے واپس آنے کے بعد ہی ربیع الاول سنہ ۵۱۰ھ میں اپنی تمناؤں کو اپنے سینہ میں لئے ہوئے جاولی چل بسا۔ والی کرمان کو اطمینان حاصل ہوگیا واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

سلطان محمد کی وفات محمود کی تخت نشینی

آخری (۲۴) ماہ ذی الحجہ سنہ ۵۱۱ھ میں سلطان محمد نے اپنی حکومت کے بارہویں برس سفر آخرت اختیار کیا، اپنی موت سے دس یوم پہلے اپنے بیٹے محمود کے حق میں ولیعہدی کی وصیت کی اور کل کاروبار سلطنت کا اسکو سپرد کرنے کی ہدایت فرمائی۔ پس جب سلطان محمد نے وفات پائی تو حسب وصیت سلطان محمد اسکا بیٹا محمود سریر آرائے حکومت ہوا۔ اسکے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ محمود اسوقت قریب بلوغ پہونچ گیا تھا۔

سلطان محمد، نہایت شجاع، عادل، خوش خلق تھا۔ فرقہ باطنیہ کے استیصال میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا جسکو تم فرقہ باطنیہ کے حالات میں پڑھ آئے ہو +

سلطان محمود نے سریر حکومت پر متمکن ہوکر قلمدان وزارت وزیر السلطنت ابو منصور کو سپرد کیا۔ خلیفہ مستظہر باللہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی، خطبہ میں نام داخل ہونیکی اجازت طلب کی۔ چنانچہ نصف محرم (تیرہویں محرم جمعہ کے دن) محمود کے نام کا خطبہ جامع

+ سلطان محمد کی ولادت اٹھارہویں شعبان سنہ ۴۷۴ھ میں ہوئی تھی۔ سینتیس برس چار ماہ اور چھ دن کی عمر پائی، ماہ ذی الحجہ سنہ ۵۱۱ھ میں دعویدار سلطنت ہوا۔ جامع بغداد میں بارہا اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور موقوف کیا گیا اس کو بہت سے مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ بالآخر جب اس کے بھائی سلطان برکیاروق نے وفات پائی تو زمام حکومت مستقل طور سے اسکے قبضہ میں آئی۔ بڑی شان وشوکت اور رعب داب والا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۰ مطبوعہ لیدن

بغداد میں پڑھا گیا پولیس افسری بغداد پر طغرون (مجاہد الدین بہروز) کو بحال رکھا۔ سلطان محمد نے اسکو اس عہدہ پر ۵۰۲ھ میں مامور کیا تھا۔

آقسنقر برسقی، رُجبہ میں رہتا تھا، سلطان محمد نے آقسنقر برسقی کو بطور جاگیر رجبہ عنایت کیا تھا، آقسنقر برسقی، رجبہ میں اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو بطور نائب مقرر کرکے قبل انتقال سلطان محمد، جاگیر بڑھانے کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں آرہا تھا۔ اثنار راہ میں یہ معلوم ہوا کہ سلطان محمد کا انتقال ہوگیا ہے۔ بغداد کی جانب لَوٹ پڑا۔ بہروز افسر پولیس بغداد کو اسکی اطلاع ہوئی، برسقی کو بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ برسقی سلطان محمود کی خدمت میں باریاب ہوا، چونکہ امرار وارا کین سلطنت بہروز سے ناراض تھے اس وجہ سے عرض ومعروض کرکے پولیس افسری بغداد پر برسقی کی تقرری اور بہروز کی معزولی کا حکم صادر کرآیا۔ جوں ہی برسقی، دارالخلافت بغداد میں اپنی تقرری اور بہروز کی معزولی کا فرمان شاہی لئے ہوئے داخل ہوا۔ بہروز، بغداد چھوڑکر نکریت بھاگ گیا۔ بعد اس کے سلطان محمود نے پولیس افسری بغداد پر امیر عمادالدین سنکبرس کو مامور کیا۔ امیر سنکبرس نے اپنے بیٹے حسین بن ازبک کو اپنا نائب بناکر بغداد روانہ کیا۔ برسقی کو اسکی خبر لگی فوجیں مرتب کرکے مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، حسین کو ہزیمت ہوئی۔ مارا گیا۔ باقی ماندگان سلطان محمود کے پاس بھاگ آئے۔ یہ واقعہ خلیفہ مستظہر کے انتقال کے پہلے کا ہے۔

دُبَیس بن صدقہ اسی زمانہ سے سلطان محمد کی خدمت میں تھا جبکہ اسکا باپ صدقہ مارا گیا تھا جیسا کہ اوپر تم پڑھ آئے ہو، سلطان محمد نے اسکو جاگیریں دی تھیں اور بیحد عزت افزائی کی تھی اس نے حلہ پر اپنی طرف سے سعید ابن حمید عمری کو مقرر کر رکھا تھا۔ سلطان محمد کی وفات کے بعد سلطان محمود سے اجازت حاصل کرکے معہ سلطان محمود حلہ چلا آیا، اس خبر کو سن کے عرب اور کردون کا گروہ کثیر مجتمع ہوگیا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مستظہر باللہ بن مقتدی بامر اللہ نے ماہ ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں وفات پائی اسکا بیٹا مسترشد باللہ سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ اسکا نام فضل تھا۔ ابو منصور کنیت تھی خلفاء عباسیہ کے سلسلہ میں ہم اسکو تحریر کر آئے ہیں۔

ملک مسعود اور سلطان محمود

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ سلطان محمود نے اپنے بیٹے مسعود کو موصل کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اسکا اتابک جیوش بک اسکے ساتھ تھا۔ پس جب سلطان محمد کی وفات کی خبر ملک مسعود کو پہونچی تو ملک مسعود نے موصل سے بقصد حلہ کوچ کر دیا۔ اتابک جیوش بک، وزیر السلطنت فخر الملک ابو علی بن عمار (والی طرابلس) قسیم الدولہ زنگی بن آقسنقر والی سنجار، ابو الہیجا والی اربل اور کربادی بن خراسان ترکمانی والی بوازیج وغیرہم معہ اپنی فوجوں رکاب میں تھے۔ دُبَیس نے ان لوگوں کی مدافعت کی کمر باندھی، مجبور ہو کر دار الخلافت کی جانب واپس ہوئے، برسقی افسر پولیس بغداد خم ٹھونک کر میدان میں آیا اور دار الخلافت بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ ملک مسعود نے یہ رنگ دیکھکر جیوش بک کو برسقی کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ "ہم لوگ تم سے لڑنے کو نہیں آئے بلکہ بمقابلہ دبیس والی حلہ۔ تم سے امداد و اعانت طلب کرنے کو آئے ہیں، آؤ! ہم اور تم ملکر دُبَیس پر حملہ کریں"، برسقی اس پیام سے راضی ہو گیا، باہم عہد و پیمان ہوا۔ چنانچہ ملک مسعود، بغداد میں پہونچکر دار الملک میں قیام کیا۔

برسقی نے امیر سنکبرس کے بیٹے حسین کو ہزیمت دیکر مار ڈالا تھا جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو چنانچہ امیر سنکبرس، فوجیں مرتب کرکے برسقی کی گوشمالی کو بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ جب اسکو اس امر کی اطلاع ہوئی کہ ملک مسعود، بغداد میں داخل ہو گیا ہے تو نعمانیہ کی جانب سے دجلہ کو عبور کرکے دُبَیس کے پاس پہونچا۔ امداد کی درخواست کی۔ امیر سنکبرس کی آمد اور واپسی کی خبر ملک مسعود کو ہوئی۔ لڑائی کا جھنڈا لیکر خروج

کر دیا، جیوش بک، برسقی وغیرہما امرا، رکاب میں تھے۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مداین پہونچا امیر منکبرس اور دُبَیس کی فوج کی کثرت نے کمر ہمت توڑ دی۔ آگے بڑھنے کی جرأت نہوئی بلا جدال و قتال واپس ہوا۔ نہر صرصر کو عبور کر کے چاروں طرف غارتگری شروع کر دی خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور برسقی کو انکی زیادتیوں اور لوٹ مار کی شکایت لکھ بھیجی اور باہم مصالحت کر لینے کی ہدایت کی۔ اس اثنار میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ امیر منکبرس اور دُبَیس نے منصور برادر دُبیس اور امیر حسین بن ازبک کی سرکردگی میں ایک عظیم لشکر دار الخلافت بغداد کی حمایت کو روانہ کیا ہے، برسقی یہ سنتے ہی اپنے لڑکے عزالدین مسعود کو اپنے لشکر پر بطور نائب مقرر کر کے بوقت شب بغداد کی جانب نوٹ پڑا پس[1] ..... مڈبھیڑ ہو گئی اور لشکر منکبرس کو عبور کرنے سے روک دیا۔ دو دن تک دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل ٹھہرا رہا۔ تیسرے دن عزالدین مسعود کا خط پہونچا۔ لکھا تھا کہ "فریقین (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں مصالحت ہو گئی ہے"، اس خبر سے برسقی کا سارا نشہ اوتر گیا، ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا۔ بادل ناخواستہ جانب غربی سے عبور کر گیا، اسکے بعد ہی منصور اور حسین بھی اپنا لشکر لئے ہوئے بغداد میں داخل ہو گیا جامع مسجد سلطانی کے قریب قیام کیا، برسقی کا خیمہ قنطرہ قبلیہ (عتیقہ) پر نصب کیا گیا، مسعود اور جیوش بک نے بیمارستان کے قریب قیام کیا، دُبَیس اور منکبرس، رقہ کے نیچے فروکش ہوا، عزالدین مسعود بن برسقی نے اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر منکبرس کے پاس قیام اختیار کیا

سبب صلح یہ ہوا کہ جیوش بک نے سلطان محمود کی خدمت میں عریضہ بھیجا تھا کہ میری جاگیر اور نیز ملک مسعود کی جاگیر میں اضافہ کر دیا جائے۔ چنانچہ سلطان محمود نے آذربائیجان کو ان دونوں کی جاگیروں میں اضافہ کر دیا بعد اسکے یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ یہ دونوں (جیوش بک اور ملک مسعود) بغداد کی جانب جا رہے ہیں اس سے سلطان محمود کو ان

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

Marfat.com

دونوں کی بغاوت کا خطرہ پیدا ہوا۔ شاہی فوجوں کو موصل کی جانب بڑھنے کا حکم دیدیا جیوش بک کے قاصد نے جو سلطان محمود کے دربار میں خط میں لیکر آیا تھا یہ واقعات لکھ بھیجے، اتفاق سے یہ خط منکبرس پولیس افسر بغداد کے ہاتھ لگ گیا، منگبرس نے اس خط کو جیوش بک کے پاس بھیجدیا اور سلطان سے اسکی اور نیز ملک مسعود کی صفائی کرادینے کا ذمہ دار ہوگیا۔ چنانچہ منکبرس نے درمیان میں پڑکر دونوں بھائیوں میں مصالحت کرادی۔ پھر دونوں بھائیوں کو یہ اندیشہ دامنگیر ہوا کہ مبادا برسقی، صلح میں رخنہ انداز ہو اسوجہ سے دونوں نے اتفاق کرکے برسقی کو لشکر اور دار الخلافت بغداد سے علیحدہ کردیا۔ امیر منکبرس، پولیس افسر بغداد مقرر ہوا۔

چونکہ امیر منکبرس، ملک مسعود کی ماں سے جسکا نام سرجہاں تھا عقد کرلیا تھا اس وجہ سے ملک مسعود پر امیر منکبرس کا اثر زیادہ تھا اور اسی کے مشورہ سے ملک مسعود کل کام انجام دیتا تھا۔

امیر منکبرس نے پولیس افسری بغداد پر مقرر ہونے کے بعد رعایا کے مال و وعزت پر دست درازی شروع کردی ظلم و تعدی کی کوئی حد باقی نہ رہ گئی۔ ان واقعات کی خبر سلطان محمود کے کانوں تک پہونچی۔ طلبی کا فرمان بھیجا۔ امیر منکبرس حیلہ و حوالہ سے ٹالتا رہا۔ بالآخر منکبرس نے اہل بغداد کے خوف سے بغداد کو چھوڑدیا واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

ملک طغرل کی سلطان محمود سے بغاوت

ملک طغرل بن سلطان محمد بوقت وفات اپنے باپ، قلعہ سرجہاں میں مقیم تھا۔ ۵۰۴ھ میں اسکے باپ نے ساوہ، آوہ اور زنجان جاگیر میں دیا تھا اور امیر شیرگیر کو اسکا اتابک (اتالیق) مقرر کیا تھا۔ امیر شیرگیر وہی ہے جس نے قلعات مملوکہ اسماعیلیہ کا محاصرہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسماعیلیہ کے حالات میں بیان کیا گیا۔ ملک طغرل کی عمر اسوقت دس برس کی تھی سلطان محمود نے سریر حکومت پر متمکن ہونے کے بعد کسعدی (کنتغدی) کو اپنے بھائی (ملک طغرل) کا اتابک اور اس کی

حکومت کا مدبّر اور منتظم مقرر کرکے روانہ کیا اور یہ ہدایت کردی کہ جسقدر جلد ممکن ہو ملک طغرل کو شاہی دربار میں لے آئے، چونکہ امیر کسعدی کا دل سلطان محمود کی طرف سے صاف نہ تھا پہونچتے ہی ملک طغرل کو بغاوت پر اُبھار دیا اور شاہی دربار میں حاضری سے روک دیا۔ یہ خبر سلطان محمود تک پہونچی۔ سلطان محمود نے تالیف قلوب کے خیال سے خلعت، تحائف[1] اور تیس ہزار دینار سُرخ نقد روانہ کیا اور جاگیروں کے دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس پر بھی ملک طغرل کا دل اپنے بھائی کی خدمت میں حاضر ہونے پر مائل نہ ہوا، امیر کسعدی نے جواب میں عریضہ بھیجدیا کہ "ہم لوگ شاہی اطاعت کا غاشیہ اپنے گردن پر رکھے ہیں، جس طرف موکب ہمایوں کا قصد ہوگا بسر و چشم اس طرف چلنے کو حاضر ہیں"، سلطان محمود تاڑ گیا کہ اسمیں کچھ راز ہے۔ کسی سے اپنے ارادہ کو ظاہر نہ کیا۔ فوجیں لیکر اپنے بھائی پر حملہ کرنے کی غرض سے قلعہ شہرآن کی جانب روانہ ہوگیا جہاں پر ملک طغرل کا خزانہ اور مال و اسباب تھا[2] شدہ شدہ اسکی خبر طغرل اور امیر کسعدی تک پہونچ گئی۔ دونوں نے پوشیدہ طور سے فوج لیکر شہران کو بچانے کے لئے کوچ کیا، لیکن راستہ بھول گئے بجائے قلعہ شہران کے قلعہ سرجہان پہونچ گئے۔ اور سلطان محمود نے قلعہ شہران میں پہونچکر جسقدر ملک طغرل کا خزانہ اور مال و اسباب کا ذخیرہ تھا لے لیا اسی قلعہ میں وہ تیس ہزار دینار بھی تھے جسکو سلطان محمود نے تحائف و خلعت کے ساتھ ملک طغرل کو بھیجے تھے۔ سلطان محمود چند دنوں زنجان میں قیام کرکے رے چلا آیا۔ ملک طغرل اور امیر کسعدی نے قلعہ سرجہان سے گنجہ میں جاکر قیام کیا۔ رفتہ رفتہ اسکے ہواخواہ اور ہمراہی اسکے پاس آگئے۔ اس واقعہ سے دونوں بھائیوں کی کشیدگی اور

---

[1] یہ تحائف اور خلعت شرف الدین انوشیرواں لیکر گیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۳ مطبوعہ لیدن۔

[2] ماہ جمادی الاولی ۵۱۳ھ میں دس ہزار سواروں کی جمعیت سے روانہ ہوا تھا۔ ایضاً منہ

[3] تاریخ کامل میں بجائے شہران، شمیران اور نوٹ میں شمیران لکھا ہے۔ ایضاً منہ

Marfat.com

منافرت بڑھ گئی۔

جنگ وصلح مابین سلطان محمود و ملک سنجر

جسوقت سلطان محمد کی خبر وفات اسکے بھائی ملک سنجر کو خراسان میں پہونچی اس قدر رنج وغم کا اظہار کیا کہ بیان سے باہر ہے، عزاداری کو زمین پر بیٹھا، سات روز تک شہر اور بازار کو بند رکھا۔ پھر جب اپنے برادرزادہ کے سریر آرا ہونیکی خبر سنی تو بگڑ گیا، بلاد جبل اور عراق کا قصد کیا۔ بجاے اپنے بھائی کے حکومت وسلطنت کا دعویدار ہوا

۵۱۱ھ میں ملک سنجر نے غزنی پر فوج کشی کی تھی اور بزور تیغ مفتوح کیا تھا۔ بعد فتح غزنی، ملک سنجر کو یہ خبر لگی کہ وزیر السلطنت ابو جعفر محمد بن فخر الملک ابوالمظفر بن نظام الملک نے والی غزنی سے ملک سنجر کو قصد غزنی سے باز رکھنے اور مصالحت کرادینے کے لئے رشوت لی ہے اور اسی قسم کی حرکت کا ارتکاب اس نے ماوراء النہر میں بھی کیا ہے۔ علاوہ اسکے بہت سا مال واسباب اہل غزنی سے بجبر حاصل کیا ہے۔ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے اہل غزنی پر طرح طرح کے مظالم کئے ہیں اور امراء وارکین دولت کی اہانت اور توہین کی ہے اسی قسم کی اور بھی شکایتیں گوش گذار ہوئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک سنجر نے بلخ میں واپس آکر وزیر السلطنت کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا۔ اسکے مال واسباب کو ضبط کرلیا۔ اسکے خزانہ میں مال واسباب اور جواہرات کے علاوہ دو کرور نقد موجود تھا۔

ابو جعفر وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت شہاب الاسلام عبدالرزاق برادرزادہ نظام الملک معروف بہ ابن الفقیہ کو سپرد کیا گیا لیکن یہ اُس پایہ کا نہ تھا اور نہ اسمیں مقتول وزیر کی طرح چلت پھرت تھی۔ چنانچہ جب ملک سنجر کو اپنے بھائی سلطان محمد کی وفات کی خبر ملی اور بدعویداری سلطنت اپنے بھتیجہ سلطان محمود پر خروج کرنے کا قصد کیا تو سابق وزیر کے قتل پر اسکو پچھتانا پڑا

سلطان محمود نے ملک سنجر کے قصد سے مطلع ہوکر شرف الدین انوشیرواں بن خالد اور فخر الدین طغرک کو تحائف، ہدایا دیکر اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ عرض کی "میں آپکا چھوٹا ہوں، دو لاکھ سالانہ حاضر کیا کرونگا اور ماوندران بھی میں آپکو دیتا ہوں آپ مجھ پر فوج کشی کی زحمت نہ اُٹھاے"، ملک سنجر نے دونوں قاصدوں کو جواب دیا "یہ نہیں ہو گا میرا بھتیجہ محمود ابھی بچہ ہے۔ اسکا وزیر اور اسکا حاجب "علی ابن عمر" اس پر قابو یافتہ ہو گیا ہے سواے فوج کشی کرنے کے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے" شرف الدین اور فخر الدین یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ بے نیل مرام واپس آئے۔

ملک سنجر نے بقصد جنگ سلطان محمود فوجیں مرتب کیں امیر انز کو مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر جرجان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر پاکر مدافعت پر کمر باندھی، اپنے حاجب علی ابن عمر کو جو کہ اسکے باپ کا بھی حاجب رہا ہے فوجیں دیکر روک ٹوک کی غرض سے روانہ کیا۔ جسوقت علی ابن عمر، امیر انز کے لشکر کے قریب پہونچا (امیر انز اسوقت جرجان میں پڑاؤ ڈالے تھا) کہلا بھیجا "امیر انز! تم کو شرم نہیں آتی، کیا تم کو مرحوم سلطان محمد کی وصیت یاد نہیں ہے، کیا تم کو یہ یقین ہے کہ ملک سنجر کی نیت اچھی ہے؟ اور وہ اپنے بھتیجہ سلطان محمود کے ملک کی حفاظت کی غرض سے یہ زحمتیں اٹھا رہا ہے، ہوش کے ناخن لو، وہ سلطنت و حکومت کا دعویدار ہوکر آیا ہے، بہتر یہ ہے کہ تم لڑائی سے دست کش ہو جاؤ"، امیر انز اس پیام سے ایسا متاثر ہوا کہ جرجان سے مراجعت کر دی، اتفاق سے سلطان محمود کے لشکر کا ایک دستہ امیر انز کے لشکر پر پہونچ گیا تھا اور اس سے اُس نے کچھ حاصل کر لیا تھا۔ قصہ مختصر علی ابن عمر حاجب، سلطان محمود کی خدمت میں رے واپس آیا سلطان محمود نے علی ابن عمر کی اس خدمت کا اعتراف کرتے ہوے تشکر و امتنان کا اظہار کیا۔ اور چند دنوں رے میں قیام کرکے کرمان کی طرف کوچ کیا۔ جب کرمان میں عراق سے امدادی فوجیں بسرکردگی امیر منکبرس اور منصور بن صدقہ برادر دُبَیس وغیرہ امراء،

Marfat.com

آگئیں۔ تب سلطان محمود نے ہمدان کی طرف روانگی کا قصد کیا۔ ہمدان میں پہونچکر اس کا وزیر السلطنت ؎ ..... ربیب انتقال کر گیا ابو طالب سمیری کو عہدہ وزارت عنایت کیا۔

ملک سنجر نے امیر اُنز کے شکست کے بعد بیس ہزار فوج، اٹھارہ زنجیر فیل کے ساتھ اپنے بھتیجہ سے جنگ کرنے کو کوچ کیا امرار کبار میں سے امیر ابو الفضل والی سجستان کا لڑکا، خوارزم شاہ محمد، امیر اُنز، امیر قماج اور علاء الدولہ کرشاسف بن فرامرز بن کاکویہ والی یزد ہمراہ تھا۔ علاء الدولہ کرشاسف، سلطان محمد اور ملک سنجر کی بہن کا داماد تھا اور سلطان محمد کے خاص الخواص امرار سے تھا۔ سلطان محمود نے اسکو بلا بھیجا۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد ملک سنجر نے علاء الدولہ کو ملانے کی کوشش کی طلبی کا خط لکھا، اسوجہ سے علاء الدولہ نے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہونے میں تاخیر کی، سلطان محمود نے اسکی جاگیر اور مقبوضہ شہر کو امیر قراجہ ساقی کو دیدیا۔ علاء الدولہ، ملک سنجر کے پاس چلا گیا۔

قریب ساوا، تیرہویں جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں دونوں فریق نے صف آرائی کی سلطان محمود کی فوج نے اس دریا پر پہونچتے ہی قبضہ کر لیا جو ساوہ اور خراسان کے درمیان میں تھا۔ سلطان محمود کے رکاب میں تیس ہزار فوج تھی۔ امرار کبار میں سے حاجب علی بن عمر، امیر سنکبرس، اتابک غزغلی، امیر برسق کے لڑکے، اقسنقر بخاری اور قراجہ ساقی تھا۔ سات سو اونٹ آلات حرب تھے۔ جون ہی دونوں حریف صف آرا ہوئے۔ فوجیں میمنہ، میسرہ ہوئیں۔ ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ کی فوجیں میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئیں۔ لیکن ملک سنجر قلب لشکر کو لئے ہوئے ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ سلطان محمود سامنے سے حملہ پر حملہ کر رہا تھا۔ ملک سنجر نے جنگ کا یہ رنگ دیکھ کر اپنے ہاتھی کو بڑھایا۔ ملک سنجر کے ہاتھی کا بڑھنا تھا کہ کل کالی بھجنگ پہاڑیاں جو تعداد

؎ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

Marfat.com

میں اٹھارہ تھیں دفعۃً حرکت میں آگئیں سلطان محمود کا لشکر بھاگ نکلا۔ اتابک غزغلی گرفتار ہوگیا، اتابک غزغلی، ملک سنجر کو ہمیشہ یہی لکھا کرتا تھا کہ میں آپ کے بھتیجہ کو آپ کی خدمت میں حاضر کرونگا جسوقت اتابک غزغلی ملک سنجر کے روبرو پیش ہوا، ملک سنجر نے اس وعدہ پر جو وہ کیا کرتا تھا سخت برہمی کا اظہار کیا۔ اتابک غزغلی نے معذرت کی۔ ایک بھی نہ سنی سرہنگ کو حکم دیدیا سر اوتار لیا[1]۔ سلطان محمود کسی نہ کسی طرح سے جان بچا کر نکل گیا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کے خیمہ میں قیام کیا۔ سرداران لشکر نے حاضر ہوکر مبارکبادی دی، ہزیمت یافتہ گروہ کو بھی بلا بھیجا۔ دُبَیس ابن صدقہ نے خلیفہ مسترشد کی بارگاہ میں اس فتح کی خبر دی ملک سنجر کے نام کو خطبہ میں داخل کئے جانے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور کے آخری جمعہ میں ملک سنجر کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف کردیا گیا۔ +

فتحیابی کے بعد ملک سنجر ہمدان چلا آیا اور اپنی فوج کی قلت اور سلطان محمود کی فوج کی کثرت کو محسوس کرکے سلطان محمود کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ ملک سنجر کی والدہ، سلطان محمود کی دادی، ملک سنجر کو سلطان محمود کی مخالفت اور اس سے جنگ کرنے کو روکتی تھی یہی وجہ تھی کہ ملک سنجر نے سلطان محمود کا ہزیمت کے بعد تعاقب اور پائمالی کا قصد نہیں کیا۔ اور اسی کی ہدایت اور نیز تعمیل حکم کی وجہ سے سلطان محمود کو صلح کا پیام دیا۔

برسقی، ملک مسعود کے پاس آذربائیجان میں اُسوقت سے تھا جبکہ یہ بغداد سے

---

[1] اتابک غزغلی ظالم اور سفاک تھا اہل ہمدان پر بیحد ظلم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو سزائے موت دیکر اہل ہمدان کو اسکی ظالمانہ حرکات سے نجات دیدی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۸ مطبوعہ لیدن

[2] چھبیسویں تاریخ تھی ایضاً منہ ایضاً منہ

+ سلطان محمود، ہزیمت کے بعد معہ وزیر السلطنت ابوطالب نسیبی، علی ابن عمر حاجب اور قراجہ ساقی اصفہان میں جاکر قیام کیا ایضاً منہ ایضاً

نکلا تھا۔ اس واقعہ کے بعد، ملک مسعود کی رفاقت ترک کرکے ملک سنجر کی خدمت میں چلا آیا۔

بعد اسکے ملک سنجر، ہمدان سے کرخ کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں ملک سنجر کا قاصد جو صلح کا پیام لیکر سلطان محمود کے پاس گیا تھا واپس آیا سلطان محمود نے یہ شرط پیش کی تھی کہ عنان حکومت آپ اپنے قبضہ اقتدار میں رکھے لیکن اپنے بعد مجھے اپنا ولیعہد مقرر فرمائے، ملک سنجر نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ چنانچہ دونوں نے اس شرط پر قسمیں کھائیں مصالحت ہوگئی۔ ماہ شعبان میں سلطان محمود بہت سے قیمتی تحایف لیکر اپنے چچا سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی دادی کے پاس قیام کیا۔ ملک سنجر نے اسکے تحایف اور ہدایا کو قبول کیا۔ پانچ راس عربی گھوڑے اپنے بھتیجہ کو دیئے ایک گشتی حکم اپنی ممالک محروسہ کے حکمرانوں کے پاس بھیجدیا کہ میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام خطبوں میں داخل کیا جاے اور میرے بعد یہی تاج وتخت کا وارث و مالک سمجھا جاے۔ اسی مضمون کی درخواست دارالخلافت بغداد میں بھی بھیجدی سوائے رے کے کل شہروں کو جس پر زمانہ جنگ میں قبضہ کر لیا تھا سلطان محمود کو واپس کر دیا۔ سلطان محمود نے بھی اطاعت کی گردن جھکا دی۔

قتل امیر منکبرس امیر منکبرس، سلطان محمود کی ہزیمت کے بعد، بغداد کی طرف لوٹا تھا۔ لوٹ مار کرتا ہوا بغداد کے قریب پہونچا، دُبیس بن صدقہ نے ایک فوج بھیجدی جس نے امیر منکبرس کو بغداد میں داخل نہونے دیا۔ اپنا سا منہ لیکر واپس ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملک سنجر اور سلطان محمود میں مصالحت ہوگئی تھی، بادل ناخواستہ ملک سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کو حوالہ کر دیا۔ چونکہ سلطان محمود اس سے اس کے استبداد اور بلا اجازت بغداد جانے کی وجہ سے ناراض تھا اسوجہ سے قتل کر ڈالا۔

قتل علی ابن عمر حاجب حاجب علی ابن عمر کی قدر و منزلت سلطان محمود کی آنکھوں میں اس درجہ بڑھی کہ امراء و ارکین دولت رشک و حسد کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ لگانے

Marfat.com

بجھانے والے لگانے بجھانے لگے۔ اس سے سلطان محمود کے آئینۂ دل میں غبار آگیا۔ قتل کی فکر کرنے لگا کسی ذریعہ سے علی ابن عمر کو اس کی خبر لگ گئی۔ ایک روز خفیہ طور سے بھاگ نکلا۔ قلعہ برجین میں جاکر پناہ لی جہاں پر اس کا مال واسباب تھا اور اہل وعیال رہتے تھے۔ لیکن اسکو یہاں بھی آرام سے بیٹھنا نصیب نہوا۔ بخوف جان خوزستان روانہ ہوگیا ہدو بن زنگی، ابوری بن برسق اور اسکا برادر زادہ ارغلی بن بلیکی خوزستان پر حکمرانی کررہا تھا۔ ان لوگوں نے علی ابن عمر کی آمد کی خبر پاکر روک تھام اور اپنے مقبوضہ شہروں میں داخل نہ ہونے دینے کی غرض سے چند دستہ فوج روانہ کیا۔ قریب تشتر مڈبھیر ہوئی۔ علی ابن عمر کے ہمراہیوں کو ہزیمت ہوئی۔ گرفتار کرلیا گیا۔ پابہ زنجیر خوزستان لایا گیا۔ حکمرانان خوزستان نے سلطان محمود کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ سلطان نے قتل کا حکم دیدیا چنانچہ ان لوگوں نے اسکو قتل کرکے حسب حکم شاہی سر اوتار کر دربار شاہی میں بھیجدیا۔

بعد اسکے ملک سنجر نے مجاہد الدین بہروز کو پولیس افسری بغداد پر واپس جانے کا حکم دیا چنانچہ مجاہد الدین بہروز دارالخلافت بغداد واپس گیا اور دُبَیس بن صدقہ کا نائب معزول کردیا گیا۔

علی بن سکمان کی بصرہ پر حکومت خودسری

سلطان محمد نے امیر آقسنقر بخاری کو حکومت بصرہ پر مامور کیا تھا امیر آقسنقر نے اپنی جانب سے سنقر شامی کو متعین کیا۔ سنقر شامی نہایت رحم دل اور نیک سیرت تھا۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد غزغلی سردار ترکان اسماعیلیہ جو دو برس سے لوگوں کو حج کرانے جاتا تھا، اور سنقر الب نے سنقر شامی کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا اور بصرہ پر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ۵۱۱ھ کا ہے۔ سنقر الب نے سنقر شامی کے قتل کا ارادہ کیا، غزغلی نے روکا۔ سنقر الب اپنے ارادہ سے باز نہ آیا۔ اور سنقر شامی کو قتل کرڈالا۔ عوام میں تھوڑی سی شورش پیدا ہوئی۔ غزغلی نے امن وسکون کی منادی کرادی۔ خاموش ہوگئے۔

Marfat.com

ان دنوں بصرہ میں ایک اور امیر رہتا تھا، جسکا نام علی بن سکمان تھا۔ اس سال یہی امیر حج ہو کر اہل بصرہ کو حج کرانے گیا تھا۔ اس واقعہ میں یہ موجود نہ تھا۔ غزغلی کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا بعد واپسی حج، علی بن سکمان، سنقرالب کے خون کا بدلہ مجھ سے لے، اس وجہ سے غزغلی نے بدویان عرب کو ابھار دیا چنانچہ بدویان عرب نے قافلہ حجاج پر چھاپا مارا، علی بن سکمان نے انکی مدافعت پر کمر باندھی، جنگ شروع ہوگئی۔ لڑتا بھڑتا قریب بصرہ پہونچا بدویان عرب متواتر حملہ کر رہے تھے۔ غزغلی نے علی بن سکمان کو بصرہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ علی بن سکمان، اُن دہیانوں کی طرف چلا جو نشیبی دجلہ میں تھے اور جب وہاں پہونچ گیا تو بدویان عرب پر دفعۃً حملہ کر دیا۔ بدویان عرب کے پاؤں اُکھڑ گئے، ہزیمت اٹھا کر بھاگے، غزغلی نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی فوج کو مرتب کر کے میدان کارزار لیا۔ دونوں فریق میں لڑائی ہونے لگی۔ اتفاق سے غزغلی کو ایک پتھر آ لگا۔ جس کے صدمہ سے جانبر نہ ہوا۔ مرگیا، علی بن سکمان فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے بصرہ میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

علی بن سکمان نے قبضہ بصرہ کے بعد آقسنقر بخاری والی عمان کے عُمّال کو بشرط اطاعت انکے عہدوں پر بحال و برقرار رکھا، اور آقسنقر بخاری کی خدمت میں فتح نامہ روانہ کیا۔ حکومت بصرہ کی درخواست کی اسوقت آقسنقر بخاری سلطان محمود کے بارگاہ میں تھا۔ انکاری جواب دیا۔ علی ابن سکمان نے حکومت خودسری کا اعلان کر کے آقسنقر کے عُمّال کو نکال دیا۔ تا آنکہ سلطان محمود نے آقسنقر بخاری کو ۵۱۴ھ میں بصرہ روانہ کیا اور اس نے علی بن سکمان سے قبضہ لے لیا۔

تفلیس پر کُرج کا قبضہ ایک زمانہ دراز سے کُرج، آذربایجان اور بلاد اران کو اپنی غارتگری کا جولانگاہ بنا رکھا تھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ کُرج اور خزر ایک ہی گروہ کو کہتے ہیں لیکن صحیح وہ ہے جو ہم اوپر انساب عالم کے سلسلہ میں بیان کر آئے ہیں، اس میں کچھ

Marfat.com

شک نہیں ہے کہ خزر[1] اور ترکمان ایک ہیں ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ کُرج انکے بعض شعوب سے ہوں قصہ مختصر جسوقت سلاطین سلجوقیہ کی حکومت مستقل ہوگئی۔ اسوقت کُرج، غارتگری سے رُک گئے اور بلاد اسلامیہ جو انکے قرب وجوار میں تھے انکے شر وفساد سے محفوظ ہوگئے سلطان محمد کی وفات کے بعد ان لوگوں نے پھر ہاتھ پاؤں نکالے بلاد اسلامیہ پر غارتگری کا ہاتھ بڑھایا، ارمینیہ اور نیز قفچاق کے سرایا[2] بلاد اسلامیہ کو پامال کرنے لگے، بلاد اران اور نفجوان، آرس تک جسکی سرحد کُرج کے ملک سے ملتی تھی ملک طغرل کے قبضہ میں تھا۔ اور یہی کرج کی غارتگری کا میدان بنا ہوا تھا۔ عراق بھی جو سلطان بغداد کا مقبوضہ ملک تھا انکی دست بُرد سے محفوظ نہ رہ سکا۔ سرحدی حکمرانان اسلام نے کُرج اور قفچاق کا یہ رنگ و ڈھنگ دیکھ کر باہم خط وکتابت کرکے فوجیں جمع کیں، دُبیس بن صدقہ کے پاس مجتمع ہوئے۔ ملک طغرل، اتابک کنتغدی اور ابو الغازی بن ارتق بھی اپنی فوج لیکر آیا ہوا تھا۔ تیس ہزار[3] کی جمعیت سے کُرج اور قفچاق کی طرف لشکر اسلام بڑھا۔ اتفاق یہ کہ لشکر اسلام میں اضطراب پیدا ہوگیا جس سے اسکو ہزیمت ہوئی۔ گروہ کثیر میدان جنگ میں

---

[1] صحیح یہ ہے کہ ارمن، کُرج کی ایک شاخ ہے خزر، ترکوں میں شمار کئے جاتے ہیں لیکن اب بسبب مجاورت و قرب ممالک روم میں مل جل گئے، خط نسخ عطار

[2] سرایا، سریہ کی جمع ہے۔ سریہ اُس فوج کو کہتے ہیں جو شبخون (یعنی رات میں چھاپا) مارا کرتی ہے

[3] یہ لڑائی تفلیس کے قریب ہوئی تھی۔ فریقین کی صف آرائی کے بعد قفچاق کے دوسو سوار لشکر اسلام کی طرف چلے۔ لشکر اسلام نے یہ خیال کرکے کہ امن حاصل کرکے آرہے ہیں کچھ تعرض نہ کیا۔ تا آنکہ لشکر اسلام میں داخل ہوگئے اور تیزہ بازی کرنے لگے۔ لشکر اسلام کی صفوف درہم وبرہم ہوگئی۔ چند لوگ یہ خیال کرکے کہ لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی، بھاگے۔ ان معدودے چند کا بھاگنا تھا کہ ایک نے دوسرے کی بھاگنے میں اتباع کی سارے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی، ایک دوسرے پر گرتا پڑتا بھاگ نکلا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ لیدن۔

Marfat.com

کام آگیا، بیس میل تک کفار تعاقب کرتے چلے گئے، بعد اسکے واپس ہوکر شہر تفلیس[1] پر محاصرہ ڈالا، ایک برس تک محاصرہ کئے رہے۔ ۵۱۵ھ میں برموقع تیغ شہر میں گھس پڑے قتل و غارتگری کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ۵۱۶ھ میں اہل تفلیس کا ایک وفد، کرج کے مظالم کی داستان عرض کرنے کو سلطان محمود کی خدمت میں بمقام ہمدان باریاب ہوا، سلطان محمود نے انکی حمایت پر کمر باندھی، شہر تبریز میں پہونچکر قیام کیا، کرج کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، اسکا نتیجہ ہم آیندہ بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ملک مسعود اپنے باپ سلطان محمد کی وفات کے وقت عراق میں تھا۔

جنگ سلطان محمود و ملک مسعود

دونوں بھائیوں (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں مصالحت ہونے، ملک مسعود کا موصل واپس جانے اور سلطان محمود کا ملک مسعود کو آذربائیجان دینے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

قسیم الدولہ برسقی، پولیس افسری بغداد سے علیحدہ ہوکر، ملک مسعود کے دربار میں باریاب ہوا، ملک مسعود نے مراغہ کو بھی اسکی جاگیر (رجبہ) پر اضافہ فرمایا۔ دبیس بن صدقہ کو یہ ناگوار گزرا جیوش بک (ملک مسعود کا اتابک) کو لکھنا شروع کیا کہ قسیم الدولہ برسقی سلطان محمود سے سازش رکھتا ہے، جس طرح ممکن ہو اسکو جلد تر گرفتار کرلو، میں تمکو بیحد مال و زر دونگا۔ ساتھ ہی اسکے یہ تحریک بھی پیش کردی کہ تم ملک مسعود کی حکومت و سلطنت کا اعلان اور دعوی کردو میں تمہارا ہاتھ بٹانے کو تیار ہوں، ان افعال سے غرض یہ تھی کہ دونوں بھائیوں (ملک مسعود اور سلطان محمود) میں جھگڑا پڑجاے۔ لڑائی کا نیزہ گڑ جاے تاکہ اسکی قدر و منزلت بڑھ جاے جیسا کہ زمانہ سنا قشہ برکیاروق اور سلطان محمد میں اسکے باپ صدقہ کا جاہ و جلال بڑھا تھا۔

[1] شہر تفلیس، جس زمانہ سے مفتوح ہوا تھا مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ کرج نے اس پر مسلمانوں سے قبضہ حاصل کیا اور اسکو اپنا دار الحکومت بنایا خط شیخ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد ۵ صفحہ ۴۹ مطبوعہ مصر

Marfat.com

کسی ذریعہ سے اس لگائی بجھائی کی خبر قسیم الدولہ برسقی کو ہوگئی، بخوف گرفتاری، سلطان محمود کے پاس چلا گیا، سلطان محمود نے عزت واحترام سے ٹھہرایا، قدر افزائی کی۔

بعد اسکے استاد ابو اسماعیل حسین بن علی اصفہانی طغرائی، ملک مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا استاد ابو اسماعیل کا لڑکا (ابو الولید محمد بن ابو اسماعیل) ملک مسعود کا طغرائویس تھا۔ اس تعلق سے ملک مسعود نے وزیر السلطنت ابو علی بن عمار والی طرابلس کو معزول کرکے استاد ابو اسماعیل کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ یہ واقعہ ۵۱۳ھ کا ہے۔

استاد ابو اسماعیل نے دُبیس کی تحریک کی تائید شروع کی، حکومت وسلطنت حاصل کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ چنانچہ ایک قلیل مدت میں ملک مسعود کو اسکے بھائی سلطان محمود کی مخالفت پر اُبھار دیا، سلطان محمود کو اسکی اطلاع ہوئی، لکھ بھیجا "اگر تم میری اطاعت اور فرمانبرداری میں رہو گے تو میں جاگیریں دونگا، تمہارے مناصب بڑھاؤں گا، تمہارے ساتھ حُسن سلوک سے پیش آؤں گا، اور اگر کسی کے کہنے سننے سے سرتابی کروگے تو یاد رکھو کہ تمہارے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے گا جو ایک دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے"، ملک مسعود کے کان پر جوں تک نہ رینگی، خوشامدیوں نے سلطان کے خطاب سے مخاطب کیا، پنجوقتہ نوبت بجنے لگی۔ ان ناعاقبت اندیشوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سلطان محمود کی کمی لشکر کو احساس کرکے ملک مسعود کو سلطان محمود پر حملہ کرنے پر تیار کر دیا، چنانچہ پندرہ ہزار فوج لیکر مسعود اپنے بھائی سلطان محمود سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا، بمقام عقبہ ستر آباد پندرہویں ربیع الاول ۵۱۴ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان محمود کے مقدمۃ الجیش پر قسیم الدولہ برسقی تھا۔ صبح سے شام تک نہایت سختی سے لڑائی ہوتی رہی، بالآخر قسیم الدولہ برسقی نے ملک مسعود کے لشکر کو ہزیمت دی، ایک گروہ

لہ استاد ابو اسماعیل لامیہ عجم کا مصنف ہے لامیہ عجم بڑے پایہ کا قصیدہ ہے۔ حکمت اور امثال سے مملو ہے، عمدہ ترین قصاید میں شمار کیا جاتا ہے۔

سرداران لشکر کا گرفتار کر لیا گیا۔ از انجملہ استاد ابو اسماعیل وزیر السلطنت تھا۔ پا بہ زنجیر سلطان محمود کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان محمود نے کہا کہ اسکی بد اعتقادی اور الحاد مجھ پر ثابت ہوگئی ہے، اسکو بار حیات سے سبکدوش کر دو۔ چنانچہ اپنی وزارت کے ایک سال کے بعد قتل کر ڈالا گیا۔

استاد ابو اسماعیل اعلیٰ درجہ کا منشی اور شاعر تھا، کیمیا کا بیحد شایق تھا۔ اس فن میں اسکی بہت سی مصنفہ کتابیں ہیں (جو ضائع ہوگئیں)

ملک مسعود، ہزیمت کے بعد ایک پہاڑ پر چلا گیا جو میدان جنگ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا اور وہیں روپوش ہوگیا، کل فوج اور سرداران لشکر تو منتشر و متفرق ہوگئے چھوٹے چھوٹے چند چھوکرے ہمراہ تھے، اپنے بھائی سلطان محمود کی خدمت میں صلح اور امن کا پیام بھیجا، سلطان محمود نے آقسنقر برسقی کو امان نامہ دیکر ملک مسعود کو حاضر لانے کے لئے ملک مسعود کے پاس بھیجا، آقسنقر برسقی پہونچنے نہ پایا تھا کہ چند فتنہ پردازوں اور مفسد امرا پہونچ گئے اور یہ سمجھایا کہ آپ اپنے بھائی سلطان کے پاس نہ جائے بلکہ موصل یا آذربائیجان میں قیام فرمائے، دُبیس بن صدقہ سے خط و کتابت کر کے فوجیں فراہم کیجئے اور خم ٹھونک کر میدان جنگ میں جائے سلطنت و حکومت کا پھر دعویٰ کیجئے، ملک مسعود اس فتنہ میں آگیا اور ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوگیا، بعد اسکے آقسنقر برسقی پہونچا، ملک مسعود کو نہ پایا، سُراغ لگاتا ہوا چلا، ۳۰ کوس پر جا کر ملک مسعود سے ملا سلطان محمود کے خیالات سے آگاہ کیا، امان نامہ دکھلایا، ہر طرح سے تشفی و تسلی دی چنانچہ ملک مسعود اپنا عزم فسخ کر کے آقسنقر برسقی کے ہمراہ سلطان محمود کی طرف روانہ ہوا، سلطان محمود کے حکم سے سرداران لشکر نے استقبال کیا، سلطان محمود نہایت مہربانی سے پیش آیا، اپنی ماں کے پاس ٹھہرایا۔ معانقہ کیا، گذشتہ واقعات پر رویا اور اپنے ساتھ رکھا۔ سلطان محمود کے یہ مکارم اخلاق

Marfat.com

تھے۔ ملک مسعود کے نام کا خطبہ آذربائیجان اور بلاد موصل میں ۸ ماہ تک پڑھا گیا تھا کہ یہ واقعات پیش آئے۔

جیوش بک، معرکہ سے فرار کرکے موصل پہونچا، قرب وجوار موصل سے رسد وغلہ جمع کیا، فوجیں فراہم کیں جب اسکو یہ خبر لگی کہ دونوں بھائیوں میں مصالحت ہوگئی۔ اور سلطان محمود نہایت الطاف ومہربانی سے پیش آیا تو یہ خیال کرکے کہ اب میں موجودہ حالت پر نہیں رہ سکتا، شکار کھیلنے کے بہانہ سے زاب کی طرف روانہ ہوا اور نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے سلطان محمود کی خدمت میں بمقام ہمدان باریاب ہوا۔ سلطان محمود نے اسکو امن دی، حسن اخلاق سے پیش آیا۔

اس ہزیمت کی خبر دُبَیس کو عراق میں پہونچی، لوٹ مار شروع کردی، افعال قبیحہ کا ارتکاب کرنے لگا دیہات، قصبات اور شہروں کو ویران کردیا، سلطان محمود نے اُن افعال سے باز رہنے کو لکھا لیکن دُبیس نے سماعت نہ کی۔

موصل اور واسط پر آقسنقر برسقی کی گورنری اور عراق کی پولیس افسری

جیوش بک کو سلطان محمود نے اپنے دربار میں باریاب ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل اور اتابک کنتغدی کی طرف فوجیں لیکر روانہ کیا چنانچہ جیوش بک گنجہ کی طرف روانہ ہوا اور موصل بلاکسی حکمراں کے رہ گیا۔ چونکہ آقسنقر برسقی نے اس جنگ میں نمایاں خدمات کئے تھے، فنون جنگ سے بھی پوری پوری واقفیت رکھتا تھا ہر کام میں مناسب مشورہ دیتا تھا، اور اسکے بھائی ملک مسعود کو ہزیمت کے بعد سمجھا بوجھا واپس لایا تھا اسوجہ سے سلطان محمود پر اسکا ایک خاص اثر تھا اور اسکی قدر افزائی کو وہ اپنا فرض سمجھتا تھا۔ پس موصل کی گورنری خالی ہونے پر آقسنقر برسقی کو اسکی سند حکومت عطا کی سنجار اور جزیرہ کو موصل کے صوبہ میں ملحق کردیا۔ ۵۱۵ھ میں آقسنقر موصل کی جانب روانہ ہوا۔ اسکی روانگی کے بعد سلطان محمود نے اپنے کل سرداران لشکر

Marfat.com

اور گورنران ممالک محروسہ کے نام آقسنقر برسقی کی اطاعت، عیسائیون سے جنگ کرنے اور اُن سے بلاد اسلامیہ کو واپس لینے کا گشتی فرمان بھیجا، آقسنقر برسقی موصل میں پہونچکر نظم ونسق کی درستی اور آبادی کی تدابیر کرنے لگا۔

سنہ ۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے واسط اور اسکے صوبہ کی حکومت بھی آقسنقر برسقی کو عنایت کی عراق کا پولیس افسر مقرر کیا اور آقسنقر برسقی نے عماد الدین زنگی ابن آقسنقر کو ان بلاد کا اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔ ماہ شعبان سنہ مذکور میں عماد الدین زنگی عراق کی طرف روانہ ہوا۔

جیوش بک اور وزیر سُمیری کا مارا جانا

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ سلطان محمود نے جیوش بک کو اپنے دربار میں باریاب ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل کی جنگ پر روانہ کیا تھا، اسی سلسلہ میں آذربائیجان کی حکومت بھی عنایت کی، امراء اور ارکین دولت کو جیوش بک کی ترقی مراتب ناگوار گزری، سلطان محمود سے اسکی نمامی اور چغلی کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ، اسکے قتل پر سلطان محمود کو آمادہ وتیار کر دیا چنانچہ ماہ رمضان سنہ ۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے اس کو باب تبریز پر بارحیات سے سبکدوش کر دیا۔

جیوش بک ترکی الاصل تھا، سلطان محمود کا آزاد غلام تھا، عادل تھا، نیک سیرت تھا جسوقت اسکو موصل کی سند حکومت دیگئی، اسوقت اصل صوبہ میں کُردوں کا بہت زور شور تھا۔ سارے صوبہ میں پھیلے تھے، بہت سے قلعہ نبولے تھے، انکے شر وفساد سے رعایا کا حال یہ تنگ تھا قافلے صحیح وسلامت نہیں جاسکتے تھے جیوش بک نے انکے استیصال اور تیر کرنے پر کمر ہمت باندھی، کُردون کے اکثر قلعات کو بزور تیغ مفتوح کرلیا، ہکاریہ، زوزان نکوسہ اور تحشیہ کا قلعہ سر کیا، اسکے خوف سے کُردوں نے بلند پہاڑیوں اور دروں میں جاکر پناہ لی، امن وامان قائم ہوا، قافلے سلامتی کے ساتھ آنے جانے لگے۔

* یہ واقعہ اور نیز اسکے بعد کا واقعہ سنہ ۵۱۶ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۶ مطبوعہ لیدن

Marfat.com

قتل وزیر السلطنت ابوطالب سمیری

کمال ابوطالب سمیری وزیر السلطنت، سلطان محمود کے ہمراہ، ہمدان جانے کو روانہ ہوا۔ اپنے حشم خدم کے ساتھ جارہا تھا۔ راستہ تنگ، سوار اور پیادوں کا اژدھام، ناچار رُکنا پڑا۔ اتنے میں ایک باطنی[1] پہونچکر چھورا بھونک کر بھاگا۔ غلاموں نے تعاقب کیا وزیر السلطنت تنہا رہ گیا، ایک دوسرا باطنی پہونچ گیا، اس نے وزیر السلطنت کو گھوڑے سے کھینچ کر زمین پر گرالیا اور چند زخم لگائے، رکاب کے سوار اور پیادہ لوٹ پڑے، دونوں باطنیوں نے اِن کو آگے بڑھنے سے روک دیا، ایک تیسرے باطنی نے پہونچکر وزیر السلطنت کا کام تمام کردیا، یہ واقعہ اسکی وزارت کے چوتھے سال کا ہے۔ *

کمال ابوطالب نہایت بدخلق، بیحد ظالم اور بے انتہا تاوان اور جرمانہ کرنے والا تھا اسکے مارے جانے کے بعد سلطان محمود نے جتنے ٹکس اُسنے لگائے تھے ان سب کو موقوف کردیا۔

ملک طغرل نے سلطان محمود کی اطاعت قبول کرلی

ہم اوپر تحریر کرآئے ہیں کہ ملک طغرل نے بمقام رے (سرجہان) ۵۱۲ھ میں سلطان محمود سے بغاوت کی، مخالفت کا اعلان کیا سلطان محمود نے اُسکے زیر کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔ قلعہ شہران پر قبضہ کرلیا۔ ملک طغرل نے گنجہ اور بلاد اران میں جاکر پناہ لی۔ اسکے ساتھ اسکا اتابک کسغدی (کنتغدی) بھی تھا، رفتہ رفتہ ملک طغرل کی شان وشوکت بڑھ گئی، فوج بھی کثیر التعداد ہوگئی، بلاد آذربایجان پر قبضہ کرنے کی ہوس سمائی اس اثنار میں اتابک کسغدی ماہ شوال ۵۱۵ھ میں مرگیا، آقسنقار منی والی مراغہ کو کنتغدی کی موت کی خبر سن کر عہدہ اتابکی کی طمع دامنگیر

---

[1] باطنی ایک فرقہ تھا جسکو فرقہ حشیشیہ بھی کہتے ہیں، حسن بن صباح اس فرقہ کا بانی ہے، سلاطین اور اکابرین اسلام کا قتل کرنا، مسلمانوں کو نقصان پہونچانا انکا فرض اولین تھا۔ اس فرقہ کا بہت زور شور رہا۔ بہت سے قلعے انکے قبضہ میں تھے۔

* واقعہ اور نیز اسکے بعد کا واقعہ ۵۱۱ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۴، ۴۲۶ مطبوعہ لیڈن

ہوئی، ملک طغرل کی خدمت میں باریاب ہوا اور سلطان محمود کی جنگ پر ابھارنا شروع کیا۔ چنانچہ ملک طغرل، آقسنقار منی کے ہمراہ مراغہ کی جانب روانہ ہوا، اردبیل پہونچا اہل اردبیل نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا، شہر پناہ کے دروازے بند کرلئے۔ ناچار تبریز کی طرف کوچ کیا، تبریز پہونچکر یہ خبر مسموع ہوئی کہ سلطان محمود نے امیر جیوش بک کو آذربایجان روانہ کیا ہے، ان بلاد کی سند حکومت عطا کی ہے اور امیر جیوش بک کوچ و قیام کرتا ہوا بسرکردگی لشکر عظیم، مراغہ پہونچ گیا ہے۔ ملک طغرل کے ہوش جاتے رہے تبریز سے (خونج) کی جانب کوچ کردیا حوصلے پست ہوگئے عزم میں تذبذب پیدا ہوگیا، امیر شیرگیر کے پاس قاصد بھیجا، اعانت و امداد کی درخواست کی۔

امیر شیرگیر، عہد حکومت سلطان محمد میں ملک طغرل کا اتابک تھا۔ کسعدی (کنتغدی) اتابک نے بعد انتقال سلطان محمد، امیر شیرگیر کو گرفتار کرلیا تھا۔ سلطان سنجر نے اسکو قید سے نجات دی۔ امیر شیرگیر قید سے رہا ہوکر اپنے مقبوضہ بلاد ابہر اور زنجان چلا آیا۔

امیر شیرگیر نے ملک طغرل کے خط کا جواب باصواب دیا اور اسکے ساتھ ساتھ ابہر کی طرف چلا لیکن ان لوگوں کا جو قصد و ارادہ تھا، پورا نہوا، اراکین دولت نے متفق ہوکر سلطان محمد کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا اور ملک طغرل نے سلطان محمد کا غاشیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھ لیا۔ سوء مزاجی دفع ہوگئی، فتنہ و مناقشہ رفع ہوگیا۔

قتل وزیر سلطان محمود وزیر السلطنت شمس الملک بن نظام الملک کی قدر و منزلت سلطان محمود کی آنکھوں میں بیحد بڑھی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے اراکین دولت محمودی ہمیشہ لگانے بجھانے میں لگے رہتے تھے۔ اتفاق یہ کہ شمس الملک کا چچازاد بھائی شہاب ابوالمحاسن وزیر سلطان سنجر کا انتقال ہوگیا۔ سلطان سنجر نے بجائے اسکے ابوطاہر قمی کو عہدہ وزارت عطا کیا جو نظام الملک کے خاندان کا جانی دشمن تھا۔ ابوطاہر نے شمس الملک وزیر السلطنت

۱؎ تاریخ ابن خلدون میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا، میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے۔

کی مخالفت پر سلطان سنجر کو کہہ سنکر اُبھار دیا سلطان سنجر نے سلطان محمود کو وزیر السلطنت شمس الملک کی سرزنش کرنے کا حکم بھیجدیا۔ سلطان محمود نے اسکو گرفتار کرکے طغایرک کو حوالہ کردیا، طغایرک نے قلعہ طلجان میں قید کردیا اور بعد چند دنوں کے مار ڈالا۔

مقتول وزیر شمس الملک کا بھائی نظام الدین احمد، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا وزیر تھا۔ خلیفہ مسترشد نے شمس الملک کی معزولی کی خبر پاکر نظام الدین احمد کو معزول کرکے جلال الدین ابو علی ابن صدقہ کو عہدہ وزارت عطا کیا۔

کُرج اور قفجاق میں نااتفاقی سلطان محمود کی کامیابی

۵۱۷ھ میں ایک وفد (ڈیپوٹیشن) اہل (دربند) و شروان کا سلطان محمود کی بارگاہ میں فریادی صورت بنائے باریاب ہوا۔ کُرج کے مظالم، لوٹ اور مار کی شکایت کی، حمایت و امداد کا خواستگار ہوا، سلطان محمود فوجیں آراستہ و مرتب کرکے انکی امداد پر روانہ ہوا۔ کُرج کے لشکر کے قریب پہونچا۔ لشکر کُرج کی کثرت سے گھبرا گیا، وزیر السلطنت شمس نے واپس چلنے کی راے دی، اہل شروان نے دست بستہ عرض کی "کُرج کو بلا زیر و زبر کئے اگر موکب ہمایوں نے مراجعت کی تو مسلمانوں کی شامت آجائیگی، انکے دل کمزور ہوجائینگے، سلطان اپنے لشکر گاہ میں قیام فرما دیں ہلوگ سینہ سپر ہوکر لڑیں گے"، سلطان محمود نے کُرج کا خیال چھوڑ دیا۔ خوف و خطر کی حالت میں رات گزاری، مشیت الہی سے اسی شب میں کُرج اور قفجاق میں چل گئی۔ آپس ہی میں کٹنے مرنے لگے، صبح نہونے پائی تھی کہ لشکر کفار یہ خیال کرکے کہ حریف کے مقابلہ میں ہمکو ہزیمت ہوئی اور وہ ہم پر آپڑا ہے بھاگ نکلا سلطانی موکب، دشمنوں کے مقابلہ میں بلا جد و جہد کامیابی حاصل کرکے ہمدان واپس آیا۔

پولیس افسری عراق سے برسقی کی معزولی، برنقش زکوئی کی تقرری

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور دُبیس بن صدقہ والی حلہ سے مقام مبارکہ (اطراف غانہ) میں معرکہ آرائی ہوئی تھی، برسقی خلافت مآب کے رکاب میں تھا، اس واقعہ میں دُبیس کو ہزیمت ہوئی تھی جیسا کہ اسکے حالات

میں بیان کیا گیا۔

دُبیس ہزیمت پاکر غزیہ (نجد) پہونچا، اہل غزیہ (عرب نجد) سے امداد و اعانت کا خواستگار ہوا، جواب صاف ملا، منتفق کے یہاں پہونچا، یہی سوال پیش کیا، منتفق نے امداد کا اقرار کیا، چنانچہ دُبیس انکے ہمراہ بصرہ کی طرف روانہ ہوا، پہونچتے ہی بصرہ کو لوٹ لیا، اہل بصرہ کو قتل و پامال کیا، سلمان (حاکم بصرہ) کو مار ڈالا، خلیفہ مسترشد کو اطلاع ہوئی برسقی پر بیحد ناراضی کا اظہار کیا تہدید آمود فرمان بھیجا کہ "تمہاری سستی و غفلت سے اہل بصرہ اس حال بد کو پہونچے، مناسب ہے کہ اب بھی تم انکی حمایت پر مستعد ہو جاؤ ورنہ اینجانب کی ناراضی کی کوئی حد نہ ہوگی، برسقی فوجیں لیکر بصرہ کی حمایت پر روانہ ہوا۔ دُبیس بصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا، عیسائیوں کے پاس پہونچا اور انکے ساتھ حلب کے محاصرہ پر آیا، اہل حلب کی مستعدی سے عیسائیوں کے دندان حرص کھٹے ہوگئے، بے نیل و مرام واپس ہوئے دُبیس ان سے علیحدہ ہو کر ملک طغرل بن سلطان محمد کے پاس پہونچا، نچلا نہ بیٹھا گیا عراق پر فوج کشی اور قبضہ کی ترغیب دینے لگا جیسا کہ تم ان واقعات کو اوپر پڑھ آئے ہو۔

ان واقعات اور نیز اسی قسم کی اور شکایات سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے آئینہ دل میں برسقی کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا، سلطان محمود کو لکھ بھیجا کہ "برسقی کو افسری پولیس عراق سے معزول کر دو"، سلطان محمود نے اس حکم کے مطابق برسقی کو افسری پولیس عراق سے برطرف کر دیا، عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے موصل جانے کا حکم دیا برنقش زکوئی کو عراق کی افسری پولیس عطا ہوئی۔ برنقش زکوئی کا نائب دارالخلافت بغداد پہونچا، برسقی سے چارج لیا اور بغداد میں قیام پذیر ہوا۔

سلطان محمود نے اپنے چھوٹے لڑکے کو برسقی کے پاس کام سیکھنے کی غرض سے بھیجدیا، برسقی سلطان محمود کے لڑکے کو اپنے ہمراہ لئے موصل پہونچا۔ اہل موصل نے نہایت جوش اور مسرت سے استقبال کیا اور برسقی گورنری کے فرائض انجام دینے لگا۔

Marfat.com

بنی آقسنقر کی حکومت کی ابتدا عماد الدین زنگی کی گورنری

عماد الدین زنگی، امیر برسقی کے حاشیہ نشیں مصاحبوں سے تھا۔ جس وقت سلطان محمود کی بارگاہ سے برسقی کو واسط کی حکومت عطا ہوئی برسقی نے عماد الدین زنگی کو اپنا نائب مقرر کرکے واسط روانہ کیا۔ ایک مدت تک عماد الدین زنگی، واسط کا فرمانروا رہا۔ پھر جب برسقی، دُبیس کی گوشمالی کو بصرہ آیا اور دُبیس، بصرہ چھوڑ کر چلا گیا تو برسقی نے عماد الدین زنگی کو واسط سے طلب کرکے بصرہ کی حکومت پر مامور کیا۔ عماد الدین زنگی نے نہایت خوبی سے بصرہ کا نظم و نسق درست کیا، عرب کے لٹیروں کے دست بُرد سے محفوظ رکھا۔ پھر جب برسقی، موصل کا گورنر ہوا تو منتظم اور کفایت شعار ہونے کی وجہ سے عماد الدین زنگی کو موصل میں طلب کیا۔ عماد الدین زنگی کو بار بار کی تبدیلی و تقرری ناگوار گزری، مستعفی ہوکر سلطان محمود کی بارگاہ میں بمقام اصفہان حاضر ہوا، سلطان محمود عزت و احترام سے پیش آیا اور بصرہ کی سند گورنری عطا کی۔ عماد الدین زنگی کی دلی خواہش یہی تھی۔ ۵۱۸ھ میں بصرہ کی حکومت پر واپس آیا۔

حلب پر برسقی کا قبضہ

عیسائیوں نے شہر صُور[1] کی تسخیر کے بعد دوسرے بلاد اسلامیہ کو تسخیر کرنے کو بہت بڑی جمعیت سے خروج کیا۔ دُبیس کے پہونچ جانے اور سازش

---

[1] شہر صور میں خلیفہ آمر باحکام اللہ علوی مصری کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا۔ عز الملک، وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل کا آدمی وہ حاکم تھا۔ عیسائی مجاہدین نے کئی بار اسکو لوٹا اور تاراج کیا ۵۱۸ھ میں بادشاہ فرانس نے صور کے سر کرنے کو بہت بڑی فوج روانہ کی، عز الملک نے اتابک طغتکین والی دمشق سے امداد طلب کی، اتابک طغتکین نے امیر مسعود کو اہل صور کی کمک پر مامور کیا، عیسائی فوجیں امیر مسعود کی آمد کی خبر پاکر بلا کسی لڑائی کے واپس گئیں، امیر مسعود صور میں داخل ہوا۔ عنان حکومت ہاتھ میں لی لیکن خطبہ اور سکہ خلیفہ صور ہی مصری کا جاری رکھا، خلیفہ آمر مصری اور امیر الجیوش افضل کو اس خبر سے بیحد مسرت ہوئی، ۵۱۱ھ تک مسعود، صور میں فرمانروائی کرتا رہا۔ امیر الجیوش افضل [بقیہ صفحہ ۱۵۰

کرنے نے سونا میں سہاگہ کا کام دیا۔ (یہ تمکو یاد ہوگا کہ دہیس بعد ہزیمت بصرہ عیسائیوں کے پاس چلا گیا تھا اور انکو تسخیر حلب کی ترغیب دیکر حلب کے محاصرہ میں انکے ساتھ آیا تھا) پس عیسائی فوجیں حلب پر آاوتریں، اہل حلب نے مدافعت پر کمر باندھی، تاش ..... بن ارتق والی حلب نے برسقی والی موصل سے امداد طلب کی، برسقی نے اس شرط سے امداد کا وعدہ کیا کہ قلعہ حلب میرے نائب کو سپرد کیا جاے، تاش نے اس شرط کو منظور کیا، برسقی فوجیں مرتب کرکے حلب کی طرف روانہ ہوا، عیسائی فوجیں برسقی کی آمد کی خبر پاکر محاصرہ اٹھاکر کوچ کرگئیں، برسقی بلا جنگ و جدال کامیابی کے ساتھ حلب میں داخل[1] ہوا، قبضہ کیا۔ بعد اسکے کفرطاب[2] کو بھی عیسائیوں سے چھین لیا قلعہ اعزاز پر دھاوا کیا، قلعہ اعزاز جوسلین عیسائی بادشاہ کے قبضہ میں تھا، برسقی نے اسپر محاصرہ ڈالا، عیسائیوں کو اسکی خبر لگی، چاروں طرف سے عیسائی مجاہدین جمع[3] ہوکر باندھ کر قلعہ اعزاز کے بچانے کو آگئے۔ سخت[4] اور خون ریز جنگ نے فیصلہ کیا، برسقی کو

---

[1] اصل کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے

[2] یہ واقعہ ۵۱۸ھ کا ہے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۰ مطبوعہ لیدن

[3] کفرطاب ملک شام کا ایک شہر ہے ۵۱۹ھ میں برسقی نے اس پر عیسائیوں سے قبضہ حاصل کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳ مطبوعہ لیدن۔

[4] معرکہ قلعہ اعزاز میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان کام آئے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳ مطبوعہ لیدن

بقیہ صفحہ ۱۴۹] کے قتل کے بعد خلیفہ مصری نے مسعود کو بحیلہ و فریب معزول کرکے دمشق واپس کردیا اور ایک دوسرے شخص کو صور کی حکومت پر مامور کیا، عیسائیوں کو اسکی خبر لگی، فوجیں فراہم کرکے ماہ ربیع الاول ۵۱۸ھ میں صور کا محاصرہ کرلیا، نہایت شدت سے لڑائی شروع کی، اتابک طغتکین والی دمشق نے صور کی حمایت پر کمر باندھی، بانیاس کی طرف بڑھا لیکن عیسائیوں نے ذرا بھی پروانہ کی طغتکین نے خلیفہ مصری کو اس سے مطلع کیا، امداد کی درخواست کی، صدا بسر خاست، کا مضمون ہوا۔ ۲۳ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں عیسائیوں نے صور پر قبضہ کرلیا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۷ و ۴۳۸ مطبوعہ لیدن

محاصرہ میں ناکامی ہوئی، حلب واپس آیا۔ مسعود نے اپنے لڑکے کو حلب کا نائب مقرر کیا اور دریائے فرات عبور کر کے موصل پہونچا۔

عراق کی طرف ملک طغرل اور دُبیس کی روانگی

حلب سے عیسائی فوج کی واپسی پر دُبیس ان سے علیحدہ ہوگیا، ملک طغرل کی خدمت میں پہونچا، ملک طغرل نے عزت واحترام سے ملاقات کی، اپنے ہمنشینوں میں داخل کر لیا دُبیس من چلا تھا خاموش نہ بیٹھ سکا، قبضہ عراق کی ترغیب دی، قبضہ دلانے کا ذمہ لیا، چنانچہ ۵۱۹ھ میں دونوں عراق کی طرف روانہ ہوئے، دقوقا پہونچے، مجاہد الدین بہرام نے تکریت سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو ملک طغرل اور دُبیس کے ارادہ سے مطلع کیا، خلیفہ عباسی سُن کر آگ بگولا ہوگیا، بتاریخ ۵ صفر ۵۱۹ھ بقصد مدافعت دارالخلافت بغداد سے کوچ کیا۔ برتقش زکوئی کو موکب ہمایوں کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ خالص میں پہونچکر خیمہ زن ہوا، ملک طغرل اور دُبیس اس سے مطلع ہو کر خراسان کا راستہ چھوڑ کر جلولاء پہونچا اور خلافت مآب خالص سے دسکرہ آگئے۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ خلافت پناہی کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا۔

ملک طغرل اور دُبیس میں یہ طے پایا کہ دُبیس، جلد سے جلد نہروان پہونچکر نہروان کا پُل توڑ دے، خلافت مآب کے لشکر کو عبور سے روکے، اور جب ملک طغرل آجائے تو اسکے بعد بغداد پر قبضہ کرنے کو بڑھے اس قرارداد کے مطابق نہروان کی جانب دُبیس نے کوچ کیا، اتفاق یہ کہ ملک طغرل بیمار ہوگیا، پانی بھی زور کا برسا، نقل وحرکت سے مجبور ہوگیا، دُوبیس تھکا، ماندہ، بھوکا، بارش اور سردی سے کانپتا نہروان پہونچا۔ تیس ۳۰ اونٹ کپڑے اور اشیاء خوردنی سے لدے دارالخلافت بغداد سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے پاس جارہے تھے دُبیس نے ان کو لوٹ لیا، آسودہ ہوکر کھایا تر کپڑے اوتار ڈالے، دوسرے کپڑے پہنے، دھوپ میں پاؤں

Marfat.com

سب کے کر کے سو گیا۔

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو ملک طغرل اور دُبَیس کے ارادہ سے آگاہی ہوئی، لشکر کو کوچ کا حکم دیا، بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں نہروان کے غربی جانب دُبَیس مل گیا دُبَیس آنکھیں نیچی کئے اٹھا، زمیں بوسی کر کے دست بستہ عفو تقصیر کی درخواست کی خلافت مآب نے قصور معاف کر دیا۔ بعد اسکے وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ، خلافت مآب کی کی بارگاہ میں باریاب ہوا۔ خلافت مآب کی رائے کی تعریف کی نہروان کے پُل کو قابل عبور بنانے میں مصروف ہوا۔ دُبَیس، برتقش زکوئی سے باتیں کرنے لگا۔ خلافت مآب اور وزیر السلطنت کو غافل پا کے چلتا پھرتا ہوا۔ ملک طغرل سے جا ملا۔ خلافت پناہی نے بغداد کی جانب مراجعت کی، ملک طغرل اور دُبَیس ہمدان پہونچا۔

ملک طغرل اور دُبَیس نے ہمدان پہونچکر دُند مچائی، لُوٹ مار اور غارتگری کا بازار گرم کیا، دیہات، قصبات اور شہروں کو لوٹ لیا۔ تاوان اور جرمانہ سے رعایا کو پریشان کیا۔ سلطان محمود کو اسکی اطلاع ہوئی، گوشمالی کی غرض سے لشکر لیکر بڑھا، ملک طغرل اور دُبَیس سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگ نکلے، خراسان میں سنجر کی خدمت میں باریاب ہوئے، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور برتقش زکوئی کی اُلٹی شکایت کی۔

جنگ سلطان محمود و خلیفہ مسترشد باللہ

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو برتقش زکوئی افسر پولیس بغداد سے منافرت پیدا ہوئی، دھمکایا، تہدید کی، برتقش زکوئی ماہ رجب ۵۲۰ھ میں بخوف جان بغداد چھوڑ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی طرف سے کان بھرنا شروع کیا اور یہ مغالطہ دیا کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بے تعداد فوج مہیا کر لی ہے، قوت، مالی بھی بڑھا لی ہے وہ زمانہ قریب معلوم ہوتا ہے کہ حضور والا سے کوئی حیلہ و بہانہ ڈھونڈھکر کشیدگی کا اظہار کرے اور جنگ و جدال کا دروازہ کھولے، اسوقت بادشاہ سلامت پر مقاومت ذرا دشوار ہو جائیگی، سلطان محمود یہ سنکر تاؤ میں آگیا

Marfat.com

اور عراق کی روانگی کا عزم کیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے نرمی اور ملاطفت سے روکنا چاہا اور یہ کہلا بھیجا کہ "بالفعل آپ عراق کا عزم فسخ کر دیجئے، اس اطراف کی ویرانی اور بربادی بیحد بڑھ گئی ہے۔ جب ویرانی، آبادی سے اور گرانی غلہ ارزانی سے تبدیل ہو جائے تو اس قصد کو پورا کیجئے گا"، سلطان محمود نے نفس الامر کا خیال نہ کیا بلکہ بر نقش زکوئی کے پیدا کئے خیال کی اس نے تصدیق کر لی اور نہایت عجلت سے بغداد کی جانب کوچ کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی معہ اپنے اہل و عیال اور اولاد خلفاء، پیادہ پا دارالخلافت بغداد سے ماہ ذی القعدہ سنہ ۵۲۰ھ میں غربی بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اہل بغداد خلافت مآب کی جدائی کی تاب نہ لا سکے زار زار رونے لگے۔ یہ خبر سلطان محمود تک پہونچی، بیحد شاق گزرا، خلافت آب کی خدمت میں دارالخلافت میں واپس جانے کا پیام بھیجا، خلافت مآب نے وہی شرط پیش کی، سلطان محمود کو اس شرط کے پیش کرنے سے غصہ آگیا۔ تیزی سے بغداد کی جانب بڑھا۔ خلیفہ مسترشد غربی بغداد میں قیام پذیر ہوا اور خادم عفیف کو بسرکردگی فوج، سلطان محمود کے نائب السلطنت کو روکنے کی غرض سے واسط روانہ کیا، سلطان محمود کی طرف سے عماد الدین زنگی والی بصرہ مقابلہ پر آیا، عفیف کو ہزیمت دی، عفیف کا لشکر پامال کیا گیا بہتیرے قتل اور قید کئے گئے، خلیفہ مسترشد نے کشتیاں جمع کرائیں، قصر خلافت کے دروازہ بند کرا دیئے اور دربان ابن صاحب کو محلسرائے خلافت کی حفاظت پر متعین کیا۔

۲۰- ذی الحجہ سنہ مذکور میں سلطان محمود معہ اپنے جاہ و حشم بغداد میں داخل ہوا، باب شماسیہ میں قیام کیا خلیفہ مسترشد سے واپسی اور صلح کا نامہ و پیام کرنے لگا، خلیفہ مسترشد انکاری جواب دے رہا تھا۔ دونوں فوجوں میں ایک روز چل گئی، سلطان محمود کی فوج کا ایک دستہ محلسرائے خلافت میں گھس گیا تاج خلافت کو لوٹ لیا۔ یہ واقعہ یکم محرم سنہ ۵۲۱ھ کا ہے۔ باشندگان بغداد کو اس سے سخت غصہ اور اشتعال پیدا ہوا "جہاد" "جہاد" چلا اٹھے،

Marfat.com

لڑکے، جوان اور بوڑھے تلواریں نیام سے کھینچ کر نکل پڑے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی بھی پردہ سے نکل آیا، بلند آواز سے "یا آل ہاشم" "یا آل ہاشم" پکارنے لگا، طبل اور بگل بجنے لگا۔ دجلہ پر پل فوراً بنا دیا گیا۔ ایک ہلہ میں سب کے سب اوتر آئے۔ سلطان محمود کا لشکر، محلسرائے خلافت، امراء اور وزراء کے مکانوں کے لوٹ میں مصروف ہوا۔ محلسرائے خلافت کے تہ خانہ میں ایک ہزار سپاہی چھپے تھے ان لوگوں سے ضبط نہ ہو سکا نکل پڑے، سلطان محمود کے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کیا، عوام الناس نے سلطان محمود کے وزیروں، امیروں اور حاشیہ نشینوں کے مکانات کو لوٹ لیا۔ ایک گروہ کثیر کام آگیا۔ بعد اسکے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے تیس ہزار جنگ آوران اہل بغداد و سوار کے ساتھ شرقی بغداد کی طرف عبور کیا۔ سلطانی لشکر کی مدافعت اور بغداد سے نکال باہر کرنے پر کمر باندھی، بغداد کے اردگرد خندقیں کھدوائیں، سلطانی لشکر پر شبخون اور حملہ کا تہیہ کیا، ابو الہیجاء کردی والی اربل نے مخالفت کی۔ اسی اثناء میں عماد الدین زنگی، بصرہ سے عظیم لشکر لئے ہوئے براہ خشکی اور دریا سلطان محمود کی کمک کو پہونچ گیا، اہل بغداد کے چھکے چھوٹ گئے، ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا، حملہ اور شبخون کے منصوبے ہوا ہو گئے، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بھی لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ باہم مصالحت ہو گئی، سلطان محمود نے اہل بغداد کی خطائیں معاف کر دیں۔ ۱۰ ربیع الآخر ۵۲۱ھ ہجری تک بغداد میں قیام پذیر رہا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ہتھیار، گھوڑے اور بہت سا مال ہدیۃً سلطان محمود کو دیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن اقسنقر کو بوجہ کفایت شعار اور سیاست داں ہونے کے بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا اور ہمدان کی جانب مراجعت کر دی۔

وزیر ابو القاسم کی معزولی اور بحالی

چونکہ وزیر السلطنت ابو القاسم علی بن ناصر شادی کی امراء دولت نے سلطان محمود سے جا و بیجا شکائتیں کیں، علاوہ اوزالزامات کے

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے سازش کرنے کا الزام بھی لگایا تھا کیونکہ سلطان محمود اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے صلح کرانے میں زیادہ کوشش کر رہا تھا اسوجہ سے اثنار سفر ہمدان میں سلطان محمود نے وزیر السلطنت ابو القاسم کو گرفتار کرکے قید کر دیا شرف الدولہ انوشیروان بن خالد کو بغداد سے طلب فرمایا، ماہ شعبان سنہ مذکور میں بمقام اصفہان باریاب ہوا، سلطان محمود نے عہدہ وزارت عطا کیا۔ دس مہینہ وزارت کی، پھر معزول کر دیا گیا۔ بغداد واپس آیا۔ اس تبدیلی پر بھی وزیر سابق ابو القاسم قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔ جب سلطان سنجر، رے میں آیا تو اس نے وزیر سابق ابو القاسم کو جیل سے نکال کر سلطان محمود کی وزارت پر آخری ۵۲۲ھ میں مقرر کیا۔

عزالدین ابن برسقی کی وفات عماد الدین زنگی کی صوبہ موصل کی گورنری

صوبہ موصل پر قابض ہونے سے عزالدین ابن برسقی کا رعب داب اور جاہ و جلال بڑھ گیا، قوت اور شوکت جیسا کہ چاہئے حاصل ہوگئی، بلاد شام پر قبضہ و تصرف کی ہوس پیدا ہوئی۔ سلطان محمود سے اجازت حاصل کرکے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ رحبہ پر پہونچکر محاصرہ ڈالا اور قابض ہوا۔ حکومت کی نوبت نہ آئی۔ قبضہ کے بعد ہی مرگیا۔ سارا لشکر تتر بتر ہوگیا، تجہیز و تکفین سے غافل ہوگیا۔ بعد اسکے دفن کیا گیا۔ اسکا لشکر موصل واپس آیا۔

عزالدین کی وفات کے بعد عنان حکومت اسکے مملوک جاولی کے قبضہ میں آئی۔ اس نے عزالدین کے چھوٹے بھائی کو بجائے عزالدین کے کرسی امارت پر بٹھایا سند حکومت حاصل کرنے کی غرض سے قاضی بہاء الدین ابو الحسن علی شہرزوری اور صلاح الدین محمد باغیانی امیر صاحب برسقی کو عرضداشت لیکر سلطان محمود کی بارگاہ میں بھیجا۔ یہ دونوں بغرض مشورہ نصیر الدین جعفر (عماد الدین زنگی کا مملوک تھا) کے پاس گئے (صلاح الدین اور نصیر الدین سے رشتہ مصاہرت کا تھا) نصیر الدین نے کہا "تم لوگ بڑے ناسمجھ ہو، کیا تم جاولی کی حرکات سے ناواقف ہو، وہ بڑا چلتا پرزہ ہے، کیا تم اسکی اطاعت

Marfat.com

بطیب خاطر منظور و پسند کروگے۔ بہتر یہ ہے کہ عماد الدین زنگی کو طلب کرکے صوبہ موصل کی گورنری پر متعین کئے جانے کی درخواست کرو،، اس مشورہ کے مطابق دونوں وزیر السلطنت شرف الدین انوشیرواں بن خالد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا ،،جزیرہ اور شام پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگیا ہے، حدود ماردین سے عرش مصر تک عیسائیوں کے قبضہ میں ہے، برسقی ایک شجاع اور با تدبیر شخص تھا وہ عیسائیوں کے فریب اور مکاید سے خوب واقف تھا اور انکے روک تھام کو کافی تھا۔ اسکا انتقال ہوگیا ہے، بجائے اسکے جو مقرر کیا گیا ہے وہ ایک چھوکڑا ہے، صوبہ موصل کی حکومت کے لئے ایک تجربہ کار، جنگ آزمودہ اور امور سیاسی کا واقف کار شخص ہونا چاہئے جو عیسائیوں کو ان شہروں سے مار کر بھگائے۔ ہم لوگ آپکی خدمت میں یہی عرض کرنے آئے ہیں، آئندہ آپکو اختیار ہے،، وزیر السلطنت نے ان دونوں کے معروضات کو بارگاہ سلطانی میں پیش کیا۔ سلطان نے ان دونوں کو باریاب ہونے کا حکم دیا، حاضر ہوئے، مشورہ ہونے لگا، ارا کین دولت میں سے ایک گروہ نے عماد الدین زنگی کے حق میں رائے دی، قاضی بہاء الدین اور صلاح الدین نے بنظر خوشنودی، عماد الدین زنگی کی طرف سے بطور نذر رقم کثیر شاہی خزانہ میں داخل کی، سلطان نے بوجہ کفایت شعاری اور شجاعت عماد الدین زنگی کو صوبہ موصل کا گورنر مقرر کیا۔ بجائے اسکے افسری پولیس عراق مجاہد الدین بہروز والی تکریت کو عنایت کی۔

عماد الدین زنگی منشور شاہی لیکر موصل روانہ ہوا۔ پہلے بوازیج پہونچا، قبضہ کیا، پھر موصل کی طرف کوچ کیا۔ جاولی کو اسکی خبر لگی۔ ذرا بھی چون وچرا نہ کی، باظہار اطاعت موصل سے نکل کر استقبال کیا اور اسکے رکاب میں موصل واپس آیا۔ عماد الدین زنگی ماہ رمضان ۵۲۱ھ میں داخل موصل ہوا۔ موصل کا نظم ونسق کرنے لگا۔ جاولی کو رحبہ کی حکومت دیکر رجبہ روانہ کیا، نصیر الدین جعفر کو قلعہ موصل پر معہ اور دیگر قلعات کے حاکم بنایا، صلاح الدین محمد باغیسیان کو امیر حاجب کا عہدہ عنایت کیا اور قاضی بہاء الدین شہرزوری کو اپنے کل بلاد

Marfat.com

محروسہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ قاضی بہاء الدین کو علاوہ مال و زر کے جاگیر دی مناصب دیئے۔ ہر کام میں اس سے مشورہ لیتا، بلا مشورہ کوئی کام چھوٹا یا بڑا نہ کرتا تھا۔

موصل کے انتظام سے فارغ ہو کر قبضہ کی غرض سے جزیرہ ابن عمر کی طرف قدم بڑھایا۔ برسقی کا خادم، جزیرہ کا فرمانروا تھا۔ مقابلہ پر آیا۔ جنگ چھڑ گئی۔ لیکن دونوں فریق کے درمیان میں دجلہ حائل تھا جس سے عماد الدین زنگی کو کامیابی نہ ہوتی تھی۔ عماد الدین زنگی کو یہ تعویق پسند نہ آئی لشکر کو حکم دیا کہ "گھوڑے دجلہ میں ڈال دو اور کمال تیزی سے دجلہ کو عبور کر کے حریف سے میدان لے لو"۔ چنانچہ عماد الدین زنگی اور نیز اسکے لشکر نے دجلہ میں گھوڑے ڈال دیئے۔ رکاب سے رکاب ملائے بات کی بات دجلہ عبور کر کے زلاقہ[1] پر قبضہ کر لیا۔ حریف کی ایک پیش نہ گئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد حریف کو ہزیمت ہوئی۔ جزیرہ میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ فتحمند گروہ نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے حملہ پر حملہ شروع کر دیا۔ بالآخر محصوروں نے امان کا جھنڈا بلند کیا۔ امن کی درخواست پیش کی۔ قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ عماد الدین زنگی نے قبضہ کر لیا۔

اس مہم سے فارغ ہو کر عماد الدین زنگی نے نصیبین کو سر کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔ نصیبین حسام الدین تمرتاش بن ابو الغازی والی ماردین کے قبضہ میں تھا۔ عماد الدین زنگی نے پہونچ کر محاصرہ ڈالا۔ حسام الدین نے اپنے چچازاد بھائی رکن الدولہ داؤد بن سکمان (سقمان) بن ارتق والی قلعہ کیفا کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امداد کی درخواست کی، رکن الدولہ نے بذات امداد و حمایت پر کمر باندھی۔ فوجیں فراہم کرنے لگا، حسام الدین تمرتاش نے ماردین سے اہل نصیبین کو تسفی آمیز خط لکھا اور امید دلائی کہ پانچ دن کے اندر تمہاری کمک پر لشکر عظیم پہونچ جائے گا،

---

[1] زلاقہ اس میدان کا نام ہے جو دریائے دجلہ اور جزیرہ کے درمیان میں تھا۔ اہل جزیرہ نے حملہ آور فریق کو کمال جد و جہد سے عبور کرنے سے روکا۔ کامیاب نہ ہوئے۔ پھر بعد عبور زلاقہ میں جنگ ہوئی۔ ہزیمت اٹھا کر شہر میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۵ مطبوعہ لیدن

عماد الدین زنگی کا لشکر نصیبین کا محاصرہ کئے تھا۔ قاصد جا نہیں سکتا تھا اس وجہ سے یہ خط ایک پرند[1] کے بازو میں باندھکر نصیبین کی طرف چھوڑ دیا۔ اتفاق سے عماد الدین زنگی کی فوج میں سے کسی سپاہی نے اس طائر کو پکڑ لیا۔ بازو میں خط بندھا پایا۔ اپنے سردار عماد الدین زنگی کے پاس لایا۔ عماد الدین زنگی نے پڑھا، قلم خاص سے لکھدیا "بجائے پانچ یوم کے بیس یوم تک کی مہلت ہے"، اور طائر کے بازو میں باندھکر چھوڑ دیا۔ اہل نصیبین نے حسام الدین کا خط پڑھا، عماد الدین زنگی کا لکھا ہوا دیکھکر بدحواس ہو گئے۔ بیس دن بانتظار امداد ٹھہرے رہے۔ اس اثنار میں عماد الدین زنگی نے بھی کوئی حملہ نہ کیا۔ اکیسویں دن اہل نصیبین نے امن کی درخواست کی، عماد الدین زنگی نے امن کے ساتھ شہر پر قبضہ کیا

قبضہ نصیبین کے بعد عماد الدین زنگی نے سنجار کا قصد کیا۔ اہل سنجار نے مصالحت کر لی، عماد الدین زنگی نے سنجار پر قبضہ کرکے خابور کو سر کرنے کی غرض سے ایک لشکر روانہ کیا خابور بھی سر ہو گیا حران کی طرف بڑھا۔ اہل حران نے حاضر ہو کر اطاعت کی گردن جھکا دی، الرہا، سروج بیرہ اور اسکے ملحقات عیسائی حکمرانوں کے قبضہ میں تھے، جو سلین عیسائی والی الرہا ان مقامات کا فرمانروا تھا۔ عماد الدین زنگی نے اس سے مراسلت کرکے عارضی صلح کر لی تاکہ بلاد مقبوضہ و مفتوحہ کا انتظام درست کرکے باطمینان تمام اس مہم کو پورا کرے جسکا قصد اس نے کیا تھا اور جس غرض کے لئے اسکو موصل کی گورنری عطا ہوئی تھی †

ماہ محرم ۵۲۲ھ میں عماد الدین زنگی نے فرات کو حلب کی جانب عبور کیا، عز الدین

---

[1] پرند کا نام کسی مورخ نے نہیں لکھا غالباً کبوتر ہوگا یہی جانور اس زمانہ میں نامہ بری کا کام دیتا تھا۔

† عماد الدین زنگی نے ان مقامات کو مسلمان حکمرانوں سے اسوجہ سے چھینا کہ وہ عیسائیوں کو ملک شام اور جزیرہ سے اسوقت تک نہیں نکال سکتا تھا جب تک کہ یہ مقامات اور بلاد اسکے قبضہ میں نہ آجاتے علاوہ برایں ان اسلامی حکمرانوں کا عدم و جود دونوں برابر تھا۔ یہ عیسائیوں سے دبے تھے، کمزور پڑتے تھے۔ بعض بعض اُسکو خراج دیتے تھے۔ اُنکی اطاعت کو باعث فلاح سمجھتے تھے۔

Marfat.com

مسعود بن آقسنقر برسقی جسوقت حلب سے اپنے باپ کے قتل کے بعد موصل روانہ ہوا تھا۔ اپنے امرار دولت سے قرمان نامی ایک امیر کو مقرر کیا تھا، تھوڑے دنوں بعد قرمان کو معزول کرکے قطلغ ابہ کو مامور کیا۔ قطلغ ابہ عزالدین کا منشور لے حلب پہونچا، قرمان نے چارج نہ دیا اور یہ کہا کہ مجھ سے اور عزالدین سے کچھ اشارات طے ہوئے ہیں جب تک میں انکو اسکے منشور میں نہ دیکھ لونگا حلب کی حکومت سے دست بردار نہ ہونگا قطلغ ابہ ان اشارات کو حاصل کرنے کے لیئے عزالدین مسعود کی خدمت میں واپس ہوا۔ رحبہ پہونچا تو عزالدین مسعود کا انتقال ہوچکا تھا۔ حلب کی جانب پھر لوٹا، فضائل بن بدیع اور سرداران حلب نے قطلغ ابہ کی اطاعت قبول کی اور قرمان کو ایک ہزار دینار دیکر برطرف کیا۔ قطلغ ابہ نے قلعہ حلب پر نصف (۱۵ جمادی الآخر) ۵۲۱ھ میں قبضہ کیا، قبضہ کرنا تھا کہ دماغ پھر گیا۔ ظلم، تعدی، بداخلاقی اور متروکات پر دست درازی شروع کردی، اوباشوں اور مفسدوں کی بن آئی، یہی اسکے درباری اور ہمنشین بنے، اسوجہ سے عوام اور خواص کے قلوب برہم ہوگئے۔ بدرالدولہ سلیمان بن عبدالجبار بن اتلق حلب کا سابق فرمانروا جس نے ترک حکومت کی تھی موجود تھا۔ اہل شہر اسکے پاس گئے قطلغ ابہ کے مظالم کی شکایت کی اور اسکے ہاتھ امارت کی بیعت کرکے قطلغ ابہ پر حملہ کیا قطلغ ابہ قلعہ بند ہوگیا۔ اہل حلب نے محاصرہ کیا، مہیار والی منبج اور حسن والی مراغہ اہل شہر اور قطلغ ابہ سے مصالحت کرانے کو آیا۔ لیکن مصالحت نہ ہوئی۔ عیسائیوں کو اسکی خبر لگی۔ منہہ میں پانی بھر آیا حلب پر قبضہ کی طمع دامنگیر ہوئی، اہل حلب اور قطلغ ابہ کے باہمی جھگڑے سے فائدہ اٹھانا چاہا جوسلین والی الرہا فوج نظام اور عیسائی مجاہدوں کو لیئے حلب پر آپہونچا، اہل حلب نے زرتاوان دیکر جوسلین کو واپس کیا، انطاکیہ کا عیسائی بادشاہ اپنی فوج لیئے پہونچ گیا۔ آخری سنہ مذکور تک حلب کا محاصرہ کیئے رہا اور اہل حلب قلعہ حلب کا حصار کیئے رہے۔ پس جب عمادالدین زنگی موصل، جزیرہ اور شام کا حکمراں ہوا، اہل حلب مطیع ہوگئے

Marfat.com

بدر الدولہ سلیمان اور قطلغ ابہ، عماد الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہونے کو موصل روانہ ہوا۔ حسن قراقوس حلب کا عارضی حکمراں مقرر ہوا بعد چند روز کے عماد الدین زنگی کی طرف سے صلاح الدین باغیسیانی ایک فوج لیکر حلب آیا۔ قلعہ پر قبضہ کیا۔ شہر کا انتظام درست کیا۔ اسکے بعد عماد الدین زنگی معہ اپنے لشکر ظفر پیکر، حلب کی طرف روانہ ہوا۔ اثنار سفر میں منبج اور مراغہ پر قبضہ حاصل کرتا ہوا حلب پہونچا۔ امرار لشکر اور سپاہیوں کو جاگیریں دیں قطلغ ابہ کو گرفتار کرکے بدر الدولہ سلیمان کو حوالہ کر دیا، بدر الدولہ سلیمان نے قطلغ ابہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں قطلغ ابہ مرگیا، پھر بدر الدولہ سلیمان، عماد الدین زنگی سے متوحش و متنفر ہوا۔ چھپ کر قلعہ جعبر بھاگ گیا عماد الدین زنگی نے حکومت حلب پر ابو الحسن علی بن عبد الرزاق کو مامور کیا۔

سلطان سنجر کا رے میں سلطان محمود کا بغداد میں ورود

ملک طغرل اور دُبیس، سلطان سنجر کی خدمت میں بمقام خراسان حاضر ہوا، دُبیس نے عراق پر قبضہ کی ترغیب دی، اور یہ ذہن نشین کیا کہ مسترشد باللہ عباسی خلیفہ بغداد اور سلطان محمود آپکی روک تھام اور مزاحمت پر متفق ہوگئے ہیں، سلطان سنجر اس دم پٹی میں آگیا، عراق کی طرف روانہ ہوا۔ رے میں پہونچکر سلطان محمود کو طلبی کا خط لکھا (سلطان محمود اُسوقت ہمدان میں تھا) سلطان محمود نہایت عجلت سے طے مسافت کرکے سلطان سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا، سلطان سنجر نے اپنی فوج کو استقبال کا حکم دیا، اپنے برابر تخت پر بٹھایا، آخری ۵۲۲ھ تک سلطان سنجر کی خدمت میں رہا، بعد اسکے سلطان سنجر نے خراسان کی جانب اور سلطان محمود نے ہمدان کی طرف مراجعت کی، بوقت مراجعت سلطان سنجر نے سلطان محمود کو ہدایت کی کہ دُبیس کو اسکے شہر کی طرف واپس کر دینا۔

بعد اسکے سلطان محمود، عراق روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ بغداد کے قریب پہونچا، وزیر السلطنت نے استقبال کیا ۹ محرم ۵۲۳ھ میں دار الخلافت بغداد میں داخل

Marfat.com

ہوا۔ دُبیس نے حاضر ہو کر ایک لاکھ دینار پیش کئے، گورنری موصل کی درخواست کی، عماد الدین زنگی تک یہ خبر پہونچی، ایک لاکھ دینار اور بہت سے ہدایا و تحایف لیکر بارياب ہوا۔ شاہی دربار میں پیش کیا، سلطان محمود نے عماد الدین زنگی کو خلعت دی اور موصل واپس جانے کا ارشاد فرمایا، نصف سنہ مذکور (ماہ جمادی الاخرہ) میں بغداد سے روانہ ہوا۔ مجاہد الدین بہروز کو بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا، حلہ کی حکومت عنایت کی۔

سلطان محمود کی وفات داؤد کی تخت نشینی

سلطان محمود نے اپنی وفات سے پیشتر چند اراکین دولت کو (جسمیں عزیز الدین ابو نصر احمد بن حامد مستوفی، امیر انوشتکین معروف بہ شیر گیر اور اسکا لڑکا عمر تھا) وزیر السلطنت ابو القاسم الشابادی کے کہنے سے گرفتار کر کے قتل کیا۔ بعد اسکے بیمار ہوا، انتقال کیا، †

وزیر السلطنت ابو القاسم اور اتابک آقسنقر احمدیلی نے متفق ہو کر سلطان محمود کے بیٹے "داؤد" کو تخت حکومت پر بٹھایا، بیعت کی، صوبجات جبل اور آذربائیجان میں سلطان داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

جنگ سلطان مسعود و سلطان داؤد

سلطان محمود کے مرنے کے بعد اسکا بھائی سلطان مسعود جرجان سے تبریز آیا۔ قبضہ کر لیا، سلطان داؤد کو اسکی اطلاع ہوئی ماہ ذی القعدہ ۵۲۵ھ میں ہمدان سے روانہ ہوا۔ ماہ محرم ۵۲۶ھ میں تبریز پہونچکر محاصرہ کیا۔ لڑائی ہوئی، پھر باہم دونوں نے مصالحت کی، سلطان داؤد نے محاصرہ اٹھا لیا، سلطان مسعود تبریز سے ہمدان چلا آیا۔ عماد الدین زنگی گورنر موصل سے مراسلت

† سلطان محمود کی عمر بوقت وفات ۲۹ سال کی تھی، ۱۲ برس ۵ مہینہ ۲۰ یوم حکمرانی کی شوال ۵۲۵ھ میں وفات پائی حلیم، کریم اور عقلمند تھا۔ ناگوار باتیں سنتا اور باوجود قدرت کے سزا نہ دیتا تھا، طمعی نہ تھا، متقی تھا، امراء و اراکین دولت کو رعایا کے مال پر دست درازی سے روکتا تھا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۴ مطبوعہ لیڈن

Marfat.com

شروع کی، امداد کا خواستگار رہوا، عماد الدین زنگی نے امداد کا وعدہ کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دربار خلافت میں عرضداشت بھیجی، بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی، سلطان داؤد نے بھی قبل اسکے اسی قسم کی درخواست دربار خلافت میں پیش کی تھی، خلافت مآب نے دونوں کی درخواست نامنظور فرمائی، اور یہ تحریر فرمایا کہ خطبہ میں صرف سلطان سنجر کا نام پڑھا جائیگا۔ اور خفیہ طور پر سلطان سنجر کو لکھ بھیجا کہ تم کسی کے نام کو خطبہ میں داخل کرنے کی اجازت نہ دینا۔ صرف تمہارا ہی نام کا خطبہ پڑھا جاے گا، سلطان سنجر کو اس تحریر کی وجہ سے ایک بہترین موقع انکار کا مل گیا۔

سلطان مسعود کو عماد الدین زنگی کے وعدۂ امداد سے بہت بڑی تقویت ہوئی، لشکر فراہم کرکے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ لیکن اسکے پہونچنے پہلے اسکا بھائی سلجوقی شاہ دارالخلافت بغداد میں پہونچ گیا، شاہی محلسرا میں قیام کیا۔ اتابک قراجا ساقی والی فارس وخوزستان معہ فوج عظیم رکاب میں تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی عزت واحترام سے پیش آیا۔ اپنی حمایت وامداد کا عہدہ اور حلف لے لیا۔

سلطان مسعود نے بوقت روانگی بغداد، عماد الدین زنگی کو بغداد آنے کو لکھا تھا۔ چنانچہ عماد الدین زنگی موصل سے بغداد روانہ ہوا۔ اور سلطان مسعود کوچ وقیام کرتا عباسیہ خالص پہونچا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلجوقی شاہ کی فوجیں اسکے مقابلہ پر آئیں اور قراجا ساقی عماد الدین زنگی کی مدافعت کو روانہ ہوا، مقام معشوق میں بڈھیڑ ہوئی، قراجا ساقی نے عماد الدین زنگی کو شکست دی، اسکے بہت سے ہمراہیوں کو گرفتار کرلیا، عماد الدین زنگی ہزیمت اٹھاکر تکریت کی طرف بھاگا، نجم الدین ایوب (ملوک ایوبیہ کا مورث اعلیٰ) حاکم تکریت نے عبور کے لئے کشتیاں فراہم کیں چنانچہ عماد الدین زنگی دجلہ عبور کرکے موصل چلا گیا

لہ نجم الدین ایوب سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کا باپ ہے۔ اسی حسن خدمت سے عماد الدین زنگی نے نجم الدین ایوب کو اپنے ارکین دولت میں شامل کرلیا جس سے آیندہ اسکے بیٹے صلاح الدین یوسف کو ملک مصر وشام پر قبضہ کا موقع ملا۔

سلطان مسعود، عباسیہ خالص سے ملکیہ پہونچا، سلجوق شاہ کا مقدمۃ الجیش سلطان مسعود کے مقدمۃ الجیش سے بھڑ گیا، لڑائی شروع ہوگئی۔ سلجوق شاہ کی طلبی پر قراجاسا قی نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے آگیا، سلطان مسعود عماد الدین زنگی کی ہزیمت سے مطلع ہوکر ہمت ہار گیا۔ لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی خدمت میں کہلا بھیجا "میرا چچا سلطان سنجر رے پہونچ گیا ہے عنقریب بغداد پہونچا چاہتا ہے"۔ اگر مجھے حکم دیں تو میں اسکی مدافعت کو عراق روانہ ہوں، کامیابی کے بعد عراق خلافت مآب کا مقبوضہ قرار پائے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ سلطنت کی عنان میرے قبضہ میں رہے اور سلجوق شاہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک ہوگا"، خلافت مآب نے ان شرائط کو منظور فرما لیا۔ فریقین نے قسمیں کھائیں، سلطان مسعود خوشی سے اچھلتا کودتا دار الخلافت میں داخل ہوا۔ محلسرائے شاہی میں قیام کیا اور سلجوق شاہ دار الشحنہ (انسپکٹر جنرل پولیس) کے مکان میں ٹھہرا۔

جنگ سلطان مسعود و سلطان سنجر، ملک طغرل کی تخت نشینی

بعد انتقال سلطان محمود، سلطان سنجر خراسان سے صوبجات جبل کی طرف روانہ ہوا ملک طغرل (اسکا بھتیجہ، سلطان محمد کا بیٹا) ہمراہ تھا رفتہ رفتہ رے پہونچا، ذرا دم لے کے رے سے ہمدان کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے بھی روک تھام اور مدافعت کی غرض سے کوچ کیا، قراجاسا قی اور سلجوق شاہ ہمراہ تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ان لوگوں کے ساتھ چلنے کا عزم نہیں کیا تھا اسوجہ سے روانگی میں تاخیر کی۔ سلطان مسعود نے سلجوق شاہ نے خلافت مآب کی خدمت میں قراجاسا قی کو روانہ کیا۔ چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی، خالفین کی طرف روانہ ہوا۔ خالفین پہونچکر قیام کیا، سلطان سنجر کے نام کا خطبہ عراق سے موقوف کر دیا گیا۔

چونکہ سلطان سنجر نے دُبیس اور عماد الدین زنگی کو ملا لیا تھا۔ دُبیس کو حلہ اور عماد الدین زنگی کو بغداد کی پولیس افسری دینے کا وعدہ کیا تھا اسوجہ سے دُبیس اور عماد الدین زنگی میدان

Marfat.com

خالی دیکھ کر بغداد پر قبضہ کرنے کو بڑھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو اسکی خبر لگی۔ ان دونوں سے میل جول کی غرض سے بغداد کی طرف مراجعت کی، سلطان مسعود اور اس کا بھائی سلجوق شاہ، سلطان سنجر سے جنگ کو روانہ ہوا لیکن سلطان سنجر کی کثرت فوج نے آگے بڑھنے سے روک دیا، سلطان سنجر ایک شب و روز کی مسافت طے کر کے قریب پہونچا سلطان مسعود، دینور واپس آیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے انتظار میں جنگ کو بھیلدو حوالہ ٹال رہا تھا۔ لیکن جب کوئی موقع جنگ کو ٹالنے کا باقی نہ رہا تو تن بتقدیر مقابلہ پر آیا۔ عوران، نواح دینور میں دونوں حریف صف آرا ہوئے، قراجاساقی نے سلطان سنجر پر حملہ کیا، معرکہ کارزار نہایت سختی سے گرم ہوگیا، قراجاساقی کو کئی زخم لگے، سلطان سنجر کی فوج نے دفعتہً حملہ کر کے قراجاساقی کے رکاب کے لشکر کو گھیر لیا۔ بہت سے ہمراہی مارے گئے قراجاساقی گرفتار ہوگیا۔ سلطان مسعود کو ہزیمت ہوئی۔ اسکے سرداران و اکابران دولت بہتیرے کام آئے سلطان مسعود کے ہمراہیوں میں سے قزل نامی ایک سردار میدان جنگ سے پہلے بھاگا، اسکا بھاگنا دیکھ کر فوج بھی بھاگ نکلی۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۲۶ھ کا ہے۔ †

کامیابی کے بعد سلطان سنجر نے سلطان مسعود کے خیمہ میں قیام کیا، قراجاساقی پا بزنجیر

† اس لڑائی میں سلطان سنجر کے میمنہ میں ملک طغرل (سلطان سنجر کا بھتیجا) قماج اور ایرایران۔ میسرہ میں خوارزم شاہ اتسز بن محمد اور چند امراء لشکر اور قلب لشکر میں خود سلطان سنجر تھا۔ ایک لاکھ سوار رکاب میں تھے جسمیں سے دس ہزار سوار قلب میں تھے۔ کالی کالی پہاڑیوں (ہاتھی) کا ایک جھنڈ آگے تھا۔

ملک مسعود کے میمنہ میں قراجاساقی اور ایرقزل۔ میسرہ میں برقش زکوئی اور یوسف جاوشی تھا۔ قراجاساقی نے سلطان سنجر کے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ ملک طغرل اور خوارزم شاہ سرداران میمنہ و میسرہ نے چکر کاٹکر قراجاساقی کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ قراجاساقی محاصرہ میں آگیا۔ ہاتھ پاؤں بہت کچھ مارے، کامیاب نہ ہوا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۷۷، ۴ مطبوعہ لیڈن۔

Marfat.com

بہ زنجیر پیش ہوا سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیا گیا، بعد اسکے سلطان مسعود باریاب ہوا۔ سلطان سنجر نے گلے سے لگایا، عزت کی، اور گنجہ کی حکومت پر واپس کیا، تمام ممالک محروسہ سلجوقیہ میں ملک طغرل بن سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ حکومت و سلطنت پر متمکن ہوا، سلطان محمود کے وزیر ابوالقاسم الشاباذی کو قلمدان وزارت سپرد ہوا، آخری ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں چچا اور بھتیجے نے نیشاپور کی جانب مظفر و منصور معاودت کی

سلطان داؤد کی ہزیمت ملک طغرل کا حکومت پر قبضہ

تم ابھی پڑھ آئے ہو کہ سلطان سنجر نے بعد کامیابی اپنے بھتیجہ ملک طغرل کو سریر حکومت پر متمکن کیا، ملک طغرل نیشاپور سے ہمدان چلا آیا اور سلطان سنجر سے سنکر کہ والی ماوراء النہر احمد خاں باغی ہو گیا ہے بغرض اصلاح و سرکوبی خراسان کی طرف روانہ ہوا اور چندے اسکو ان معاملات کے سلجھانے میں مصروف رہنا پڑا۔ ملک داؤد کو موقع مل گیا۔ آذربائیجان اور گنجہ میں حکومت خودسری کا جھنڈا بلند کیا فوجیں فراہم کیں، ملک گیری کا حوصلہ بڑھا۔ ہمدان کی طرف کوچ کیا، برتقش زکوئی اتابک آقسنقر احمدیلی، اور طغرل بن برسق اپنی اپنی فوجیں لئے رکاب میں تھا۔ ملک طغرل کو اسکی اطلاع ہوئی، فوج مرتب کر کے میدان میں آیا۔ ملک داؤد کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ سبب یہ ہوا کہ برتقش زکوئی کی حرکات اور ہیجا کار روائیوں کا فوج کو احساس ہو گیا، ترکمانوں نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آقسنقر اتابک بھاگ گیا ملک داؤد کو ہزیمت ہوئی۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۹ھ کا ہے۔

ملک داؤد بعد ہزیمت ماہ ذی القعدہ میں دارالخلافت بغداد پہونچا۔ اتابک آقسنقر ساتھ تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے عزت و احترام سے شاہی محلسرا میں ٹھہرایا۔

سلطان مسعود کی دوبارہ سلطنت اور ملک طغرل کی ہزیمت

سلطان مسعود کا اپنے چچا سلطان سنجر سے ہزیمت پانے، سلطان مسعود کا گنجہ واپس جانے، ملک طغرل کی تخت نشینی، سلطان داؤد کی لڑائی و ہزیمت بعدہ سلطان داؤد کا بغداد جانے کے واقعات

ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

جسوقت سلطان مسعود کو سلطان داؤد کی شہر بیمت اور روانگی بغداد کا حال معلوم ہوا سامان سفر درست کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ سلطان داؤد نے اس سے مطلع ہو کر بغداد سے نکل کر پڑے "پیاک سے استقبال کیا گھوڑے سے اوتر کر زمیں بوسی کی۔ ماہ صفر ۵۲۷ھ میں سلطان مسعود دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا، شاہی محلسرا میں قیام کیا، سلطان مسعود اور سلطان داؤد کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔ پھر دونوں نے متفق ہو کر آذربایجان پر حملہ کا تہیہ کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امداد حاصل کرنے اور فوج بھیجنے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے درخواست منظور فرمائی، چنانچہ سلطان مسعود اور سلطان داؤد فوج عظیم کے ساتھ آذربایجان کے سر کرنے کو روانہ ہوا، مراغہ پہونچا، آقسنقر احمدیلی نے مال وزر اور بہت سے خرگاہ سفر نذر کئے، سلطان مسعود نے بلا جدال و قتال صوبہ آذربایجان پر قبضہ کر لیا، حاکم آذربایجان اور اسکی فوج بھاگ گئی۔ شہر آذربایجان میں جا کر قلعہ بند ہوا۔ سلطان مسعود اور سلطان داؤد نے پہونچکر محاصرہ ڈالا۔ لڑائی ہوئی، بالآخر سلطان مسعود فتح نصیب ہوا۔ ایک جماعت محصوروں کی کام آگئی باقی ماندگان بھاگ گئے۔

قبضہ آذربایجان سے فارغ ہو کر سلطان مسعود بقصد جنگ ملک طغرل، ہمدان روانہ ہوا۔ چنانچہ اسکو ہزیمت دیکر ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں ہمدان پر قبضہ کیا۔ ملک طغرل رے چلا گیا۔ پھر رے سے اصفہان واپس آیا۔ بعد اسکے آقسنقر احمدیلی کو ہمدان میں فرقہ باطنیہ کے ایک شخص نے قتل کر ڈالا، کہا جاتا ہے کہ سلطان مسعود نے آقسنقر احمدیلی کو قتل کرایا۔

۱؎ "تاریخ کامل ابن اثیر میں بجائے آذربایجان، "اردبیل" لکھا ہے اور غالباً یہی صحیح ہے کیونکہ وہ منقول عنہ ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۸۴ مطبوعہ لیدن۔

Marfat.com

سلطان مسعود یہ سنکر کہ ملک طغرل اصفہان میں ہے محاصرہ وجنگ کی غرض سے اصفہان روانہ ہوا، ملک طغرل اصفہان چھوڑ کر فارس چلا گیا۔ سلطان مسعود نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل کے تعاقب میں بیضار تک پہونچا۔ ملک طغرل کے بعض سرداران لشکر نے تنگ آ کے سلطان مسعود سے امن حاصل کی، ملک طغرل کو اپنے ہمراہیوں سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا مجھے دھوکا دیکر سلطان مسعود سے جا ملیں، رے کا راستہ اختیار کیا۔ اثنا سفر میں بماہ شوال سنہ مذکور امیر شیر گیر کے غلاموں نے وزیر السلطنت ابو القاسم الشابادی کو قتل کر ڈالا۔ ملک طغرل بحکم ہرکہ بہ تنگ آید بجنگ آید ٹوٹ پڑا سلطان مسعود کے مقابلہ میں صف آرائی کی۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ شدید لڑائی ہوئیں، ملک طغرل کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ حاجب تنکی، ابن بقرا اور اکثر سرداران لشکر گرفتار ہو گئے۔ سلطان مسعود کے سامنے حاجب تنکی اور ابن بقرا پیش کیا گیا سلطان مسعود نے رہا کر دیا، ہمدان واپس آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملک طغرل کی جبل کی جانب معاودت سلطان مسعود کی ہزیمت

ملک طغرل پر فتحیاب ہونے کے بعد سلطان مسعود کو سلطان داؤد بن سلطان محمود کی بدعہدی اور بغاوت کی اطلاع ہوئی، فوراً فوج مرتب کر کے آذربایجان پہونچا اور سلطان داؤد کا قلعہ آذربایجان میں محاصرہ کر لیا[1]..... ملک طغرل نے فوجیں مہیا کر کے سلطان مسعود کے بعض شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سپہ سالاروں کو انتظام کی غرض سے ان شہروں کی حکومت پر متعین کیا۔ سلطان مسعود یہ سنکر آگ بگولا ہو گیا۔ کوچ کا حکم دیا۔ قزوین میں مقابلہ ہوا۔ بوقت مقابلہ ملک طغرل کے وہ سرداران لشکر جو سلطان مسعود سے مل گئے تھے ملک طغرل کے لشکر میں آ ملے۔ اس وجہ سے ملک مسعود کو ہزیمت ہوئی، یہ واقعہ ماہ رمضان سنہ ۵۲۸ھ کا ہے۔

[1] کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔

Marfat.com

ہزیمت کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے بغداد واپس آنے کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے اجازت دیدی، اسوقت سلجوق شاہ (سلطان مسعود کا بھائی) مع لشکر سلاحی نائب السلطنت اصفہان میں قیام پذیر تھا۔ سلطان مسعود کی ہزیمت کی خبر پاکر نہایت تیزی سے قطع منازل کرکے سلطان مسعود سے پیشتر بغداد پہونچ گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے شاہی محلسرا میں ٹھہرایا خلعت وانعام سے سرفراز کیا۔ اسکے بعد سلطان مسعود اور اسکے اکثر مصاحبین بحال پریشان بغداد پہونچے، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے لباس، گھوڑے، الات حرب اور روپیہ دیئے، سلطان مسعود ۱۵ شوال سنہ مذکور میں محلسرائے شاہی میں داخل ہوا۔ اور ملک طغرل نے ہمدان میں قیام کیا

ملک طغرل کی وفات سلطان مسعود کا ہمدان وجبل پر قبضہ

بعد چند دنوں کے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے سلطان مسعود کو ملک طغرل کی مدافعت وجنگ کے لئے ہمدان جانے کا حکم دیا۔ بنفس نفیس اس مہم میں شریک ہونے کا وعدہ فرمایا لیکن سلطان مسعود نے کسی وجہ سے اس حکم کی تعمیل میں تاخیر سے کام لیا۔ بعض امرا اور سرداران لشکر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہوگئے، بعض پر سلطان مسعود کو ملک طغرل سے سازش کا شبہ ہوا۔ سلطان مسعود نے چند لوگوں کو گرفتار کرلیا۔ انکے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ اس سے اوروں کو خوف پیدا ہوا۔ سلطان مسعود کی رفاقت ترک کرکے بھاگ گئے۔ خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود کو ان لوگوں کو واپس لانے کا حکم دیا، سلطان مسعود نے سماعت نہ کی۔ خلیفہ مسترشد کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ دونوں میں کدورت نے جگہ کرلی۔ کشیدگی اور رنجش بڑھ گئی، خلیفہ مسترشد نے امداد واعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس اثنار میں بماہ محرم ۵۲۹ھ ملک طغرل کی وفات کی خبر پہونچی، سلطان مسعود بغداد سے ہمدان روانہ ہوا شرف الدین انوشیروان بن خالد

Marfat.com

کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ شرف الدین کو بغداد سے اپنے ہمراہ لایا تھا۔ رفتہ رفتہ فوجیں آگئیں، ہمدان اور جبل پر قابض ہوگیا۔

جنگ سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد باللہ، خلیفہ مسترشد باللہ کا قتل الراشد کی خلافت

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلطان مسعود میں بزمانہ قیام بغداد اُن امرار کی بدولت رنجش پیدا ہوگئی۔ جو سلطان مسعود کی رفاقت ترک کرکے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہوگئے تھے۔ پھر جب سلطان مسعود بعد انتقال ملک طغرل، ہمدان روانہ ہوا تو ایک گروہ امرار دولت جنمیں برتقش زکوی، قزل، قراسنقر خمارتکین والی ہمدان، عبدالرحمن بن طغایرک اور دُبیس بن صدقہ کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے سلطان مسعود سے علیحدہ ہوکر خوزستان چلا گیا، والی خوزستان "برسقی بن برسق" نے ان لوگوں کی راے سے موافقت کی اور انکا ہمدرد بن گیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امن کی درخواست کی، دربار خلافت میں حاضری کی اجازت چاہی، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے باستثنار دُبیس بن صدقہ کل امرار کو امان دی، نامہ امان لکھ کر سدید الدولہ بن انباری کی معرفت بھیجدیا۔ اسوجہ سے دُبیس بن صدقہ کو اپنے رفقار سے خطرہ ہوا کہ ایسا نہو کہ یہ لوگ مجھے گرفتار کرلیں علیحدہ ہوکر سلطان مسعود کی خدمت میں واپس گیا۔ باقی ماندگان امرار بغداد گئے اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو سلطان مسعود کی جنگ پر پیٹھ ٹھونک کر تیار کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اِن خود غرض امیروں کے کہنے میں آگیا، اِن لوگوں کی عزت و توقیر بڑھائی۔ آخری رجب ۵۲۹ھ میں بقصد جنگ سلطان مسعود، بغداد سے کوچ کیا۔ والی بصرہ اثنار سفر میں بصرہ بھاگ گیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے امان دینے کا وعدہ کیا۔ طلبی کا فرمان بھیجا۔ لیکن والی بصرہ واپس نہ ہوا، اس سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی روانگی میں تاخیر کرنے لگا، غرض سرداروں نے پھر اُبھارا، طرح طرح کا سبز باغ دکھایا۔

Marfat.com

چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کمربستہ ہوکر ماہ شعبان سنہ مذکور میں روانہ ہوا۔ برسق بن برسق اپنی فوج لئے بارگاہ خلافت میں باریاب ہوا۔ اسوقت خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج رکاب کی تعداد سات ہزار سے متجاوز ہوگئی، عراق میں تین ہزار فوج کے ساتھ اپنے خادم "اقبال" کو چھوڑکر آگے بڑھا، اطراف بلاد کے حکمرانوں نے دربار خلافت میں فدویت نامہ روانہ کیا، اطاعت وفرمانبرداری سے پیش آئے۔

ان واقعات کی اطلاع سلطان مسعود کو ہوئی، پندرہ ہزار کی جمعیت سے مقابلہ کو روانہ ہوا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے لشکر کا ایک گروہ یہ سن کر علیحدہ ہوگیا۔ سلطان داؤد بن سلطان محمود نے آذربایجان سے کہلا بھیجا "آپ دینور میں جاکر قیام فرمائیے، یہ جاتا ہوں فوج لیکر آجائے تو مقابلہ کیجیے"، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے توجہ نہ کی بقصد جنگ کوچ کیا۔ عماد الدین زنگی نے موصل سے خلافت مآب کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اتفاق وقت سے نہ پہونچ سکیں اور لڑائی چھڑ گئی۔

۱۰ رمضان سنہ مذکور میں بمقام دایمرج دونوں حریف صف آرا ہوئے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کا میسرہ سلطان مسعود سے مل گیا، میمنہ کو ہزیمت ہوئی، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی گرفتار کرلیا گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے ساتھ وزیر (شرف الدین علی بن طراد زینبی) قاضی القضاۃ بغداد، خلافت مآب کا خزانچی (ابن طلحہ) ابن انباری، خطباء، فقہاء اور شہود گرفتار ہوئے، خلافت مآب ایک خیمہ میں ٹھہرائے گئے انکا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا، وزیر معہ اور چند امراء پابزنجیر قلعہ سرجہان بھیجدیے گئے، بقیہ کو بغداد واپس کیا، سلطان مسعود نے ہمدان کی جانب مراجعت کی، امیر بک اپہ کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کرکے روانہ کیا۔ آخر ماہ رمضان میں وارد بغداد ہوا۔ شاہی غلاموں کا ایک گروہ رکاب میں تھا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا مال واسباب لوٹ

۱؎ اسناد ما بین خطوط ہلالی میں نے تاریخ کامل سے نقل کیا ہے۔ دیکھو جلد ۱۱ صفحہ ۱۵ مطبوعہ لیدن

Marfat.com

لیا۔ بغداد کے عوام الناس کو اس سے صدمہ پہونچا۔ مجتمع ہو کر ہنگامہ کر دیا، بہت سے عوام الناس مارے گئے۔

بعد اسکے سلطان مسعود ۱۵ شوال سنہ مذکور میں ہمدان سے مراغہ روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نظر بند ہمراہ تھا۔ مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ بالآخر ان شرائط پر مصالحت ہوئی (۱) خلیفہ مسترشد باللہ عباسی، فوج فراہم نہ کرے۔ (۲) خانہ نشین رہے بقصد جنگ محلسرائے خلافت سے باہر قدم نہ نکالے۔

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سلطان مسعود سے رخصت ہوا۔ سلطان مسعود نے بغرض اظہار فدویت غاشیہ اطاعت گردن پر رکھا۔ محافظت کو جو لوگ مقرر تھے وہ علیحدہ ہو گئے، فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے خیمہ میں گھس گیا، کئی زخم کاری پہونچائے، قتل کیا، مثلہ[1] کیا۔ برہنہ چھوڑ دیا۔ مقتول خلیفہ کے ساتھ چند مصاحبین بھی قتل ہوئے۔ باطنیہ قاتلوں کا تعاقب کیا گیا۔ سب کے سب مار ڈالے گئے۔ یہ واقعہ نصف (۱۷) ذیقعدہ ۵۲۹ھ کا ہے۔ تقریباً ۱۸ سال خلافت کی، فصیح، بلیغ، شجاع، عالی ہمت اور منشی تھا (۴۳ سال ۳ ماہ کی عمر پائی)۔

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے بگ ابہ پولیس افسر بغداد کو لکھا کہ مقتول خلیفہ کے بیٹے ابو جعفر منصور کو حسب ولیعہدی سریر خلافت پر متمکن کر کے رسم بیعت انجام دو، چنانچہ واقعہ قتل کے آٹھویں دن ابو جعفر منصور تخت نشین ہوا، اراکین دولت، ممبران خاندان خلافت اور ابو النجیب واعظ نے بیعت کی، الراشد کا لقب اختیار کیا۔

اقبال (خادم خلیفہ مسترشد باللہ عباسی) کو جب خلیفہ مقتول کے قتل کی خبر پہونچی،

[1] عرب میں دستور تھا کہ جس مقتول کی بے عزتی کرتے تھے اس کے کان، ناک اور عضو تناسل کاٹ دیتے تھے اسی کو "مثلہ" کرنا کہتے ہیں۔ مترجم۔

Marfat.com

اقبال اسوقت بغداد میں مقیم تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں، تو دریائے دجلہ کو غربی جانب کی طرف عبور کیا، تکریت پہونچ کر مجاہد الدین بہروز کے پاس قیام پذیر ہوا۔

جنگ سلطان مسعود و خلیفہ راشد

خلیفہ راشد باللہ عباسی کے تخت نشین ہونے کے بعد سلطان مسعود نے برتقش زکوئی کو خلافت مآب کے پاس بھیجا۔ حسب قرارداد صلح خلیفہ مسترشد باللہ عباسی چار لاکھ دینار کا مطالبہ کیا، خلیفہ راشد باللہ عباسی نے جواب دیا "میرے پاس اب کچھ نہیں ہے۔ جسقدر زر نقد ازان خلافت تھا وہ مقتول خلیفہ مسترشد کے ساتھ تھا اور وہ لوٹ لیا گیا"، بعد اسکے خلیفہ راشد باللہ عباسی نے فوج فراہم کی، کجرایہ کو اسکی سرداری عنایت فرمائی، شہر پناہ کی تعمیر میں مصروف ہوا، برتقش زکوئی اور بک ابہ نے اتفاق کرکے محلسرائے خلافت پر یلغار کیا، خلیفہ راشد کا لشکر مقابلہ پر آیا باشندگان بغداد نے بھی راشدی لشکر کا ساتھ دیا، لڑائی ہوئی، برتقش زکوئی اور بک ابہ کو ہزیمت ملی شہر بغداد سے طریق خراسان کی طرف نکال دیئے گئے، بک ابہ واسط چلا گیا اور برتقش زکوئی نے سرخس کا راستہ لیا۔

واقعات بالا کا مشہور ہونا تھا کہ سلطان داؤد، ماہ صفر ۵۳۰ھ میں آذربایجان سے بغداد پہونچا، محلسرائے شاہی میں قیام کیا۔ اسکے بعد ہی عماد الدین زنگی موصل سے، صدقہ بن دوبیس حلہ سے، عنتر بن ابی عسکر جاوانی منتظم امور سلطنت صدقہ، برتقش بازدار والی قزوین یغمش کبیر والی اصفہان، ابن برسق اور ابن احمدیلی بغداد میں داخل ہوا۔ لشکر بغداد سے کجرایہ اور طرنطای ملنے کو آیا۔ اقبال (خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا خادم) تکریت سے بغداد آگیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے اسکو اور ناصر الدولہ ابو عبداللہ حسن بن جہیر کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا اس سے ارا کین دولت کو ناراضی پیدا ہوئی، وزیر السلطنت جلال الدین ابو الرضی بن صدقہ سوار ہوکر عماد الدین زنگی سے ملنے آیا اجازت لیکر ٹھہر گیا باہم تبادلہ خیالات کئے، خلیفہ راشد باللہ عباسی اور عماد الدین زنگی کے معاملات کو سلجھا

دیا، صفائی ہوگئی۔ بعد اسکے قاضی القضاۃ زینبی بھی عماد الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پناہ لی۔ اور اسوقت سے عماد الدین زنگی کے ساتھ رہا۔ بغداد سے موصل چلا آیا۔ اقبال خادم عماد الدین زنگی کی سفارش سے قید سے رہا کر دیا گیا۔ یہ بھی عماد الدین زنگی کے پاس آگیا۔

معاملات کی صفائی کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے شہر پناہ کی تعمیر پھر شروع کی۔ سلطان داؤد۔ عماد الدین زنگی اور خلیفہ راشد باللہ عباسی نے ایک دوسرے کی اعانت اور حمایت کی قسمیں کھائیں، سلطان مسعود کا خطبہ موقوف کر دیا گیا، سلطان داؤد کا نام خطبہ میں داخل ہوا۔ سلطان داؤد نے برتقش بازدار کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا اور فوجیں مرتب کر کے بقصد جنگ سلطان مسعود بغداد سے روانہ ہوا۔

بعد اسکے سلجوق شاہ برادر سلطان مسعود نے واسط پر یلغار کیا، قبضہ حاصل کر کے امیر بک ابہ کو گرفتار کر لیا، مال و اسباب لوٹ لیا، عماد الدین زنگی سلجوق شاہ کی مدافعت کو روانہ ہوا جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ باہم مصالحت ہوگئی، بغداد واپس ہوا، سلطان داؤد سے ملنے کو طریق خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ لشکر کی فراہمی اور آلات حرب کو مجتمع کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان مسعود بھی فوج آراستہ کر کے سلطان داؤد اور زنگی سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا، عماد الدین زنگی نے سلطان داؤد سے علیحدہ ہو کر مراغہ کا قصد کیا اور سلطان داؤد ہمدان کی جانب چلا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی یکم رمضان ۵۳۰ھ کو بغداد سے نکلا، خراسان کی طرف چلا، تیس دن کے بعد پھر بغداد واپس آیا اور قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کا تہیہ کیا سلطان داؤد کی طلبی پر سرداران لشکر جو بغرض جنگ روانہ ہوئے تھے خلافت مآب کے ساتھ بغداد میں قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو واپس آئے۔ سلطان مسعود کا دارالخلافت میں اظہار اطاعت کا فدویت نامہ پہونچا، ساتھ ہی اسکے اُن امراء کو بھی تہدید آمود خط لکھا جو خلیفہ راشد

Marfat.com

باللہ عباسی کے پاس مجتمع تھے۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے ان امراء کی وجہ سے سلطان مسعود کی عرضداشت پر توجہ نہ کی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

بغداد کا محاصرۂ خلیفہ راشد کی روانگی موصل اور معزولیٔ المقتفی باللہ کی خلافت

بعد اسکے سلطان مسعود نے بقصد محاصرہ بغداد کوچ کیا، بلکیہ پہونچا، زین الدین علی (عماد الدین زنگی کا مصاحب) مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، سلطان مسعود کے بڑھتے سیلاب کو روک نہ سکا واپس آیا، سلطان مسعود نے بغداد پہونچکر محاصرہ ڈالا، اوباشوں کی بن آئی، کل محلّات بغداد میں غارتگری کرنے لگے، فوج نے بھی نوج گھسوٹ میں اوباشوں کا ہاتھ بٹایا، تقریباً پچاس دن تک سلطان مسعود محاصرہ کئے رہا۔ جب کوئی کامیابی نہوئی تو بقصد اصفہان محاصرہ اُٹھاکر نہروان کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں طرنطائی والی واسط بہت سی جنگی کشتیاں لیکر پہونچ گیا۔ سلطان مسعود بغداد کی جانب ٹوٹ پڑا۔ دجلہ کو غربی کنارہ کی طرف عبور کیا، لشکر بغداد نے روکا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ حامیان بغداد میں ہل چل پڑ گئی۔ باہم مخالفت پیدا ہوگئی، سبھوں نے آذربایجان کی جانب مراجعت کی۔ عماد الدین زنگی غربی بغداد میں تھا خلیفہ راشد باللہ عباسی عماد الدین زنگی کے پاس چلا آیا اور اسکے ہمراہ موصل چلا گیا۔ جب بغداد اپنی حامیوں سے خالی ہوگیا تو ۱۵ ذیقعدہ ۵۳۰ھ میں سلطان مسعود اپنے جاہ وحشم کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا، فتنہ وفساد فرو ہوگیا، عوام الناس کو جمعیت خاطر حاصل ہوئی، فقہاء، قضاۃ اور علماء شاہی دربار میں طلب کئے گئے خلیفہ راشد باللہ عباسی کی معزولی کا استفتاء کیا قضاۃ اور علماء نے وجہ دریافت کی، سلطان مسعود نے خلیفہ راشد باللہ عباسی کا دستخطی خط پیش کیا خلیفہ راشد باللہ عباسی نے قلم خاص سے بحلف لکھا تھا "اگر میں بمقابلہ سلطان مسعود فوج فراہم کروں یا سلطان کے جنگ کرنے کو آمادہ ہوں یا سلطان کے کسی امیر یا سردار سے برسرپیکار آؤں تو میں اپنے کو بار خلافت سے سبکدوش کرونگا" فقہاء اور

قضاۃ نے خط پڑھا۔ معزولی کا فتویٰ دیا۔ اراکین خلافت نے بھی خلیفہ راشد باللہ عباسی کے معائب ظاہر کئے اور معزولی سے اتفاق کیا۔ یہ اراکین خلافت وہ ہیں جو زمانہ اسیری خلیفہ مسترشد باللہ میں خلیفہ کے ساتھ قید کئے گئے اور بوجہ عدم اہلیت خلافت آب سلطان مسعود کے پاس رکھے گئے۔ جیساکہ خلافت عباسیہ کے تذکرہ میں بسلسلہ حالات خلیفہ مسترشد باللہ عباسی ہم لکھ آئے ہیں چنانچہ بعد معزولی خلیفہ مسترشد باللہ عباسی، ابو عبد اللہ محمد بن خلیفہ مستظہر باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی، المقتفی لامر اللہ کا خطاب دیا گیا۔ ان حالات کو نہایت تفصیل سے تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

بعد اسکے سلطان مسعود نے بسر کردگی فوج شاہی، قراسنقر کو سلطان داؤد کے تعاقب پر روانہ کیا مراغہ کے قریب مڈبھیڑ ہوئی، سخت لڑائی ہوئی، سلطان داؤد کا لشکر پسپا ہوا۔ قراسنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور سلطان داؤد نے خوزستان میں جاکے دم لیا۔ ترکمانوں کا ایک گروہ مجتمع ہو گیا۔ سلطان داؤد نے انکو مرتب و مسلح کرکے تشتر پر محاصرہ ڈالا، اسکا چچا سلجوق شاہ اندنوں واسط میں تھا۔ سلطان مسعود کے حکم سے سلجوق شاہ نے بقصد جنگ سلطان داؤد تشتر پر دھاوا کیا۔ سلطان داؤد نے سلجوق شاہ کو ہزیمت دی۔

سنہ ۵۳۰ھ میں سلطان مسعود نے وزیر السلطنت شرف الدین انوشیرواں بن خالد کو معزول کیا، کمال الدین ابو البرکات بن سلامہ خراسانی کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ پھر یہ خبر پاکر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی نے موصل چھوڑ دیا ہے سرداران عساکر شاہی کو جو اسکے رکاب میں بمقام بغداد موجود تھے اپنے اپنے شہر کو واپس جانے کی اجازت دی، صدقہ بن دُبیس والی حلہ سے اپنی بیٹی کا عقد کیا۔ اس اثنار میں بقش سلاحی برسق بن برسق، والی گشتراور سنقر خمارتکین افسر پولیس ہمدان سرداران لشکر کا ایک گروہ بار یاب ہوا جو سلطان داؤد کے ساتھ تھے، سلطان مسعود نے ان لوگوں سے خوشنودی ظاہر کی، بقش کو پولیس افسری بغداد پر مامور کیا اور سنہ ۵۳۱ھ میں ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

جنگ سلطان مسعود و سلطان داؤد۔ ہزیمت سلطان مسعود

چونکہ امیر بوزابہ والی خوزستان، امیر عبدالرحمٰن طغرلبک خلجان اور سلطان داؤد ابن سلطان محمود، سلطان مسعود کی جانب سے مطمئن نہ تھا، جنگ کا خطرہ پیش نظر تھا، اور امیر منکبرس والی فارس بھی اس خطرہ و بے اطمینانی میں حصہ لے رہا تھا۔ اس وجہ سے فارس میں یہ سب مجتمع ہوئے متفق اور متحد ہوکر سلطان مسعود کے مقابلہ و جنگ کا عہد و پیمان کیا۔ پھر ان لوگوں نے یہ خبر پاکر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی، موصل سے مراغہ چلا آیا ہے معزول خلیفہ کو خط لکھا بمقابلہ سلطان مسعود اتفاق و اتحاد کا پیام دیا، دوبارہ سریر خلافت پر متمکن کرنے کا وعدہ کیا۔ معزول خلیفہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا، یہ خبریں سلطان مسعود تک پہونچیں، غصہ سے کانپ اٹھا، ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں روانہ ہوا۔ امیر منکبرس سامنے پڑ گیا۔ جنگ چھڑ گئی۔ آخر کار سلطان مسعود کو فتح نصیب ہوئی، امیر منکبرس اثناء وار و گیر میں گرفتار ہو گیا، سلطان مسعود نے سزائے موت دی، فتحمند گروہ نے لوٹ مار شروع کر دی غارتگری کے لئے لشکر متفق ہو گیا، امیر بوزابہ اور عبدالرحمٰن طغرلبک لشکر کے قریب تھا، ان کو موقع مل گیا۔ دونوں نے متفق ہوکر سلطان مسعود پر حملہ کر دیا، سلطان مسعود کے رکاب میں اسوقت نہایت کم لشکر رہ گیا تھا۔ ہزیمت ہوئی اسکے سرداران لشکر کا ایک گروہ جسمیں صدقہ بن دُبَیس والی حلہ، عنتر بن ابوالعساکر، بدر اتابک قراسنقر والی آذربایجان تھا گرفتار ہو گیا، امیر بوزابہ نے ان سب کو جیل میں ڈالدیا۔ جب اسکو امیر منکبرس کے قتل کی خبر پایہ تصدیق کو پہونچ گئی تو ان سبھوں کو مار ڈالا۔

ہزیمت کے بعد سلطان مسعود نے آذربایجان میں جاکر دم لیا اور سلطان داؤد نے ہمدان پہونچکر قبضہ کر لیا معزول خلیفہ راشد بھی آگیا، امیر بوزابہ نے جو ان میں بڑا اور ان سب کا سردار تھا فارس جانے کی رائے دی، چنانچہ سب کے سب امیر بوزابہ کے ساتھ فارس پہونچے، امیر بوزابہ نے فارس پر قبضہ کر لیا۔

Marfat.com

سلجوقی شاہ اسوقت واسط میں تھا۔ جب اسکو یہ خبر لگی کہ اسکا بھائی سلطان مسعود آذربائیجان گیا ہے تو بقصد قبضہ دار الخلافت بغداد روانہ ہوا۔ بقش افسر پولیس بغداد اور نظر خادم امیر الحاج نے مدافعت پر کمر باندھی اوباش اور بدمعاشوں کی بن آئی، کھلم کھلا لوٹ مار اور غارتگری شروع کردی جس کو جہاں پایا لوٹ لیا، بقش افسر پولیس بغداد سلجوقی شاہ کی مدافعت سے فارغ ہوکر بغداد آیا۔ لٹیروں کو سزائیں دیں۔ بہتیروں کو قید کیا۔ قتل کیا۔ تا آنکہ انکی جڑ و بنیاد اکھاڑ دی۔ بعد اسکے خود بقش نے ظلم و سفاکی شروع کی، امراء اور رؤسا کو بدمعاشی اور غارتگری کا الزام لگاکے گرفتار کرنے لگا جیسا کہ پولیس کا دستور ہے غلہ کی گرانی ہوئی۔ لوگوں کو اپنی عزت کی پڑگئی۔ اکثر باشندگان بغداد جلا وطن ہوکر موصل وغیرہ چلے گئے۔

صدقہ بن دُبیس کے مارے جانے کے بعد حلہ کی حکومت پر سلطان مسعود نے اُس کے بھائی محمد بن دُبیس کو مقرر کیا، مہلہل بن ابو العساکر برادر عنتر مقتول کو محمد بن دُبیس کا نائب بنایا۔ جیسا کہ اسکے حالات میں اوپر ہم لکھ آئے ہیں۔

قتل خلیفہ راشد باللہ عباسی امیر بوزابہ نے فارس پر قبضہ حاصل کرکے خوزستان کی جانب مراجعت کی، معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی، ملک داؤد اور خوارزم شاہ نے جزیرہ کا قصد کیا، جزیرہ پہونچکر مار دھاڑ اور غارتگری شروع کردی، سلطان مسعود اس سے مطلع ہوکر عراق کو انکی دست بُرد سے بچانے کو فوجیں لیکر روانہ ہوا۔ ملک داؤد سلطان مسعود کی روانگی سے مطلع ہوکر فارس لوٹ آیا۔ خوارزم شاہ اپنے مقر حکومت واپس گیا اور معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی نے عجمیوں کی امداد سے مایوس ہوکر تن تنہا اصفہان کا راستہ لیا۔ چند خراسانی غلاموں نے جو معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی کی خدمت میں تھے ۲۵ رمضان ۵۳۲ھ میں اسکا کام تمام کردیا، اصفہان کے باہر مدفون ہوا۔

وزارت کی تبدیلی آخری سنہ مذکور میں سلطان مسعود نے وزیر السلطنت ابو البرکات بن

Marfat.com

سلامہ خراسانی (ارکزینی) کو معزول کرکے کمال الدین محمد بن فازن کو عہدہ وزارت سے ممتاز کیا۔ کمال الدین عادل، خوش خلق اور عالی ہمت تھا۔ بہت سے ٹکس معاف کر دئے، جور وظلم کی بنیاد منہدم کر دی، سلطان مسعود کی تنخواہ معین کی، خزانہ معمور کیا، عمّال کی دست درازی روکی، خائن اور نمکحرام گورنروں کو سزائیں دی۔ اور بہت سی مدات خیفہ کو ظاہر کر دیا جس کو عمّال ہڑپ کرتے تھے۔ اس سے سلطان مسعود کی آنکھوں میں وزیر السلطنت بیحد عزیز ہو گیا یہ امور خائن عمّال کو ناگوار گزرا، وزیر السلطنت اور ارکین دولت میں لگا بجھا کے رنجش پیدا کر دی، چنانچہ یہ لوگ وقت بیوقت سلطان کے کان بھرنے لگے، اس میں سب سے زیادہ دلچسپی قراسنقر والی آذربایجان لے رہا تھا۔ اس نے سلطان مسعود کو بغاوت کی دھمکی دی، سلطان مسعود کے دربار می اس سے بیحد متاثر ہوئے بخوف فتنہ وزیر السلطنت کمال الدین کے قتل کا مشورہ دیا، سلطان مسعود نے باکراہ اوبادل ناخواستہ وزیر السلطنت کمال الدین کو قتل کرکے سر کو قراسنقر کے پاس بھیجدیا، قراسنقر کی ناراضی خوشی اور رضامندی سے تبدیل ہو گئی۔ یہ واقعہ ۵۳۳ھ کا ہے، سات مہینہ وزارت کی۔

کمال الدین وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت ابو العز طاہر بن محمد یزدجردی وزیر قراسنقر کو سپرد کیا گیا، عزالملک کا خطاب عطا ہوا، تبدیلی وزارت سے امور سلطنت میں بدنظمیاں پیدا ہوئیں، سلطان مسعود انکو وقع نہ کر سکا، گورنران صوبجات نے ملک کو دبا لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ شطرنج کی طرح سلطان مسعود نام کا بادشاہ رہ گیا۔

بعد اسکے سلطان مسعود کے حکم سے بقش سلاحی افسر پولیس قتل کیا گیا، یہ بہت بڑا ظالم، کینہ ور اور غاصب تھا۔ سلطان مسعود نے اسکو گرفتار کرکے مجاہدالدین بہروز کی زیر نگرانی تکریت کے جیل میں قید کیا۔ چند دنوں کے بعد قتل کا حکم صادر کیا، جلادوں ہی بقصد قتل تلوار لیکر بقش سلاحی کے پاس پہونچا، بقش سلاحی دجلہ میں کود پڑا ڈوب کر مر گیا۔ سر اوتار کر سلطان مسعود کی خدمت میں روانہ کیا گیا، سلطان مسعود نے مجاہدالدین بہروز کو تکریت سے طلب

کرکے بغداد کی شحنگی (انسپکٹر جنرل پولیس کا عہدہ) عطائی۔ مجاہد الدین بہروز نے نہایت خوش اسلوبی سے اس عہدہ کے فرایض انجام دیئے، ۵۳۶ھ میں سلطان مسعود نے اسکو بھی معزول کیا۔ قزل امیر اخور سلطان محمود کا غلام یزدجرد (یزدجرد) اور بصرہ کا حاکم اس خدمت پر مامور ہوا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بغیبہ۔

جنگ سلطان سنجر و خوارزم شاہ

سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی جنگ سے ہوک خوارزم کی حکومت کی داغ بیل پڑتی ہے اور اسی زمانہ سے ان کی حکومت وسلطنت کا آغاز ہوتا ہے

محمد خوارزم شاہ کی ابتدائی حکومت کا حال ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں، محمد بن انوشتکین اسکا نام تھا۔ خوارزم شاہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ جس زمانہ میں سلطان برکیاروق نے امیر داؤد حبشی کو خراسان کی گورنری عنایت کی تھی اور اکنجی نے اسکو مار ڈالا تھا تو سلطان برکیاروق نے محمد بن انوشتکین کو اس خدمت پر مامور کیا۔ بعد اسکے اسکا بیٹا انسز خراسان کا والی ہوا۔ یہ نہایت کفایت شعار اور منتظم تھا۔ اسوجہ سے سلطان سنجر کی آنکھوں میں اسکی عزت بڑھ گئی، اپنے سرداران لشکر میں داخل کر لیا۔ اکثر لڑائیوں میں اسکی مردانگی وجرات سے سلطان سنجر کو فتح یابی ہوئی، سلطان سنجر کے دربار میں اسکی بہت بڑی عزت و توقیر ہونے لگی، خوارزم میں اسکی حکومت کو استقلال و استحکام حاصل ہو گیا رگانے بجھانے والوں نے سلطان سنجر سے لگانا بجھانا شروع کیا، موقع پاکے کہنے لگے "انسز کا دماغ اب آسمان پر ہے، حکومت خود اختیاری کا دعویدار ہو گیا ہے، سلطان کی وقعت اسکے دل میں ذرہ بھر نہیں ہے"، سلطان سنجر کا دل سنتے سنتے بھر آیا۔ فوج آراستہ کرکے (محرم ۵۴۳ھ میں بقصد جنگ روانہ ہوا، انسز بھی مقابلہ کی غرض سے میدان میں آیا، لڑائی ہوئی، انسز مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا، شکست کھاکر بھاگا۔ اسکے فوج کا ایک گروہ کام آگیا، انسز کا بیٹا بھی مارا گیا جس سے انسز کو بیحد صدمہ ہوا، سلطان سنجر نے خوارزم پر قبضہ کر لیا اپنے بھائی سلطان محمد

Marfat.com

کے بیٹے "غیاث الدین سلیمان شاہ" کو حکومت عطا کی، وزیر، اتابک اور حاجب مقرر کیا، چند روز قیام کرکے بماہ جمادی الاخرہ سنہ مذکور مرو واپس آیا۔

جوں ہی سلطان سنجر نے حدود خوارزم سے قدم باہر نکالا آتسز کو موقع مل گیا، خوارزم پر آپہونچا چونکہ اہل خوارزم سنجری فوج سے ناراض تھے، نہایت خوشی سے آتسز کے مطیع ہوگئے، سلیمان شاہ نے سعہ اُن لوگوں کے جو اسکے ہمراہ تھے سلطان سنجر کی خدمت میں جاکے دم لیا۔ آتسز نے کمال اطمینان سے بلاد خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ حکمرانی کرنے لگا۔ اسکے حالات آیندہ لکھے جائینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

قراسنقر والی آذربایجان کا بلاد فارس پر قبضہ

بعد اسکے اتابک قراسنقر نے اپنے باپ "والی آذربایجان" کا بدلہ لینے کو فوجیں جمع کرکے خروج کیا جو کہ جنگ بوزابہ میں مارا گیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ اور جب سلطان مسعود کے قریب پہونچا تو اس کو وزیر السلطنت کمال الدین کے قتل کا پیام دیا اور بصورت قتل نہ کرنے کے مخالفت اور بغاوت کی دھمکی دی چنانچہ سلطان مسعود نے کمال الدین وزیر کو قتل کرا دیا ان واقعات کو بھی تم ابھی پڑھ آئے ہو۔ وزیر السلطنت کے قتل کے بعد اتابک قراسنقر نے بلاد فارس پر یلغار کیا۔ امیر بوزابہ قلعہ بیضا میں قلعہ بند ہوگیا، اتابک قراسنقر نے بلاد فارس پر بلا مزاحمت و مخاصمت قبضہ کر لیا۔ اس سرے سے اُس سرے تک چھا ڈالا لیکن کسی وجہ سے ٹھہر کر حکومت نہ کر سکا، سلجوق شاہ ابن سلطان محمود (برادر سلطان مسعود) کو فارس کی عنان حکومت سپرد کرکے آذربایجان واپس آیا۔ میدان خالی پاکر امیر بوزابہ نے سنہ ۵۳۴ھ میں قلعہ سے نکلکر سلجوق شاہ پر حملہ کیا۔ سلجوق شاہ کو ہزیمت ہوئی۔ اشنار دارو گیر میں گرفتار کر لیا گیا امیر بوزابہ نے فارس کے کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ بلاد فارس پر پھر قابض و متصرف ہوگیا

اس واقعہ کے بعد اتابک قراسنقر والی آذربایجان و آران نے شہر اردبیل میں وفات پائی اتابک قراسنقر ملک طغرل کا مملوک (غلام) تھا۔ بجاسے اسکے جاولی الطغرل کو آذربایجان

کی حکومت عطا ہوئی۔

چہاردانگی کا فارس روانہ ہونا

۵۳۵ھ میں سلطان مسعود نے امیر اسماعیل چہاردانگی کو بسرکردگی فوج عظیم امیر بوزابہ کی سرکوبی اور بلاد فارس پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانگی کا حکم دیا چنانچہ چہاردانگی بقصد فارس روانہ ہوا، مجاہدالدین بہروز نے روکا چہاردانگی نے سماعت نہ کی دجلہ کے عبور کا تہیہ کیا، مجاہدالدین نے بعض کشتیوں کو گمی کر دیا اور بعض کو دجلہ میں ڈبوا دیا، چہاردانگی نے مجبوراً حلہ کی طرف قدم بڑھایا، والی حلہ نے بھی مدافعت پر کمر باندھی، واسط کی جانب بڑھا طرنطای مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، طرنطائی کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، چہاردانگی نے واسط میں داخل ہو کر تاراج کیا، لغمانیہ کو اور اسکے قرب وجوار کے مقامات کو لوٹ لیا،

ہزیمت کے بعد طرنطائی بطیحہ پہونچا۔ اور حماد والی بطیحہ نے امداد پر کمر باندھی۔ اُدھر چہاردانگی کی فوج چہاردانگی سے علیحدہ ہو کر طرنطائی سے مل گئی، چہاردانگی کمزور پڑا مقابلہ سے جی چرا کر تشتر چلا گیا، سلطان مسعود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا، سلطان مسعود نے قبول فرمایا۔

ہزیمت سلطان سنجر بمقابلہ ترکان خطا اور ماوراء النہر پر ترکوں کا قبضہ

خلاصہ ان واقعات کا جو تاریخ ابن اثیر میں ہے یہ ہے کہ انسز بن محمد نے خوارزم پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ترکان خطا کو (جو اسوقت تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور ماوراء النہر کے ترکوں کے بڑے جرگہ سے تھے) سلطان سنجر کے مقبوضہ ممالک پر قبضہ کرنے کی تحریک کی ملک کی سرسبزی کی لالچ دی، سلطان سنجر کی کمزوری کو ظاہر کیا، امداد اور ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ قصہ مختصر ترکان خطا تین لاکھ سواروں کی جمعیت سے سلطان سنجر کے ملک کو تسخیر کرنے کو روانہ ہوئے، سلطان سنجر بھی عظیم فوج لیکر مقابلہ کو نکلا۔ نہر کو عبور کر کے ۵۳۶ھ میں ترکان خطا سے تیغ و سپر ہوا، گھمسان لڑائی ہوئی، خونریزی کی کوئی حد نہ رہی، آخرکار سلطان سنجر کو ہزیمت ہوئی، ایکساکھ

فوج کٹ گئی، جسمیں چار ہزار عورتیں تھیں، سلطان سنجر کی بیگم کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا، سلطان سنجر بحال پریشان ترمذ پہونچا۔ ترمذ سے بلخ کا راستہ لیا۔

سلطان سنجر کی ہزیمت کے بعد آتسز نے شہر مرو پر حملہ کیا، بزور تیغ گھس کر غارتگری اور پامالی شروع کر دی، فقہاء علماء اور رؤسا شہر کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔

سلطان سنجر کو اس ہزیمت سے بیحد صدمہ ہوا، اسوقت تک کسی لڑائی میں اس کا علم سرنگوں نہیں ہوا تھا۔ اپنے بھتیجہ سلطان مسعود کو لکھ بھیجا کہ تم معہ اپنی فوج کے رے میں آکر قیام پذیر ہو تاکہ امداد حاصل کیجاے۔ چنانچہ عباس والی رے بغداد چلا گیا اور سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر کے حکم کے مطابق بغداد سے رے آگیا۔

بعض مورخ نے لکھا ہے کہ بلاد ترکستان میں کاشغر، بلاساغون، ختن اور طراز وغیرہ جو کہ ماوراء النہر کے نواح میں ہیں داخل ہیں۔ ان مقامات پر ملوک خانیہ ترکیہ حکمران تھے، ملوک خانیہ ترکیہ مسلمان بادشاہ ترک اور افراسیاب بادشاہ ترک کی نسل سے تھے۔ جو مشہور بادشاہ ملوک کینیہ فارس میں گزرا ہے۔ ملوک خانیہ ترکیہ کا جدّ اعلیٰ سبق قراخاں دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ سبق قراخاں نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ شخص آسمان سے اوترا اور سبق قراخاں سے ترکی زبان میں کہا جس کا مفہوم و معنی یہ تھا، اسلام قبول کر دینا اور آخرت میں تجھکو سلامتی ہوگی، چنانچہ سبق قراخاں نے خواب ہی میں اسلام قبول کیا اور جب بیدار ہوا تو اپنے اسلام کو ظاہر کیا۔ سبق قراخاں کے مرنے پر اسکا بیٹا موسیٰ بن سبق قراخاں نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی، نسلاً بعد نسلٍ اسی کے خاندان میں ترکستان کی حکومت ارسلان خان بن محمد بن سلیمان بن داود بن بقرا خاں بن ابراہیم الملقب بطغاج خان بن ایلک الملقب بہ نصر ارسلان بن علی بن موسیٰ بن سبق قراخاں تک قائم رہی۔

ارسلان خاں کے زمانہ میں قدر خاں نے خروج کیا اور ارسلان خاں کے قبضہ سے

Marfat.com

حکومت ترکستان کال لی۔ ۴۹۴ھ میں سلطان سنجر کی امداد سے ارسلان خاں ترکستان کا دوبارہ حکمراں ہوا اور قدر خاں کو سلطان سنجر نے مار ڈالا۔ بعد اسکے خوارج نے ارسلان خاں پر خروج کیا اور ترکستان کو اسکے قبضہ سے نکال لیا۔ سلطان سنجر نے پھر اسکی اعانت و امداد پر کمر باندھی اور ترکستان پر اسکو قبضہ دلا دیا۔

ارسلان خاں کی فوج میں ترکوں کا ایک جرگہ تھا جسکو قارغلیہ اور اتراک غزیہ کہتے ہیں یہ وہی ترک ہیں جنہوں نے خراسان کو تاراج کیا تھا جیسا کہ ہم آیندہ تحریر کرینگے۔ انکا دو گروہ تھا۔ ایک گروہ جق کے نام سے موسوم تھا۔ انکا سردار طوطی بن وادیک تھا۔ دوسرا گروہ کا نام برق بھا برغوث بن عبد الحمید اسکا سردار تھا۔ اہل سمرقند میں سے شرف اشرف ابن محمد ابن ابی شجاع علوی نامی ایک شخص ارسلان خاں ملقب بہ بقرخان کے دربار میں رہتا تھا۔ اس نے ارسلان خاں کے بیٹے کو حکومت و سلطنت کی طمع دیکر باپ سے نزع سلطنت پر آمادہ کیا۔ باپ اور بیٹے میں فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو گیا، ارسلان خاں نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان سنجر ۵۲۴ھ میں دریاے جیحوں عبور کرکے سمرقند پہونچا، قارغلیہ نے میدان خالی کر دیا۔ سلطان سنجر نے سمرقند کی جانب معاودت کی، ارسلان خان کو گرفتار کرکے بلخ کے جیل میں ڈالدیا۔ جہاں پر ارسلان خان نے وفات پائی۔

۱؎ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب ذات شریف علوی نے ارسلان خاں کے بیٹے کی پیٹھ ٹھونک کر بہ دعویداری سلطنت مقابلہ پر کھڑا کیا ارسلان خاں نے شریف اشرف اور اپنے بیٹے کو بھی مار ڈالا اس سے قارغلیہ کو سنافرت پیدا ہوئی، بغاوت اور نافرمانی کا اعلان کیا حکومت و سلطنت کے انتزاع کے طالب ہوئے، ارسلان خاں نے سلطان سنجر سے قارغلیہ کی زیادتی اور بغاوت کی فریاد کی، امداد کا خواستگار رہوا، چنانچہ سلطان سنجر اپنی فوج ظفر موج لیکر ارسلان خان کی امداد کو سمرقند پہونچا (ارسلان خاں، سلطان سنجر کا بہنوی تھا) قارغلیہ نے مقابلہ سے جی چرایا میدان خالی کر دیا، ایک روز سلطان سنجر شکار کو نکلا [بقیہ صفحہ ۱۸۴]

Marfat.com

سلطان سنجر نے بجائے ارسلان خاں، سمرقند کی حکومت پر قلیج طمغاج ابوالمعالی حسن بن علی بن عبدالمومن معروف بہ حسن تکین کو متعین کیا، حسن تکین خاندان سلطنت خانیہ سے تھا ارسلان خان نے اسکو شہر بدر کردیا تھا۔ اسکا زمانہ حکومت دراز نہیں ہوا، تھوڑے دنوں کے بعد مرگیا۔ سلطان سنجر نے محمود بن ارسلان خاں سابق حکمران سمرقند کو سریر حکومت پر متمکن کیا۔ یہ ارسلان خاں وہی ہے جسکے بغض سے سلطان سنجر نے سمرقند کو نکالا تھا۔ اور محمود بن ارسلان، سلطان سنجر کی بہن کا لڑکا تھا۔

اس سے پہلے ۵۳۲ھ میں کوہر خاں چینی بادشاہ، چین سے ملک گیری کے شوق میں فوج عظیم لیکر حدود کاشغر میں آیا۔ زبان چین میں "کوہر" کے معنی "اعظم" "خاں" کے معنی "ملک" پس کوہر خاں کے معنی ہوئے "اعظم الملک"، یعنی شہنشاہ۔ الغرض والی کاشغر "احمد بن حسن خاں"، مقابلہ و مدافعت کو میدان جنگ میں آیا، سخت اور خونریز جنگ کے بعد کوہر خان کو ہزیمت ہوئی، اسکے ہمراہیوں کا ایک گروہ کثیر التعداد کام آگیا۔

قبل اس واقعہ کے ترکان خطا کا ایک گروہ چین سے نکلکر ملوک خانیہ حکمرانان ترکستان کی خدمت میں آگیا تھا، ارسلان خاں محمد بن سلیمان نے انکو چینی سرحد پر محافظت کی غرض سے ٹھہرا رکھا تھا، اس حسن خدمت کے عوض جاگیریں دیں تھی وظائف مقرر کردیئے تھے۔ اتفاق سے ارسلان خاں محمد بن سلیمان ان سے کسی بات پر ناراض ہوگیا، سزادی، اس سے انکو کشیدگی اور منافرت پیدا ہوئی، سکونت کے لئے ایک کشادہ اور سرسبز

بقیہ صفحہ ۱۸۳] اتفاق سے چند سوار نظر آئے سلطان سنجر نے ان لوگوں کو گرفتار کرلیا۔ تشدد کیا دریافت کرنے پر ان لوگوں نے ظاہر کیا "ارسلان خان نے ہم لوگوں کو آپ کے قتل پر مامور کیا ہے"۔ سلطان سنجر غضبناک سمرقند واپس آیا اسوقت ارسلان خان قلعہ میں تھا۔ محاصرہ کرکے گرفتار کرلیا اور پابزنجیر بلخ بھیجدیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۵۵۴ و ۵۵۵ مطبوعہ لیڈن۔

Marfat.com

زمین کو تلاش کرنے لگے تاکہ آئندہ ارسلان خاں کے ساتھ ہو کر روزانہ جنگ سے محفوظ رہیں کسی نے ان سے بلاد سامسون کی تعریف کردی۔ چنانچہ یہ سب معہ زن و بچہ بلاد سامسون چلے گئے۔ پس جب دوبارہ کوخاں شاہ چین نے بلاد اسلامیہ کی طرف قبضہ اور تاراج کی غرض سے قدم بڑھایا تو ترکان خطا جو ارسلان خاں سے ناراض ہو کر بلاد سامسون میں آکے آباد ہوئے تھے کوخاں سے مل گئے اسکے لشکر کی تعداد بڑھ گئی، سیلاب کی طرح بلاد ماوراء النہر کی طرف بڑھا۔ خان محمود بن ارسلان خان محمد ماہ رمضان ۵۳۱ھ میں اس طوفان کو روکنے کو مقابلہ پر آیا۔ شدید جنگ کے بعد خان محمود کو ہزیمت ہوئی، سمرقند واپس آیا۔ اس سے کوخاں کا رعب و داب بڑھ گیا بلاد ماوراء النہر اور اہل بخارا انکے مظالم کے شکار ہونے لگے۔

خان محمود نے سلطان سنجر کی خدمت میں عریضہ بھیجا، واقعات لکھے، امداد کی درخواست کی، سلطان سنجر کو اس سے سخت صدمہ ہوا، لشکر کی فراہمی اور اسباب جنگ کو مہیا کرنے کا حکم دیا، خراسان، سجستان (خاندان بنی خلف) غزنی (ملوک غور) اور مازندران کے سلاطین اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے سلطان سنجر کے پاس مجتمع ہوئے، فوج کی جمعیت ایک لاکھ سے بڑھ گئی۔ آخری ۵۳۵ھ میں نہر عبور کر کے چینی بادشاہ سے لڑنے کو بڑھے۔ محمود خان نے ترکان قارغلیہ کے مظالم اور زیادتیوں کی شکایت پیش کی۔ سلطان سنجر نے انکی گوشمالی کا قصد کیا، ترکان قارغلیہ نے کوخاں بادشاہ چین کے پاس جاکر پناہ لی۔ کوخاں نے سلطان سنجر کو ترکان قارغلیہ کی سفارش کا خط لکھا۔ سلطان سنجر نے توجہ نہ کی، تہدید آمیز خط لکھا۔ اسلام کی دعوت دی، اور بصورت اسلام نہ قبول کرنے کے جنگ اور کثرت فوج کی دھمکی دی۔ خط دیکھکر کوخاں سخت برہم ہوا، دھکے دیکر سلطان سنجر کے ایلچی کو دربار سے نکلوا دیا اور لشکر مرتب کر کے بقصد جنگ سلطان سنجر کو چ کیا۔ دونوں حریف کا مقام قطوان میں بتاریخ ۵ صفر ۵۳۶ھ مقابلہ ہوا۔ بادشاہ چین کی طرف سے ترکان

Marfat.com

قارغلیہ خم ٹھونک کر میدان میں آئے لشکر اسلام سے شاہ سجستان تیغ و سپر ہونے کو نکلا گھمسان لڑائی ہوئی۔ آخر کار اسلامی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی مسلمانوں کا گروہ کثیر کام آگیا، شاہ سجستان، امیر قماج اور سلطان سنجر کی بیگم گرفتار ہوگئے، کوخاں نے عزت و احترام سے ان لوگوں کو سلطان سنجر کے پاس بھیجدیا۔ ترکان خطا اور کفار ترک بلاد ماوراء النہر پر قابض ہوگئے۔

۵۳۷ھ میں کوخاں بادشاہ چین مرگیا۔ اسکی بیٹی سریر حکومت پر متمکن ہوئی۔ تھوڑے دنوں کے بعد یہ بھی مرگئی۔ اسکی ماں (کوخاں کی زوجہ) حکمران ہوئی۔ اسی زمانہ سے ماوراء النہر میں ترکان خطا کی حکومت و سلطنت کا سکہ چلنے لگا تا انکہ عماد الدین محمد خوارزم شاہ نے ۶۱۲ھ میں ترکان خطا سے ماوراء النہر پر قبضہ حاصل کیا۔

سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی معاصحت

سلطان سنجر کی ہزیمت کے بعد اتسز (خوارزم شاہ) نے ماہ ربیع الاول ۵۳۶ھ میں سرخس کی طرف قدم بڑھایا، اہل سرخس نے اطاعت کی گردن جھکادی، مرو شاہجہاں کا قصد کیا، امام احمد باخرزی نے باریاب ہوکر باشندگان مرو شاہجہاں کی سفارش کی، جنگ اور خونریزی سے روکا، چنانچہ خوارزم شاہ مرو شاہجہاں کے باہر خیمہ زن ہوا، ابوالفضل کرمانی اور چند رؤساء شہر کو مشورہ کی غرض سے طلب کیا۔ اس اثناء میں عوام الناس نے ہلڑ مچا دیا۔ خوارزم شاہ کے فوجیوں کو جو اسوقت مرو شاہجہاں میں تھے مارا، قتل کیا اور شہر سے نکال دیا۔ جھگڑا بڑھا، خوارزم شاہ نے قتل اور غارتگری کا حکم دیدیا۔ بزور تیغ گھس کر جی کھول کر پامال کیا بہت سے علماء مارے گئے۔

شوال سنہ مذکور میں خوارزم شاہ نے نیشاپور کی جانب مراجعت کی، علماء فقہاء اور زہاد کا وفد (ڈیپوٹیشن) خوارزم شاہ کے دربار میں باریاب ہوا۔ اہل نیشاپور کی طرف سے گذارش کی "ہملوگوں کے ساتھ وہ برتاؤ نہ برتے جائیں جو اہل مرو شاہجہاں کے ساتھ برتے گئے۔ ہملوگ آپ کے علم حکومت کے مطیع و فرمانبردار ہیں، خوارزم شاہ نے اس

درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا لیکن اصرار کرکے سلطان سنجر کا خزانہ لے لیا اور اسکے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ جامع مسجد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ بعد اسکے خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو نواح صغد (بیہق) میں پھیلا دیا، غارتگری اور قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ چند روز تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ چونکہ ترکان خطا بلاد ماوراء النہر میں بلائے بے درمان کی طرح پھیل رہے تھے اور سلطان سنجر انکی مدافعت میں مصروف تھا اسوجہ سے خوارزم شاہ کی پیشقدمی کو نہ روک سکا۔ تا آنکہ ۵۳۸ھ کا دور آگیا سلطان سنجر کو ایک گونہ ترکان خطا کی جنگ سے فراغت ہوئی لشکر راستہ کرکے خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کو بڑھا۔ خوارزم شاہ قلعہ بند ہو گیا لڑائی کا سلسلہ شروع ہو گیا، سلطان سنجر کے بعض سرداران لشکر شہر میں گھس گئے۔ سخت مقابلہ ہوا قریب تھا کہ شہر پر قبضہ ہو جاتا لیکن اتسز (خوارزم شاہ) نے سخت اور شدید جنگ کے بعد انکو شہر سے نکال دیا۔ بعد اسکے آتسز (خوارزم شاہ) نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا اور کل بلاد مقبوضہ کو چھوڑ کر اپنے مقبوضات سابقہ کی حکومت پر قانع ہوا سلطان سنجر نے شرائط منظور فرما کے مصالحت کر لی چنانچہ ۵۳۰ھ میں خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر واپس آیا۔

سلطان مسعود اور اتابک زنگی کی مصالحت

۵۳۱ھ میں سلطان سنجر دار الخلافت بغداد حسب عادت پہونچا ..... بقصد موصل لشکر مرتب کرنے لگا کیونکہ جسقدر فسادات اور جھگڑے امراء و سرداران لشکر کی طرف سے پیدا ہوتے تھے وہ سب کے سب اتابک زنگی والی موصل کے سر تھوپ دیئے جاتے تھے۔ سلطان سنجر کو اس سے غصہ پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگا۔ پس جب اسکو ترکوں اور خوارزم شاہ سے فراغت حاصل ہوئی تو اتابک زنگی کی اصلاح اور سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔ اتابک زنگی نے ابو عبداللہ بن انباری کی معرفت فدویت نامہ روانہ کیا، لطف و مرحمت

Marfat.com

کی درخواست کی، بیس ہزار دینار نذر کئے، بشرط واپسی ایک لاکھ دینار کا وعدہ کیا۔ سلطان سنجر راضی ہوگیا۔ مصالحت ہوگئی۔

منجملہ اور امور کے جس سے سلطان سنجر نے اتابک سے مصالحت کی، امر باعث صلح یہ ہوا کہ اس واقعہ میں سیف الدین غازی (اتابک زنگی کا بیٹا) بوجہ محبت پدری سلطان سنجر کی خدمت سے علیحدہ ہوکر اتابک زنگی کے پاس چلا آیا تھا۔ اتابک زنگی نے اس سے ذرا بھی التفات نہ کی، اولٹے پاؤں سلطان سنجر کی خدمت میں بھیجدیا اور یہ لکھا کہ "میرا بیٹا حضور کی خدمت میں رہتا تھا۔ حضور کا مزاج مجھ سے برہم دیکھکر بوجہ محبت فطری میرے پاس بھاگ آیا۔ میں اسکو پھر حضور کی بارگاہ میں واپس کرتا ہوں۔ میں اور یہ، دونوں حضور کے غلام ہیں اور ملک خدام والا کا ہے" اس سے سلطان سنجر کا دل نرم ہوگیا اتابک زنگی کی قدر و منزلت دوچند ہوگئی۔ نہایت خوشی سے پیام مصالحت قبول و منظور کیا۔

والی فارس اور حکمران رے کی بغاوت

بوزابہ والی فارس و خوزستان کو سلطان مسعود سے کشیدگی اور منافرت پیدا ہوگئی تھی جیساکہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ سنہ ۵۴۰ھ میں محمد بن سلطان محمود برادر سلطان مسعود کی بیعت کی اور فوجیں اراستہ کرکے ماشسون (قاشان) کی جانب روانہ ہوا۔ امیر عباس والی رے بھی آملا اور اس راے سے اتفاق کیا۔ سلطان شاہ برادر سلطان مسعود بھی ان لوگوں سے ساز کرکے مل گیا، آہستہ آہستہ اکثر شہروں پر ان باغیوں نے قبضہ کرلیا، سلطان مسعود کو اسکی خبر لگی ماہ رمضان سنہ مذکور میں بغداد سے روانہ ہوا۔ امیر طغایرک امیر حاجب اکاب میں تھا۔ اسکا اراکین دولت پر ایک خاص اثر تھا اور عام پبلک کا میلان بھی اسکی طرف تھا۔ بغداد میں مہلہل، نصیر امیر الحاج اور بہروز کے غلاموں کا ایک گروہ حفاظت و امن قائم رکھنے کی غرض سے چھوڑ دیئے گئے، جسوقت دونوں لشکر کا مقابلہ ہوا سلیمان

Marfat.com

شاہ انکی جماعت سے نکلکر اپنے بھائی سلطان مسعود کے پاس چلا آیا، امیر عبدالرحمٰن نے مصالحت کی گفتگو شروع کی۔ حسب خواہش صلح ہوگئی، امیر عبدالرحمٰن کو اس حسن خدمت کے صلہ میں علاوہ اُن صوبجات کی حکومت کے جسپر وہ پہلے سے حکمراں تھا آذربایجان اور اران تا خلخاں کی گورنری بھی بجاے جاولی طغرل مرحمت کی گئی۔

اسی سلسلہ میں ابوالفتح بن دراست کو جو کہ امیر بوزابہ کا وزیر تھا قلمدان وزارت سپرد کیا گیا، ۵۳۹ھ میں سلطان مسعود نے اپنے وزیر السلطنت یزدجردی کو معزول کرکے مرزبان بن عبداللہ بن نصر اصفہانی کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا، اور یزدجردی معزول وزیر کو مرزبان بن عبداللہ وزیر جدید کی سپردگی میں دیا۔ مرزبان بن عبداللہ نے یزدجردی کا کل مال واسباب ضبط کرلیا اور جیل میں ڈالدیا پھر جب ۵۴۰ھ کا دور آیا اور امیر بوزابہ وغیرہ سے مصالحت ہوگئی تو امیر بوزابہ کو ایک حد تک سلطان مسعود پر قابو مل گیا اور اسکی حکومت وسلطنت پر اسکو استبداد اور تحکم حاصل ہوا۔ اسی کا نتیجہ یہ تھا کہ ابوالفتح بن دراست بجاے مرزبان عہدہ وزارت پر پھر مامور ہوا۔

قتل طغایرک وعباس

عبدالرحمٰن طغایرک، سلطان مسعود پر بیحد قابو یافتہ ہوگیا تھا اس حد تک نوبت پہونچ گئی تھی کہ سلطان مسعود شاہ شطرنج کی طرح صرف تخت حکومت کا مالک تھا۔ باقی کل امور کو سیاہ وسفید کرنے کا اختیار عبدالرحمٰن طغایرک کے قبضہ میں تھا، بک ارسلان معروف بہ ابن خاص بک ابن بلنکری کو سلطان مسعود کی خدمت سے روکدیا، بک ارسلان سلطان مسعود کا خادم خاص اور پروردہ تھا، سلطان مسعود کی نظر عنایت اسپر رہا کرتی تھی خلوت اور جلوت میں سلطان مسعود کی خدمت میں رہتا تھا۔ طغایرک نے اس خیال سے کہ سلطان مسعود سے علیحدہ ہوجاے بک ارسلان کو کسی شہر کا امیر مقرر کرکے بھیجنے کا قصد کیا، سلطان مسعود کو اس سے بیحد صدمہ ہوا۔ بک ارسلان اور بعض سرداران فوج کو تنہائی میں طلب کرکے طغایرک کے قتل کا حکم دیا۔ کسی سردار کی

Marfat.com

ہمت نہ پڑی، زنگی جاندار نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا، یک ارسلان نے اس سے موافقت کی دیکھا دیکھی سرداران عسکر کا ایک گروہ بھی تیار ہوگیا، اسکے بعد ایک روز طغایرک اپنے جاہ وحشم کے ساتھ بمقام جنزہ دانوری کو نکلا، زنگی جاندار نے بڑھکر وار کیا، طغایرک گھوڑے سے زمین پر آرہا یک ارسلان نے لپک کر طغایرک کا کام تمام کردیا۔ سرداران لشکر نے جو اسی کام کے انجام دہی کو ہمراہ تھے طغایرک کے ہمراہیوں کو شور وشغب سے روکدیا۔

اس واقعہ کی اطلاع سلطان مسعود کو دی گئی۔ سلطان مسعود اس وقت بغداد میں تھا، امیر عباس والی رے بھی معہ اپنی فوج بغداد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ امیر عباس اس واقعہ سے برافروختہ ہوا، سلطان مسعود سے بدلہ لینے کا موقع ڈھونڈھنے لگا۔ سلطان مسعود نے تالیف قلوب کی، نرمی وملاطفت سے پیش آیا۔ امیر عباس کا غصہ فرو ہوگیا۔ سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کی بھی تدبیر شروع کی بعض سرداران لشکر اور اراکین دولت کو امیر عباس کے قتل پر آمادہ وتیار کیا، چونکہ سرداران لشکر اور اراکین دولت امیر عباس کے استبداد اور تحکم سے تنگ آگئے تھے قتل پر آمادہ ہوگئے، امیر بقش اور حرسوس بحف نے قتل کا بیڑہ اٹھایا۔ ایک روز سلطان مسعود نے امیر عباس کو مجلسرائے شاہی میں طلب فرمایا امیر بقش اور حرسوس بحف نے چند آدمیوں کو مجلسرائے کی صحنچیوں میں چھپا دیا۔ امیر عباس مجلسرائے شاہی کے دروازہ پر پہونچا، دستہ فوج جاں نثاران نے صرف امیر عباس کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی اسکے ہمراہیوں کو روکدیا، امیر بقش اور حرسوس امیر عباس سے باتیں کرتے ہوئے اس طرف لے گیا جہاں پر اسکے قتل کے لئے آدمیوں کو چھپا رکھا تھا، پس وہ سب دفعۃً نکل پڑے اور امیر عباس کا کام تمام کردیا۔ اسکے خیمہ اور اسباب کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے تمام شہر میں واویلا اور ایک شور برپا ہوگیا۔ لیکن پھر خاموشی اور سکون کا عالم ہوگیا۔ یہ واقعہ ۵۴۱ھ ماہ ذی قعدہ کا ہے۔

Marfat.com

امیر عباس، سلطان محمود کا آزاد غلام تھا، عادل، نیک سیرت، فرقہ باطنیہ پر شیر ابجاد اور مدبر تھا، رعایا اس سے بیحد خوش تھی۔

سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کے بعد اسکے بھائی سلیمان شاہ کو قلعہ تکریت میں قید کر دیا اور بغداد سے اصفہان کا سفر اختیار کیا واللہ سبحانہ وتعالیٰ ولی التوفیق۔

قتل بوزابہ والی فارس

تم اوپر پڑھ آئے کہ طغایرک، امیر عباس والی رے اور امیر بوزابہ والی فارس وخوزستان کو سلطان مسعود کی حکومت وسلطنت پر استبداد حاصل ہو گیا تھا، یہ تینوں امیر ایک تھیلی کے چٹے بٹے تھے طغایرک، امیر عباس اور امیر بوزابہ کے ذریعہ سے سلطان مسعود کو شطرنج کا بادشاہ بنائے ہوئے تھا جسوقت طغایرک مارا گیا۔ امیر عباس کو برافروختگی اور اشتعال پیدا ہوا، بدلہ لینے نہیں پایا تھا کہ فوراً ہی مار ڈالا گیا۔ اسکے مارے جانے کی خبر امیر بوزابہ کو پہونچی، غصہ سے کانپ اٹھا، عظیم فوج لیکر ۵۴۲ھ میں اصفہان پہونچا۔ محاصرہ ڈالا، دوسری فوج کو ہمدان کے محاصرہ پر مامور کیا، تیسری فوج قلعہ مایکی بلاد سحف کے سر کرنے کو روانہ ہوئی۔

بلاد سحف، امیر بقش کوزخر کی گورنری میں تھے۔ امیر بقش نے مدافعت پر کمر باندھی مردانگی اور جرأت سے لڑکر غنیم کو پسپا کیا۔

امیر بوزابہ، اصفہان سے سلطان مسعود کی تلاش میں روانہ ہوا۔ سلطان مسعود نے جنگ سے پہلوتہی کرنا چاہا مگر کامیاب نہوا۔ مرج قراتکین میں صف آرائی ہوئی، نہایت شدید مقابلہ ہوا، دونوں حریف جی توڑ کر لڑے، اتفاق سے امیر بوزابہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا امیر بوزابہ زمین پر آرہا، ایک فوجی سپاہی نے لپک کر گرفتار کر لیا، کشاں کشاں سلطان مسعود کی خدمت میں پیش کیا، سلطان مسعود کے روبرو مار ڈالا گیا، روایت کی جاتی ہے کہ اثنا، جنگ میں امیر بوزابہ کو تیر لگا تھا۔ جسکے صدمہ سے گھوڑے سے گرا اور مردہ تھا۔ امیر بوزابہ کے مارے جانے سے سارا لشکر تتر بتر ہو گیا یہ لڑائی سلاطین

Marfat.com

سلجوقیہ کی بڑی لڑائیوں میں ہے۔

امراء کی بغاوتیں بغداد کی بربادی

طغایرک، امیر عباس اور امیر بوزابہ کے مارے جانے کے بعد بک ارسلان خادم خاص سلطان مسعود کی خدمت میں آگیا۔ دربار شاہی میں امراء کی آمد و رفت مسدود ہوگئی، اس سے امراء و اراکین دولت کو سلطان مسعود کی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی، خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا ہمارے ساتھ بھی وہی واقعہ رونما ہو جو طغایرک اور امیر عباس وغیرہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اسوجہ سے امراء و اراکین دولت سلجوقیہ ابو رکن مسعودی والی گنجہ و اران، بقش کوزخر والی جیل، حاجب خریطائی محمودی افسر پولیس بغداد، ابن طغایرک امیر رکن مسعود اور قرقوب سلطان مسعود کی رفاقت ترک کرکے عراق کی طرف روانہ ہوئے، ان لوگوں کے ہمراہ و ہم آہنگ سلطان مسعود کا بھائی محمد بن محمود بھی تھا کوچ و قیام کرتے ہوئے امراء سلجوقیہ حلوان پہونچے، اہل بغداد میں اضطراب اور بیچینی پیدا ہوئی، غلہ گران ہوگیا، خلیفہ مقتفی عباسی نے واپس جانے کا پیام بھیجا۔ کسی نے سماعت نہ کی ماہ ربیع الآخر ۵۴۳ھ میں داخل بغداد ہوئے۔ شرقی جانب قیام کیا، مسعود افسر پولیس بغداد تکریت بھاگ گیا، علی ابن دُبیس والی حلہ بھی ان لوگوں سے آملا۔ غربی بغداد میں خیمہ نصب کیا، خلیفہ مقتفی نے بغداد کی محافظت کے لئے فوجیں فراہم کیں، امراء سلجوقیہ کے فوجیوں اور عوام الناس سے بغداد میں لڑائی چھڑ گئی، متعدد لڑائیاں ہوئیں اہل بغداد نے امراء سلجوقیہ کے لشکر کو بغداد سے نکال دیا۔ لوٹ کر پھر حملہ آور ہوئے، بغداد کی سڑکیں گلی اور کوچہ مقتولوں سے بھر گیا، آبادی ویرانی سے، امن سے بدامنی مبدّل ہوگئی۔ محلہ کے محلہ سنسان میدان ہوگئے، لوٹ مار اور غارتگری کی کوئی حد نہ رہ گئی، لوٹا مارا اور قید کیا اس تمام غارتگری سے عورتیں اور بچے بھی محفوظ نہ رہے بعد اسکے امراء سلجوقیہ بارگاہ خلافت کے سامنے آئے رسم زمیں بوسی ادا کی، معذرت کی تمام دن خلیفہ مقتفی عباسی اور امراء سلجوقیہ سے نامہ و پیام ہوتا رہا بالآخر اگلے دن بغداد سے نہروان کی طرف کوچ کر گئے

اسکے بعد مسعود افسر پولیس بغداد واپس آیا۔ اور ان غارتگردں نے نہروان پہونچکر بھی حرکتیں شروع کیں لوٹ اور قتل کا ہاتھ بڑھایا۔

اس غارتگری کے بعد امراء منتشر اور متفرق ہوگئے۔ عراق کو چھوڑ دیا، بقش کوزخر طرنطائی اور ابن دُبیس نے ۵۴۴ھ میں پھر بغداد کا رُخ کیا، ملک شاہ بن محمود برادر زادہ سلطان مسعود انکے ساتھ تھا، خلیفہ مقتفی عباسی سے ملک شاہ کا نام خطبہ میں داخل کئے جانے کی درخواست کی، خلیفہ مقتفی نے انکاری جواب دیا، فوجیں فراہم کیں، سلطان مسعود کو اس حال سے آگاہ کیا، لیکن سلطان مسعود باوجود وعدہ اپنے چچا سلطان سنجر کی وجہ سے ایفاء وعدہ نہ کرسکا

سلطان سنجر نے بک ارسلاں کی بابت سلطان مسعود کو لکھا "تم نے بک ارسلاں کو اس قدر بڑھا چڑھا دیا ہے کہ اور ارکین دولت و سرداران لشکر کو اس سے ناراضی اور بد دلی پیدا ہوگئی ہے مناسب یہ ہے کہ تم اسکو اپنی خدمت سے علیحدہ کردو اور اگر تم ایسا نکروگے تو میں مداخلت کرنے پر آمادہ ہوجاؤنگا" سلطان مسعود نے بلطایف الحیل ٹالدیا اور اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ سلطان کو غصہ پیدا ہوا۔ کوچ وقیام کرتا رے پہونچ گیا، سلطان مسعود نے حاضر ہوکر عذر ومعذرت کی اور راضی کرلیا۔

بقش کوزخر کو جب اس کی اطلاع ہوئی کہ خلیفہ مقتفی عباسی نے سلطان مسعود کو لکھا ہے امداد طلب کی ہے تو نہروان کو لوٹ لیا علی ابن دُبیس والی حلہ کو گرفتار کرلیا بعد اسکے سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر سے ملکر بغداد روانہ ہوا، ۵۔ شوال ۵۴۴ھ میں بغداد پہونچا، طرنطای مرعوب ہوکر نعمانیہ بھاگ گیا، بقش کوزخر بھی نہروان سے کوچ کرگیا، علی ابن دُبیس کو چھوڑ دیا، علی ابن دُبیس نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوکر معذرت کی، سلطان مسعود راضی ہوگیا۔

سلطان مسعود کی وفات، ملک شاہ | رجب ۵۴۷ھ میں بمقام ہمدان

ابن سلطان محمود کی تخت نشینی

سلطان مسعود نے وفات پائی۔ زمانہ دعوائے سلطنت سے بائیس[۲۲] سال حکومت کی، اسکی حکومت کے زمانہ تک سلاطین سلجوقیہ کا ستارہ اقبال اوج پذیر رہا بعد اسکے زوال شروع ہوا۔ اسکے مرنے سے گویا سلطنت سلجوقیہ کو موت آگئی اس نے اپنے برادرزادہ ملک شاہ ابن سلطان محمود کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ اسی بنا پر اسکے مرنے کے بعد امیر خاص بک نے ملک شاہ کو سریر حکومت پر متمکن کیا، بیعت کی، شاہی افواج نے بھی سلامی دی۔

سلطان مسعود کی وفات کی خبر دارالخلافت بغداد پہونچی مسعود بلال افسر پولیس بغداد[۱] تکریت بھاگ گیا خلیفہ مقتفی لامر اللہ عباسی کے حکم سے افسر پولیس بغداد اور اوردگان سلطان مسعود کے مکانات معہ مال و اسباب ضبط کر لئے گئے، بعد اسکے سلطان ملک شاہ نے ایک فوج بسرکردگی سالار کرو حلہ روانہ کی، سالار کرو نے حلہ پر قبضہ کر لیا، مسعود بلال افسر پولیس بغداد یہ سنکر تکریت سے حلہ آیا، سالار کرو سے ملا، ہاں میں ملا باہم آہنگی ظاہر کی تا آنکہ سالار کرو اور مسعود بلال سے بے تکلفی کے مراسم پیدا ہو گئے، ایک روز موقع پا کے سالار کرو کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبو دیا اور حلہ پر قابض ہو گیا، خلیفہ مقتفی لامر اللہ عباسی کو اسکی اطلاع ہوئی، آگ بگولا ہو گیا، وزیر السلطنت عون الدین ابن عبیرہ کو حلہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ مسعود بلال فرات عبور کر نے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی، شکست کھا کر بھاگا، وزیر السلطنت نے حلہ پر قبضہ کر کے ایک فوج کوفہ کی طرف اور ایک فوج

---

[۱] سلطان مسعود بن سلطان محمد ماہ ذی القعدہ ۵۰۱ھ میں پیدا ہوا۔ اس حساب سے ۴۵ برس کی عمر پائی۔ نہایت خلیق، خوش مذاق اور خندہ پیشانی تھا۔ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرتا، خوش خلقی سے پیش آتا اور انکے مال و زر پر دست درازی نہ کرتا تھا۔ سلاطین سلجوقیہ میں اس سے زیادہ نرم دل کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ اسکے بہت سے اوصاف اور فضائل کتب تواریخ میں لکھے ہیں ہم نے بنظر اختصار اسی قدر پر اکتفا کیا۔ ایک ہفتہ تپ محرقہ میں بیمار رہکر یکم رجب ۵۴۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۰۵ جلد ۱۱ مطبوعہ لیدن

واسط پر بھیجی، چنانچہ کوفہ اور واسط بھی سر ہوگیا اس اثنا میں سلطان ملک شاہ کا لشکر واسط پہونچا۔ وزیر السلطنت کی فوج نے واسط چھوڑ دیا، شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا خلیفہ مقتفی عباسی کو اسکی خبر لگی، بنفس نفیس فوجیں لیکر واسط کی طرف کوچ کیا۔ شاہی لشکر یہ خبر پاکر واسط سے کنارہ کش ہوگیا، خلافت مآب نے واسط پر قبضہ کرکے حلہ کی جانب عنان عزیمت اٹھائی حلہ ہوتا ہوا آخری ماہ ذی القعدہ سنہ مذکور میں دارالخلافت بغداد واپس آیا۔

ملک شاہ کی گرفتاری سلطان محمد کی حکومت

امیر خاص بک کو جس نے سلطان ملک شاہ کو سریر حکومت پر متمکن کیا تھا اور سب کے پہلے بیعت کی تھی استبداد اور انفرادی حکومت کی ہوس پیدا ہوئی، چھ مہینے حکومت کے بعد ملک شاہ کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا محمد بن سلطان محمود کو خوزستان سے بلاکر تخت حکومت پر بٹھایا، جامع مسجد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھوایا، نذر گرانی، تحائف اور ہدایا پیش کئے، چونکہ سلطان محمد کو امیر خاص بک کی حرکات کی اطلاع ہوگئی تھی اور لوگوں نے اسکی بدباطنی اور شرارت کی نمامی کی تھی اسوجہ سے سلطان محمد کے پہونچنے کے دوسرے دن جب باریاب ہونے کو آیا تو سلطان محمد نے اسکو اپنے دست مبارک سے قتل کیا۔ اسکے ساتھ زنگی جاندار کو بھی موت کا پیالہ پلایا جس نے طغایرک کو قتل کیا تھا۔ امیر خاص بک کے قتل کے بعد مال و اسباب ضبط کر لیا گیا۔

امیر خاص بک ایک ترکمانی کا لڑکا تھا۔ کسی ذریعہ سلطان مسعود کی خدمت میں باریاب ہوگیا، چلتا پرزہ اور ہوشیار تھا۔ بعض بعض نمایاں کام انجام دیئے، سلطان مسعود نے اسکو اپنے مصاحبوں میں داخل کر لیا، شاہی افواج اور امرار دولت کا سردار بنایا۔

انوغزی ترکی معروف بہ شملہ امیر خاص بک کا خاص مصاحب اور ہوا خواہ تھا۔ اس نے امیر خاص بک کو سلطان محمد کے پاس جانے سے روکا تھا۔ پس جب امیر خاص بک مارا گیا تو شملہ خوزستان چلا گیا۔ اور اپنی حکومت و ریاست کا سلسلہ قائم کیا واللہ اعلم بغیبہ

ترکان غز کا خراسان پر قبضہ

غز (ترکون کا ایک گروہ) ماوراء النہر میں رہتا تھا، ترکوں کا

سلطان سنجر کی ہزیمت و گرفتاری

یہ ایک جرگہ تھا، جسمیں حکمرانان دولت سلجوقیہ بھی داخل ہیں، ماوراءالنہر میں عبور کرآنے کے بعد یہیں سکونت اختیار کی، مذہبًا مسلم تھے، جس وقت ترکان خطا، ملک چین اور ماوراءالنہر پر قابض و متصرف ہوئے تو ترکوں کا یہ جرگہ جو غز کے نام سے موسوم تھا خراسان چلا آیا، اور اطراف بلخ میں طرح اقامت ڈالی، اس زمانہ میں محمود، ایاز، بختیار، طوطی، ارسلان اور معزان پر حکمران تھا، امیر قماج والی بلخ نے ان لوگوں کو بلخ سے نکالنے پر کمر باندھی، ان لوگوں نے کچھ دیئے کر امیر قماج کو باز رکھا۔ یہ لوگ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے زکوٰۃ دیتے تھے قافلوں کی حفاظت کرتے تھے اور امن وامان سے رہتے تھے۔ کسی کو تکلیف وایذا نہیں دیتے تھے، بعد چند دنوں کے امیر قماج کو انکے اخراج کا سودا پھر پیدا ہوا، کل جرگہ کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دیا۔ ترکان غز بگڑ گئے، شہر بدر ہونے سے انکار کر دیا بحکم ہرکہ بہ تنگ آید بجنگ آمد بقصد مقابلہ اپنے گروہ والوں کو جمع کیا، امیر قماج دس ہزار سواروں کی جمعیت سے ترکان غز کے اخراج کو روانہ ہوا۔ ترکان غز کے سرداروں نے حاضر ہوکر مال وزر پیش کیا، معذرت کی، واپس جانے کی درخواست دی، امیر قماج نے ایک نہ سنی، نوبت بجنگ رسید کا مضمون ہوا، ترکان غز نے امیر قماج کو ہزیمت دی، اسکے لشکر کے ایک بڑے حصہ کو قتل کیا، رعایا پر بھی دست درازی کی، علماء وفقہاء بھی اس پائمالی وقتل سے محفوظ نہ رہے، عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرلے گئے، لونڈی غلام بنایا، مدارس ویران کر دیئے، امیر قماج بہزار خرابی جان بچاکر بھاگا مرو پہونچا۔ سلطان سنجر کی خدمت میں باریاب ہوا، کل واقعات گوش گذار کئے۔

سلطان سنجر نے ترکان غز کو بلخ چھوڑ دینے کا پیام بھیجا اور بصورت عدم تعمیل حکم شاہی جنگ کی دھمکی دی، ترکان غز نے بہ نرمی و ملاطفت جواب دیا، خراج دینے کو تیار

ہوئے، علاوہ ملک چھوڑنے کے اور احکام کی تعمیل پر آمادگی ظاہر کی، لیکن سلطان سنجر نے سماعت نہ کی، ایک لاکھ فوج سے ترکان غز پر یلغار کیا، نامی نامی جنگ آزمودہ سردار رکاب میں تھے نہایت شدید جنگ شروع ہوئی، آخر کار سلطان سنجر کو ہزیمت ہوئی، ترکان غز دور تک تعاقب کرتے گئے سلطان سنجر کے لشکر کا زیادہ حصہ کام آگیا، علاء الدین قماج مارا گیا، سلطان سنجر معہ چند سرداران لشکر گرفتار ہوگیا۔

ترکان غز نے خاتمہ جنگ کے بعد سرداران لشکر کو مار ڈالا۔ باقی رہا سلطان سنجر اسکے ساتھ بہ کمال ادب پیش آئے اسکے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی اور اسکے ساتھ مرو میں داخل ہوئے۔ مرو ملک خراسان کا دارالحکومت تھا۔ بختیار نے گذارش کی "مرو مجھکو بطور جاگیر مرحمت فرمائے"، سلطان سنجر نے جواب دیا "یہ مقر حکومت ہے اور مقر حکومت جاگیر میں نہیں دیا جاتا" بختیار سن کر ہنس پڑا، ترکان غز مذاق اوڑانے لگے۔ سلطان سنجر یہ رنگ دیکھ کر سریر حکومت سے علیحدہ ہوگیا فانقاہ مرو میں چلا گیا، اور ترکان غز بلاد خراسان پر قابض و متصرف ہوگئے۔

ترکان غز نے قبضہ کے بعد ظلم و جور کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ جو مظالم کبھی وقوع میں نہیں آئے تھے جسکو کانوں نے کبھی نہیں سنا تھا وہ اہل خراسان پر کئے گئے، لوگوں پر مختلف قسم کے ٹکس لگائے، بازار میں تین پیسہ لٹکا دیا اور یہ حکم دیا کہ "اسکو سونا سے بھر دو" عوام الناس برافروختہ ہوگئے، لڑ پڑے، ترکان غز نے نیشاپور میں داخل ہو کر ایک طرف سے لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کے قتل سے بھی باز نہ آئے۔ چھوٹے اور بڑے بھی قتل اور غارتگری سے محفوظ نہ رہے، گانوں، قصبات اور شہر کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا، بلاد خراسان میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں پر کہ علماء، صلحاء اور قضاۃ ان کے مظالم کے شکار نہ ہوئے ہوں اور قتل و غارت نہ کئے گئے ہوں۔ بلاد خراسان میں صرف ہرات اور سیستان چونکہ نہایت مضبوط و مستحکم تھا اس وجہ سے

Marfat.com

ترکوں کے ظلم و غارتگری سے محفوظ رہا۔ +

ابن اثیر نے بعض مورخ عجم سے روایت کی ہے کہ عہد خلافت خلیفہ مہدی (یا مقتفی) عباسی میں ترکون کا یہ گروہ اقصاے سرحد ترک سے ماوراء النہر میں آیا، دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ مقنع کندی نے شعبدہ اور خرق عادات دکھاکر انکو اپنا مطیع بنایا۔ انکی وجہ سے مقنع کی قوت بڑھ گئی، تا آنکہ مقنع کو اپنے ارادوں میں بخوبی کامیابی ہوئی اور اسکا تسلط پورا ہوا۔ جب شاہی لشکر اسکے روک تھام اور سرکوبی کو چلا تو ان ترکوں نے مقنع کو گرفتار کرکے شاہی لشکر کو حوالہ کر دیا، ایسی قسم کی حرکت ان ترکوں نے ملوک خانیہ کے ساتھ بھی کیا، بعد اسکے ترکان قارغلیہ نے ان کو زیر و زبر کرکے جلاوطن کیا۔ امیر زنگی بن خلیفہ شیبانی نے جو کہ طغارستان پر قابض و متولی تھا اپنے بلاد مقبوضہ میں بُلا کر ٹھہرایا اپنی فوج میں بھرتی کیا، امیر قماج والی بلخ اور امیر زنگی میں ایک مدت سے عداوت کا سلسلہ چلا آرہا تھا۔ امیر زنگی نے ترکان غُز پر اترا کر امیر قماج پر چڑھائی کی، امیر قماج نے ترکوں کو بلا لیا چنانچہ بوقت مقابلہ ترکان غُز نے امیر زنگی کو دھوکا دیا۔ امیر زنگی کو ہزیمت ہوئی۔ امیر زنگی اور اسکا لڑکا گرفتار ہوگیا۔ امیر قماج نے دونوں کی زندگی کا

+ اس ہنگامہ میں ترکان غزؔ نے بہت بڑی خون ریزی کی بلا امتیاز قتل کیا حسین ابن محمد ارسابندی، قاضی علی ابن مسعود اور شیخ محی الدین محمد بن یحییٰ ترکوں کے ہاتھوں شہید کئے گئے۔ شعراء نے مرثیہ لکھے، علی ابن ابراہیم کاتب کا مرثیہ زیادہ مشہور ہے جسکے چار اشعار یہ ہیں:-

مضی الذی کان یحنی الدہر من فیہ ۔۔۔ یسین بالفضل والافضال وادیہ
مضی ابن یحیی الذی قد کان صوب حیًا ۔۔۔ لا یرشہر ومصباحًا سراجیہ
خلا خراسان من علم ومن ورع ۔۔۔ لما نعاہ الی الآفاق ناعیہ
لما اماتوہ مات الدین واسفا ۔۔۔ من ذا الذی بعد محی الدین یحییہ

ھکذا فی الکامل لابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱ مطبوعہ لیدن

Marfat.com

خاتمہ کرایا اور ترکان غز کو امیر زنگی کے مقبوضہ بلاد میں جاگیریں دی، پھر حسین بن حسین غوری نے تسخیر بلخ کا قصد کیا امیر قماج مقابلہ پر آیا۔ ترکوں کا یہ گروہ اسکے رکاب میں تھا۔ مقابلہ ہوا، ترکوں نے حسین غوری کا پلہ بھاری دیکھ کر امیر قماج کا ساتھ چھوڑ دیا حسین غوری کی فوج میں مل گئے امیر قماج کو شکست ملی حسین غوری نے بلخ پر قبضہ کر لیا، سلطان سنجر کو اس واقعہ کی خبر لگی لشکر آراستہ کر کے بلخ پر یلغار کیا حسین غوری کو ہزیمت ہوئی بلخ چھوڑ کر بھاگ گیا، بعد ہزیمت دربار سلطان سنجر میں حاضر ہوا، معذرت کی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا سلطان سنجر نے غزنی کی حکومت پر واپس کر دیا اور ترکان غز اطراف طخارستان میں بدستور سکونت پذیر ہوئے، سلطان سنجر نے ان سے تعرض نہیں کیا

چونکہ امیر قماج کا دل ان ترکوں سے صاف نہ تھا۔ گذشتہ واقعہ میں بمقابلہ حسین غوری دھوکا دینے کی وجہ سے ناراض تھا اسوجہ سے امیر قماج نے انکو اپنے مقبوضہ شہروں سے نکل جانے کا حکم دیا، ترکان غز نے مقابلہ کی تیاری کی، ہر طرف سے ترکوں کے جرگوں کو مجتمع کیا اور ارسلان بوقا ترکی کو امیر لشکر بنا کر عدول حکمی پر تل گئے۔ امیر قماج بھی لشکر آراستہ کر کے مرکو بلی کو بڑھا، نہایت شدید لڑائی ہوئی۔ تمام دن لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار امیر قماج کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی فاش ہزیمت ہوئی امیر قماج اور اسکا لڑکا ابو بکر گرفتار کر لیا گیا، ترکان غز نے مارو الا اور اطراف بلخ پر قابض ہو گئے۔ قتل، غارت اور پائمالی شروع کر دی، دیہات قصبات اور شہر ویران ہو گئے۔

سلطان سنجر نے ان واقعات سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں، مقدمۃ الجیش پر محمد بن ابو بکر بن امیر قماج مقبوں اور موید ابی آیہ کو مامور کر کے محرم ۵۴۸ھ میں بڑھنے کا حکم دیا۔ انکی روانگی کے بعد خود بھی عظیم فوج لیکر روانہ ہوا ترکوں نے فدویت نامہ بھیجا، اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہوئے مصارف فوج کشی کا تاوان

۵۴۸ھ

Marfat.com

دینے پر تیار ہوئے، سلطان سنجر نے درخواست نامنظور کی، تیغ و سپر ہونے کو ترکوں کے سر پر پہونچ گیا، لڑائی چھڑ گئی، ترکوں نے ہزیمت دیکر بلخ کی طرف پسپا کر دیا، پھر سلطان سنجر فوج کو مرتب کر کے دوبارہ بھڑا، ترکوں نے اس جنگ میں بھی اسکو شکست دی، مرو بھاگ آیا، ترکوں نے تعاقب کیا، سلطان سنجر اور اسکے لشکر پر ترکوں کا رعب اس قدر غالب ہو گیا تھا کہ مرو میں ٹھہر نہ سکا۔ بھاگ نکلا۔ ترکوں نے مرو میں داخل ہو کر قتل، غارتگری اور پائمالی شروع کر دی۔ بڑے بڑے ایمہ، نامی نامی علماء اور قضاۃ کو شہید کیا +

جسوقت سلطان سنجر، مرو سے نکلا تھا، ترکوں نے گرفتار کر لیا اور اپنی عادت کے مطابق سلطان سنجر کو تخت پر بٹھایا، اطاعت و فرمانبرداری کی گردن جھکائی، بعد اسکے مرو کی غارتگری پر پھر ہاتھ بڑھا۔ اہل مرو نے مدافعت پر کمر باندھی۔ تیغ و سپر ہوئے لیکن ترکوں کی ظالمانہ قوت کا مقابلہ نہ کر سکے پسپا ہوئے، مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیئے۔ شہر حوالہ کر دیا۔ ترکوں نے پہلے سے زیادہ پائمال کیا قتل اور غارتگری کی حد نہ رہی۔

سلطان سنجر کی گرفتاری کے بعد وزیر السلطنت طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک اور کل امرار خراسان سلطان سنجر سے جدا ہو کر نیشاپور چلے گئے سلیمان شاہ بن سلطان محمود کو بلا کر سریر حکومت پر متمکن کیا چنانچہ ۱۹ جمادی الاخرہ سنہ مذکور میں سلیمان شاہ

+ پہلی لڑائی ماہ محرم ۵۴۸ھ میں سلطان سنجر کے مقدمۃ الجیش سے ہوئی۔ مقدمۃ الجیش کو ہزیمت ہوئی اتنے میں سلطان سنجر پہونچ گیا۔ ترکوں نے معذرت کی سلطان سنجر نے ایک نہ سنی، لڑائی ہوئی، سلطان سنجر پسپا ہو کر بلخ پہونچا، ترکوں نے تعاقب کیا، سلطان سنجر نے پلٹ کر مقابلہ کیا پھر لڑائی ہوئی سلطان سنجر شکست کھا کر مرو کی طرف بھاگا یہ واقعہ ماہ صفر سنہ مذکور کا ہے ترکوں نے مرو کا قصد کیا۔ خراسانی لشکر ترکوں کی آمد کی خبر سن کر خوف سے تھرا گیا، مرو چھوڑ دیا، ترکوں نے ماہ جمادی الاولی سنہ مذکور میں مرو میں داخل ہو کر جو کچھ کرنا تھا کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹ مطبوعہ لیدن۔

Marfat.com

کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ خراسانی لشکر کا جم غفیر مجتمع ہوا اور ترکوں پر حملہ کرنے کو بڑھا۔ ترکوں نے بھی بقصد مقابلہ خروج کیا۔ فریقین نے مرو کے باہر صف آرائی کی۔ ایک دوسرے سے تیغ و سپر ہوا۔ خراسانی لشکر ترکوں سے مرعوب ہو رہا تھا۔ میدان جنگ سے بھاگ نکلا، نیشاپور میں پناہ گزیں ہونے کا قصد کیا، ترکان غُز تعاقب میں تھے، نیشاپور میں بھی نہ ٹھہر سکا، ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر دُند مچا دی، عُلّار، زہاد۔ اور روسار کو قتل کیا، مسجدیں منہدم کر دیں، عورتیں اور بچے تک انکے مظالم سے محفوظ نہ رہے

طوس کو پائمال کر کے ماہ شوال ۵۴۹ھ میں نیشاپور کی پائمالی کو بڑھے۔ طوس سے زیادہ نیشاپور میں مظالم کئے سارا شہر مقتولوں سے بھر گیا، علماء اور صلحاء کا ایک گروہ جامع اعظم میں جا کر پناہ گزیں ہوا، ترکوں نے ان کو بھی نہ چھوڑا، ایک ایک کو قتل کیا۔ کتب خانہ جلا دیا انہیں افعال قبیحہ و حرکات ناشائستہ کا جوین اور اسفراین میں بھی ارتکاب کیا، محاصرہ ڈالا، پائمال کیا، باغات اُجاڑ دالے، کھیتوں کو برباد کیا۔ بوڑھے، جوان، عورت اور بچے کوئی بھی انکے مظالم سے محفوظ نہ رہے۔ ترکوں نے جسقدر مظالم ان مقامات میں کئے دوسرے شہروں پر نہیں کئے۔

لہ طوس میں منجملہ اُن علماء کے جو ترکوں کے ہاتھ شہید ہوئے امام محمد ماسکی، علی موسوی نقیب علوی، اسماعیل بن حسن خطیب اور شیخ الشیوخ محمد ابن احمد خصوصیت کے ساتھ کتب تواریخ میں لکھے گئے ہیں۔ نسی نامی عالم اور شیخ کو قتل سے باقی نہیں رکھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ لیدن

لہ ماہ شوال ۵۴۹ھ میں ترکوں نے نیشاپور کو تاراج کیا، کوئی شخص مزاحمت اور مدافعت کرنے والا نہ تھا کسی ایک متنفس کو زندہ باقی نہیں رکھا۔ صرف دو محلوں میں محض مقتول مُردوں کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ عورتوں اور بچوں کا اسمیں شمار نہیں ہے۔ عورتیں اور بچے باقی رہ گئے انکو غلام اور لونڈی بنا لیا سارا شہر مقتولوں سے پُر تھا۔ گلیوں میں ٹیلہ کی طرح کشتوں کے پشتے لگے تھے [بقیہ صفحہ ۲۰۲

Marfat.com

سلطان سلیمان شاہ کی حالت سقیم تھی، خوش تدبیر اور منتظم بھی نہ تھا، ترکوں کی مقاومت سے عاجز ہو گیا۔ ماہ شوال ۵۴۸ھ میں اسکا وزیر طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک موت کی ٹھنڈی نیند سو گیا۔ سلیمان شاہ نے اسکے بیٹے نظام الملک دوم کو قلمدان وزارت سپرد کیا، ایک اسی کا دم تھا جس سے سلیمان شاہ کچھ نہ کچھ ترکوں کے مقابلہ پر اڑا تھا۔ اسکے مرنے سے ہمت ہار گیا، سلطنت کا بار اٹھا نہ سکا ماہ صفر ۵۴۹ھ میں جرجان واپس آیا، اراکین دولت نے مجمع ہو کر بار حکومت سے اسکو سبکدوش کر کے خان محمود بن محمد بن بقرا خان ہمشیرہ زادہ سلطان سنجر کو اپنا سلطان بنایا۔ ماہ شوال میں خان محمود کو بلا کر تخت نشین کیا اسکے نام کا جامع مسجد میں خطبہ پڑھا۔

اسوقت ترکان غز ہرات کا محاصرہ کئے تھے۔ خان محمود فوج آراستہ کر کے ہرات کو ترکوں کے دست برد سے چھوڑانے کو نکلا، ترکوں سے متعدد لڑائیاں ہوئیں، اکثر لڑائیوں میں ترکان غز ہی کامیاب رہے، آخر کار ترکان غز ماہ جمادی الاولی ۵۵۰ھ میں محاصرہ

بقیہ صفحہ ۲۰۱] عوام کا کیا ذکر ہے بہت سے علماء اور صالحین کو قتل کیا جن میں محمد ابن یحییٰ فقیہ شافعی تھے جنکا مثل اس زمانہ میں نہ تھا، طلاب علم دور و دراز ملکوں سے سفر کر کے انکی خدمت میں آتے تھے۔ علماء نے انکا مرثیہ لکھا، ابو الحسن علی بن ابو القاسم بیہقی کا مرثیہ زیادہ مشہور ہے جسکے دو اشعار نقل کئے جاتے ہیں وہو ہذا

یا سافکا دم عالمٍ متبحرٍ — قد طار فی اقصی الممالک صیته
باللہ قل لی یا ظلوم ولا تخف — من کان محی الدین کیف تمیته

علاوہ فقیہ موصوف کے عبدالرحمن بن عبدالصمد اکاف، ابو البرکات فرادی، امام علی صباغ متکلم، احمد بن محمد بن حامد، عبدالوہاب فقہا بادی، قاضی صاعد بن عبدالملک ابن صاعد، حسن بن عبدالحمید رازی اور بہت سے علماء کو ان ترکوں نے شہید کیا۔ قصہ مختصر ان ترکوں نے جو نام کے مسلمان تھے دنیا، اسلام پر وہ مظالم کئے جو کفار نے بھی کبھی نہیں کئے ملخص از تاریخ کامل جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ لیدن

Marfat.com

اُٹھا کے مرو چلے آئے اور اہل مرو سے تاوان وصول کرنے لگے، خان محمود نے نیشاپور کی طرف کوچ کیا، نیشاپور پر موید نے قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ آئندہ ہم لکھیں گے، بعد اسکے ترکان غز نے خان محمود کو صلح کا پیام دیا، ماہ رجب سنہ مذکور میں باہم مصالحت ہوئی۔

موئید کا نیشاپور پر قبضہ | موئید، سلطان سنجر کا غلام تھا۔ (اتی ؛ ۰) نام تھا "مؤید" کا لقب دیا تھا چلتا پرزہ ارکین دولت میں سربرآوردہ شخص تھا۔ سرداران لشکر اسکے اشارہ پر کام کرتے تھے۔ جسوقت ملک میں ترکان غز کا فتنہ رونما ہوا، امراء و سرداران سلطنت سلجوقیہ بلاد خراسان میں متفرق و منتشر ہو گئے، حکمرانان سلجوقیہ کمزور پڑے، انکی مدافعت نہ کر سکے، اسوقت موید نے بڑھکر عنان انتظام اپنے ہاتھ میں لی۔ سپہ سالاران سلجوقیہ کا ایک گروہ موید سے آملا۔ فوجیں اکٹھی ہو گئیں، نیشاپور، طوس، نسا، ابیورد، شہرستان اور دامغان پر قبضہ کر لیا اور بوڑے ترکان غز کو ان شہروں سے مار بھگایا، چونکہ موید نہایت خوش خلق، عادل اور نرم دل تھا اسوجہ سے رعایا نے اطاعت کی گردن جھکا دی، بہت سے ہوا خواہ پیدا ہو گئے، جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ اس سے موید کی شان و شوکت بڑھ گئی، رعب اب کا سکہ چلنے لگا، خان محمود نے موید کو اپنی اطاعت کا پیام دیا، مذکورہ بالا مقامات کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا اور دربار شاہی میں حاضری کا حکم دیا، فریقین میں کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے آخر کار سالانہ خراج دینے پر مصالحت ہوئی۔ موئید نے زر خراج کی ادائیگی کی ضمانت دی، خان محمود پیشقدمی سے رُک گیا اور موئید ان شہروں پر بدستور قابض رہا۔

ایناخ کا ری پر قبضہ | ایناخ بھی سلطان سنجر کا ایک خادم تھا۔ جسوقت ترکان غز کی غارتگری کا دور شروع ہوا، ایناخ خراسان سے رے چلا گیا اور رے پر قابض ہو گیا، رے سلطان سنجر کے ماموں محمود سے لیا تھا۔ ایناخ نے سلطان محمد شاہ بن محمود والی ہمدان و اصفہان وغیرہا کی خدمت میں قدومیت نامہ بھیجا، ہدایا و تحائف پیش کئے، چنانچہ سلطان محمد شاہ نے ایناخ کو حکومت رے پر بحال رکھا۔ سلطان محمد شاہ کی وفات کے بعد ایناخ نے ہاتھ پاؤں نکالے

لنے کے سرحدی شہروں پر قبضہ کر لیا، اس سے ایتاخ کی شان و شوکت بڑھ گئی، فوج کی تعداد دس ہزار تک پہونچ گئی، جب سلیمان شاہ نے ہمدان وغیرہ کی عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی تو ایتاخ نے دربار شاہی میں حاضر ہوکر اطاعت و فرمانبرداری کا غاشیہ اپنے دوش پر رکھا جس سے اسکی قوت میں روز افزوں ترقی ہوگئی، رے اور اسکے قرب و جوار پر اسکی حکومت استبدادی اور خود مختاری باقی رہ گئی۔ سلیمان شاہ جس زمانہ میں خراسان کا گورنر تھا، اس زمانہ سے ایتاخ سے مانوس و مالوف تھا۔

سلیمان شاہ کے حالات اور گرفتاری

سلیمان شاہ بن سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس رہتا تھا سلطان سنجر نے اسکو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا خراسان میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا، پس جسوقت ترکوں کا طوفان فتنہ و فساد برپا ہوا اور سلطان سنجر گرفتار کر لیا گیا، اراکین دولت اور امرار خراسان نے سلیمان شاہ کو سریر حکومت پر متمکن کیا، سلیمان شاہ ترکوں کی مقاومت نہ کر سکا۔ خوارزم شاہ کے پاس چلا گیا، خوارزم شاہ نے اپنی بھتیجی (اتسیز کی لڑکی) سے سلیمان شاہ کا عقد کر دیا، لگانے بجھانے والوں نے لگا بجھا دیا: خوارزم شاہ کو سلیمان شاہ کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی، اپنے ملک سے نکالدیا، مصیبت زدہ سلیمان شاہ اصفہان پہونچا، اصفہان کے افسر اعلیٰ پولیس نے اصفہان میں داخل نہ ہونے دیا، قاشان کا راستہ لیا، سلطان محمد شاہ بن سلطان محمود کو اسکی اطلاع ہوئی قاشان میں فوج بھیجدی جس نے سلیمان شاہ کو شہر میں جانے سے روکدیا، بحال پریشان خوزستان کی طرف روانہ ہوا۔ ملک شاہ نے خوزستان کی ناکہ بندی کر لی، سلیمان شاہ نجف چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔

سلیمان شاہ نے نجف میں قیام کرنے کے بعد خلیفہ مقتفی عباسی کی خدمت میں عریضہ بھیجا اپنے حالات لکھے اور بغداد میں آنے کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے کہلا بھیجا کہ تم اپنی بیوی کو بصورت فعل نہ امنی بغداد بھیجدو تو میں تمکو بغداد میں آنے کی اجازت دوں" چنانچہ سلیمان شاہ

Marfat.com

نے اپنی بیوی کو معہ چند لونڈیوں اور خادموں کے بغداد بھیجدیا، خلافت مآب نے بیگم سلیمان شاہ کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور سلیمان شاہ کو بغداد میں داخل ہونیکی اجازت دی۔

وزیر السلطنت ابن بیر، قاضی القضاۃ بغداد اور نقبا نے سلیمان شاہ کا استقبال کیا، خلیفہ مقتفی عباسی نے خلعت عنایت کی، سلیمان شاہ نے باطمینان بغداد میں قیام اختیار کیا، تا آنکہ ۵۵۱ھ کا دور آیا۔ سلیمان شاہ کو سال نو کے دربار میں حاضری کا حکم دیا گیا، قاضی القضاۃ رؤسا، خاندان خلافت، اور اراکین دولت کے سامنے سلیمان شاہ نے خلیفہ مقتفی عباسی کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی کسی حالت میں عراق سے تعرض نہ کرنے کا اقرار کیا، خلیفہ مقتفی عباسی نے اس بنا پر بغداد میں سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانیکی اجازت دی، اسکے باپ کے کل خطابات عطا کئے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا، تین ہزار فوج عنایت کی، امیر دوران امیر حاجب والی حلہ کو سلیمان شاہ کا مصاحب مقرر کیا۔

ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں سلیمان شاہ اس شان و شوکت سے بلاد جبل کی طرف روانہ ہوا اور خلیفہ مقتفی عباسی نے حلوان کیجانب کوچ کیا۔ خلیفہ مقتفی نے ملک شاہ بن سلطان محمود کو طلبی کا فرمان بھیجا، ملک شاہ دو ہزار سواروں کی معیت سے حاضر ہوا۔ خلیفہ مقتفی نے حکم دیا کہ "تم سلیمان شاہ کے معاون و مددگار رہو میں تمکو سلیمان شاہ کے بعد تاج و تخت کا وارث مقرر کرتا ہوں"، چچا اور بھتیجہ نے ایک دوسرے کی امداد و اعانت کی قسم کھائی خلیفہ مقتفی عباسی نے مال و زر اور آلات حرب انکو عنایت فرمائے، ایلدگزوانی گنجہ و اراینہ بھی ان لوگوں سے آملا سب کے سب متفق ہوکر سلطان محمد سے جنگ کرنیکو نکلے۔

سلطان محمد کو اس کی اطلاع ہوئی، قطب الدین مودود بن زنگی والی موصل اور اسکے نائب زین الدین علی کوچک کو یہ واقعات لکھ بھیجے، اتفاق اور امداد کی درخواست کی قطب الدین مودود اور زین الدین علی نے بمقابلہ سلیمان شاہ ہمدردی و اطاعت کا بیڑہ اٹھایا۔ سلطان محمد کو اس سے بیحد تقویت ہوئی، لشکر آراستہ کرکے اپنے چچا سلیمان شاہ

Marfat.com

کے مقابلہ کو کوچ کیا، ماہ جمادی الاولیٰ میں جنگ شروع ہوئی، دونوں فریق جی توڑ کر لڑے، سلیمان شاہ کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، سلطان محمد کامیاب ہوا، سلیمان شاہ افتاں وخیزاں براہ شہرزور بغداد روانہ ہوا، شہرزور پر والی موصل کا قبضہ تھا زین الدین علی کی طرف سے امیر بوزان اس شہر کا حاکم تھا، زین الدین علی اور امیر بوزان نے سلیمان شاہ کو گرفتار کر لیا اور بحراست تمام موصل میں لیجا کر قید کر دیا، سلطان محمد کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور آئندہ بھی ہر کام میں بہمدردی واعانت کا وعدہ کیا۔ سلطان محمد نے اس سے مسرت ظاہر کی اور شکر گذار ہوا۔

سلطان سنجر کا ترکوں کی قید سے نکل جانا

سلطان سنجر کی گرفتاری، اراکین دولت سلجوقیہ کا افتراق وانتشار، پھر انکا نیشاپور میں مجتمع ہونے اور خان محمود بن محمد کو حکمران بنانے کے حالات تم اوپر پڑھ آئے ہو قصہ مختصر اِدھر خان محمود نے ترکوں کی روک تھام کی اُدھر آتسز بن محمد بن انوشتکین نے خوارزم میں انکی مدافعت پر کمر باندھی فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں، آخر کار ہر ایک فریق نے ملک خراسان کا کچھ نہ کچھ حصہ دبا لیا، اسی زمانہ میں یا بعد اسکے سلطان سنجر کو موقع مل گیا ترکوں کی قید سے ماہ رمضان ۵۵۱ھ میں بھاگ نکلا۔ اسکے ساتھ وہ امرا بھی بھاگ گئے جو اسکے ساتھ قید تھے۔ افتاں وخیزاں ترمذ پہونچا دریا سے جیحوں کو عبور کر کے مرو میں داخل ہوا جو اسکا دارالحکومت تھا۔ ۹ جمادی الاول ۵۴۸ھ سے ماہ رمضان ۵۵۱ھ تک قید رہا اس حساب سے تین برس چار مہینہ ہوئے۔

علی بک سردار ترکان قارغلیہ نہایت سخت اور تند مزاج تھا جو سلطان سنجر کی حراست کرتا تھا، اتفاق سے یہ مرگیا، ترکان قارغلیہ میں پھوٹ پڑ گئی۔ اس سے سلطان سنجر اور اس کے سرداران کو بھاگنے کا موقع مل گیا واللہ یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید

سلطان محمد کا محاصرہ بغداد

سلطان محمد بن محمود نے بعد اپنے چچا مسعود کے اپنی تخت نشینی کے شروع زمانہ میں خلیفہ مقتفی عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا، حسب دستور

Marfat.com

سلاطین سلجوقیہ عراق و بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی تھی، چونکہ خلافت
آپ کو سلاطین سلجوقیہ کی مراتب اور انقطاع حکومت و سلطنت کی امید و توقع ہو گئی تھی درخواست
کو منظور نہ فرمایا۔ سلطان محمد کو اس سے برہمی پیدا ہوئی، ہمدان سے فوجیں لیکر بقصد عراق روانہ
ہوا، قطب الدین والی موصل اور اسکے نائب زین الدین نے محاصرہ بغداد میں امداد کا وعدہ
کیا، چنانچہ سلطان محمد ماہ ذی الحجہ ۵۵۱ھ میں بغداد پہونچا۔ خلیفہ مقتفی عباسی نے بھی لشکر فراہم
کرنے کا حکم صادر فرمایا، خطاو برس لشکر واسطہ لیکر پہونچ گیا، مہلہل اس سے علیحدہ ہو کر حلہ چلا
گیا اور قبضہ کر لیا خلیفہ مقتفی عباسی اور عون الدین ابن ہبیرہ نے قلعہ ہندی شروع کی، پل
توڑ ڈالا۔ کشتیاں ہٹا دیں، اور ۲۔ محرم ۵۵۲ھ میں یہ منادی کرائی کہ کوئی شخص غربی بغداد
میں نہ رہے۔ اس حکم کے مطابق باشندگان غربی بغداد اپنا مال و اسباب حریم خلافت میں
اٹھا لائے اور غربی بغداد کو خالی کر دیا، خلیفہ مقتفی عباسی نے مصلحت جنگ کے لحاظ سے
ماوراء خرسہ کو ویران کرا دیا اسی طرح سلطان محمد نے جس جانب خیمہ زن تھا اسکو چٹیل
میدان بنا دیا، منجنیقیں نصب کرائیں، فوج کو محاصرہ کا حکم دیا۔ خلیفہ مقتفی بھی اپنی فوج
اور باشندگان بغداد کو مسلح کر کے مقابلہ پر آیا۔ اتنے میں زین الدین کوچک بسرکردگی لشکر
موصل سے سلطان محمد کے پاس آگیا، لڑائی کا سلسلہ شروع ہو گیا، محاصرہ میں سختی ہوئی بغداد
میں غلہ کی آمد و رفت بند ہو گئی، گرانی بڑھ گئی زین الدین کوچک اور اسکا لشکر جنگ میں بمنظر ادب خلیفہ
مقتفی کو تاہی کر رہا تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ سلطان نور الدین محمود بن زنکی نے اپنے بھائی
قطب الدین والی موصل کو خلیفہ مقتفی عباسی کے مقابلہ میں جنگ کی ممانعت کی تھی، اسوجہ سے
زین الدین کوچک جو قطب الدین کا نائب تھا جنگ میں پیشقدمی نہیں کرتا تھا۔ غرض اسی اثنار
میں سلطان محمد تک یہ خبر پہونچی کہ اسکا بھائی ملک شاہ، ایلدگز والی اران اور ارسلان بن
ملک طغرل بن محمد ہمدان کے قصد سے روانہ ہو گیا ہے، سنتے ہی ہوش و حواس جاتے رہے
بغداد کا محاصرہ اٹھا کر نہایت تیزی سے ۲۴۔ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں ہمدان کی طرف کوچ

Marfat.com

کیا اور زین الدین کو چک موصل واپس آیا۔

ملک شاہ، ایلدکز اور ملک ارسلان نے ہمدان کا محاصرہ کر لیا تھا۔ زیادہ دن نہیں گذرنے پائے تھے کہ سلطان محمد کی آمد کی خبر مشہور ہوئی، محاصرہ اُٹھا کر رے کا راستہ لیا، ایتانج افسر پولیس رے نے مدافعت کی لیکن کامیاب نہ ہوا، محاصروں نے ایتانج کو فاش ہزیمت دی اور رے کا پورے طور سے محاصرہ کر لیا۔ سلطان محمد نے امیر سقمس بن قماز کو بسرکردگی فوج عظیم ایتانج کی کمک پر روانہ کیا۔ لیکن امیر سقمس رے میں اسوقت پہونچا جبکہ ملک شاہ اور اسکے ہمراہی سردار رے سے محاصرہ اُٹھا کے بغداد جا رہے تھے۔ امیر سقمس کا اثنار راہ میں مڈبھیڑ ہو گیا۔ ملک شاہ نے امیر سقمس کو ہزیمت دی۔ اسکے لشکر کو لوٹ لیا، سلطان محمد کو اسکی خبر لگی، فوراً بغداد کی طرف روانہ ہو گیا، حلوان پہونچا تو یہ خبر مسموع ہوئی کہ ایلدکز دینور چلا گیا اتنے میں ایتانج افسر پولیس رے کا پیام بر پہونچا، عرض کیا کہ ہمدان پر سلطنت پناہ کا قبضہ ہو گیا، سلطان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، شملہ والی خراسان اپنے مقر حکومت بھاگ گیا، ایلدکز اور ملک شاہ کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ اور یہ دونوں اپنے اپنے شہر واپس گئے۔ سلطان محمد نے بغداد کا جانا ملتوی کیا، بقصد تسخیر آران مقبوضہ ایلدکز ہمدان کی طرف معاودت کی۔

وفات سلطان سنجر بعد اسکے سلطان[1] سنجر حکمران خراسان نے ماہ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں سفر آخرت اختیار کیا، اپنے بھائی برکیاروق کے زمانہ سے خراسان کا حکمران ہوا، اسکے بھائی سلطان محمد نے اسکو ولیعہد مقرر کیا، سلطان محمد کے مرنے کے بعد سریر سلطنت پر رونق افروز ہوا۔

[1] سلطان سنجر بن ملک شاہ بن الپ ارسلان کا بعارضہ قولنج انتقال ہوا۔ ماہ رجب ۴۷۹ھ میں بمقام سنجار (دیار جزیرہ) میں پیدا ہوا خراسان میں سکونت اختیار کی، مرو کو دار السلطنت بنایا، سخی، رقیق القلب عالی ہمت اور رعب داب والا تھا، اسکے زمانہ حکومت میں بدامنی نہیں ہوئی، ایک قبہ میں مدفون ہوا جسکو اس نے اسی غرض کے لئے بنوایا تھا اور دار الاخرہ نام رکھا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ لیڈن

Marfat.com

کل سلاطین نے اسکی اطاعت کو ذریعہ عزت سمجھا، ممالک اسلامیہ کے منبروں پر اسکے نام کا خطبہ چالیس سال تک سلطان کے لقب سے پڑھا گیا۔ اسکے پہلے بیس برس تک خطبوں میں "ملک" کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا تیس سال چار ماہ ترکوں کی قید میں رہا۔ قید سے خلاصی کے بعد وفات پائی، بغداد اور عراق سے اسکے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا، بوقت اقتضا حکومت خراسان پر اپنے ہمشیرہ زادہ محمود بن محمد بن بقراخان کو تاج و تخت کا مالک اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ چنانچہ محمود نے جرجان میں طرح اقامت ڈالی، ترکوں نے مرو اور خراسان کو دبا لیا اور موید، نیشاپور اور خراسان کے اس حصہ پر جو نیشاپور سے متصل تھا قابض ہو گیا، اسی صورت سے ۵۵۶ھ تک حکومت کا سلسلہ قائم رہا۔ بعد اس کے ترکوں نے سلطان محمود کی خدمت میں قاصد بھیجا، باصرار تمام بادشاہ بنانے کے لئے بلایا، سلطان محمود ترکوں سے مطمئن نہ ہوا اور بجائے خود اپنے بیٹے کو ترکوں کے پاس بھیجدیا۔ ایک مدت تک ترکوں نے اسکی اطاعت کی پھر خود سلطان محمود ترکوں کے پاس چلا گیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے۔

جنگ ایتاخ و موید ایتاخ جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو سلطان سنجر کا خادم تھا، پس جب ترکوں کا فتنہ و فساد برپا ہوا، اراکین دولت سلجوقیہ متفرق ہو گئے اور سلطان سنجر نے وفات پائی، موید نے نیشاپور وغیرہ پہلے ہی سے دبا لیا تھا، اسوجہ سے لشکر خراسان پر اسکا ایک اثر خاص پیدا ہو گیا۔ سرداران لشکر سنجریہ کو حسد پیدا ہوا، امراء کی ایک جماعت، موید سے منحرف ہو گئی، ازآنجملہ ایسر ایتاخ بھی تھا۔

ایسر ایتاخ کبھی موید کا ہم آہنگ اور رفیق بن جاتا — گاہے مازندران کا اور گاہے خوارزم شاہ کے پاس جانے کا قصد کرتا تھا لیکن بظاہر موید ہی کے راگ میں راگ ملاتا تھا ۵۵۲ھ میں دس ہزار سواروں کی جمعیت سے مازندران سے موید کی مخالفت کو نکلا۔ نساء اور ابیورد پر قبضہ کرنے کو بڑھا[1]..... موید کو اسکی خبر لگی۔ روک تھام کو روانہ ہوا، پہونچتے ہی

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ ۲۷

ایتاخ پر حملہ کیا، ایتاخ مقابلہ نہ کر سکا، شکست کھا کر مازندران چلا گیا مازندران کا حکمران رستم نامی ایک شخص تھا۔ اس سے اور اسکے بھائی علی سے کچھ جھگڑا تھا۔ ایتاخ نے رستم سے رسوخ پیدا کرنے کے خیال سے علی کا سر اوتار کر رستم کے سامنے پیش کیا۔ رستم کو بیحد رنج اور غصہ پیدا ہوا۔ اپنے یہاں سے ایتاخ کو نکال دیا۔ اب کہیں ٹھکانا نہ رہا۔ اطراف خراسان میں غارتگری شروع کر دی۔ اسفراین کو ویران کر دیا، سلطان محمود اور موید نے اطاعت کا پیام بھیجا، غارتگری کو چھوڑنے اور سلامت روی سے رہنے کی ہدایت کی، ایتاخ نے ذرا بھی سماعت نہ کی، اُسی بے ڈھنگی رفتار پر قائم رہا۔ سلطان محمود اور موید ماہ صفر ۵۵۳ھ میں سرکوبی کو روانہ ہوا، ایتاخ یہ خبر پاکر بھاگ گیا، سلطان محمود اور ایتاخ نے تعاقب کیا، رستم شاہِ مازندران نے سلطان محمود اور موید کی خدمت میں نیازمندی کا عریضہ بھیجا، ہدایا و تحائف پیش کئے، سلطان محمود اور موید نے اسکو قبول کیا۔ ایتاخ نے یہ رنگ دیکھکر اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے لڑکے کو بطور ضمانت سلطان محمود کی خدمت میں بھیجدیا۔ سلطان محمود کا غصہ فرو ہو گیا، پھر پیشقدمی نہ کی، مع موید واپس آیا۔ ایتاخ جرجان، دہستان اور اسکے صوبہ پر قابض ہو گیا۔

جنگ موید و سنقر عزیزی سنقر عزیزی، سلطان سنجر کے اراکین دولت سے تھا۔ اسکا دل بھی موید سے صاف نہ تھا۔ پس جسوقت موید جنگ ایتاخ میں مشغول و مصروف ہوا تو سنقر عزیزی سلطان محمود بن محمد کے لشکر سے علیٰحدہ ہو کر ہرات چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ ہرات میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا۔ اس نے سنقر کو حسین بادشاہ غوری سے ملجانے اور اسکے علم حکومت کے زیر اثر حکومت کرنے کی رائے دی چونکہ سلطان محمود کی حکومت کمزور پڑ رہی تھی اور گورنران صوبہ جات ملک کو دباتے جاتے تھے، سنقر کے دماغ میں یہ بات نہ آئی، خود سری حکومت کی ہوا سما گئی۔ موید کو اسکی اطلاع ہوئی فوجیں آراستہ کر کے ہرات پر یلغار کیا۔ پہونچتے ہی محاصرہ ڈالا۔ سنقر کے ہمراہی ترک موید

Marfat.com

سے مل گئے، اطاعت قبول کر لی اور سنقر کو دھوکہ سے مار ڈالا۔ سلطان محمود کا ہرات پر قبضہ ہو گیا۔ سنقر کے لشکر کا باقی ماندہ حصہ اینانخ کے پاس چلا گیا طوس اور اسکے نواح میں غارتگری کا بازار پھر گرم ہو گیا، ویرانی، تباہی اور بربادی کی حد نہ رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خراسان پر ترکوں کی دوبارہ دست درازی نیشاپور کی موید کے ہاتھوں خرابی

ترکوں نے پہلے ہنگامہ کے بعد جبکو تم اوپر پڑھ آئے ہو بلخ میں قیام اختیار کیا خراسان کی غارتگری اور قتل سے دست کش ہو گئے اور کل گروہ نے سلطان محمود بن خان محمد کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ موید اسکی دولت و حکومت کا مدبر اور قاید تھا۔

شعبان ۵۵۳ھ میں ترکوں کے ہاتھ میں پھر کھجلی پیدا ہوئی بلخ سے مرو کی طرف بغرض غارتگری بڑھے، سلطان محمود اسوقت سرخس میں تھا۔ موید تھوڑی سی فوج لیکر ترکوں کی روک تھام کو روانہ ہوا ایک مقام پر مڈبھیر ہو گئی، جسمیں موید کو کامیابی ہوئی، تعاقب کناں مرو پہونچا۔ ترکوں کا گروہ کثیر کام آگیا، بہت سا مال و اسباب موید کے ہاتھ لگا، مظفر و منصور سرخس واپس آیا۔

بعد اسکے موید اور سلطان محمود نے ترکوں کی گوشمالی پر کمر باندھی، فوجیں مرتب کر کے سرخس سے نکلا ۵ شوال سنہ مذکور میں ترکوں سے مقابلہ ہوا، تین بار لڑائی ہوئی ہر مرتبہ ترکوں کو شکست ہوئی چوتھی لڑائی میں ترکوں کا لشکر کامیاب ہوا، سلطان محمود کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی ایک گروہ کثیر کام آگیا، ترک مرو میں داخل ہوئے۔ اہل مرو کے ساتھ ملاطفت و نرمی سے پیش آئے، علماء اور ایمہ وقت کی تعظیم و تکریم کی، بعد اسکے سرخس اور طوس کی طرف بڑھے، لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم کیا دیہات قصبات اور شہر ویران ہو گئے (اس واقعہ میں سرخس کے مقتولوں کی تعداد دس ہزار تک پہونچ گئی تھی) غارتگری اور قتل سے فارغ ہو کر مرو واپس آئے۔

سلطان محمود بن محمد شکست کے بعد جرجان چلا گیا تھا مقاومت کی قوت نہ تھی ترکوں کے آخری نتیجہ کا انتظار کر رہا تھا۔ ۵۵۴ھ میں ترکوں نے سلطان محمود کو بادشاہ بنانے کی غرض سے طلبی کی عرضداشت بھیجی، سلطان محمود نے بخوف جان حیلہ کر دیا تب ترکوں نے اسکے بیٹے جلال الدین عمر کو بادشاہت کے لئے بلایا۔ سلطان محمود نے ترکوں سے عہد، اقرار اور حلف لیکر جلال الدین عمر کو بھیج دیا، ترکوں نے بڑی آؤ بھگت کی، عزت و احترام سے اپنا بادشاہ بنایا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاخر ۵۵۴ھ کا ہے۔

بعد روانگی جلال الدین عمر سلطان محمود جرجان سے خراسان روانہ ہوا۔ کل امراء سنجریہ رکاب میں تھے۔ مو ید نہیں گیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا نسا اور ابیورد پہونچا۔ امیر عمر بن حمزہ نسوی کو نسار کی حکومت پر متعین کیا، امیر عمر نے جیسا کہ سلطان محمود چاہتا تھا نسا، کی حفاظت و حمایت کی۔ لوٹ مار دھاڑ کا انسداد کیا۔ سلطان محمود، نسار کے باہر قیام پذیر ہوا۔

چونکہ اہل طوس نے ترکوں کی اطاعت قبول نہیں کی تھی اسوجہ سے ترکوں نے آخری ماہ جمادی الاخرہ سنہ مذکور میں نیشاپور سے طوس کا قصد کیا، اہل طوس نے بقدر قوت و ہمت مقاومت کی کامیاب نہ ہوئے، ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر قتل و غارتگری کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ تاراج کر کے نیشاپور واپس آئے اور جلال الدین عمر بن سلطان محمود کے ساتھ بیہق کی طرف روانہ ہوئے۔ ۱۷۔ جمادی الاخرہ سنہ مذکور میں سبزوار کا محاصرہ کیا نقیب عماد الدین محمد بن یحییٰ علوی حسینی نے مدافعت پر کمر باندھی، اہل سبزوار نے عماد الدین محمد کے اشارہ و حکم پر کام کیا نہایت جد و جہد اور مستعدی سے ترکوں کا مقابلہ کرتے رہے آخر کار ترکوں نے خائب و خاسر ہو کر ۲۷ جمادی الاخرہ سنہ مذکور میں نسار اور ابیورد کی جانب سلطان محمود کی خدمت میں باریاب ہونے کو مراجعت کی۔

تمکو یاد ہو گا کہ جرجان سے جسوقت سلطان محمود خراسان روانہ ہو رہا تھا مؤید اس کے

Marfat.com

ہمراہ نہیں گیا تھا۔ جرجان ہی میں رہ گیا تھا۔ سلطان محمود کی روانگی کے بعد جرجان سے خراسان روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں ترکوں سے کسی گانوں میں موید کا مقابلہ ہوگیا۔ موید سر پر پاؤں رکھکر بھاگا۔ ایک ترکی سپاہی نے گرفتار کرلیا، موید دہوکا دیکر اسکے قبضہ سے نکل بھاگا افتاں وخیزاں نیشاپور پہونچا۔ پھر سلطان محمود ترکوں کے ساتھ ماہ شعبان سنہ مذکور میں نیشاپور پہونچا تو موید نیشاپور چھوڑکر چلا گیا ترکوں نے نیشاپور میں داخل ہوکر اہل نیشاپور کے ساتھ اچھے سلوک کئے چندے قیام کرکے سرخس اور مرو کی طرف کوچ کیا، موید اپنا لشکر لئے ہوئے پھر نیشاپور آپہونچا۔ اہل نیشاپور مدافعت پر آمادہ ہوئے، موید نے محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ لڑکر مفتوح کیا۔ شہر لوٹ لیا۔ بہت لوگوں کو قتل کیا۔ غرض جو کچھ بھی ظلم و ستم کرسکا کرکے ماہ شوال ۵۵۴ھ میں بہیق لوٹ آیا۔

ملک شاہ بن محمود کا خوزستان پر قبضہ

جسوقت سلطان محمد بن سلطان محمود محاصرہ بغداد سے واپس ہوا۔ خلیفہ عباسی نے اسکے نام کا خطبہ موقوف کردیا سلطان محمد ہمدان پہونچکر علیل ہوگیا اور اسکا بھائی ملک شاہ قم اور قاشان کی طرف بڑھا۔ نہایت بری طور سے لوٹا۔ قم اور قاشان والوں سے تاواں وصول کیا، فتنہ غارتگری، مار دھاڑ کا ہنگامہ برپا کردیا۔ سلطان محمد نے ملک شاہ کو ان بیجا افعال اور ظالمانہ حرکات سے باز آنے کو لکھا۔ ملک شاہ نے سماعت نہ کی، قتل و غارت کرتا ہوا اصفہان پہونچا ابن خجندی اور رؤسا شہر کے پاس اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا پیام بھیجا خجندی اور نیز رؤسا شہر نے معذرت کی، جواب دیا "ہماری گردنوں میں آپ کے بھائی سلطان محمد کی اطاعت کا طوق پڑا ہوا ہے۔ ہم اس عہد، اقرار اور قسم سے علیحدہ نہیں ہوسکتے جو آپ کے بھائی سے کرچکے ہیں"۔ ملک شاہ یہ سنکر برہم ہوا، غارتگری اور قتل شروع کردیا۔ سلطان محمد کو اسکی اطلاع ہوئی۔ ہمدان سے ملک شاہ کی گوشمالی کو روانہ ہوا۔ اس کے مقدمۃ الجیش (ہراول) کا سردار کرجان خادم تھا۔ ملک شاہ کی فوج سلطان محمد کی

Marfat.com

آمد کی خبر پاکر متفرق و منتشر ہوگئی، ملک شاہ بغداد کی جانب روانہ ہوا، مقام قوس (یا فرسیسین) میں موبدان اور سنقر ہمدانی مل گیا، ان دونوں نے غربی بغداد سے خوزستان جانے کی رائے دی چنانچہ ملک شاہ نے واسط کا قصد کیا۔ شرقی بغداد میں اوتر پڑا، اسکے ہمراہیوں نے قرب وجوار کے دیہات کو تاراج کیا، عوام الناس کو برہمی پیدا ہوئی، باندھ توڑ دیئے جس سے بہتیرے ڈوب گئے، ملک شاہ کوچ و قیام کرتا خوزستان پہونچا، شملہ نے جبور سے روکا، ملک شاہ نے کہلا بھیجا "مجھکو سوائے اسکے اور کوئی غرض نہیں ہے کہ میں اپنے بھائی سلطان محمد کی خدمت میں جاتا ہوں"، شملہ نے اس مراسلہ پر بھی توجہ نہ کی، مزاحمت پر آمادہ رہا۔ پس ملک شاہ نے اُن کردوں میں قیام کیا جو وہاں مقیم اور سکونت پذیر تھے ملک شاہ نے ان لوگوں کی پیٹھ ٹھونکی، رفتہ رفتہ کردوں کا ایک گروہ مجتمع ہوگیا جو پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتے تھے۔ ملک شاہ نے انکو مرتب و مسلح کرکے شملہ پر یلغار کیا۔ سنقر ہمدانی اور موبدان وغیرہما امرار لشکر ہمراہ تھے۔ اس واقعہ میں شملہ کو ہزیمت ہوئی۔ اسکے ہمراہیوں کا حصہ کثیر کام آگیا ملک شاہ نے خوزستان پر قبضہ کرکے فارس کی طرف قدم بڑھایا واللہ ہو المؤید بنصرہ من یشاء۔

سلطان محمد کی وفات سلیمان شاہ کی حکومت

سلطان محمد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ نے آخری ۵۱۱ھ میں وفات پائی۔ سلطان محمد وہی ہے جس نے بغداد کا محاصرہ کیا تھا، خلیفہ مقتفی

---

۱ سلطان محمد کی ولادت ماہ ربیع الآخر ۴۷۲ھ میں ہوئی اس حساب سے بتیس ۳۲ سال کی عمر پائی۔ عارضہ سل میں انتقال ہوا۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو لشکر کو حاضری کا حکم دیا۔ جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب چنے گئے۔ شاہی خدام پیش ہوئے۔ طیارہ میں بیٹھکر ان سب کو دیکھا، رو پڑا، کہنے لگا "یہ فوجیں، یہ خدام، یہ مال و زر، یہ جواہرات اور یہ قیمتی قیمتی اسباب میری تکلیفوں کو ذرہ برابر کم نہیں کرسکتے اور نہ میری مقررہ موت کے وقت کو ایک لحظہ ٹال سکتے ہیں"۔ عاقل، کریم اور رعب و داب والا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ لیدن۔

Marfat.com

عباسی سے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام دیا تھا اور خلیفہ مقتفی عباسی نے اسکو منظور نہیں کیا تھا۔ محاصرہ بغداد سے واپس آرہا تھا۔ اثنار راہ میں بیمار ہوا اساڑھے سات سال حکومت کرکے سنہ مذکور میں سفر آخرت اختیار کیا۔

مرنے کے وقت سلطان محمد نے اپنے لڑکے کو جو نہایت کم سن تھا سنقر احمدیلی کو سپرد کیا اور کہا "اس بچے کو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں اسکو تم اپنے مقبوضہ شہر لیجاؤ، پرورش و پرداخت کرو مجھے یہ امید نہیں ہے کہ میری فوج اس بچے کی اطاعت کریگی" اس وصیت کی بنار پر سنقر احمدیلی سلطان محمد کے لڑکے کو مراغہ لے گیا۔ لشکر شاہی کے حصہ کثیر نے سلیمان شاہ (مرحوم سلطان محمد کا چچا) کو سریر حکومت پر بیٹھایا اور اسکے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کی بیعت کی بعد وفات سلطان محمد اکابر امرار ہمدان نے اتابک ..... زین الدین مودود اور وزیر مودود کے پاس سلیمان شاہ کی طلبی کا پیام بھیجا۔ سبھوں نے تخت نشین کرنیکی غرض سے اس پر اتفاق کیا، قسمیں کھائیں چنانچہ شاہی شان و شوکت سے سلیمان شاہ روانہ کیا گیا۔ زین الدین علی کوچک رکاب میں تھا۔ بلاد جبل کے قریب پہونچا، شاہی فوج نے بڑے تپاک سے استقبال کیا، ہر روز ایک نہ ایک امیر باریاب ہونے کو حاضر ہونے لگا رفتہ رفتہ بہت بڑی جمعیت ہوگئی، زین الدین کو جان کا خطرہ پیدا ہوا موصل واپس آیا۔ اور سلیمان شاہ[1]

[1] سلطان محمد کے مرنے کے بعد اراکین دولت سلجوقیہ میں اختلاف پڑگیا۔ ایک گروہ نے ملک شاہ برادر سلطان محمد مرحوم کو تخت نشین کرنا چاہا۔ دوسرا گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد مرحوم کا چچا تھا) کے ساتھ ہوگیا ان امرار کی تعداد زیادہ تھی تیسرا گروہ ارسلان شاہ کا ہوا خواہ ہوگیا جو ایلدکز کے ساتھ تھا ملک شاہ بدعوائے سلطنت خوزستان سے روانہ ہوا، وکلاء والی فارس اور شحنہ ترکمانی ہمراہ تھے۔ اصفہان پہونچا ابن خجندی والی اصفہان نے اطاعت کی گردن جھکادی، زر کثیر بطور نذر پیش کیا، عساکر شاہی مقیم ہمدان کو اپنی اطاعت کا پیام بھیجا، سرداران لشکر نے چونکہ سلیمان شاہ کے ہوا خواہ تھے۔ انکار کردیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ لیدن

Marfat.com

معہ خدم وحشم ہمدان میں داخل ہوا۔ اہل ہمدان نے گرم جوشی سے خیر مقدم کیا۔ حکومت وسلطنت کی بیعت کی۔

وفات خلیفہ مقتفی وخلافت مستنجد

خلیفہ مقتفی لامر اللہ عباسی نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں چوبیس ۲۴ سال خلافت کرکے سفر آخرت اختیار کیا۔ اسکو امر خلافت میں خود اختیاری کی قوت حاصل ہوگئی تھی، جسوقت سلطان مسعود سلجوقی کے بعد خاندان سلجوقیہ میں نفاق اور افتراق کی تخم ریزی ہوئی اسوقت خلیفہ مقتفی عباسی سلاطین سلجوقیہ کے اثر سے علیحدہ ہوگیا۔ اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا یوسف مستنجد باللہ عباسی سریر خلافت پر رونق افروز ہوا، استبداد اور حکومت میں اپنے باپ کے قدم بہ قدم چلا، بلاد ماہلی پر قبضہ کیا سحف کو لے لیا اور اپنی طرف سے اسپر حاکم مقرر کیا جیسا کہ اسکے باپ کے زمانہ میں تھا۔ ان واقعات کو ہم ان دونوں کے حالات میں لکھ آئے ہیں

موید اور محمود کی مصالحت

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ جب ترکان خز (تاتار) کو غلبہ اور استیلا حاصل ہوگیا تو ان لوگوں نے خان محمود کو بادشاہ بنانے کے لئے بلا بھیجا، خان محمود تو بخوف جان نہ آیا اپنے بیٹے جلال الدین عمر کو ترکوں کے پاس بھیجدیا۔ چنانچہ ترکوں نے جلال الدین عمر کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا بعد اسکے محمود جرجان سے نسا روانہ ہوا اور ترکوں کا لشکر بھی اکرل گیا، موید مقابلہ کرکے شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود اور ترکی لشکر نسا میں داخل ہوا۔ چندے قیام کرکے محمود سرخس واپس گیا۔ موید پھر آپہونچا، محاصرہ کرلیا، ترکی لشکر کو بزور تیغ نکال کر قبضہ کرلیا، اور ویران وخراب کیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۵ھ کا ہے۔ پھر جب محمود نے سرخس سے مراجعت کی تو موید نے سرخس کا قصد کیا۔ محاصرہ ڈالا۔ اہل سرخس سے تیغ وسپر ہوا اور لڑکر مفتوح کیا۔ سرخس کو سرکرکے بیہق کی طرف گیا۔ ۵۵۵ھ میں پھر سرخس کی جانب مراجعت کی، شہر پناہ کو درست اور تعمیر کرایا اہل سرخس کے ساتھ اچھے سلوک کئے۔

قصہ مختصر موید ان شہروں پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ان کے قرب وجوار کے مفسدوں اور لوٹیروں کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ قلعہ اشقیل کو مفتوح کیا، متمردان زیدیہ کی سرکوبی کی، انکے قلعہ کو مسمار و منہدم کرکے قلعہ خسرو جرد پر دھاوا کیا۔ قلعہ خسرو جرد، بیہق کے صوبہ میں تھا اس قلعہ کو کیخسرو بادشاہ فارس نے بزمانہ جنگ افراسیاب تعمیر کرایا تھا نہایت مستحکم اور مضبوط تھا۔ اہل قلعہ مقابلہ پر آئے پسپا ہوئے موید نے قبضہ کرلیا، ایک دستہ فوج اسکی حفاظت پر مامور کرکے بتاریخ ۲۵ جمادی الاولی سنہ مذکور نیشاپور لوٹ آیا۔ بعد چندے شہر کندر متعلقات طرس (یا طربیشث) پر چڑھائی کی۔ اس شہر پر ایک شخص خربندہ نامی قابض تھا۔ رہزنی، قتل اور غارتگری اسکا کام تھا۔ دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتا، قرب وجوار کے شہروں کو تاراج کرتا اور جو مقابل یا مزاحم ہوتا اس کو مار ڈالتا تھا۔ غرض خراسان والے اس سے ایک مصیبت عظیم اور بلائے بے درماں میں مبتلا تھے۔ موید نے نہایت مستعدی سے محاصرہ ڈالا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخرکار موید نے بزور تیغ قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ خربندہ اور اسکے ہمراہیوں کو قتل کرکے اہل خراسان کو اس مصیبت سے بعونہ تعالیٰ نجات دی۔ چونکہ اہل بیہق نے موید کی اطاعت سے انحراف کیا تھا اسوجہ سے ماہ رمضان سنہ مذکور میں بیہق کا قصد کیا۔ اہل بیہق نے معذرت کی اور مطیع ہوگئے

خان محمود بن سلطان محمد اسوقت تک ترکوں کے ساتھ تھا۔ ان واقعات کو سنکر متاثر ہوا موید کے پاس پیام صلح بھیجا، نیشاپور اور طوس کی سند گورنری عطا کی اسوجہ سے مابین خان محمود، ترکان غز اور موید مصالحت ہوگئی، لڑائی اور جھگڑے کا خاتمہ ہوگیا +

. . . . . .

. . . . . .

. . . . . .

+ بیاض بالاصل

Marfat.com

ترکوں کا بزریہ جرگہ خراسانی ترکوں کا ایک گروہ ہے اسکا سردار بقراخاں بن داود تھا۔ خوارزم شاہ کی فوج نے ان پر یلغار کیا، تیغ و سپر ہوئے، ترک ہزیمت اُٹھا کر بھاگے، گروہ کثیر کام آگیا۔ بقراخاں معدودے چند ترکوں کے ساتھ جاں بر ہو کر سلطان محمود کی خدمت میں خراسان پہونچا، خوارزم شاہ کی شکایت کی، امداد کا خواستگار ہوا۔ سلطان محمود کے ہمراہی ترکوں کو ایتاخ سے بدظنی پیدا ہوئی کہ ہو نہو ایتاخ ہی نے خوارزم شاہ کو ان ترکوں کے مقابلہ و جنگ پر ابھارا ہے۔ تیار ہو کر بقراخاں کے ساتھ نسا اور ابیورد روانہ ہوئے ایتاخ پر حملہ کا تہیہ کیا۔ ایتاخ میں انکے مقابلہ کی قوت نہ تھی۔ ..... شاہ مازندران سے امداد کی درخواست کی، شاہ مازندران دیلم، کرد اور ترکمانوں کا لشکر لیکر ترکان غز اور بزریہ کے مقابلہ پر آیا، نواح دہستان میں گھمسان لڑائی ہوئی پانچ مرتبہ ان کو شاہ مازندران سے شکست ملی۔ ایتاخ شاہ مازندران کے میمنہ میں تھا، ترکان غز اور بزریہ نے اپنی کامیابی سے نا امید ہو کر بے جگری سے شاہ مازندران کے قلب لشکر پر حملہ کیا اس حملہ میں شاہ مازندران کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ ایک گروہ کثیر کام آگیا۔ نہایت بُری طور سے ترکان غز اور بزریہ نے منہزم گروہ کو پامال کیا۔ شاہ مازندران نے ساریہ میں جاکر دم لیا، ایتاخ خوارزم چلا گیا ترکان غز اور بزریہ نے دہستان میں گھس کر لوٹ لیا۔ غارتگری اور قتل کی بھرمار کی، اہل جرجان کے ساتھ بھی اسی ظلم و جور سے پیش آئے۔ اسکو بھی ویران کر دیا۔ اہل جرجانؒ و دہستان اپنی عزت و جان بچا کر دوسرے مقامات اور شہروں میں چلے گئے۔ یہ واقعات ۵۵۶ھ کے ہیں۔

اس واقعہ کے بعد ایتاخ کو جب ذرا جمعیت خاطر ہوئی تو بقراتکین پر چڑھائی کر دی

؎ بیاض با لاصل

جو صوبہ قزوین پر قبضہ کئے ہوئے تھا۔ بقرا نکین کو ایتاخ کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی۔ موید کے پاس بھاگ گیا اور اسکے حاشیہ نشینوں میں داخل ہوگیا۔ ایتاخ نے بقرا نکین کے مال و خزانہ کو لوٹ لیا جس سے ایتاخ کی قوت بڑھ گئی۔

..... ۱

.....

ملک شاہ کی وفات | ملک شاہ بن محمود اپنے بھائی سلطان محمد کی وفات کے بعد خوزستان سے اصفہان گیا۔ شملہ ترکمانی اور وکلا والی فارس ہمراہ تھا۔ ابن خجندی رئیس اصفہان نے اطاعت کی گردن جھکادی، اظہار اطاعت کی غرض سے زر کثیر نذر کیا، بعد اس کے ملک شاہ نے اراکین دولت ہمدان کو اپنی فرمانبرداری اور اطاعت کا پیام بھیجا، چونکہ اہل ہمدان کا رجحان اور میلان سلیمان شاہ (ملک شاہ کا چچا تھا) کی طرف تھا انکار کردیا اور سلیمان شاہ کو موصل سے طلب کرکے اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا۔ ملک شاہ، اصفہان کا تنہا مالک ہوگیا۔ فوجیں فراہم کرلیں، مال و زر اور آلات حرب اکٹھا کرلیا۔ خلیفہ مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں عرضداشت روانہ کی بجائے سلیمان شاہ اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانیکی درخواست کی اور یہ شرط پیش کی کہ "اگر میری درخواست مقرون اجابت ہوگی تو میں حسب دستور سابق کل خدمات کی انجام دہی پر آمادہ ہوں اور اگر خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا تو پھر میں آپ کی اطاعت سے علیحدہ ہوجاؤنگا"، وزیر السلطنت عمید الدین ابن ہبیرہ کو یہ دھمکی ناگوار گزری ایک لونڈی کے ذریعہ سے ملک شاہ کو زہر دلادیا۔ ملک شاہ مرگیا، طبیب کو یہ معلوم ہوگیا، شملہ اور وکلا کو اس واقعہ سے مطلع کیا، لونڈی گرفتار ہوکر پیش کی گئی، زہر دینے کا اقرار کیا

ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے اراکین دولت اور فوج

۱ بیاض بالاصل

Marfat.com

کو شہر سے نکال دیا، سلیمان شاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا، خطبہ میں اسکا نام داخل کیا، شملہ اپنا سامنہ لیکر خوزستان لوٹ آیا جن شہروں پر ملک شاہ نے قبضہ کر لیا تھا اُن پر قابض ہو گیا[1] .....

سلیمان شاہ کا قتل سلیمان شاہ تخت سلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد لہو ولعب میں مصروف ہو گیا، شب و روز شراب پیئے مست پڑا رہتا تھا، رمضان المبارک کی بھی حرمت نہ کی، مسخرے، گوئے اور رند مشرب دربار میں بھرے رہتے تھے، مردانگی اور جرات ان افعال سے کافور ہو گئی، امراء اراکین دولت حاضری دربار سے رُک گئے، شرف الدین کُرد باز خادم سے شکایت کی، شرف الدین کرد باز نہایت سنجیدہ متین، عقلمند، مذہبی خدام سلجوقیہ میں سربرآوردہ اور سلیمان شاہ کی حکومت و دولت کا منتظم و مدبر تھا۔ اس نے اراکین دولت کو تشفی دی، موقع کا منتظر رہا۔ ایک روز سلیمان شاہ ہمدان کے باہر اپنے محلسرائے میں معمول سے زاید پیکر بدمست ہو گیا تھا۔ اسکے ہمنشین پاس بیٹھے ہوئے گپیں مار رہے تھے اور قہقہے لگاتے تھے، اتفاقاً کسی ضرورت سے شرف الدین کرد باز حاضر ہوا۔ یہ رنگ دیکھ کر سلیمان شاہ کو نصیحت کی، سلیمان شاہ نشہ میں چور تھا، ہمنشینوں کو اشارہ کر دیا۔ وہ لوگ اس سے مذاق اور تمسخر کرنے لگے، تہذیب کے دائرہ سے باہر ہو گئے، شرف الدین کرد باز ناراض ہو کر چلا آیا۔ جب سلیمان شاہ کا نشہ اترا، خود کردہ پر پشیمان ہوا۔ شرف الدین کرد باز سے معذرت کی، شرف الدین کرد باز نے معذرت قبول کر لی مگر دربار میں آنا جانا بند کر دیا۔ سلیمان شاہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا، ایتاخ والی رے کو بمقابلہ شرف الدین کرد باز امداد کی غرض سے طلبی کا پیام بھیجا، ایتاخ اسوقت بیمار تھا، حاضری کی معذرت

---

[1] بیاض بالاصل

کی اور بعد صحت امداد اور حاضری کا وعدہ کیا، شرف الدین کرد باز کو اسکی خبر لگ گئی، رنج اور غصہ بڑھ گیا، اراکین دولت کو بلایا، سلیمان شاہ کی معزولی کا مشورہ کیا، سبھوں نے بالاتفاق سلیمان شاہ کو معزول کرنے کی قسمیں کھائیں، شرف الدین کرد باز نے پہلا کام یہ کیا کہ سلیمان شاہ کے ہمنشینوں کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا، سلیمان شاہ نے اعتراض کیا تو یہ جواب دیا کہ میں نے تمہاری حکومت قائم رہنے کی غرض سے یہ فعل کیا ہے اسمیں میری کوئی غرض نہیں ہے، بعد اسکے سلیمان شاہ کو دعوت کے بہانہ اپنے گھر بلایا، امرار اور اراکین دولت کو بھی دعوت دی، جوں ہی سلیمان شاہ اور وزیر السلطنت ابوالقاسم محمود بن عبدالعزیز عاقدی داخل ہوا، دونوں معہ خواص گرفتار کرلئے گئے یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۵ھ کا ہے۔ وزیرالسلطنت اور خواص اسی وقت بارحیات سے سبکدوش کر دئے گئے سلیمان شاہ بھی چند دنوں قید رہکر قید حیات سے ازاد کر دیا گیا۔

اسکے بعد شرف الدین کرد باز نے ایلدکز والی اران و آذربیجان کو خط لکھا۔ مضمون یہ تھا کہ "سلیمان شاہ کے وجود نامسعود سے دنیا پاک ہوگئی ہے، جہان تک ممکن ہو تم ملک ارسلان شاہ بن طغرل کو لیکر ہمدان آجاؤ، تخت سلطنت خالی ہے اراکین دولت سلجوقیہ بیعت کرنے کو تیار ہیں"، رفتہ رفتہ ان واقعات کی ایتابخ کو اطلاع ہوئی، فوج لیکر ہمدان پر چڑھ آیا، شرف الدین کرد باز کو لڑائی کا الٹیمیٹم دیا، شرف الدین کرد باز نے حیلہ و حوالہ سے ٹالا۔ اتنے میں ایلدکز پہونچ گیا، بیس ہزار فوج رکاب میں تھی ملک ارسلان شاہ بھی ہمراہ تھا۔ شرف الدین کرد باز نے نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا، ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی کی رسم ادا کی گئی اراکین دولت نے بیعت کی،

ایلدکز اتابک نے ملک ارسلان شاہ کی ماں سے عقد کر لیا تھا۔ پہلوان محمد اور

Marfat.com

قزا ارسلان عثمان دو بیٹے پیدا ہوئے، ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی سے بعد ایلدگز عہد ۵۷۱ھ تابک سے سرفراز ہوا، اسکا بیٹا پہلوان محمد جو ملک ارسلان شاہ کا اخیافی بھائی تھا حاجب بنایا گیا

ایلدگز، سلطان مسعود کا غلام تھا۔ سلطان مسعود نے سریر حکومت پر متمکن ہونے کے بعد اران اور کچھ حصہ آذربایجان کی حکومت عنایت کی جسوقت سلاطین سلجوقیہ میں فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہوئی تو ایلدگز نے سبھوں سے علیحدگی اختیار کی، سلطان سلجوقیہ میں سے کسی ایک کا ساتھ نہیں دیا، اپنے مقبوضہ بلاد میں حکمرانی کرتا رہا۔ اسی فتنہ کے زمانہ میں ارسلان شاہ پہونچ گیا، ایلدگز نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، یہاں تک کہ سلیمان شاہ کے انتقال کے بعد سریر حکومت پر متمکن کیا گیا۔ ہمدان میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

بعد اسکے ایلدگز نے ایتاخ والی رے سے نامہ و پیام کرکے مصالحت کرلی اتفاق اور اتحاد کا معاہدہ ہوگیا۔ اسی سلسلہ میں پہلوان ابن ایلدگز کا عقد ایتاخ کی لڑکی سے ہوا جس سے رشتہ اتحاد اور زیادہ مستحکم و مضبوط ہوگیا،

مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ عراق اور بغداد میں ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کی درخواست کی، جیسا کہ سلطان مسعود کے زمانہ حکومت میں تھا ویسا ہی حسب دستور کل امور کو جاری رکھنے کا اقرار کیا۔ مستنجد باللہ نے ایلچی کو ذلیل کرکے دربار سے نکلوا دیا۔

جنگ آقسنقرو ایلدگز

ایلدگز اور ایتاخ میں مصالحت ہونے کے بعد ایلدگز نے آقسنقر احمدیلی کو ارسلان شاہ کی اطاعت کا پیام بھیجا، آقسنقر نے انکار کردیا اور یہ کہلا بھیجا اگر تم مجھے اپنی حالت پر نہ چھوڑ دوگے تو یاد رکھو کہ میرے پاس بھی خاندان سلجوقیہ کا ایک شاہزادہ موجود ہے میں اسکی بیعت کرکے

Marfat.com

تخت نشین کرو ونگا۔ (آقسنقر کی نگرانی اور تربیت میں سلطان محمد بن سلطان محمود کا لڑکا تھا جسکو سلطان محمد نے بوقت وفات آقسنقر کو سپرد کیا تھا)۔ چونکہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ بھی دارالخلافت بغداد سے آقسنقر کو اس لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کر رہا تھا اسوجہ سے آقسنقر کو اس جواب کی زیادہ جرات ہوئی ایلدکز اس جواب سے برافروختہ ہوگیا۔ ایک فوج بسرکردگی پہلوان، آقسنقر کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ کی، آقسنقر نے شاہرن سقمان والی خلاط سے ایلدکز کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی، اتحاد اور موافقت کی قسم کھائی، چنانچہ شاہرنے آقسنقر کی کمک پر فوجیں بھیجیں، آقسنقر، ایلدکز کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی، آقسنقر فتحیاب ہوا، پہلوان ہزیمت اٹھاکر ہمدان واپس آیا۔ واللہ تعالےٰ اعلم

.....

.....

جنگ ایلدکز وابتانج

اصفہان میں ملک شاہ ابن محمود کی وفات کے بعد لشکر وارا کین دولت سلجوقیہ کا ایک گروہ محمود ابن ملک شاہ کو لئے ہوئے فارس پہونچا۔ زنگی ابن دکلا سلقدی والی فارس نے محمود ابن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین لیا اور قلعہ اصطخر میں لیجاکر ٹھہرادیا۔ پس جب ایلدکز نے ارسلان کو تخت نشین کیا اور دربار خلافت میں اسکے نام کو خطبہ میں داخل کرنے کی درخواست کی، تو وزیر السلطنت ابن ہبیرہ، ایلدکز کے خلاف گورنران صوبجات کو ابھارنے لگا چنانچہ ادہر آقسنقر کو سلطان محمد کے اُس کم سن بچہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کیا جو آقسنقر کے پاس تھا اور اُدھر زنگی بن دکلا والی فارس کو لکھ بھیجا کہ تم محمود ابن ملک شاہ کو تخت حکومت پر متمکن کردو میں دارالخلافت کے جامع مسجد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھنے

---

۱ بیاض بالاصل

Marfat.com

کی اجازت دیدونگا لیکن شرط یہ ہے کہ تمکو ایلدکز کے مقابلہ میں فتح حاصل ہوجائے اس بنا پر زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو تخت نشین کیا، بیعت کی، فارس میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ محلسرا کے دروازہ پر پنجوقتہ نوبت بجنے لگی، فوجیں مرتب کیں۔

ایلدکز کو اس واقعہ کی خبر لگی، غصہ سے کانپ اُٹھا۔ چالیس ہزار فوج لیکر بقصد فارس، اصفہان روانہ ہوا، زنگی کے پاس ارسلان شاہ کی اطاعت اور اسکے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام بھیجا۔ زنگی نے صاف انکار کردیا ایلدکز نے کہلا بھیجا "مجھے خلیفہ مستنجد باللہ عباسی نے تمہارے مقبوضات کی حکومت عطا کی ہے میں اُن پر قبضہ کرنے کو جاتا ہوں۔ مزاحمت کرنا ہو تو مقابلہ پر آجاؤ" اور ایک دستہ فوج کو ارجان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا، ارسلان بوقا والی ارجان (زنگی والی فارس کا ایک امیر تھا) نے مقابلہ کیا، ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ آخر کار ایلدکز کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔ ارسلان بوقا نے عریضہ بشارت فتح زنگی کی خدمت میں روانہ کیا زنگی نے دربار خلافت میں اسکی اطلاع دی، امداد کی درخواست کی، وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے گورنران صوبہ جات کو زنگی کی امداد و اعانت کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ ایتاخ رے سے دس ہزار فوج لیکر آپہونچا۔ آقسنقر نے پانچ ہزار سوار کمک پر بھیجے۔ ابن بازدار والی قزوین اور ابن طغایرک (جو کہ ایلدکز کے امراء اور اراکین تھے) ایتاخ کے پاس چلے آئے۔ زنگی نے سہرم کو تاراج کیا، ایلدکز نے زنگی کی مدافعت پر فوج روانہ کی، زنگی نے انکو نیچا دکھا دیا۔ ایلدکز کے پاس شکست اُٹھا کر واپس آئے۔ ایلدکز نے آذربایجان سے امدادی فوج طلب کی، چنانچہ بیس ہزار قزوار ارسلان فوج عظیم لیکر آگیا، ایلدکز نے ایتاخ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں دونوں حریف کا ۹ شعبان سنہ مذکور میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خون ریز جنگ ہوئی۔ آخر کار ایتاخ کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، ہزیمت فاش اُٹھا کر بھاگا۔ فوج کا کثیر حصہ کام آگیا، نامی نامی سردار مارے گئے، فتحمند گروہ نے ایتاخ کا لشکر گاہ لوٹ لیا۔ ایتاخ

کی طرح اپنی جان بچاکر رے میں داخل ہوکر قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہوگیا۔ ایلدکز نے پہونچکر محاصرہ کرلیا۔ ایلدکز اور ایتانج میں صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ آخر دونوں میں مصالحت ہوگئی۔ ایلدکز نے ایتانج کو جہاد قان دیدیا۔ صلح ہوگئی۔ ایلدکز ہمدان واپس آیا۔

[1] .....

.....

موید کے کارنامے ماہ ربیع الآخر ۵۵۶ھ میں موید نے نیشاپور کے چند سرداروں کو اسوجہ سے گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا کہ اُن کے مورثوں اور آباء و اجداد نے اہل نیشاپور کو غارت اور تباہ کیا تھا جسمیں نقیب علویہ ابو القاسم زید بن حسن حسینی تھا۔ اور یہ الزام لگایا کہ اگر تم لوگ انکو قتل و غارتگری سے روکتے تو ضرور وہ رُک جاتے۔ گویا تم ہی لوگوں نے اُن افعال کا ارتکاب کیا اور تم ہی اس کے ذمہ دار ہو غرض اس الزام میں مفسدہ پردازوں کی ایک جماعت کو سزائے موت دی۔

ان مفسدہ پردازوں نے مساجد، مدارس اور کتب خانہ کو بھی غارتگری کا آماجگاہ بنایا تھا انکی غارتگری اور تاراج کے یہ سب مقامات بھی نذر ہوگئے کسی کو جلادیا کسی کو زمیں دوز کردیا، علماء اور رؤساء کو قتل کیا۔ جسکا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ قید کئے گئے۔ قتل کئے گئے

بعد اسکے موید شاد باخ چلا آیا۔ اسکا شہر پناہ درست کرآیا۔ اردگرد کی خندقوں کی مرمت کرائی، محافظت کی غرض سے دُہس بند ہوائے۔ اور وہیں قیام اختیار کیا۔ نیشاپور چٹیل میدان ہوگیا۔

شاد باخ کو عبداللہ بن طاہر نے اپنے زمانہ گورنری میں آباد کیا تھا۔ عبداللہ

[1] بیاض بالاصل

Marfat.com

بن طاہر اور اسکے خدم وحشم شاد باخ میں رہتے تھے۔ عبداللہ بن طاہر کے بعد شاد باخ ویران ہوگیا، الپ ارسلان نے پھر اسکو آباد کیا۔ پھر دوبارہ مفسدہ پردازان مذکور نے ویران و برباد کیا۔ تب موید نے آباد کیا اور از سر نو شہر کی عمارات کو تعمیر کرایا۔ نیشاپور بالکل ویران ہوگیا۔ پھر تاتاریوں نے اس پر حملہ کیا۔ خان محمود خراسان کا بادشاہ ان لوٹیرے تاتاریوں کے ساتھ تھا۔ چنانچہ دو مہینہ تک موید کا شاد باخ میں محاصرہ کئے رہا۔ بعدہ کسی وجہ سے خان محمود حمام کے بہانہ سے تاتاریوں سے علیحدہ ہوکر شہرستان چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ آخر شوال سنہ مذکور تک شاد باخ کا تاتاری محاصرہ کئے رہے۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو لوٹ مار کرتے ہوئے واپس ہوئے۔ دیہات، قصبات اور شہر طوس کو لوٹ لیا۔

پھر جب خان محمود نیشاپور میں داخل ہوا تو موید نے رمضان ۵۵۷ھ تک عزت و احترام سے رکھا بعد اسکے گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا، انکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں، مال و اسباب اور خزانہ جو کچھ اسکے ساتھ سب پر قبضہ کر لیا۔ خان محمود کیساتھ جلال محمد بھی گرفتار کر لیا گیا تھا، چنانچہ دونوں بحالت قید حیات سے سبکدوش ہوگئے۔ موید نے خطبہ میں مستنجد باللہ خلیفہ عباسی کے بعد اپنا نام داخل کرایا۔ شاہی کا اعلان کیا۔

ماہ شعبان ۵۵۹ھ میں موید نے شہرستان اور نواح نیشاپور کے سرکرنے پر اپنی توجہ مبذول کی۔ پہونچکر شہرستان کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے تنگ ہوکر ہتھیار ڈالدیا۔ موید کی فوج نے شہرستان لوٹ لیا، غارتگری کا بازار گرم ہوگیا۔ لیکن بہت جلد موید نے اپنی فوج کو غارتگری سے روک دیا۔ شہرستان اسکے دائرہ حکومت میں داخل ہوگیا۔ واللہ اعلم

۱؎ بجائے ۵۵۹ھ کے ۵۵۶ھ پڑھو۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ لیدن ۱۲ بیاض بالاصل

Marfat.com

مہم شہرستان سے فارغ ہوکر موید نے قلعہ دسکرہ (طوس) کا قصد کیا۔ ابو بکر جاندار اس قلعہ کا حاکم تھا۔ اس نے قلعہ بندی کر لی۔ موید ایک مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ فتح نہ ہوا۔ چونکہ اہل طوس، ابو بکر کی بد اخلاقی اور ظلم سے تنگ آگئے تھے۔ محاصرہ اور جنگ میں موید کا ہاتھ بٹایا۔ ابو بکر نے اس کا احساس کر کے ہتھیار ڈال دیا، قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں؛ موید نے ابو بکر کو جیل میں ڈال دیا۔ کرمان کی طرف بڑھا۔ اہل کرمان نے اطاعت کی گردن جھکا دی؛ اسفراین کے سرکرنے کو فوج روانہ کی۔ والی اسفراین عبد الرحمٰن بن محمد قلعہ بند ہو گیا، موید کی فوج نے محاصرہ ڈال دیا۔ آخر کار عبد الرحمٰن نے بھی ہتھیار ڈال دیا اور اپنے کو حوالہ کر دیا۔ موید نے اسکو پابزنجیر شاد باخ بھیجدیا، جیل میں ڈال دیا گیا۔ ماہ ربیع الآخر ۵۵۵ھ میں دار ڈالا گیا۔ فتح اسفراین کے بعد موید نے قہندز اور نیشاپور کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا حکومت و سلطنت مستقل ہو گئی۔ جیسا کہ اس سے پہلے امن و امان قائم تھا پھر اسی طرح قائم ہو گیا۔

شہر قدیم کو ویران کر کے شاد باخ کا جدید شہر آباد کیا

بعد اسکے موید کو بوشنج اور ہرات کے مفتوح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے محاصرہ کر لیا۔ یہ دونوں مقامات ملک محمد بن حسین بادشاہ غوری کے قبضہ میں تھے۔ چنانچہ ملک محمد نے موید کی مدافعت پر فوجیں روانہ کیں موید نے یہ خبر پا کر محاصرہ اٹھا لیا۔ بوشنج اور ہرات جیسا کہ ملک محمد کے قبضہ میں تھا اسکے قبضہ میں رہا۔

.....

لرج کی پیشقدمی | کرج نے ماہ شعبان ۵۵۶ھ میں شہرانی (صوبہ اران) پر پیشقدمی کی اور بزور تیغ اسکو مفتوح کر کے پائمال کیا۔ بہتیرے مارے گئے اور اکثر قید کر لئے گئے۔ شاہ ارمن

۱؎ بیاض ص ۱۱ بالاصل۔

ابن ابراہیم بن سکمان والی خلاط نے فوج عظیم مجتمع کی جس میں مجاہدین بھی تھے اور فوج نظام بھی تھی، کوچ و قیام کرتا کرج کے سر پر پہونچا۔ جنگ چھڑ گئی، شاہ ارمن ابن ابراہیم کو ہزیمت ہوئی مسلمانوں کا گروہ کثیر گرفتار کر لیا گیا اور بہتیرے آثار جنگ میں مارے گئے۔

بعد اسکے ماہ شعبان ۵۵۵ھ میں تیس ہزار فوج سے کرج نے بلاد اسلامیہ پر یلغار کیا، شہر دوین (صوبہ آذربایجان) اور کچھ حصہ بلاد جبل اور اصفہان کا دبا لیا، ایلدگز کو اسکی اطلاع ہوئی، فوجیں مرتب کیں اور کرج سے بدلہ لینے کو کوچ کیا، شاہ ارمن ابن ابراہیم ابن سکمان والی خلاط اور آقسنقر والی مراغہ بھی ایلدگز کے ساتھ تھا۔ پچاس ہزار جنگ آور رکاب میں تھے۔ ماہ صفر ۵۵۵ھ میں کرج کے شہروں میں داخل ہو کر بازار کارزار گرم کر دیا۔ کرج سینہ سپر ہو کر لڑے لیکن کامیاب نہ ہوئے، فتحمندی کا سہرہ لشکر اسلام کے سر پر بندھا بیشمار مرد، عورت اور لڑکے گرفتار کر لئے گئے۔ امرار کرج میں سے ایک امیرزادہ مشرف باسلام ہو گیا، ایک دستہ لشکر اسلام لیکر کمین گاہ میں بیٹھ رہا۔ کرج نے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور فتحمندی کے زعم میں لڑتا ہوا بڑھا۔ لشکر اسلام آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ جوں ہی کرج کمین گاہ سے بڑھے۔ امیرزادہ کرج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ کرج ہزیمت اٹھا کر بھاگے لشکر اسلام نے "ملواروں پر رکھ لیا۔ دور تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ بہتیرے کرج مارے گئے اور بیشمار قید کر لئے گئے، لشکر اسلام مظفر و منصور مال غنیمت لے واپس ہوا۔

.....

.....

قومس پر موید کا قبضہ ۵۵۵ھ میں موید والی نیشاپور نے صوبہ قومس کی طرف قدم بڑھایا بسطام اور دامغان پر قبضہ کر لیا۔ بسطام کی حکومت پر اپنے غلام "تنکز" کو مقرر کیا۔ تنکز اور شاہ مازندران سے کشیدگی پیدا ہوئی۔ نوبت جنگ کی پہونچی، چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۵۵۵ھ

---

۱ بیاض الاصل

میں دونوں فریق لڑ پڑے۔ شاہ مازندران کو ہزیمت ملی۔ تنکز نے اسکے کیمپ کو لوٹ لیا۔

چونکہ موید اور ایلدکز میں مراسم اتحاد تھے اس وجہ سے قومس پر موید کے قبضہ کے بعد سلطان ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ نے موید کو خلعت فاخرہ، پھریرے اور بہت سے تحایف بھیجے، اور ملک خراسان کے جن شہروں کو فتح کر چکا تھا اور نیز آئندہ جن شہروں کو فتح کرے اُنکی حکومت و گورنری مرحمت فرمائی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی۔ موید نے اسپر بیحد مسرت ظاہر کی، خلعت کو زیب بدن کیا۔ صوبہ قومس طوس اور کل صوبہ نیشاپور میں سلطان ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا، اور سلطان ارسلان کے نام کے بعد خطبہ میں اپنا نام داخل کیا، جرجان اور دہستان میں خوارزم شاہ بن ارسلان بن اتسز کا اور اسکے بعد امیر ایتاخ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ مرو، بلخ اور سرخس پر تاتاریوں کا قبضہ۔ ہرات پر امیر ایتکین زیر اثر علم حکومت تاتاری حکمرانی کر رہا تھا، ان مقامات میں سلطان سنجر کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ الفاظ یہ تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلسُّلْطَانِ السَّعِیْدِ سَنْجَرَ وَبَعْدَہٗ لِاَمِیْرِ تِلْکَ الْمَدِیْنَۃِ وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ ۵

.....

.....

ترکان قارغلیہ کا اخراج اور پامالی

خاقان چین نے سمرقند و بخارا کی حکومت پر خان جعفر ابن حسین تکین کو مامور کیا، خان جعفر قدیم خاندان شاہی کا ممبر تھا۔ ۵۵۷ھ میں خاقان چین نے فرمان بھیجا کہ "ترکان قارغلیہ کو اپنے ممالک محروسہ سے کاشغر کی طرف جلاوطن کر دو۔ وہاں جاکر مقیم ہوں ہتھیار نہ باندھیں کاشتکاری کریں۔ معاش بہم کرنے کی غرض سے دوسرے پیشے کریں"، خان جعفر نے ترکان قارغلیہ کے اخراج پر کمر باندھی، قارغلیہ نے ترک وطن سے انکار کیا۔ مخالفت پر تُل گئے۔ مجتمع ہو کر بخارا کی جانب بڑھے

۵ بیاض بالاصل

Marfat.com

اہل بخارا خان جغر سے مل گئے، یہ اسوقت سمرقند میں تھا اور بظاہر قارغلیہ کے شر سے بچنے کے لئے قارغلیہ سے ملے رہے تا انکہ خان جغر اپنی فوج لیکر پہنچ گیا اور قارغلیہ پر حملہ کر دیا۔ قارغلیہ کو نہایت فاش ہزیمت ہوئی، اسد تعالیٰ نے اہل بخارا و سمرقند کو ان کے شر سے نجات دی ۔ ۔ ۔

اور مرو کی جانب دوسرا لشکر روانہ کیا ترکوں پر زمین باوجود وسعت تنگ ہوگئی، مجبور ہوکر ہرات سے محاصرہ اٹھالیا اور موید کے علم حکومت کے سامنے اطاعت کی گردن جھکادی۔ چنانچہ ہرات وغیرہ پر موید کا قبضہ ہوگیا۔

شاہ مازندران اور تنکز تم اوپر پڑھ آئے کہ موید والی نیشاپور نے قومس اور بسطام پر قبضہ کرکے اپنی طرف سے اپنے خادم تنکز کو مامور کیا تھا، ۵۵۹ھ میں شاہ مازندران رستم بن علی بن شہریار بن قارن نے ایک فوج بسرکردگی سابق الدین قزوینی ان مقامات کی تسخیر کو روانہ کی قزوینی نے پہلے دامغان پر یلغار کیا اور اسپر قابض ہوگیا۔ تنکز کو اسکی خبر لگی۔ خم ٹھونک کے مقابلہ پر آیا، قزوینی نے پہلے ہی حملہ میں تنکز کو شکست فاش دیکر ان شہروں پر قبضہ کرلیا۔ تنکز شکست کھاکر موید کے پاس نیشاپور واپس آیا لیکن نچلا نہ بیٹھا۔ آئے دن بسطام اور قومس پر چھاپا مارتا رہا۔

شاہ مازندران کی وفات ماہ ربیع الاول ۵۶۰ھ میں شاہ مازندران نے وفات پائی، علاء الدین دین شاہ مازندران نے اپنے باپ کی موت کو چھپایا کسی کو اس واقعہ سے مطلع ہونے نہ دیا۔ جب کل قلعات اور شہروں پر قبضہ حاصل کرلیا تو اس واقعہ کو ظاہر کرکے رسم تخت نشینی ادا کی۔ ایتاق (اتابک) والی جرجان اور دہستان شاہ مازندران کی موت سے مطلع ہوکر علاء الدین سے لڑنے کو اٹھا اور ان حقوق و احسان کا ذرا بھی خیال نہ کیا جو شاہ مازندران کے ایتاق پر تھے۔ اس احسان فراموشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایتاق کو اس لڑائی و جھگڑا سے کچھ ہاتھ نہ لگا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

موید کا محاصرہ نسا بعد ناکامی ماہ جمادی الاولیٰ ۵۶۰ھ میں موید نے شہر نسا کے محاصرہ اور سرکرنے کو ایک فوج روانہ کی۔ خوارزم شاہ بک ارسلان بن اتسز نے بھی نسا کی حمایت پر اپنا لشکر بھیجدیا، جوں ہی خوارزم شاہ کا لشکر نسا کے قریب پہونچا، موید کی فوج محاصرہ اٹھاکر نیشاپور واپس آئی۔ اہل نسا نے خوارزم شاہ کا

شکریہ ادا کیا، مطیع ہوگئے اور اسکے نام خطبہ و سکہ نسار میں جاری ہوگیا۔

پھر نسار پر قبضہ کے بعد خوارزم شاہ کا لشکر دہستان کی طرف بڑھا اور قبضہ کر لیا۔ اہل دہستان نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ امیر لشکر خوارزم شاہ نے اپنی طرف سے شحنہ مقرر کیا۔

جنگ اقسنقر و ایلدکز | اقسنقر احدیلی والی مراغہ نے ۵۶۳ھ میں دارالخلافت بغداد میں عرضداشت بھیجی، سلطان محمد شاہ کے لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی جو اسکی کفالت اور نگرانی میں تھا۔ اور یہ لکھا کہ "سوائے اسکے میری اور کوئی غرض نہیں ہے اگر یہ درخواست مقرون اجابت ہوگی تو میں عراق سے ذرا بھی متعرض نہ ہونگا بلکہ مال و زر کثیر نذر کرونگا" خلافت مآب نے نہایت خوشی سے درخواست منظور فرمائی۔ ایلدکز والی ..... کو اسکی اطلاع ہوئی۔ اپنے بیٹے پہلوان کو بسرکردگی فوج کثیر اقسنقر سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ شدید جنگ کے بعد اقسنقر کو ہزیمت ہوئی، مراغہ میں قلعہ بند ہوگیا پہلوان نے مراغہ کا محاصرہ کرکے روزانہ جنگ سے اقسنقر کو تنگ کرنے لگا۔ اقسنقر نے مجبور ہوکر صلح کا پیام بھیجا، فریقین میں نامہ و پیام ہونے لگا۔ باہم مصالحت ہوگئی، پہلوان اپنے باپ ایلدکز کے پاس ہمدان واپس آیا۔

جنگ زنگی و شملہ | چونکہ زنگی بن وکلا والی فارس نے اپنی فوج کے ساتھ سختی اور بداخلاقی کا برتاؤ شروع کیا تھا۔ جا و بیجا انکو دباتا تھا اسوجہ سے فوج کے حصہ کثیر نے شملہ والی خوزستان سے خط و کتابت کرکے امیر بنانے کو بلایا۔ چنانچہ شملہ اپنی فوج لیکر فارس کی طرف روانہ ہوا۔ زنگی اس سے مطلع ہوکر لڑنے کو نکلا۔ دونوں نے خوب خوب زور آزمائی کی باہم تیغ و سپر ہوئے، آخر زنگی کو ہزیمت ہوئی، اکراد شوانکارہ کے پاس جاکر پناہ لی، شملہ نے فارس پر قبضہ کر لیا۔

قبضہ فارس کے بعد شملہ کا دماغ بھی پھر گیا، اہل فارس پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا اسکا بھتیجہ خرسنکا لوٹ مار کرنے لگا۔ دیہات اور قصبات کو ویران کر دیا۔ کوئی فریاد رس

تھا اور نہ حامی۔ اہل فارس کو اس سے منافرت پیدا ہوئی، کچھ حصہ لشکر فارس کا زنگی کے پاس پہونچا۔ شملہ کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ زنگی کو بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ تھوڑی سی فوج فراہم کرکے فارس پر چڑھ آیا، شملہ فارس چھوڑ کر خوزستان چلا گیا۔ یہ واقعات ۵۶۲ھ کے ہیں

جنگ ایلدکز و ایتانج

ایتانج متعدد لڑائیوں اور جھگڑوں کے بعد رے پر اس شرط پر قابض ہوا کہ ایلدکز فریق غالب کو سالانہ خراج جو باہم مقرر ہوا تھا ادا کرتا رہے۔ بعد چند دنوں کے جب ایتانج کی قوت ذرا بڑھ گئی تو فوجی مصارف کا بہانہ کرکے خراج دینا بند کر دیا۔ ایلدکز نے ایتانج پر چڑھائی کر دی۔ ایتانج مقابلہ پر آیا۔ گھمسان لڑائی ہوئی ایتانج شکست کھاکر بھاگا۔ قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہو گیا۔ ایلدکز نے محاصرہ ڈال دیا۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا کامیابی کی صورت نظر نہ آئی، ایلدکز نے ایتانج کے غلاموں کو ملانے کی فکر کی سمجھا بوجھا کر جاگیر دینے کی طمع دیکر ایتانج کے قتل پر تیار کر دیا، چنانچہ ان نمکحراموں نے ایک روز موقع پاکر ایتانج کا کام تمام کر دیا، پھر کیا تھا ایلدکز نے رے اور طبرک پر قبضہ کر لیا علی بن عمر باغی کو گورنری عطا کی اور ان نمکحراموں کا زبانی شکریہ ادا کیا، یہ انعام دیا اور یہ جاگیر دی۔ زور ہی کیا تھا۔ متفرق اور منتشر ہو گئے۔ جو غلام قتل ایلدکز کا بانی مبانی تھا دوستہ دوستہ پریشان خوارزم شاہ کے پاس پہونچا۔ چونکہ خوارزم شاہ اور ایلدکز میں اتحاد تھا اس وجہ سے اس نمکحرامی کے پاداش میں اس غلام کو سولی دیدی سچ ہے نتیجہ کار بد کا کار بد ہی۔

ملک طغرل کی وفات اور اسمیں اختلاف

۵۶۵ھ میں ملک طغرل بن قاروت بک والی کرمان نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اسکا بڑا بیٹا ارسلان شاہ کرمان کا حکمران ہوا۔ ملک طغرل کا چھوٹا لڑکا بہرام شاہ جھگڑ پڑا سلطنت و حکومت کا دعویٰ کیا، ارسلان شاہ نے جنگ کی اور ہزیمت دی، بہرام شاہ بحال پریشان موید کے پاس نیشاپور پہونچا، موید نے مال و زر اور فوج سے اسکی مدد کی چنانچہ اپنے بھائی ارسلان شاہ سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ اس لڑائی میں ارسلان شاہ کو شکست ملی، بہرام شاہ نے کرمان پر قبضہ کر لیا اور

Marfat.com

ارسلان شاہ بغرض امداد ایلدکز کے پاس اصفہان پہونچا۔ ایلدکز نے ایک فوج اسکی امداد پر متعین کی۔ ارسلان شاہ کرمان کی جانب لوٹا، ایلدکز کی فوج نے پہونچتے ہی لڑائی کا نپٹرہ گاڑدیا اور کرمان کو بہرام شاہ کے قبضہ سے نکال کر ارسلان شاہ کو سپرد کر دیا۔ بہرام شاہ فریادی صورت بنائے مرتا کھپتا نیشاپور میں موید کے پاس پہونچا۔ اور وہیں ٹھہر گیا، اتفاق یہ کہ اس واقعہ کے بعد ارسلان شاہ کا انتقال ہوگیا، بہرام شاہ، کرمان واپس آیا اور قابض ہوگیا۔

بعد اسکے مستنجد باللہ عباسی خلیفہ بغداد نے وفات پائی اسکا بیٹا مستضی بامر اللہ سریر خلافت پر متمکن ہوا چونکہ ہم خلفاء عباسیہ کے حالات بالتفصیل اوپر لکھ آئے ہیں اسوجہ سے یہاں پر ان خلفاء کے اور حالات نہیں لکھا چاہتے۔ مستنجد اور مستضی کے پیشرو خلفاء کے حالات اس وجہ سے تحریر کئے گئے کہ وہ سلاطین سلجوقیہ اور بنو بویہ کے اثر اور قبضہ میں تھے۔ انکے وفات و خلافت کے تذکرات سلاطین سلجوقیہ اور بنو بویہ کی حکومتوں کے گویا ایک جزو تھے۔ اور وہ خلفاء جو زمانہ خلافت مقتضی عباسی سے سریر خلافت پر متمکن ہوئے شاہ بسطر بخ نہ تھے، خود مختار تھے، ان پر کسی سلطان کا اثر اور دباؤ نہ تھا۔ سلطان مسعود سلجوقی کی وفات کے بعد سلاطین سلجوقیہ کمزور پڑ گئے، ان کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی، شرق اور مغرب میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہوگئیں اس سے خلفاء عباسی کو بغداد اور اسکے ممالک متصلہ میں استبدادی حکومت حاصل ہوگئی۔ اس سے پیشتر خلفاء عباسیہ کے مقبوضات میں سلاطین سلجوقیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا یہی امر سلاطین سلجوقیہ میں باہم نفاق و جھگڑا پیدا ہونے کا باعث ہوا، حکومت حاصل کرنے کی غرض سے باہم تیغ و سپر ہوئے۔ چنانچہ خلفاء عباسی مابعد نے انکے ممالک پر قبضہ کر لیا اور تنہا اسکے مالک ہوگئے۔ خلافت کے علاوہ حکومت کی عنان بھی انہیں کے قبضہ اقتدار میں رہی تا آنکہ خلیفہ مستعصم عباسی کی حکومت و خلافت

کا ہلاکو کے ہاتھ خاتمہ ہوگیا۔ للہ در القایل وتلک الایام نداولہا بین الناس۔

خوارزم شاہ کی وفات اور بنی موید کی حکومت کا خاتمہ

جسوقت خوارزم شاہ (ارسلان) بن اتسز ترکوں سے شکست کھاکر خوارزم واپس آیا مریض تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو ۵۶۸ھ میں اس نے وفات پائی، اسکا چھوٹا بیٹا سلطان شاہ نے قبائے حکمرانی زیب بدن کیا، اسکا بڑا بھائی علاء الدین تکش خوارزم میں موجود نہ تھا۔ یہ خبر پاکر ترکان خطا کے پاس چلا گیا۔ امداد کی درخواست کی، ترکان خطا نے اسکی امداد پر کمر باندھی، خوارزم آئے اور قبضہ دلا دیا۔ سلطان شاہ افتاں خیزاں موید کے پاس نیشاپور پہونچا، علاء الدین تکش کے مقابلہ میں امداد چاہی، موید اپنا لشکر اراستہ کرکے خوارزم روانہ ہوا علاء الدین تکش مقابلہ پر آیا۔ دونوں فریق جی کھولکر لڑے، موید کو ہزیمت ہوئی۔ اثناء دار وگیر میں موید گرفتار ہوگیا۔ پابزنجیر علاء الدین تکش کے سامنے پیش کیا گیا، علاء الدین تکش کے سامنے قتل کر دیا گیا۔

ہزیمت کے بعد موید کا لشکر نیشاپور واپس آیا اور اسکے بیٹے طغان شاہ ابوبکر بن موید کو حکمراں بنایا۔ طغان شاہ اور علاء الدین تکش میں جو واقعات رونما ہوئے ان کو ہم انکی حکومتوں کے تذکرہ میں تحریر کرینگے موید کے قتل کا واقعہ اور طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اسکو بھی ہم اسی مقام پر لکھیں گے۔

بعد اسکے خوارزم شاہ (تکش) نے ۵۶۹ھ میں نیشاپور پر چڑھائی کی دو مرتبہ محاصرہ کیا، دوسرے مرتبہ طغان شاہ بن موید کو ہزیمت ہوئی، خوارزم شاہ نے طغان شاہ کو گرفتار کرکے خوارزم بھیجدیا، نیشاپور اور ان شہروں پر جو بنی موید کے قبضہ میں خراسان میں تھے قبضہ کرلیا۔ بنی موید کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا والبقاء للہ وحدہ۔

ایلدگز کی وفات پہلوان کی جانشینی

اتابک شمس الدین ایلدگز (اتابک ارسلان شاہ بن ملک طغرل) والی ہمدان، اصفہان، رے اور آذربائیجان نے (۵۶۰ھ میں)

Marfat.com

وفات پائی، وزیر السلطنت کمال شہیر (یا سمیری سلطان محمود کا وزیر تھا) کا غلام تھا، وزیر السلطنت کے قتل کے بعد سلطان محمود کی خدمت میں رہنے لگا ترقی کرکے عہدہ کفایت سے ممتاز ہوا پھر جب سلطان مسعود سریر آرائے حکومت ہوا تو ارانیہ کی گورنری پر مامور کیا گیا، باوجودیکہ مقر حکومت سے دور تھا لیکن سلجوقی بادشاہ کی اطاعت کو باعث فخر سمجھتا تھا۔ رفتہ رفتہ آذربایجان، ہمدان، اصفہان اور رے پر قبضہ کرلیا، اپنے رہبر ارسلان شاہ بن طغرل کو سریر حکومت پر بٹھایا، اسکے نام کا خطبہ پڑھا اور بدستور اسکا اتابک بنا رہا۔ اسکی فوجی تعداد پچاس ہزار تک پہونچ گئی تھی۔ اسکا دائرہ حکومت تفلیس سے کرمان تک وسیع ہوگیا تھا، ارسلان شاہ نام کا بادشاہ تھا۔ سیاہ و سفید کرنے کا مالک یہ تھا۔

ابن سنکی کا نہاوند پر قبضہ | ایلدکز کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا محمد پہلوان حکمران ہوا یہ سلطان ارسلان شاہ کا مادری بھائی تھا۔ پہلوان نے حکمران ہوکر جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ نظم و نسق کی غرض آذربایجان کا سفر کیا ابن سنکی برادر زادہ شملہ والی خوزستان کو موقع مل گیا۔ میدان خالی دیکھ کر نہاوند پر چڑھ آیا، محاصرہ کرلیا۔ اہل نہاوند نے مقاومت کی، ترکی بہ ترکی جواب دیا، ابن سنکی اپنی کامیابی سے ناامید ہوکر تشتر لوٹ آیا، دو ایک دن کا مغالطہ دیکر اس راستہ سے جو آذربایجان سے نہاوند آتا تھا نہاوند کی طرف چلا، اہل نہاوند یہ سمجھکر کہ پہلوان کی امدادی فوج آرہی ہے شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا، ابن سنکی بلا تعرض شہر میں داخل ہوا، قاضی اور رونساء شہر کو گرفتار کرکے صلیب پر چڑھا دیا۔ والی نہاوند کی ناک کاٹ لی، شہر نہاوند کو تاراج کرکے بقصد عراق ماسبدان کی طرف قدم بڑھایا اور خوزستان لوٹ آیا۔

شملہ کی وفات | ۵۷۰ھ میں شملہ والی خوزستان نے بعض ترکمان پر حملہ کی تیاری کی ترکمانوں نے پہلوان بن ایلدکز سے امداد کی درخواست کی، پہلوان نے ایک فوج ترکمانوں کی کمک پر بھیجدی، شملہ اور ترکمانوں سے جنگ چھڑ گئی۔ شملہ ہزیمت اٹھاکر بھاگا۔ اثناء

دار وگیر میں ترکمانوں نے شملہ کو اور نیز اسکے بیٹے اور بھتیجے کو گرفتار کر لیا شملہ کو زخم کاری پہونچا تھا دو دن کے بعد مر گیا۔ شملہ ترکمان انسزیہ سے تھا۔ اسکے مرنے کے بعد اس کا بیٹا خوزستان کا حکمران ہوا۔

بہلوان کا تبریز پر قبضہ اسی سنہ میں بہلوان نے شہر تبریز پر یلغار کیا۔ شہر تبریز پر قسنقر احمدیلی کی حکومت تھی، قسنقر احمدیلی مر گیا تھا، اسکی ولیعہدی اور وصیت کے مطابق اسکا بیٹا ملک الدین حکمران ہوا، بہلوان نے اس تبدیلی سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی، چنانچہ مراغہ پر محاصرہ ڈالا اور اپنے بھائی قزل ارسلان کو شہر تبریز کے سر کرنے پر مامور کیا، بہلوان نے مراغہ کو مفتوح کر کے اہل مراغہ سے اچھے برتاؤ کئے قاضی مراغہ کو انعام اور صلے دیئے قاضی مراغہ نے اہل تبریز سے خط و کتابت کر کے دونوں فریق میں صلح کرادی باہم عہد و پیمان ہو گیا۔ بہلوان تبریز کی حکومت پر اپنے بھائی قزل ارسلان کو مقرر کر کے مراغہ سے ہمدان واپس آیا۔

ارسلان شاہ کی وفات طغرل کی تخت نشینی ۵۷۳ھ میں ارسلان شاہ سلجوقی کا جو کہ جہادان بن ایلدکز کی کفالت و نگرانی میں تھا اور اسکا مادری بھائی تھا مقام ہمدان میں انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا سلطان طغرل سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔

بہلوان کی وفات قزل ارسلان کی حکومت بعد اسکے محمد بن بہلوان بن ایلدکز نے ۵۸۲ھ میں وفات پائی اسکا بھائی قزل ارسلان حکمران ہوا۔ عثمان اسکا نام تھا اسکے زمانہ حکومت میں رعایا نہایت مرفہ الحال تھی، تمام ممالک محروسہ میں امن و امان کا دورہ تھا۔ اسکے مرنے کے بعد ہی اصفہان میں مابین حنفیہ اور شافعیہ اور ری میں مابین اہل سنت و جماعت اور شیعہ جھگڑا ہو گیا۔ لڑائی کی نوبت پہونچ گئی، لوٹ، قتل اور آتش زنی کا بازار گرم ہوا۔ شہر کے اکثر مقامات جلا دیئے گئے۔

بہلوان کا سلطان طغرل پر کافی اثر تھا۔ سکہ اور خطبہ سلطان طغرل کا تھا لیکن عنان

حکومت پہلوان کے قبضہ میں تھی۔ یہی سیاہ و سفید کرنے کا مالک و مختار تھا۔ پہلوان کے بعد قزل ارسلان نے بھی سلطان طغرل کو اپنے اثر میں لینے کا قصد کیا۔ لیکن قزل میں پہلوان کا سا دم وخم نہ تھا اور نہ اسکی طرح اسکے دماغ میں سیاست کا مادہ تھا اسوجہ سے سلطان طغرل اسکے قبضہ و اثر سے نکل گیا۔ اسکے تحکم کو برداشت نہ کر سکا۔ ہمدان چھوڑ دیا۔ بعض اراکین دولت اور فوج کا کچھ حصہ آملا جس سے سلطان طغرل کی ہمت بلند ہوگئی، خراسان کے بعض مقامات پر قبضہ کر لیا۔ قزل ارسلان سے لڑائی ٹھن گئی، متعدد لڑائیاں ہوئیں ایک دوسرے کو مغلوب نہ کر سکا، اِدہر قزل ارسلان نے دربار خلافت بغداد میں عرض داشت بھیجی، خلافت پناہ کا میں بدل جان مطیع ہوں، حسب دستور خدمت کے لئے موجود ہوں، حضور والا سلطان طغرل سے پُر حذر رہیں یہ نہایت چلتا پرزہ ہے اپ میری امداد پر فوجیں بھیجیں میں سلطان طغرل سے فارغ ہو کر حاضر ہو کر شرط خدمت بجالاؤں گا اُدہر سلطان طغرل نے بھی اپنا ایلچی روانہ کیا خلافت مآب نے قزل ارسلان کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرمایا، دار الامارت کی تعمیر کا حکم دیا اور سلطان طغرل کے ایلچی کو دربار سے نکلوا دیا، بلا جواب واپس کیا اور شاہی دار الحکومت کو زمین دوز کرا دیا[1] ۔ ۔ ۔

تھیں، آخر کار ان لڑائیوں میں قزل ارسلان کو کامیابی ہوئی، سلطان طغرل گرفتار ہو کر تسی قلعہ میں قید کر دیا گیا) کل شہروں پر قزل ارسلاں کا قبضہ ہو گیا، ابن وکلا، والی فارس و خوزستان نے بھی اطاعت کی گردن جھکا دی، قزل ارسلان کامیابی کے ساتھ اصفہان واپس ایا۔ اسوقت تک اصفہان میں جھگڑا و فساد کا سلسلہ جاری تھا، علماء شافعیہ کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے صلیب دیدی، فتنہ و فساد فرو ہو گیا، ہمدان لوٹ آیا۔ ۵۸۷ھ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا، شاہی کا اعلان کیا، دروازہ پر نوبت بجوائی۔

قتل قزل ارسلان اور قتلغ کی حکومت

بعد اسکے ایک روز شب کے وقت بحالت خواب کسی نے قزل ارسلان کا کام تمام کر دیا، بہت جستجو کی گئی قاتل کا پتہ نہ چلا، اسکے غلاموں کی ایک جماعت کو اس شبہ سے کہ یہی قتل کے مرتکب ہوئے ہیں گرفتار کر لیا۔

قزل ارسلان، کریم، حلیم، عادل، نیک سیرت اور خوش خلق تھا، برائی کا بدلہ نہ لینے کو زیادہ دوست رکھتا تھا۔ اسکے مرنے کے بعد قتلغ بن پہلوان (قزل ارسلان کا بھتیجہ) حکمران ہوا۔ کل شہروں پر جو قزل ارسلان کے قبضہ میں تھے قابض ہو گیا۔

ہمدان پر سلطان طغرل کا قبضہ

قزل ارسلان کے قتل ہونے کے بعد سلطان طغرل اس قلعہ سے جس میں قزل ارسلاں نے اسکو قید کیا تھا نکل آیا۔ شاہی فوجیں مجتمع ہو گئیں، ہمدان پر قبضہ کرنے کو بڑھا، قتلغ بن پہلوان نے مدافعت پر کمر باندھی، ایک دوسرے سے تیغ و سپر ہوا قتلغ ہزیمت اٹھا کر رے چلا گیا اور سلطان طغرل نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ

قتلغ نے رے میں پہونچکر قلعہ بندی کر لی، خوارزم شاہ علاء الدین تکش کو اپنی امداد پر بلا بھیجا۔ چنانچہ ۵۸۸ھ میں خوارزم شاہ رے کی جانب روانہ ہوا، رفتہ رفتہ قریب رے پہونچا، قتلغ کو خوارزم شاہ کی طرف سے شبہ پیدا ہوا، خود کردہ پر ندامت ہوئی۔ مگر چارہ کار کیا تھا۔ رے کے کسی قلعہ میں

Marfat.com

بیٹھ رہا۔ خوارزم شاہ نے رے اور قلعہ طبرک پر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل سے مصالحت کر لی اس اثنار میں سلطان شاہ برادر خوارزم شاہ کی نقل و حرکت کی خبر لگی جسکو انکے واقعات کے سلسلہ میں بیان کرینگے۔ پس خوارزم شاہ رے پر اپنی جانب سے ایک حاکم مقرر کرکے ۵۹۰ھ میں خوارزم واپس آیا۔

سلطان طغرل اور خوارزم شاہ

خوارزم شاہ کی مراجعت کے بعد سلطان طغرل نے رے کی جانب پیش قدمی شروع کی، خوارزم شاہ کی فوج پر جو رے میں مقیم تھی شبخون مارا، قتلغ پریشان ہوکر بھاگ نکلا، خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد کا دو بارہ پیام بھیجا، معذرت کی، اتفاق سے جسوقت قتلغ کا قاصد خوارزم شاہ کے دربار میں باریاب ہوا اسی وقت خلیفہ عباسی کا ایلچی بھی فرماں لئے ہوئے پہونچ گیا۔ خلافت مآب نے سلطان طغرل کی زیادتیوں کی شکایت تحریر کی تھی اور یہ لکھا تھا کہ تم ان بلاد پر قبضہ کرلو تاکہ امن وامان قائم ہوجائے۔ خوارزم شاہ نے خلافت مآب کے فرمان کو سر اور آنکھوں پر رکھا اور نیشاپور سے رے روانہ ہوا۔ قتلغ نے اسکی اطاعت کو اپنی عزت کا باعث سمجھا اور اس کے ساتھ ہولیا، سلطان طغرل کو اسکی خبر لگی بلا انتظار اجتماع لشکر مقابلہ پر نکل گیا۔ ماہ ربیع الاول ۵۹۰ھ میں قریب رے دونوں فریق کا مڈبھیڑ ہوا، سلطان طغرل نے بنفسہ خوارزم شاہ پر حملہ کیا لڑتا ہوا خوارزم شاہ کے قلب لشکر تک پہونچ گیا، خوارزم شاہ کی فوج نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ زخمی ہوگیا تھا۔ گھوڑے سے زمین پر آرہا۔ کسی سپاہی نے سر اوتار لیا۔ خوارزم شاہ نے رے، ہمدان اور کل شہروں پر قبضہ کر لیا، ہمدان اور اسکے صوبہ پر قتلغ بن بہلوان کو مامور کیا اور اکثر شہروں میں اپنے غلاموں کو جاگیریں دیں، مساجق کو ان کا سردار بنایا۔ سلطان طغرل کے مارے جانے سے بنو ملک شاہ کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔

خوارزم شاہ اور

بعد اسکے خلیفہ ناصر لدین اللہ عباسی کا وزیر ابن عطّاف[1]، ہمدان،

[1] ماہ شعبان ۵۹۱ھ میں خلیفہ ناصر عباسی نے ابن عطاف نائب وزیر کو عہدہ وزارت عطا فرمایا۔ [بقیہ صفحہ ۲۴۱]

خلیفہ ناصر اصفہان اور رے کو خوارزم شاہ کے غلاموں سے چھین لیا۔ بعد چند دنوں کے خوارزم شاہ نے پھر واپس لے لیا جیسا کہ خلفاء بنی عباسیہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔ خلیفہ ناصر عباسی کی طرف سے امراء ایوبیہ میں سے ابو الہیجار سمین نے ۵۹۳ھ میں ہمدان کی جانب پیشقدمی کی، ازبک بن پہلوان نے ہمدان سے نکل کر باظہار اطاعت نیاز حاصل کیا، ابو الہیجار نے گرفتار کر لیا۔ خلیفہ ناصر عباسی کو ناگوار گزرا، ازبک کو قید سے رہا کر دینے کا حکم صادر فرمایا اور ازبک کو خوش کرنے کی غرض سے خلعت بھیجے۔

امیر ابو الہیجا سمین، بیت المقدس کا حاکم تھا۔ امراء مصر کا سربرآوردہ اور ممتاز فرد تھا۔ بیت المقدس اور اسکے نواح کے بلاد اسکے زیر حکومت تھے۔ جب الملک العادل نے الملک الافضل سے دمشق چھین لیا تو بیت المقدس کی حکومت سے امیر ابو الہیجا سمین کو معزول کر دیا، بغداد چلا آیا۔ خلیفہ ناصر عباسی نے اپنے اراکین دولت میں داخل کر لیا اور ۵۹۳ھ میں ہمدان کی تسخیر کو روانہ کیا۔

ازبک کی حکومت ازبک بن پہلوان اپنے باپ کے مرنے کے بعد بلاد اذربایجان پر مستولی ہوا۔ حکومت پر قدم رکھتے ہی عیش و عشرت میں منہمک ہو گیا۔ انتظام مملکت سے غافل ہو کر رنگ رلیاں میں ڈوب گیا، کرج نے شہر دویر پر حملہ کیا اور محاصرہ ڈالا۔ اہل دویر نے ازبک بن پہلوان کے پاس وفد بھیجا۔ امداد کی درخواست کی، ازبک کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ کرج نے بزور تیغ مفتوح کر لیا اور جی کھولکر پائمال کیا۔

کوکجہ کا رے و ہمدان پر قبضہ اور قتل کوکجہ[1]، پہلوان کا غلام تھا۔ ازبک کی کمزوری سے رے، ہمدان اور بلاد جبل پر قابض ہو گیا، اپنے رفیق ایدغمش (یہ بھی پہلوان کا غلام

بقیہ صفحہ ۲۴۰] اسکا نام مویدالدین ابو عبداللہ محمد بن علی مودن ابن قصاب تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۱، مطبوعہ لیدن

[1] خوارزم شاہ کی معاودت خراسان کے بعد امراء اور غلام پہلوان نے متفق ہو کر کوکجہ کو جو کہ پہلوان کے غلاموں میں ایک سربرآوردہ اور صاحب الرائے شخص تھا اپنا امیر بنایا۔ رے اور اسکے کل بلاد قریبہ پر قابض کرا دیا۔ [بقیہ صفحہ ۲۴۲

Marfat.com

تھا) کو اپنا معتمد علیہ اور دایاں بازو بنایا، ایدغمش کو جب قوت حاصل ہوگئی تو حکومت کی طمع میں کوکجہ سے لڑ گیا، اور اسکو قتل کرکے کل شہروں پر جو زیر حکومت کوکجہ تھے مستولی ہوگیا ازبک بن پہلوان دبا دبایا پڑا رہا۔ سیاہ و سفید کرنے کا اسکو اختیار نہ تھا۔

ازبک اور والی اربل

تم نے ابھی اوپر پڑھا ہے کہ ازبک سریر حکومت پر متمکن ہوتے ہی لذات اور لہو لعب میں مصروف ہوگیا انتظام و سیاست سے ایک قلم ہاتھ کھینچ لیا۔ والی اربل مظفر الدین کوکبری اور ازبک میں کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ جسکی وجہ سے والی اربل نے ازبک کے مقبوضات کا قصد کیا، علاء الدین بن قراسنقر احمدیلی والی مراغہ کے پاس گیا۔ امداد طلب کی ازبک کے کل حالات بتلائے۔ والی مراغہ نے والی اربل کی رائے سے اتفاق کیا اور اسکے ساتھ محاصرہ تبریز کو روانہ ہوا۔ ازبک نے ایدغمش کو ان حالات سے مطلع کیا اسوقت ہمدان، اصفہان، رے اور کل بلاد جبلیہ ایدغمش ہی کے قبضہ اقتدار میں تھے، ایدغمش فوجیں لیکر خنیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور والی اربل کے پاس تہدید آمود خط لکھا، والی اربل کے

بقیہ صفحہ ۲۴۲) کوکجہ نے اصفہان سے خوارزمی عمال کو نکال باہر کرنے کی غرض سے اصفہان پر چڑھائی کی۔ قریب اصفہان پہونچا تو یہ معلوم ہوا کہ خلافت مآب کا لشکر قریب اصفہان پڑاؤ ڈالے ہے۔ امیر لشکر سیف الدین طغرل خادم خلیفہ عباسی کی خدمت میں معذرت کا عریضہ بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ خدام دولت نے خوارزمیوں کو نکالنے کی غرض سے اصفہان کا قصد کیا ہے اور کوئی غرض نہیں ہے۔ سیف الدین نے معذرت کو قبول کیا۔ کوکجہ خوارزمیوں کے تلاش و جستجو میں طبس (بلاد مقبوضہ اسماعیلیہ) تک بڑھ گیا لوٹ کر پھر اصفہان آیا اور قبضہ کر لیا۔ دربار خلافت میں اظہار عبودیت کی غرض سے عریضہ بھیجا۔ رے، ساوہ، قم اور قاشان کی سند حکومت کی درخواست کی، اصفہان، ہمدان، زنجان اور قزوین علم خلافت کی حکومت کو تسلیم کرنے کو لکھا۔ خلافت مآب نے درخواست کو مقرون اجابت فرمایا۔ خوشنودی مزاج کی خلعت عنایت کی اور منشور برطبق درخواست روانہ کیا۔ اس سے کوکجہ کی شان شوکت کے چار چاند لگ گئے۔ فوج کثیر بھرتی کر لی، مستقل حکمران ہوگیا۔ ہم چشموں میں عظیم الشان اور صاحب قوت تسلیم کیا گیا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۲ صفحہ ۷۶ و ۷۷ مطبوعہ لیدن

حواس باختہ ہوگئے۔ بلا جدال وقتال اپنے مقر حکومت واپس گیا، علاء الدین بن قراسنقر والی مراغہ بھی لوٹ گیا۔ لیکن ایدغمش کا غصہ اس سے فرو نہ ہوا۔ ازبک کو ہمراہ لئے مراغہ پہونچا۔ محاصرہ کر لیا۔ والی مراغہ نے اپنے مقبوضات قلعات میں سے ایک قلعہ دیکر مصالحت کرلی ایدغمش اور ازبک محاصرہ اُٹھاکر واپس آیا۔

خوارزم شاہ کا مازندران پر قبضہ

حسام الدین اردشیر والی مازندران کے مرنے کے بعد بڑا لڑکا حکمران ہوا۔ اپنے منجھلے بھائی کو اپنے محروسہ بلاد سے نکال دیا۔ بحال پریشان جرجان پہونچا، شاہ برکش اپنے بھائی خوارزم شاہ کی طرف سے جرجان کا حاکم تھا۔ خوارزم شاہ سے اُس نے امداد کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ نے بشرط اطاعت امداد پر کمر باندھی اپنے بھائی برکش کو امداد پر متعین کیا۔ چنانچہ برکش جرجان سے مازندران روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں یہ خبر موصول ہوئی کہ والی مازندران جو اپنے باپ کے بعد حکمران ہوا تھا مرگیا ہے اور اسکا چھوٹا بھائی مازندران پر حکومت کر رہا ہے۔ لیکن برکش نے عزیمت فسخ نہ کی، طے مسافت کرکے مازندران پہونچا، اور ساریہ وآمد کی طرح مازندران پر غارتگری کرکے قبضہ کرلیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور خراسان لوٹ آیا۔ سابق والی مازندران کا منجھلا بیٹا جس نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی تھی مازندران پر حکومت کرنے لگا۔ سابق والی مازندران کا چھوٹا لڑکا قلعہ کوری میں قلعہ بند ہوگیا۔ سارا مال واسباب اور خزانہ اسی کے قبضہ میں تھا۔ منجھلے بھائی سے نامہ وپیام شروع کیا، عنایت وانطاف کا خواستگار رہا۔ منجھلے بھائی نے کل شہروں پر قبضہ کرلیا۔

ازبک کا مراغہ پر قبضہ

سنہ ۶۰۴ھ میں علاء الدین قراسنقر احمدیلی والی مراغہ کی موت آگئی، کوئی بڑا لڑکا نہ تھا۔ اسکے خادم نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اسکے ایک کم سن بچہ کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا، بعض امراء دولت نے اس سے سرکشی کی بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اس نے اُنکی گوشمالی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں، باغیوں کو ہزیمت ہوئی۔ علاء الدین قراسنقر

Marfat.com

کا کم سن بچہ مستقل طور سے حکمراں ہوگیا۔ ایک برس کے بعد ۶۰۵ھ میں اسکا بھی پیام موت آگیا اسکے مرنے سے خاندان قراسنقر احمدیلی کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ ازبک بن بہلوان ان واقعات سے مطلع ہوکر تبریز سے مراغہ آیا، اور کل بلاد مقبوضہ آل قراسنقر پر قابض ہوگیا، صرف وہ قلعہ باقی رہ گیا جسمیں قراسنقر کا خادم قلعہ بند تھا۔ خزانہ اور مال واسباب اسی خادم کے پاس تھا۔

ایدغمش اور سنکلی ایدغمش کے ابتدائی حالات اور حکومت حاصل کرنے کے واقعات تم اوپر پڑھ آئے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے پس جسوقت اسکا قدم استقلال کے ساتھ حکومت کے زینہ پر جم گیا، ہمدان، اصفہان اور رے بلاد جبلیہ پر متصرف وقابض ہوگیا، کثیر التعداد فوج بھی جمع ہوگئی، شان وشوکت بھی بڑھ گئی، حکومت خود اختیاری کا مدعی ہوا۔ حوصلہ اسقدر بڑھا کہ اپنے آقائے نعمت بہلوان (جس نے اس کو رباطن کو حکومت عطا کی تھی اسکے لڑکے ازبک پر چڑھائی کردی ازبک اسوقت اذربایجان میں تھا۔ بہلوان کے خادموں سے ایک شخص سنکلی نامی ایدغمش کے روک تھام کو اٹھا۔ ممالیک بہلوانیہ کا ایک گروہ کثیر ساتھ ہوگیا۔ بات کی بات میں فوج کثیر فراہم ہوگئی اس واقعہ میں ایدغمش کو ہزیمت ہوئی، سنکلی نے کل شہروں پر قبضہ کرلیا۔

ایدغمش شکست کھاکر بغداد پہونچا۔ خلافت مآب نے اسکی آمد پر مسرت کا اظہار کیا، عزت واحترام سے ملاقات کی۔ یہ واقعہ ۶۰۸ھ کا ہے۔ ایدغمش نے بغداد میں قیام اختیار کیا[1]...

قتل ایدغمش خلافت مآب نے ایدغمش کو خلعت دی، لوا، حکومت عطا کیا، جسقدر بلاد اسکے قبضہ میں تھے۔ انکی سند حکومت مرحمت فرمائی، فوجی امداد دینے کا وعدہ کرکے ۶۱۰ھ میں رخصت کیا۔ ایدغمش نے بغداد سے ہمدان کی جانب مراجعت کی، بانتظار افواج بغداد سلیمان بن برجم امیر ایوانیہ ترکمان کے پاس قیام کیا۔ سلیمان نے خفیہ طور سے سنکلی کو ایدغمش

[1] بیاض بالاصل

Marfat.com

کے حالات لکھ بھیجے اور ایک روز موقع پا کے ایدغمش کا کام تمام کر دیا، سراوتار کر سنکلی کے پاس بھیجدیا، ایدغمش کے کل ہمراہی متفرق و منتشر ہو گئے۔ سنکلی نے ایدغمش کے کل مقبوضہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔

خلافت آب کو اس واقعہ سے سخت ناراضی پیدا ہوئی، سنکلی کو تہدید اور ناخوشنودی کا خط لکھا۔ سنکلی نے کچھ بھی سماعت نہ کی، خلافت آب نے اسکے آقا ازبک بن بہلوان والی اذربایجان کو اسکی شکایت لکھی، فوج کشی کی ترغیب دی، امداد کا وعدہ کیا۔ جلال الدین اسماعیلی والی قلعہ موت کو ازبک کی موافقت اور اسکے ساتھ ہو کر سنکلی سے لڑنے کا پیام بھیجا، اور باہم یہ قرار پایا کہ کامیابی کے بعد بحصہ مساوی ہر سہ فریق کو ممالک مقبوضہ دیئے جائینگے، پس خلافت آب نے فوج کی روانگی کا حکم دیا۔ اپنے خادم سنقر معروف بہ وجہ السبع کو سپہ سالار مقرر کیا، مظفر الدین کوکبری بن زین الدین علی کوچک والی اربل و شہرزور کو بھی شریک جنگ ہونے کا حکم صادر کیا۔ اور میدان جنگ کا سپہ سالار اعظم اسی کو مقرر فرمایا چنانچہ یہ فوجیں دل بادل کی طرح ہمدان کی طرف بڑھیں، سنکلی میں تاب مقاومت کہاں تھی ہمدان چھوڑ کر بھاگ نکلا، پہاڑ دنمیں جا کر چھپ گیا۔ حملہ آور فوج نے تعاقب کیا، دامن کوہ میں پڑاؤ ڈالا۔ پہاڑ کی چوٹی پر سنکلی تھا اور نیچے حملہ آور فوج تھی۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ ازبک کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، سنکلی پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا، رات ہوئی تو ازبک اپنے مورچہ میں واپس آیا صبح کو پھر دونوں حریف باہم تیغ و سپر ہوئے۔ اس جنگ میں سنکلی کو ہزیمت ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا۔ اگر سنکلی پہاڑ کی چوٹی پر چندے ٹھہرا رہتا تو غنیم کی فوج بوجہ کمی علوفہ بھاگ جاتی۔ لیکن اسکی قسمت میں ہزیمت لکھ گئی تھی۔ جوں ہی رات نے اپنے سیاہ دامن فضائے عالم میں پھیلائے سنکلی بلندی کوہ سے اوتر کر بھاگ گیا۔ کل ہمراہی منتشر و متفرق ہو گئے پھر کیا تھا میدان خالی ہو گیا۔ فتحمند گروہ نے سنکلی کے مقبوضہ بلاد پر قبضہ کر کے حسب قرارداد باہم حصہ بخرہ کر لیا۔

Marfat.com

ازبک کے حصہ میں جو بلاد ملے تھے ان پر اپنے بھائی کے مملوک اغلمش کو مقرر کیا اغلمش نے قبضہ کرکے نظم ونسق کی طرف توجہ کی، سنکلی افتاں خیزاں ساوہ پہونچا۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے سنکلی کو گرفتار کرلیا اور سراوتار کر ازبک کے پاس بھیجدیا۔ اور بلاد جیل میں [1] ..... حکومت قائم ہوگئی تا آنکہ ۶۱۴ھ میں فرقہ باطنیہ کے ہاتھوں اسکی زندگی کے دن پورے ہوگئے خوارزم شاہ نے ان شہروں پر قبضہ کرلیا جیسا کہ خوارزم شاہ کے حالات میں تم پڑھوگے، ازبک بن پہلوان والی آذربایجان واران نے خوارزم شاہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کی، اپنے مقبوضہ بلاد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا ملک شاہ کے خاندان اور اسکے غلاموں کی حکومت کا سلسلہ عراقین، خراسان، فارس اور کل ممالک مشرق سے منقطع ہوگیا، صرف ازبک بلاد آذربایجان پر مستولی رہا۔

بعد اسکے ۶۱۸ھ میں تاتاری طوفان اٹھا محمد تکش کے کل مقبوضات ماوراء النہر، خراسان اور عراق عجم پر قبضہ کرلیا۔ ہندوستان تک انکا اثر پہونچا ۶۲۱ھ میں ازبک بن پہلوان، چنگیز خاں کا مطیع ہوگیا اور چنگیز خاں کے حکم سے خوارزمیوں کو مار ڈالا، لوٹ کر خراسان آیا۔ اتنے میں جلال الدین محمد بن تکش ۶۲۲ھ میں ہندوستان سے واپس آیا عراق عجم اور فارس پر مستولی ہوا، اذربایجان پر قبضہ کرنے کو بڑھا ازبک آذربایجان اور اران چھوڑ کر گنجہ چلا گیا، جلال الدین نے قبضہ کرکے گنجہ پر دھاوا کیا ازبک نے گنجہ بھی چھوڑ دیا اور کسی قلعہ میں قلعہ بند ہوگیا۔ جلال الدین نے گنجہ پر بھی قبضہ کرلیا اسی پریشانی اور بے سروسامانی کی حالت میں ازبک کی موت آگئی، ایلدکز کی خاندان کی حکومت منقرض ہوگئی تاتاریوں نے کل ملک پر قبضہ کرلیا۔ ۶۲۸ھ میں جلال الدین محمد تکش کو بھی مار ڈالا۔ جیسا کہ انکے حالات کو تم آئندہ پڑھوگے۔

سلاطین سلجوقیہ کے حالات ختم ہوگئے اور تم نے تمام وکمال پڑھ لیا۔ اب ہم یکے بعد دیگرے اُن حکومتوں کے حالات لکھنے کی جانب توجہ کرتے ہیں جو سلاطین سلجوقیہ کی دولت وحکومت سے پیدا ہوئی تھیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

---

[1] بیاض بالاصل

شجرہ سلاطین سلجوقیہ

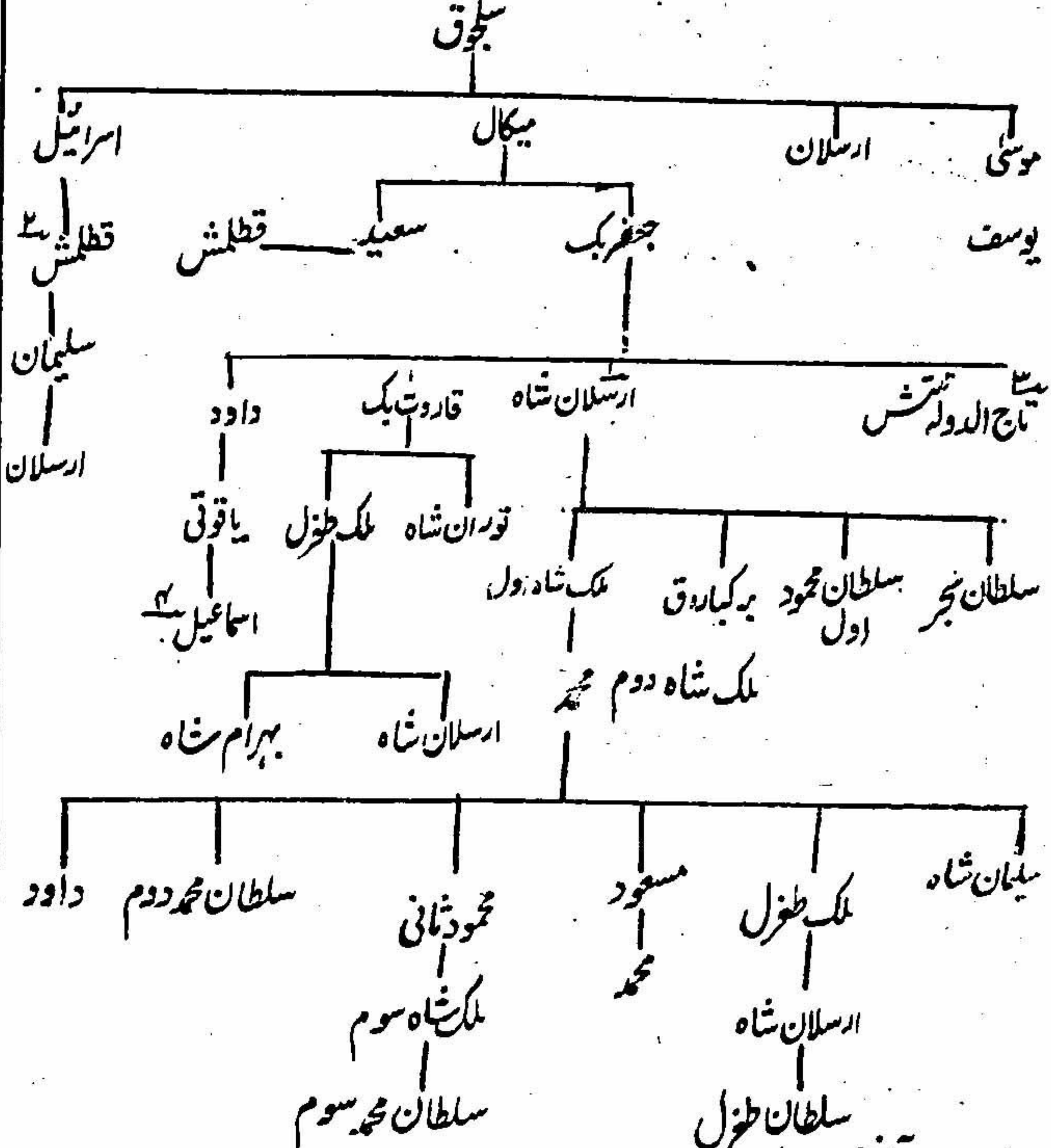

۱ ارسلان یا الپ ارسلان مورث اعلیٰ سلاطین سلجوقیہ والی رے۔ یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کا بنیادی پتھر رکھا تھا۔ ۲ قطلمش والی قونیہ و بلاد روم

۳ تاج الدولہ تتش والی بلاد شام

۴ والی آذربائیجان

۵ تورانشاہ والی فارس

Marfat.com

اخبار ملوک خوارزم

محمد ابن انوشتکین حکمرانان خوارزم کا مورث اعلیٰ اور جد اکبر "انوشتکین" ترکی الاصل اور غرستان کے ایک رہنے والے کا غلام تھا۔ اسی مناسبت سے انوشتکین غرشی کہلاتا ہے، امراء سلجوقیہ میں سے ملکا بک نامی ایک سردار نے خرید لیا، چونکہ انوشتکین میں غیر معمولی شجاعت اور عقل و فراست تھی اسوجہ سے امیر ملکا بک زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ انوشتکین کا بیٹا محمد اپنے باپ کی طرح شجاعت اور دانائی میں یکتا نکلا، انوشتکین نے نہایت عمدہ تعلیم دلائی چنانچہ اداب اور معارف کے زیور سے مزین و آراستہ ہو کر سن شعور کو پہونچا، امراء سلجوقیہ میں مل جل گیا، بعض صوبجات کی حکومت پر متعین ہوا، کفایت شعار اور منتظم تھا تھوڑے ہی دنوں میں شہرہ آفاق ہو گیا۔

جب سلطان برکیاروق ابن سلطان ملک شاہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور ارسلان ارغون (برکیاروق کا چچا) مخالفت پر اٹھا، اور خراسان پر قبضہ کر لیا تو ۴۹۰ھ میں برکیاروق نے فوجیں اپنے بھائی سنجر کی سرکردگی میں ارسلان ارغو کے سر کرنے کو روانہ کیں۔ روانگی فوج کے بعد ہی خود بھی روانہ ہو گیا۔ اثنار راہ میں ارسلان ارغو کے مارے جانے کی خبر ملی، ارسلان ارغو کو اسی کے ایک غلام نے تنگ ہو کر مار ڈالا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ برکیاروق نے اس خبر سے مطلع ہو کر فسخ عزیمت نہ کی اطراف خراسان اور ماوراء النہر کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا، ارسلان ارغو کے نائبوں سے حکومت چھین لی۔ اپنے بھائی سنجر کو مامور کیا۔

محمد بن سلیمان امیر امیران نے جو کہ برکیاروق کا قرابت مند تھا بغاوت و مخالفت کا جھنڈا بلند کیا۔ سنجر نے مقاومت پر کمر باندھی، کامیاب ہوا۔ محمد بن سلیمان کو گرفتار کر کے انکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں، برکیاروق، خوارزم پر انجی شاہ کو والی مقرر کر کے خراسان سے عراق

واپس آیا (زبان فارسی میں "شاہ" سلطان کو کہتے ہیں خوارزم کو شاہ کی جانب مضاف کر کے حسب عادت مضاف الیہ کو مضاف پر مقدم کر دیا ایکنجی شاہ ہو گیا)

برکیاروق کی واپسی کے بعد سرداران لشکر سے امیر قودز اور امیر بارقطاش چوکسی وجہ سے موکب شاہی کے خراسان میں رہ گیا تھا بغاوت اور مخالفت پر تیار ہو گیا۔ اور ایکنجی شاہ والی خوارزم پر جبکہ وہ سلطان برکیاروق کی خدمت میں باریاب ہونے جا رہا تھا مقام مرو میں حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق کو اسکی اطلاع ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عراق عجم میں امیر انز اور موید الملک بن نظام الملک نے بغاوت پر کمر باندھ لی تھی، برکیاروق، امیر انز اور موید الملک کی گوشمالی اور سرکوبی کرنے کو روانہ ہوا اور امیر داؤد حبشی بن ایتاق[1] کو فوج کا سپہ سالار بنا کر بغرض جنگ قودز و بارقطاش خراسان واپس کیا۔ امیر داؤد ہمدان کی طرف روانہ ہوا، امیر داؤد حبشی کی فوج مجتمع نہیں ہونے پائی تھی کہ قودز اور بارقطاش نے پیشقدمی کر دی، امیر داؤد حبشی نے جیحوں دریائے جیحوں عبور کیا۔ بارقطاش نے بڑھکر آگا روکا۔ ایک دوسرے سے تیغ و سپر ہوا، بارقطاش کو ہزیمت ہوئی۔ اثنار، دار و گیر میں امیر داؤد نے گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ کی خبر قودز تک پہونچی، فوج نے بلوہ کر دیا، قودز بخارا بھاگ گیا، والی بخارا نے گرفتار کر لیا۔ بعد چندے رہا کر دیا۔ افتاں خیزاں سلطان سنجر کی خدمت میں پہونچا۔ سلطان سنجر نے بجرم بغاوت بارحیات سے سبکدوش کر دیا۔ باقی رہا بارقطاش، وہ امیر داؤد کے پاس قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

بارقطاش اور قودز کی ہزیمت سے خراسان میں امن قائم ہو گیا، فتنہ و فساد کا بازار سرد پڑ گیا۔ امیر داؤد حبشی کی حکومت کا سکہ جم گیا، امیر داؤد حبشی نے حکومت خوارزم کے لئے محمد ابن انوشتکین کو منتخب کیا، محمد انوشتکین نے نہایت خوبی سے خوارزم کا

[1] ایتاق کو اتیاخ پڑھو

Marfat.com

نظم ونسق درست کیا، مصارف میں کفایت دکھلائی، آئے دن کے فساد اور بدامنی کو روک دیا، اہل علم کو دوست رکھتا تھا۔ علماء اور فضلاء سے اسکی مجلس بھری رہتی تھی، عادل تھا۔ رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا۔ اِن وجوہ سے اسکا ذکر خیر عالم میں پھیل گیا اور شان وشوکت بڑھ گئی۔

سلطان سنجر نے خراسان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد محمد ابن انوشتکین کو خوارزم کی حکومت پر بحال وقائم ہی نہیں رکھا بلکہ اور زیادہ قدر افزائی کی، مراتب ومدارج علیا عطا کئے۔

جن دنوں محمد ابن انوشتکین خوارزم میں موجود نہ تھا، کسی مہم میں گیا ہوا تھا۔ طغرل تکین محمد بن اکنجی کے اُبھارنے سے ایک ترکی بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ (یہ اکنجی وہی ہے جو خوارزم کا سابق بادشاہ تھا جسکو امیر قودز اور امیر بارقطائش نے مار ڈالا تھا) محمد ابن انوشتکین کو اسکی اطلاع ہوئی، سلطان سنجر کی خدمت میں نیشاپور اطلاعی عرضداشت بھیجی، امداد کی درخواست کی اور فوج فراہم کرکے خوارزم کو چھوڑانے کی غرض سے روانہ ہوا۔ ترکی بادشاہ اور طغرل تکین محمد محاصرہ اٹھا کر چلتا نظر آیا۔ ایک دوسرے سے جدا ہوکر ایک ایک سمت کا راستہ لیا، محمد ابن انوشتکین بلا مزاحمت خوارزم میں داخل ہوا۔ اس سے سلطان سنجر کی آنکھوں میں محمد ابن انوشتکین کی قدر ومنزلت اور بڑھ گئی۔

اتسز بن محمد بعد اسکے محمد ابن انوشتکین والی خوارزم کا زمانہ وفات آگیا۔ اسکا لڑکا اتسز جانشین ہوا۔ اپنے باپ کے قدم بقدم چلا، اتسز زمانہ حکومت محمد ابن انوشتکین میں کئی بار لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوکر دشمنوں کے مقابلہ پر گیا تھا اور کامیاب ہوا تھا۔ حکمراں ہوتے ہی اسکی مردانگی، شجاعت اور سیاست کا ڈنکہ بج گیا، شہر مقشلاغ کی فتح نے اسکی شہرت ونامور ی کے چار چاند لگا دیئے۔ ہر کہ ومہ کی زبان پر اسکی کفایت شعاری اور واقف کاری جنگ کا چرچا رہنے لگا، شان وشوکت دوبالا ہوگئی، سلطان سنجر نے اپنے دربار میں طلب کرکے مخصوص مصاحبوں میں داخل کرلیا۔ ہر سفر میں اپنے

ساتھ رکھتا تھا۔ لڑائیوں میں اسی کو لشکر کا سپہ سالار اعظم بناتا تھا۔ لگانے بجھانے والوں کو حسد و رشک پیدا ہوا، غمازی شروع کر دی، وقت بیوقت جڑنے لگے کہ اتسز کے دماغ میں خوارزم کی خودسری حکومت کی ہوا سما گئی ہے، اس نے خوارزم میں اپنی حکومت قائم کر لی ہے، سلطان سنجر کو اس سے برافروختگی ہوئی، بلا تحقیق فوجیں لیکر خوارزم پر چڑھ گیا، اتسز بھی جنگ پر تیار ہو گیا، لڑائی ہوئی، کبیت سلطان سنجر کے ہاتھ رہا۔ اتسز کو ہزیمت ملی۔ اتسز کا بیٹا اور اسکے بہت سے سردار و مصاحب، سلطان سنجر کے حکم سے مار ڈالے گئے اور خوارزم پر قبضہ کر کے غیاث الدین سلیمان شاہ ابن سلطان محمد (اپنے بھتیجہ) کو حکومت عنایت کی، اتابک، وزیر اور حاجب مقرر کر کے ۵۳۳ھ مرو واپس آیا۔ چونکہ اہل خوارزم، اتسز سے بیحد خوش اور اس کے ممنون احسان تھے اور غیاث الدین سلیمان شاہ کا برتاؤ ان لوگوں کے ساتھ اچھا نہ تھا اسوجہ سے سلطان سنجر کی واپسی کے بعد ہی اتسز نے بہ تحریک اہل خوارزم چڑھائی کر دی۔ اہل خوارزم نے بہت خوشی سے قبضہ دیدیا۔ سلیمان شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس چلا آیا۔ اور اتسز خوارزم کا مستقل حکمراں ہو گیا۔

۵۳۶ھ میں سلطان سنجر اور ترکان خطا سے معرکہ آرائی ہوئی۔ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو کہ سلطان سنجر نے اتسز بادشاہ خوارزم کے بیٹے کو قتل کر ڈالا تھا۔ اس سے اتسز کو غصہ و رنج پیدا ہوا۔ خوارزم واپس آنے کے بعد اتسز نے ترکان خطا کو سلطان سنجر کی مخالفت اور اسکے مقبوضات پر قبضہ کی ترغیب دی تاکہ سلطان سنجر کی توجہ ترکان خطا کی جنگ کی طرف مبذول ہو جائے اور اتسز کے مقبوضہ بلاد سے متعرض نہ ہو۔ چنانچہ ترکان خطا نے جو مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے سلطان سنجر کے ممالک محروسہ کی طرف پیش قدمی کی۔ بعض مورخ کا یہ خیال ہے کہ محمود بن محمد بن سلیمان بن داود بقراخاں بادشاہ خانیہ حکمران کاشغر اور ترکستان پر (جو کہ ہمشیرہ زادہ سلطان سنجر تھا) ترکان خطا نے بغرض ملک گیری حملہ

کیا، محمود نے مدافعت پر کمر باندھی، ترکان خطا نے محمود کو بُری طرح سے ہزیمت دی محمود شکست کھاکر سمرقند واپس آیا اپنے مامنوں سلطان سنجر کو یہ واقعات لکھے، ترکان خطا کے مظالم کی شکایت لکھی، امداد و اعانت کی درخواست کی، سلطان سنجر عساکر سلجوقی اور خراسانی لیکر ترکان خطا سے تیغ و سپر ہونے کو چلا۔ دریا کو عبور کرکے یکم صفر ۵۳۶ھ میں ترکان خطا سے بھڑ گیا، گھمسان لڑائی، سلطان سنجر کو ہزیمت ہوئی۔ بیشمار مسلمان مارے گئے، لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ مرد اور چار ہزار عورت بیان کی جاتی ہے اسی واقعہ میں سلطان سنجر کی بیگم قید ہوگئی۔ سلطان سنجر شکست کھاکر خراسان کی جانب واپس ہوا اور بادشاہ خطا نے ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا۔ ممالک محروسہ اسلام سے نکل گیا۔ ان واقعات کو ہم تفصیل کے ساتھ سلطان سنجر کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

سرخس، مرو اور نیشاپور پر اتسز کا قبضہ

سلطان سنجر کی ہزیمت کے بعد اتسز بادشاہ خوارزم نے خراسان کا قصد کیا، سلطان سنجر ترکان خطا کے مقابلہ میں شکست کھاکر ہمت ہار گیا تھا۔ کوئی مزاحمت کرنے والا نہ رہا۔ اتسز نے سرخس پر قبضہ کر لیا۔ امام محمد زیادی جو کہ زہد و تقویٰ اور علوم دینی کا جامع تھا اتسز سے ملنے آیا، اتسز نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور اسکے پند اور نصائح کو گوش دل سے سُنا اور منظور و قبول کیا۔ بعد اسکے اتسز نے مرو شاہجان کی طرف قدم بڑھایا امام احمد باخوری نے حاضر ہو کر گذارش کی "آپ معہ اپنی فوج کے مرو کے باہر قیام فرمائیں، اہل مرو آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں، آپ حملہ کرنے سے ناحق خونریزی ہوگی" اتسز نے امام احمد کی سفارش قبول کی اور شہر مرو کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ عوام الناس پر شامت سوار ہوئی ہلڑ مچاکر خوارزمی فوج کے سپاہیوں سے بھڑ گئے، کسی کو قتل کیا کسی کو گرفتار کرکے قید کر دیا۔ اتسز کے مصاحبوں کو جو بضرورت شہر میں گئے تھے کشاں کشاں نکال باہر کیا۔ اتسز کو اس سے اشتعال پیدا ہوا حملہ کا حکم دیدیا۔ چنانچہ پہلی ربیع الاول ۵۳۶ھ میں مرو کے عوام الناس سے

Marfat.com

لڑائی ہوئی، بہتیرے مارے گئے جنمیں اکابر علمار مرو کی ایک جماعت تھی، کئی روز تک قتل عام کا بازار گرم رہا۔ علمار اور فقہار کا گروہ کثیر برہنہ سر و پا اتسز کی خدمت میں اہل مرو کی عفو تقصیر کی غرض سے باریاب ہوا، اتسز نے اپنے لشکر کو اہل مرو کے قتل عام سے منع کر دیا، اور انکی خطائیں معاف کر دیں، لیکن سلطان سنجر کے اراکین اور سرداروں کے مال و متاع کو ضبط کر لیا اور سلطان سنجر کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ جسوقت خطیب کی زبان سے اتسز بادشاہ خوارزم کا نام نکلا۔ اہل نیشاپور کا دل بھر آیا، انتظام اور مزاحمت کا جوش پیدا ہوا۔ لیکن آخری نتیجہ نے روک دیا۔ خاموش ہو گئے۔

مرو پر قبضہ کے بعد اتسز نے صوبہ بیہق کے سر کرنے کو ایک فوج روانہ کی، پانچ یوم کے محاصرہ کے بعد مفتوح ہو گیا، کل صوبہ کو قتل و غارتگری کا نشانہ بنا لیا، گانوں، دیہات اور شہر تاراج کر دیئے گئے۔ چونکہ ترکان خطا اتسز کی پشت پناہی پر تھے اور در پردہ یہ انہیں کا کرتوت تھا اسوجہ سے سلطان سنجر ان افعال سے جو اتسز بلاد خراسان میں کر رہا تھا متعرض نہوتا تھا۔ صبر کا بھاری پتھر اپنے قلب پر رکھے ہوئے مسلمانوں اور بلاد اسلامیہ کی بربادی کو دیکھ رہا تھا۔

بعد اسکے ۵۴۸ھ میں ترکان غز جو دعوی دار اسلام تھے اُٹھے اور سلطان سنجر سے لڑکر کامیابی کے ساتھ خراسان پر قابض ہو گئے، ترکوں کا یہ گروہ ملوک سلجوقیہ سے علیحدگی کے بعد ماوراء النہر میں اکر مقیم ہوا تھا اور مذہب اسلام کا پابند تھا، پس جب ترکان خطا ماوراء النہر پر مسلط اور مستولی ہوئے تو ترکان غز کو ماوراء النہر سے نکال دیا۔ اطراف بلخ میں جاکر قیام اختیار کیا۔ لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا، دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتے تھے۔ دیہات اور قصبات کو تاراج کرتے تھے۔ سلطان سنجر نے انکی استیصال پر کمر باندھی، فوجیں فراہم کیں، معرکہ آرا ہوا، لیکن تاب مقاومت نہ لا سکا شکست کھا کر بھاگا، گرفتار کر لیا گیا، اسکی گرفتاری سے اور شکست سے اسکی حکومت و دولت کا شیرازہ بکھر گیا، جو کسی طرح سے پھر درست نہ ہو سکا گورنران صوبجات نے اپنے اپنے صوبہ کو دبا لیا، مستقل اور خود سر حکمراں بن گئے، ان کی

Marfat.com

دیکھا دیکھی غلاموں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے، جسکی جہاں سینگ سمائی چلا گیا اور مملکت سلجوقیہ کے حصہ بخرے کرلئے، اتسز بھی خوارزم اور اسکے صوبہ کو دبا بیٹھا، خود مختاری کا اعلان کیا جسپر اسکی اولاد در اثنۃ آیندہ حکمراں ہوئی، پھر جب سلاطین سلجوقیہ کی ہوا اور زیادہ بگڑی اور فضاء حکومت پر ادبار کی گھٹائیں چھا گئیں تو اتسز کی اولاد نے خراسان اور عراق پر بھی قبضہ کرلیا۔ ان لوگوں کی بہت بڑی حکومت ہوئی جسکو ہم مفصل ومشرح انکی دولت وحکومت کے ضمن میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ واللہ ولی التوفیق بمنہ وکرمہ۔

ارسلان بن اتسز | اتسز بن محمد بن انوشتکین والی خوارزم نے نصف ۵۵۱ھ میں ساٹھ سال حکومت کرکے سفر آخرت اختیار کیا عادل تھا، نیک سیرت تھا، رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا۔ ارسلان بن اتسز خوارزم کا حکمراں ہوا، کرسی حکومت پر متمکن ہوکر اپنے اعمام کو سزائے موت دی اپنے بھائی کے آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھرادیں، پھر جب سلطان سنجر تاتاریوں کی قید سے نکل کر چلا آیا تو ارسلان نے فدویت نامہ بھیجا، اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا، سلطان سنجر نے خوارزم کی سند حکومت عطا کی۔ بعد اسکے ترکان خطا نے تسخیر خوارزم کی غرض سے خروج کیا، ارسلان مقابلہ کو نکلا، تھوڑی سی مسافت طے کی ہوگی کہ ایک مہلک مرض سامنے آکر کھڑا ہوگیا، خوارزم واپس آیا، سرداران لشکر میں سے لنظر امیر کو قاید اعظم مقرر کرکے فوج کو روانگی کا حکم دیا، ترکان خطا اور خوارزمی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی، ترکوں نے اسکو ہزیمت دی، گرفتار کرلیا اور ماوراء النہر واپس گئے۔

سلطان شاہ اور علاء الدین تکش | اس واقعہ کے بعد ارسلان بن اتسز بادشاہ خوارزم کا اسی علالت میں جسکی وجہ سے ترکان خطا کے مقابلہ پر نہ جاسکا تھا انتقال ہوگیا اسکا چھوٹا بیٹا محمود سریر حکومت خوارزم پر متمکن ہوا، اسکی ماں سلطنت وحکومت کا انتظام

Marfat.com

کرنے لگی، ارسلان کا بڑا لڑکا علاء الدین تکش اسوقت خوارزم میں موجود نہ تھا اپنے مقبوضہ صوبہ میں تھا، چھوٹے بھائی کی حکومت ناگوار گزری، بادشاہ ختطا کے پاس چلا گیا، امداد کی درخواست کی، خوارزم کی سرسبزی، مال و دولت کی طمع دی، بادشاہ ختطا کے منہ میں پانی بھر آیا، خوارزم کی زرخیزی سنکر رال ٹپک پڑی، باہم عہد و پیمان کیا اور عظیم فوج لیکر علاء الدین تکش کی امداد کی غرض سے خوارزم کی طرف کوچ کیا۔

سلطان شاہ اور اسکی ماں، موید ای یہ والی نیشاپور کے پاس چلی آئی تھی (موید ای و سلطان سنجر کے بعد نیشاپور پر قابض ہوگیا تھا) ہدایا اور تحایف دیئے، خوارزم کے مال و خزانہ کی طمع دی، موید ای یہ فوجیں فراہم کرکے خوارزم کو علاء الدین تکش اور ترکان ختطا کے دست برد سے بچانے کو سلطان شاہ کے ساتھ روانہ ہوا، بیس کوس کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا کہ علاء الدین تکش اسکی آمد سے مطلع ہوکر میدان میں آگیا، گھمسان لڑائی ہوئی، آخرکار موید کی فوج نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا، بھاگ نکلی، موید گرفتار ہوکر علاء الدین تکش کے سامنے پیش کیا گیا علاء الدین تکش نے قتل کا حکم صادر کیا جسکی تعمیل فوراً کی گئی، سلطان شاہ افتاں وخیزاں دہستان میں جاکر دم لیا، علاء الدین تکش نے تعاقب کیا، دہستان کو پہونچکر گھیر لیا، سلطان شاہ چھپکر دہستان سے بھاگ گیا اسکی ماں گرفتار ہوگئی، علاء الدین تکش نے قتل کردیا اور دہستان پر قبضہ کرکے خوارزم واپس آیا۔

سلطان شاہ دہستان سے نکلکر نیشاپور پہونچا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ طغان شاہ ابوبکر ابن موید نیشاپور میں حکومت کر رہا تھا، چندے قیام کرکے سلطان غیاث الدین غوری کے پاس چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا

بادشاہ ختطا اور علاء الدین تکش

ترکان ختطا نے علاء الدین تکش سے ایفاء وعدہ کا تقاضا شروع کیا، حسب قرار مال و زر لینے کو ایلچی بھیجے علاء الدین تکش نے ترکان ختطا کے ایلچیوں کو اہل خوارزم کے مکانات میں علیحدہ علیحدہ ٹھہرایا۔ دو ایک روز حیلہ و حوالہ

سے کام لیا، ایک روز چند آدمیوں کو انکے قتل پر مامور کر دیا۔ ایک بھی جانبر نہوا عہد و اقرار کو جو ترکان خطا سے کیا تھا، نسیاً منسیاً کر دیا، سلطان شاہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی، فرط مسرت سے اچھل پڑا، غیاث الدین غوری سے رخصت ہو کر بادشاہ خطا کے پاس پہونچا، علاء الدین تکش (اپنے بھائی) کی زیادتیوں کی شکایت کی امداد کا خواہاں ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ اہل خوارزم مجھ سے زیادہ مالوف اور مانوس ہیں، میری صورت کو دیکھ کر علاء الدین تکش کا ساتھ چھوڑ دیں گے علاء الدین تکش سے بدعہدی کے بدلہ لینے کا یہ موقع اچھا ہے، اس نے آپ کے ساتھ بھی دغا کی ہے، بادشاہ خطا پہلے ہی سے تیار کھائے بیٹھا تھا، فوراً تیار ہو گیا، عظیم فوج لیکر خوارزم پر چڑھ آیا، محاصرہ کر لیا۔ علاء الدین تکش قلعہ بند ہو گیا، مدافعت کی تدبیریں کرنے لگا، فوج نے علاء الدین تکش کے حکم سے نہریں پانی جاری کر دیا، جیحون کے باندھ کھول دیئے گئے، سیلاب عظیم برپا ہو گیا، لینے کے دینے پڑ گئے بادشاہ خطا کا لشکر ڈوبتے ڈوبتے بچا، محاصرہ اٹھا کر خائب وخاسر مراجعت کی، بادشاہ خطا نے سلطان شاہ کو اس دھوکہ دینے پر بیحد ملامت کی سلطان شاہ نے ندامت سے سر جھکا لیا۔

سلطان شاہ کا سرخس اور مرو پر قبضہ

بعد اسکے سلطان شاہ نے بادشاہ خطا کے سپہ سالار اعظم سے کہا آپ میری معیت میں ایک فوج مرو کے قبضہ کے لئے روانہ کیجئے میں قبضہ کا ذمہ دار ہوں، دینار غزی اس زمانہ سے مرو پر قابض ہے جن دنوں تاتاریوں اور سلطان سنجر میں جھگڑا ہو رہا تھا دینار غزی ایک کمزور آدمی ہے" سپہ سالار نے فوج کو روانگی کا حکم دیا، سلطان شاہ نے سرخس کی طرف قدم بڑھایا، اور ان تاتاریوں سے جو اس پر قابض تھے تیغ و سپر ہوا نہایت بیرحمی سے قتل و پائمال کیا۔ دینار غزی نے سرخس چھوڑ کر ایک قلعہ میں پناہ لی۔ سلطان شاہ نے مرو کا قصد کیا، والی مرو نے مدافعت پر کمر باندھی لڑائی ہوئی، آخر کار سلطان شاہ نے بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا اور وہیں قیام اختیار کیا، بادشاہ خطا کی فوج ماوراء النہر واپس آئی، لیکن سلطان شاہ خراسان میں تاتاریوں (ترکان غز)

Marfat.com

سے برابر لڑتا رہا، اکثر مقامات پر مستولی و متصرف ہوگیا۔ دینار غزی نے آئے دن کی لڑائیوں سے تنگ آکر سرخس، طغان شاہ ابن موید والی نیشاپور کو حوالہ کر دیا، طغان شاہ نے اپنی طرف سے قراقوش نامی ایک امیر کو سرخس کی حکومت عطا کی، طغان شاہ نیشاپور چلا گیا، سلطان شاہ اس سے مطلع ہوکر سرخس پر چڑھ آیا۔ قلعہ کا محاصرہ کر لیا، طغان شاہ کو اسکی خبر لگی، فوج مرتب کر کے محاصرہ اٹھانے کو سرخس آپہونچا، جوں ہی دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا، طغان شاہ جنگ سے جی چُرا کر نیشاپور بھاگ آیا۔ یہ واقعہ ۵۷۶ھ کا ہے، قراقوش نے ہتھیار ڈال دیئے، قلعہ خالی کر کے اپنے آقا طغان شاہ کے پاس نیشاپور چلا آیا سلطان شاہ نے سرخس پر قبضہ کر لیا۔ بعد اسکے طوس کو بھی لے لیا، نیشاپور کی زمین بھی طغان شاہ پر سلطان شاہ کی آئے دن کی لڑائیوں سے تنگ ہوگئی، تا آنکہ ۵۸۲ھ میں مرگیا۔

طغان شاہ کے مرنے پر اسکا بیٹا سنجر شاہ، حکمراں ہوا، منکلی تکین (سنجر کے دادا کا مملوک) کو حکومت سنجر پر استبداد حاصل ہوگیا، سیاہ و سفید کرنے کا مالک و مختار بن گیا، یہ امر امراء و اراکین دولت کو ناگوار گزرا، اکثر امرار ترک رفاقت کر کے سلطان شاہ کے پاس سرخس چلے گئے، دینار غزی، ترکان غز کا ایک گروہ لیکر کرمان چلا گیا اور قبضہ کر لیا، منکلی تکین حکومت و دولت پر قابو پاکر کھل کھیلا، نیشاپور کے عام باشندگوں پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا، اراکین دولت کو بلا کسی جرم کے قتل کر ڈالا۔ اس سے ایک واویلا مچ گیا، خوارزم شاہ علاء الدین تکش کو اسکی خبر لگی ماہ ربیع الاول ۵۸۸ھ میں نیشاپور پر فوج کشی کی، دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ اہل نیشاپور مدافعت پر اڑے رہے محاصرہ اُٹھا کر خوارم واپس آیا۔ پھر ۵۸۳ھ میں نیشاپور کے سر کرنے کو نکلا۔ پہونچکر محاصرہ کر لیا۔ اہل نیشاپور نے امن حاصل کر کے قبضہ دیدیا۔ خوارزم شاہ نے منکلی تکین کو مار ڈالا اور سنجر شاہ کو احترام و عزت سے خوارزم لے آیا۔ مہمان کی طرح

Marfat.com

ٹھہرایا، بعد چند دنوں کے یہ خبر مسموع ہوئی کہ سنجر شاہ اہل نیشاپور سے خط وکتابت کرتا ہے اور حکومت حاصل کرنے کی غرض سے ریشہ دوانی کر رہا ہے، اس بنا پر خوارزم شاہ نے سنجر شاہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ اسی حالت سے خوارزم میں نظر بند رہا ۵۹۵ھ میں مرگیا

ابن اثیر نے اپنی کتاب کامل میں لکھا ہے کہ ابوالحسن بن ابوالقاسم بیہقی نے کتاب مشارب التجارب میں ایسا ہی لکھا ہے۔ علاوہ اسکے اور علماء تاریخ نے یہ تحریر کیا ہے کہ ارسلان بادشاہ خوارزم کے انتقال کے بعد اسکے دونوں لڑکوں علاء الدین تکش اور سلطان شاہ میں حکومت وریاست حاصل کرنے کی بابت جھگڑا ہوا، علاء الدین تکش نے سلطان شاہ کو خوارزم سے نکال دیا۔ سلطان شاہ مرو چلا گیا اور ترکان غز سے چھین لیا بعد چند دنوں کے ترکان غز نے سلطان شاہ کو مرو سے نکال دیا اور دوبارہ قابض ہوگئے اسکے خزانہ کو لوٹ لیا۔ اکثر اراکین سلطنت کو قتل کیا، سلطان شاہ افتاں وخیزاں بادشاہ خطا (جو کفار ترک کا بادشاہ تھا) کے پاس گیا، امداد کی درخواست کی، مصارف جنگ کے علاوہ بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ خطا عظیم فوج لیکر مرو پر چڑھ آیا، مرو، سرخس، نسا، اور ابیورد سے ترکان غز کو نکال کر سلطان شاہ کو قبضہ دلا دیا اور اپنے مقر حکومت واپس گیا۔

سلطان شاہ وغیاث الدین سلطان غیاث الدین غوری حکمران ہرات، بوشنج اور بادغیس وغیرہ صوبہ خراسان اور سلطان شاہ والی مرو، سرخس اور ابیورد سے خط وکتابت شروع ہوئی، ایک نے دوسرے کو اسکے ممالک محروسہ میں خطبہ پڑھنے کو لکھا، بصورت عدم تعمیل دھمکی دی، ہنوز خط وکتابت کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ سلطان شاہ نے پیشقدمی شروع کردی، غیاث الدین کے مقبوضہ شہروں پر شبخون مارنے لگا، تاوان جرمانہ جبراً وصول کرنے لگا۔ سلطان غیاث الدین ان واقعات سے مطلع ہوکر آگ بگولا ہوگیا، سلطان شاہ

کی سرکوبی اور مدافعت کو والی بجستان کی سرکردگی میں فوجیں روانہ کیں، اپنے ہمشیرہ زادہ بہاء الدین سام والی بامیان کو بطور کمک والی بجستان کے ساتھ روانہ ہونے کو لکھا، والی بجستان اور بہاء الدین سام کوچ وقیام کرتا ہرات پہونچا، سلطان شاہ میں تاب مقاومت کہاں تھی بخوف مقابلہ وجنگ ہرات چھوڑ کر مرو چلا گیا جنگ کی نوبت نہ آئی۔ اتنے میں جاڑے کا موسم ختم ہو گیا، سلطان شاہ نے سلطان غیاث الدین غوری کو پھر حسب معمول سابق خط لکھا، غیاث الدین غوری نے اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو اس سے مطلع کیا، سلطان شہاب الدین غوری اسوقت ہندوستان میں تھا مطلع ہوتے ہی مشتعل ہو گیا۔ فوج کو واپسی کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے طے مسافت کر کے خراسان پہونچا۔ خراسان میں سلطان غیاث الدین غوری اور والی بجستان کی فوجیں پہلے سے موجود تھیں، سلطان شہاب الدین غوری کے آجانے سے بہت بڑی فوج مجتمع ہو گئی، طالقان میں سبھوں نے پڑاؤ کیا۔ سلطان شاہ نے ترکان غز، مفسدوں، لوٹیروں اور اوباشوں کو مجتمع کر کے فوج کی صورت میں بنالیا اور طالقان میں غوری لشکر کے مقابلہ میں آ اترا۔ دو مہینہ تک ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑاؤ ڈالے رہا۔ فریقین خم ٹھونک ٹھونک کر میدان میں آتے تھے مگر لڑتے نہ تھے۔ سلطان شاہ اور سلطان غیاث الدین میں مصالحت کی خط وکتابت ہو رہی تھی، آخر کار غیاث الدین بوشنج اور بادغیس اور قلعات بیورا سلطان شاہ کو دیکر صلح کرنے پر آمادہ ہوا بہاء الدین سام والی بامیان اور والی بجستان نے اس سے مخالفت کی، جنگ پر آمادہ ہوئے، غیاث الدین ان لوگوں کو جنگ سے روک رہا تھا۔ اتنے میں سلطان شاہ کا ایلچی غیاث الدین کے دربار میں معاہدہ صلح لکھانے کو حاضر ہوا، امراء غوریہ اور سرداران لشکر موجود تھے۔ اگرچہ یہ سب معاہدہ صلح کے مخالف تھے لیکن غیاث الدین کے دباؤ سے کوئی دم نہیں مار سکتا تھا دل ہی دل میں پیچ وتاب کھا رہے تھے۔ مجد[1] الدین

[1] اصل کتاب میں نام نہیں لکھا ہے ایک انچ جگہ چھوڑ کر حرف علوی ہروی لکھا ہے۔ میں نے تاریخ کامل میں سے مجد الدین لکھا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰۔ مطبوعہ لیدن (مترجم)

Marfat.com

علوی ہروی جو غیاث الدین کی ناک کا بال ہو رہا تھا اور اسکا اثر اسقدر تھا کہ بلا اجازت جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا غیاث الدین دم نہ مارتا اُٹھ کر طیش و غضب کے لہجہ میں بولا" اس طور سے صلح ہرگز ہرگز نہ کی جائیگی میں ایک چپہ زمیں۔ سلطان شاہ کو نہ دوں گا۔ ایسا چیخا چلایا کہ گلا پڑ گیا، کپڑے پھاڑ ڈالے سر پہ مٹی ڈالی، بال نوچ ڈالے ایلچی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "جا اپنے بادشاہ سلطان شاہ سے کہہ دے کہ سلطان اعظم غیاث الدین نے صلح کرلی ہے لیکن علوی ہروی تجھ سے تیغ و سپر ہونے کو تیار ہے"، علاوہ اسکے اور جو کچھ منہ میں آیا سخت و سست لکھہ کر غیاث الدین کی طرف مخاطب ہوا "حضور والا! جن ملکوں کو ہم نے "تاداسہ" کے زور سے اپنا خون بہا کر ترکان غزؔ، سلجوقیہ اور سنجریہ سے حاصل کیا ہے اسکو ہم اس شخص کو دیدینگے جسکو اسکے بھائی نے نکال دیا ہے۔ تن تنہا اِدہر اُدہر مارا پھرتا ہے۔ اور جب ہم اسکو اپنے مقبوضہ بلاد دیدینگے تو اسکا بھائی بادشاہ خوارزم غزنی اور ہندوستان کا طالب اور خواہاں ہوگا۔ علوی سے یہ نہو گا"، غیاث الدین نے سکوت اختیار کیا، ہاں بولا اور نہ نہیں"، شہاب الدین نے فوج کو تیاری کا حکم دیا، ایلچی واپس آیا، سلطان شاہ کو کل واقعات سے مطلع کیا، غوری لشکر نے پیش قدمی کی، مرو الرود میں پہونچکر جنگ چھیڑ دی، سلطان شاہ کا لشکر سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا، ہنگامہ کار زار گرم ہو گیا، سلطان شاہ کی فوج میدان جنگ سے گھو نگھٹ کھا گئی، کثیر التعداد گرفتار کرلی گئی، سلطان شاہ بیس سواروں کے ساتھ جان بچا کر مرو پہونچا۔ بعد اسکے بقیۃ السیف فوج بھی مرو آگئی، غیاث الدین نے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

اس واقعہ کی خبر علاء الدین تکش تک پہونچی، فرط مسرت سے اچھل پڑا، سلطان شاہ سے بدلہ لینے پر تیار ہو گیا، فوراً ایک فوج جیحوں کی طرف روانہ کی تاکہ سلطان شاہ دریا عبور کر کے بادشاہ خطا کے پاس نہ جا سکے اور خود ایک فوج لیکر سلطان شاہ کی گرفتاری و جنگ کی غرض سے روانہ ہوا۔ کسی ذریعہ سے سلطان شاہ کو اسکی خبر لگ گئی، ہاتھ کا طوطی

اوڑگیا، سیدھا غیاث الدین غوری کی طرف روانہ ہوا، غیاث الدین غوری نے بڑی اوبھگت سے لیا۔ عزت واحترام سے اپنے مجلسرا میں اوتارا، اور اسکے امراء وارا کین دولت کو جو جس مرتبہ کا تھا اسی کے ہم چشم کے یہاں ٹھہرآیا۔

جنگ علاء الدین تکش وغیاث الدین غوری

موسم سرما ختم ہونے کے بعد علاء الدین تکش نے غیاث الدین غوری کو ایک مراسلہ بھیجا" جسمیں سلطان شاہ کی زیادتیوں کو جو اس نے بمقابلہ حکومت غوری کی تھیں تحریر کیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اسکو قید کرکے میرے پاس بھیجدیجئے"، دوسرا مراسلہ غیاث الدین کے گورنر ہرات کو بھیجا، لکھا تھا کہ "اگر سلطان غیاث الدین میرے مراسلہ کا خیال نہ کرے گا اور سلطان شاہ کو گرفتار کرکے میرے پاس نہ بھیجے گا تو میں بلا کسی خیال کے عرصہ زمیں کو غیاث الدین پر تنگ کردوں گا"، اتفاق سے جسوقت علاء الدین تکش کا ایلچی غیاث الدین کے دربار میں پہونچا، اسی وقت گورنر ہرات کا قاصد بھی معہ اوس خط کے جو علاء الدین تکش نے اسکو لکھا تھا حاضر ہوا غیاث الدین نے دونوں مراسلات کو بغور پڑھکر علاء الدین تکش کو جواباً تحریر کیا "یہ ناممکن ہے کہ میں سلطان شاہ کو گرفتار کرکے تمہارے پاس بھیجدوں، وہ میرا مہمان ہے اس نے میرے پاس آکر پناہ لی ہے، بہتر یہ ہے کہ مملکت خوارزم کا نصف حصہ سلطان شاہ کو دیدو، خوارزم میں میرے نام کا خطبہ پڑھو۔ میرے شاہی اقتدار کو تسلیم کرو اور میرے بھائی شہاب الدین سے اپنی بہن کا نکاح کردو"، خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) خط کو پڑھکر بہت دیر تک سکوت میں رہا، پھر اپنے امراء وارا کین دولت سے مشورہ کرکے تہدید کا خط لکھا، فوج کشی کی دھمکی دی، غیاث الدین نے بجائے جواب اپنے ہمشیرہ زادہ ابوغازی (الپ غازی) اورہبار الدین والی سجستان کی سرکردگی میں غوری فوج کو خوارزم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا، ان دونوں سپہ سالاروں کے ساتھ سلطان شاہ کو بھی روانہ کیا، اور موید والی نیشاپور کو لکھا کہ انکی حمایت وامداد اپنا فرض اولیں سمجھو ہر وقت تیار رہو، (موید کی لڑکی غیاث الدین کی زوجہ

Marfat.com

ستھی) موید نے فوجیں مرتب و مسلح کرکے نیشاپور کے باہر خوارزم کے راستہ پر پڑاؤ ڈالا، خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) بقصد مقابلہ لشکر غوری، خوارزم سے روانہ ہوگیا تھا اثنار راہ میں یہ خبر لگی کہ موید، نیشاپور سے روانہ ہوکر خوارزم کے راستہ پر قیام پذیر ہے، دل میں خطرہ پیدا ہوا خوارزم واپس گیا، مال و اسباب اور خزانہ لیکر دریائے جیحوں عبور کرکے بادشاہ خطا کے پاس چلا گیا۔ خوارزم کو خالی کر دیا۔

اہل خوارزم کو اس سے سخت تردد کا سامنا ہوا، رؤسا شہر کا وفد سلطان شاہ اور ابو غازی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا، گورنر مقرر کرنے کی درخواست کی اتنے میں آخری ماہ رمضان ۵۸۹ھ کا وقت آگیا، سلطان شاہ کی موت سامنے آکر کھڑی ہوگئی، دل کی دل ہی میں رہ گئی اور آخرت کا سفر اختیار کیا ابو غازی معہ ہمرابیان و مصاحبین سلطان شاہ اپنے ماموں غیاث الدین کے پاس واپس آیا۔ غیاث الدین نے سلطان شاہ کے سرداروں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اور جاگیریں مرحمت فرمائیں۔

علاء الدین تکش اور غیاث الدین

علاء الدین تکش تو اپنے بھائی سلطان شاہ کی خبر موت سنکر خوارزم واپس آیا، سرخس اور مرو پر اپنا شحنہ (انسپکٹر جنرل پولیس) مقرر کیا، عمر مرغنی امیر ہرات نے ایک دستہ فوج بھیجدیا جس نے علاء الدین تکش کے شحنہ کو سرخس اور مرو میں گھسنے نہ دیا اور یہ کہا کہ جب تک سلطان غیاث الدین کی اجازت نہ ہوگی سرخس اور مرو کی سرزمین میں قدم نہ رکھنے پاؤ گے،، خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے غیاث الدین کی خدمت میں پیام صلح بھیجا، رشتہ مصاہرت قائم کرنے کی درخواست کی، ایلچی کے ساتھ بطور وفد فقہاء خراسان اور رؤسار علویہ کو روانہ کیا۔ ان لوگوں نے غیاث الدین کو سمجھایا،، اور یہ ظاہر کیا کہ خوارزم شاہ سے مصالحت کرنا اسوجہ سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کی حمایت کرتا ہے ترکوں اور بادشاہ خطا کے مظالم سے بلاد اسلامیہ کو محفوظ رکھتا ہے اور اگر بادشاہ سلامت مصالحت خلاف مصلحت سمجھتے ہیں تو مرو کو مقر حکومت بنائیں تاکہ کفار اتراک و خطا سے

بلاد اسلامیہ محفوظ و مامون رہیں، چنانچہ غیاث نے علاء الدین تکش سے مصالحت کرلی اور اسکے بھائی کے کل مقبوضہ بلاد اسکو حوالہ کر دیا۔

ترکان غزؔ کو اسکی خبر لگی، منہ میں پانی بھر آیا، لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا، دن دہاڑے لوٹنے لگے، دیہات، قصبات اور شہروں کی تاراج پر کمر باندھ لی، علاء الدین تکش (خوارزم شاہ) نے فوجیں فراہم کیں، سرخس، مرو، نسا، اور ابیورد کا شیرازہ نظم و نسق درست کیا۔ حفاظت پر فوج کو متعین کیا، ترکان غزؔ کا دندان حرص کند ہو گیا۔

علاء الدین تکش اور موید ترکوں کے فسادات کا سد باب کر کے طوس کو سر کرنے کا خیال پیدا کیا، طوس پر موید کا قبضہ تھا۔ علاء الدین تکش کے حملہ کی خبر پا کر طوس کے بچانے کو فوج لیکر روانہ ہوا۔ علاء الدین تکش نے اس سے مطلع ہو کر طوس سے ہاتھ کھینچ لیا۔ مصلحتاً خوارزم کی طرف معاودت کی۔ راستہ میں جسقدر کنوئیں اور چشمے ملے سبھوں کا پانی خراب کرتا گیا۔ موید تعاقب میں چلا۔ پانی نہ ملنے سے سخت پریشان ہوا، جسوقت کف دست میدان میں پہونچا اور فوج شدت تشنگی سے بیتاب ہوئی، علاء الدین تکش نے پلٹ کر حملہ کر دیا، موید کی فوج مقاومت نہ کر سکی، شکست کھا گئی، موید گرفتار ہو گیا، علاء الدین تکش کے سامنے پیش ہوا علاء الدین تکش نے فوراً گردن ماردی، مظفر و منصور خوارزم واپس آیا۔

نیشاپور میں موید کے قتل کے بعد اسکا بیٹا طغان شاہ حکمراں ہوا، آیندہ سال علاء الدین تکش (خوارزم شاہ) نے نیشاپور پر چڑھائی کی، محاصرہ ڈالا، طغان شاہ نے نیشاپور سے نکلکر مقابلہ کیا قسمت میں شکست لکھی تھی گرفتار ہو گیا، علاء الدین تکش نے نیشاپور اور کل مقبوضہ بلاد طغان شاہ پر قبضہ کر لیا۔ طغان شاہ اور اسکے اہل و عیال و اعزہ کو خوارزم لے آیا اور وہیں ٹھہرایا، علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ روایت پہلی روایت کی مخالف ہے جسکو تم اوپر پڑھ آئے ہو اگر ان دونوں روایتوں میں تطبیق کا امکان ہوتا تو میں ضرور تطبیق کی کوشش کرتا۔ میں نے دونوں روایتوں کو اسوجہ سے لکھدیا ہے کہ ناظرین

پڑھ کر اپنے دل میں فیصلہ کرلیں کہ کون روایت صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ مسافت بعید کی وجہ سے میں نہیں طے کرسکا واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہم اوپر سلاطین سلجوقیہ کے حالات میں لکھ آئے ہیں کہ ارسلان شاہ بن طغرل، ایلدگز اور اسکے بیٹے بہلوان کی کفالت میں تھا۔ سلطنت کا کاروبار، ملک کا نظم ونسق ایلدگز اور اسکے بیٹے بہلوان کے قبضہ میں تھا بہلوان کے بعد اسکا بھائی ازبک بن ایلدگز حکمران ہوا۔ اس نے سلطان طغرل کو قید میں ڈالدیا۔ ازبک کے مرنے پر اسکا بھتیجہ قطلغ بن بہلوان حکمراں ہوا۔ قطلغ نہایت کمزور طبیعت تھا۔ سلطان طغرل کو موقع مل گیا جیل سے نکل بھاگا ۵۸۸ھ میں فوجیں فراہم کرکے قطلغ پر چڑھائی کردی، قطلغ کو ہزیمت ہوئی، رے میں جاکر دم لیا۔ خوارزم شاہ علاء الدین تکش سے امداد کی درخواست کی، علاء الدین تکش خوارزم شاہ فوجیں لیکر امداد پر آیا، قطلغ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی، ایک قلعہ میں قلعہ بند ہوگیا، خوارزم شاہ نے رے پر قبضہ کرلیا، قلعہ طبرک کو بھی دبالیا، جب اسکو یہ خبر پہونچی کہ اس کا بھائی سلطان شاہ خوارزم کی طرف پیشقدمی کررہا ہے رے اور قلعہ طبرک پر والی اور محافظ مقرر کرکے خوارزم واپس ہوا۔ راستہ میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ اہل خوارزم نے مدافعت پر کمر باندھی اور سلطان شاہ کو بے نیل مرام واپس کردیا۔ خوارزم شاہ کو اس سے بیحد مسرت ہوئی، خوارزم پہونچکر تا انقضاء موسم سرما ٹھہرا رہا بعد اسکے ۵۸۹ھ میں سلطان شاہ سے جنگ کرنے کو مرو روانہ ہوا۔ صلح کا نامہ وپیام ہونے لگا، والی قلعہ سرخس نے جو سلطان شاہ کی طرف سے تھا امن حاصل کرکے قلعہ سپرد کردیا خوارزم شاہ نے قبضہ کرلیا، اور سلطان شاہ نے اسی سنہ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ میدان خالی ہوگیا کوئی مزاحمت کرنے والا نہ رہا خوارزم شاہ نے مرو، ابیورد، نساء، طوس اور کل مقبوضات سلطان شاہ پر قبضہ کرلیا، مال اور خزانہ پر بھی قابض ہوگیا اپنے بیٹے علاء الدین محمد کو خوارزم سے طلب کرکے مرو کی حکومت دی اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔ یہ واقعات ۵۸۹ھ

کے ہیں۔

سنہ ۵۹۰ھ میں سلطان طغرل سلجوقی نے رے پر چڑھائی کی قطلغ ایتانج حاکم رے جو خوارزم شاہ کی طرف سے تھا رے چھوڑ کر بھاگ نکلا، خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد حاصل کرنے اور عذر پیش کرنے کی غرض سے اپنے لڑکے کو بھیجا۔ اتفاق سے جس وقت قطلغ ایتانج کا بیٹا خوارزم شاہ کی دربار میں باریاب ہوا اسی وقت خلیفہ عباسی بغداد کا ایلچی بھی فرمان خلافت مشعر شکایت سلطان طغرل سلجوقی پہونچ گیا۔ اس فرمان میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت کے علاوہ یہ بھی تحریر کیا تھا کہ خلافت پناہی تمکو سلطان طغرل کے محروسہ ممالک کی سند حکومت بھی عطا فرماتے ہیں اس سرکش کو نکال کر قبضہ کرلو، چنانچہ خوارزم شاہ، نیشاپور سے رے روانہ ہوا، قطلغ ایتانج معہ اپنے ہمراہیوں کے نیازمندانہ حاضر ہوا اور اسکے رکاب میں رے کی طرف چلا خوارزم شاہ نے پہونچتے ہی سلطان طغرل پر قبل اسکے کہ وہ اپنی فوج کو مجتمع و مرتب کرکے میدان جنگ میں آتا حملہ کردیا۔ تاجدار سلجوقی تلوار کھینچکر خوارزمی فوج میں گھس پڑا، خوارزمیوں نے چاروں طرف سے گھیر کے مار ڈالا یہ واقعہ ۲۴ ربیع الاول سنہ ۵۹۰ھ کا ہے خوارزم شاہ نے کامیابی کے بعد سلطان طغرل کا سر دارالخلافت بغداد روانہ کیا اور ہمدان و بلاد جبل پر قابض ہوگیا۔

وزیر السلطنت مویدالدین بن قصاب کو خلیفہ ناصر عباسی نے خوارزم شاہ کی کمک پر بغداد سے روانہ کیا تھا۔ ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر آکر ٹھہرا۔ خوارزم شاہ نے مویدالدین کی طرف کوچ کیا، مویدالدین کو خطرہ پیدا ہوا، کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا، خوارزم شاہ سے ملاقات تک نہ کی، خوارزم شاہ ہمدان واپس آیا، ہمدان اور اسکے کل ملحقات کی حکومت قطلغ ایتانج کو عنایت کی، اپنے غلاموں کو خادموں کو جاگیریں دیں، میاجق کو ان سبھوں کا سردار مقرر کیا اور خوارزم واپس آیا۔

خوارزم شاہ کی واپسی کے بعد میاجق اور قطلغ ایتانج میں ان بن ہوگئی۔ سنہ ۵۹۱ھ میں

Marfat.com

دونوں گتھ گئے قطلغ ایتانج کو ہزیمت ہوئی وزیر السلطنت مؤید الدین بن قصاب نے اس سے فائدہ اٹھایا، خوزستان پر پہونچکر قبضہ کر لیا، علاوہ خوزستان اکثر بلاد فارس پر جو بنی شملہ اور اسکے امراء کے قبضہ میں تھے قابض ہوگیا بنی شملہ اور انکے امراء کو دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا، جمعیت خاطر کے ساتھ ملک کا نظم ونسق کرنے لگا۔

قطلغ ایتانج شکست کھاکر بحال پریشان وزیر السلطنت کی خدمت میں پہونچا، امداد کی درخواست کی، وزیر السلطنت نے اسکی اشک شوئی کی، تسلی وتشفی دی فوج لیکر اسکے ہمراہ ہمدان روانہ ہوا، میاجق اور خوارزم شاہ کا لڑکا مقابلہ کے قصد سے نکلا لیکن جب ہی عساکر وزیر سے مقابلہ ہوا، میاجق اور خوارزم شاہ نے ہمدان کو خیرآباد کہکر رے کا راستہ لیا اور وزیر السلطنت نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ شوال ۵۹۱ھ کا ہے

ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد وزیر السلطنت اور قطلغ ایتانج نے رے کا قصد کیا خوارزمی لشکر نے رے بھی چھوڑ دیا دامغان کی طرف روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت کی فوج نے تعاقب کیا، بسطام اور جرجان تک تعاقب کرکے واپس آئی وزیر السلطنت نے رے اور اسکے قرب وجوار کے کل شہروں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

ان واقعات کے بعد قطلغ ایتانج نے وزیر السلطنت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ رے میں قلعہ بند ہوگیا وزیر السلطنت نے سرکوبی پر کمر باندھی، رے پر محاصرہ ڈالا، بعد چند دنوں کے قطلغ ایتانج مغلوب اور زیر ہوا رے چھوڑ کر ساوہ چلا گیا وزیر السلطنت نے تعاقب کیا مقام دربند کرخ میں مقابلہ ہوگیا، ایک دوسرے سے گتھ گیا، قطلغ ایتانج بہزار خرابی اپنی جان بچاکر معرکہ کارزار سے بھاگ نکلا، ساری فوج کٹ گئی، وزیر السلطنت نے ہمدان کی طرف کوچ کیا، تین مہینہ تک ہمدان کے باہر پڑاؤ ڈالے رہا۔

خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے وزیر السلطنت کی دست درازیوں سے متاثر

ہوکر وزیر السلطنت کے ان افعال پر ناراضی کا اظہار کیا اور جن شہروں پر وزیر نے قبضہ کرلیا تھا انکی واپسی کا مطالبہ کیا۔ وزیر السلطنت نے کچھ جواب نہ دیا، خوارزم شاہ سخت برہم ہوا، فوج مرتب کرکے ہمدان کی طرف بڑھا، اتفاق یہ کہ خوارزم شاہ کے پہونچنے سے پیشتر وزیر السلطنت اس عالم سے کوچ کرگیا تھا۔ ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں وزیر کی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی، خوارزم شاہ نے اسکو ہزیمت دی اور نہایت سختی سے پامال کیا، وزیر السلطنت کی نعش کو قبر سے نکالا، سر کاٹ کر خوارزم روانہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں نے معرکہ کارزار میں وزیر کو قتل کیا ہے۔ الغرض ہمدان پر مستولی ہوکر اصفہان کو سر کرنے کی غرض سے فوج روانہ کی اصفہان پر قبضہ ہونے کے بعد اپنے بیٹے کو اصفہان میں ٹھہراکر خوارزم واپس آیا۔

خوارزم شاہ کے واپس ہوتے ہی خلیفہ ناصر عباسی کا لشکر سیف الدین طغرل کی سرکردگی میں اصفہان آپہونچا۔ (سیف الدین طغرل وہی شخص ہے جس نے بلاد جبل کو عراق سے علیحدہ کیا تھا) اہل اصفہان نے خوارزمی سپاہ اور اسکے حکمراں کے مظالم سے تنگ آکر دربار خلافت میں یہ تحریک کی تھی کہ "خلافت مآب تھوڑی سی فوج اصفہان بھیجدیں ہم لوگ نہایت خوشی اور مستعدی سے قبضہ دلائیں گے، خوارزمیوں کے مظالم ہم پر بہت زیادہ ہوگئے ہیں"، پس جب بغدادی لشکر اصفہان کے قریب پہونچا۔ خوارزم شاہ کی فوج نے اصفہان چھوڑ دیا، اپنے بادشاہ کے پاس چلی گئی، سیف الدین طغرل نے قبضہ کرلیا۔

بعد اسکے پہلوان کے غلاموں نے مجتمع ہوکر اپنے سرداروں میں سے کوکجہ نامی ایک سردار کو اپنا امیر بنایا اور رے کی طرف قبضہ کرنے کو بڑھے، رے پر قبضہ کرکے اصفہان پر دھاوا کیا اور اسکو بھی لے لیا، اس سے کوکجہ کے حوصلے بڑھے، بادشاہی کی سوجھی، دارالخلافت بغداد میں نیازمندی کا عریضہ بھیجا، رے، جوار رے، ساوہ، قم، قاشان اور

اسکے ملحقات کی سند حکومت طلب کی، اصفہان، ہمدان، زنجان اور مرو دیوان خلافت کو حوالہ کرنے کو لکھا، خلافت مآب نے اس تقسیم و مفاہمت کو منظور فرما کر منشور گرامی روانہ فرمایا۔

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو ۵۸۹ھ میں نیشاپور کی حکومت عطا کی تھی خراسان کو بھی اسکی گورنری میں شامل کیا تھا، اور اپنے بعد تخت و تاج کا اسکو وارث قرار دیا تھا۔ چنانچہ ۵۹۳ھ تک ملک شاہ نیشاپور پر حکومت کرتا رہا۔ اسی سنہ کے ماہ ربیع الآخر میں مرگیا، ایک لڑکا جسکا نام ہندوخان تھا چھوڑ گیا، خوارزم شاہ نے اپنے دوسرے بیٹے قطب الدین محمد کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔ اسی کو خوارزم شاہ نے اس سے پہلے مرو کی گورنری دی تھی۔

جسوقت خوارزم شاہ نے رے، ہمدان اور اصفہان پر قبضہ کر لیا، ابن قصاب اور عساکر بغداد کو ہزیمت دی خلیفہ ناصر عباسی کی خدمت میں خطبہ میں نام داخل کرنیکی درخواست کی، خلیفہ ناصر عباسی کو پس و پیش ہوا، غیاث الدین غوری بادشاہ غزنی کو لکھ بھیجا کہ "مابدولت و اقبال کا منشا یہ ہے کہ تم خوارزم شاہ پر حملہ کرکے اسکے مقبوضات پر قبضہ کرو تاکہ خوارزم شاہ عراق کی عزیمت فسخ کردے"، غیاث الدین غوری نے خوارزم شاہ کو ملک چھین لینے اور جنگ کی دھمکی دی، خوارزم شاہ متردد ہوا، نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہوگیا نہ تاب مقاومت تھی اور نہ ملک چھوڑتے بنتا تھا غور و فکر کرکے بادشاہ خطا سے خط و کتابت شروع کی، بمقابلہ غیاث الدین غوری امداد چاہی اور اس امر کو اسکے دماغ میں مرتسم کردیا کہ اگر امداد سے ذرا بھی پہلوتہی کی جائیگی تو غیاث الدین غوری بلاد خوارزم پر جیسا کہ بلخ پر قبضہ کرلیا ہے قابض ہوجائے گا اس وقت بادشاہ خطا کو سخت خطرہ پیش آئے۔ ماوراءالنہر پر قبضہ رکھنا دشوار ہوجائیگا"، ادہر اس بنا پر بادشاہ خطا نے مملکت غوری پر چڑھائی کردی: بہاءالدین سام کی

Marfat.com

بامیان کو جو اندنوں بلخ میں تھا بلخ چھوڑ دینے کو لکھا، دیہاتوں، قصبات اور شہروں پر قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھایا، اِدھر خود خوارزم شاہ نے ہرات کی طرف پیش قدمی شروع کی رفتہ رفتہ طوس تک پہونچ گیا، امرا غوریہ محمد بن جریک حاکم طالقان، حسین بن خرمیل اور خسروشہ وغیرہم اس رنگ کو دیکھکر خراسان میں مجتمع ہوئے، فوجیں فراہم کیں اور متفق ہوکر بادشاہ خطا کی فوج پر حملہ کیا گھمسان لڑائی ہوئی، آخر کار بخت امرا غوریہ کے ہاتھ رہا، بادشاہ خطا کو ہزیمت ہوئی مارتے مارتے جیحوں تک پہونچا دیا، بہتیرے قتل کئے گئے اور بیشمار دریا میں ڈوب مرے۔

بادشاہ خطا نے تاوان جنگ، مقتولوں کی دیت (خونبہا) خوارزم شاہ کی قوم سے مطالبہ کیا اور اس ہزیمت و نقصان کا خوارزم کو ذمہ دار قرار دیا، اسوقت خوارزم شاہ کی پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی، غیاث الدین غوری سے بگاڑ پہلے ہی سے تھا۔ بادشاہ خطا علیحدہ مطالبہ کر رہا تھا۔ آخر کار بہت غور کے بعد سلطان غیاث الدین کی خدمت میں معذرت کی۔ سلطان غیاث الدین نے مکرر اصرار پر خوارزم شاہ کی معذرت قبول کی، خلیفہ عباسی کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت کرتے ہوئے ان مقامات کو واپس لینے کا حکم دیا جنکو بادشاہ خطا نے مسلمانوں سے چھین لیا تھا۔ پس جب خوارزم شاہ کو غیاث الدین کی جانب سے اطمینان ہوگیا تو بادشاہ خطا کو یہ جواب دیا کہ "تمہاری قوم و تمہاری فوج میری امداد پر نہیں آئی تھی، تمکو ملک گیری کی ہوس تھی، بلخ کو غوریوں کے قبضہ سے نکالنے میں یہ زحمتیں رونما ہوئیں، میں سلطان غیاث الدین کے عام حکومت کا مطیع ہوگیا ہوں مجھ سے کچھ امید نہ رکھو"، بادشاہ خطا اس جواب سے برہم ہوا خوارزم شاہ کو زیر کرنے کی غرض سے فوج عظیم روانہ کی، خوارزم پر محاصرہ ڈالا خوارزم شاہ نے مدافعانہ جنگ شروع کی، لشکر خطا جان اور مال کا نقصان عظیم اُٹھا کر واپس ہوا۔ لشکر خطا کا ایک حصہ اپنے ملک واپس گیا اور ایک حصہ نے بخارا میں جاکر پناہ لی۔ خوارزم

شاہ نے تعاقب کیا بخارا پر پہونچکر محاصرہ ڈالا، اہل بخارا لشکر خطا کے ساتھ ہوکر خوارزم شاہ کی فوج سے لڑ رہے تھے، آخر خوارزم شاہ نے ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد بزور تیغ ۵۹۴ھ میں مفتوح کرلیا۔ چندے قیام کرکے خوارزم واپس آیا۔

ماہ ربیع الاول ۵۹۵ھ میں خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے رے اور بلاد جبل کی طرف کوچ کیا، گورنر میاجق اور امراء بہلوانیہ باغی نے بغاوت و مخالفت کا جھنڈا بلند کیا تھا، خوارزم شاہ کی آمد کی خبر پاکر میاجق رے چھوڑکر بھاگ گیا، خوارزم شاہ نے میاجق کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا، میاجق نے تعمیل نہ کی، خوارزم شاہ نے تعاقب پر کمر باندھی۔ میاجق ایک مقام سے دوسرے مقام پر جاکر دم لیتا تھا اور خوارزم شاہ تعاقب میں تھا۔ میاجق کے بہت سے ہمراہیوں نے خوارزم شاہ سے امن حاصل کرکے میاجق کی رفاقت ترک کردی میاجق نے نواح مازندران کے ایک قلعہ میں جاکر پناہ لی قلعہ بند ہوگیا، خوارزم شاہ نے ایک دستہ فوج کو محاصرہ اور تعاقب کا حکم دیا۔ چنانچہ میاجق پابزنجیر خوارزم شاہ کے دربار میں پیش کیا گیا خوارزم شاہ نے جیل میں ڈالدیا۔

خوارزم شاہ نے دربار خلافت میں ان واقعات کی اطلاع دی، خلیفہ ناصر عباسی بیحد محظوظ ہوا اسکو اور اسکے بیٹے قطب الدین محمد کو خلعت عنایت کی اور ان صوبجات کی سند حکومت مرحمت فرمائی، خوارزم شاہ نے دربار عام میں خلعت کو زیب بدن کیا، کمال مسرت و شادمانی کا اظہار کیا۔

بعد اسکے خوارزم شاہ نے ملحدوں[1] کے سرکرنے کی طرف توجہ کی، قزوین کے قریب ان کا ایک قلعہ تھا اسکو سرکیا ملحدوں نے قلعہ موت میں جاکر پناہ لی، خوارزم شاہ نے اسپر بھی محاصرہ ڈالا، صدرالدین محمد بن وازن رئیس شافعیہ رے اس محاصرہ میں شہید ہوا،

نوٹ [1] غالباً مورخ نے ملحد سے فرقہ باطنیہ کو تعبیر کیا ہے کیونکہ قلعہ موت ان کا مقر و مسکن تھا جس کا خوارزم شاہ نے آئندہ محاصرہ کیا تھا۔ مترجم

Marfat.com

خوارزم شاہ اسکو بیحد دوست رکھتا تھا، دربار شاہی میں اسکی بیحد قدر و منزلت تھی چند دن محاصرہ کرکے خوارزم کی جانب مراجعت کی اثنار راہ میں ملحدوں نے خوارزم شاہ کے وزیر نظام الملک مسعود بن علی کو بحالت غفلت مار ڈالا، خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو ملحدوں سے جنگ کرنے کو روانہ کیا، قطب الدین محمد نے قلعہ ترشیش پر محاصرہ ڈالا۔ ملحدوں نے جنگ سے تنگ آکر صلح کا پیام دیا۔ ایک لاکھ دینار تاوان جنگ دینے کا اقرار کیا۔ قطب الدین محمد نے صلح سے انکار کیا، لڑائی جاری رکھی اتنے میں اسکے باپ (خوارزم شاہ) کی علالت کی خبر پہونچی۔ مصالحت کرلی اور زر تاوان (ایک لاکھ دینار) وصول کرکے خوارزم واپس آیا۔

علاء الدین تکش کی وفات قطب الدین محمد کی تخت نشینی

ماہ رمضان ۵۹۶ھ میں خوارزم شاہ نیشاپور جارہا تھا۔ اثنار راہ میں علیل ہوگیا۔ مرض کی شدت بڑھی اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو طلبی کا خط لکھا، قطب الدین محمد آنے نہ پایا تھا کہ خوارزم شاہ (علاء الدین بن ایلرسلان بن اتسز بن محمد انوشتکین) کی موت، سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔

اسوقت خوارزم شاہ کے قبضہ میں خوارزم، رے، ہمدان، بلاد جبلیہ اور زیادہ حصہ خراسان کا تھا اسکے مرنے کے بعد قطب الدین محمد پہونچا، اراکین دولت نے قطب الدین محمد کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کی، علاء الدین کا لقب دیا (یہی لقب اسکے باپ کا تھا)۔ علاء الدین ثانی نے اپنے باپ کا جنازہ خوارزم میں پہونچاکر اس مدرسہ میں زمین کو سپرد کیا جسکو علاء الدین خوارزم شاہ نے تعمیر کرایا تھا۔

خوارزم شاہ (علاء الدین تکش عادل، نیک سیرت، فنون جنگ کا ماہر، سیاسات سے واقف، اور اصول فقہ وعلم فقہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا عالم تھا۔ باوجودیکہ غیاث الدین غوری، بادشاہ غزنی اور خوارزم شاہ میں صداوت و مخالفت بہت دنوں سے قائم تھی لیکن خوارزم شاہ کی قدر و منزلت کے خیال سے جب اسکی موت

کی خبر غزنی پہونچی تو غیاث الدین غوری نے تعزیت کا دربار کیا تین روز غزنی کا بازار بند رہا۔

خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے سریر حکومت پر متمکن ہوکر اپنے بھائی علی شاہ جو کہ بوقت وفات اپنے باپ علاء الدین تکش، اصفہان میں تھا طلبی کا خط لکھا، اس بنا پر علی شاہ اصفہان سے خوارزم روانہ ہوا، اہل اصفہان نے اسکا مال و اسباب لوٹ لیا، کوچ و قیام کرتا ہوا اپنے بھائی کے پاس خوارزم پہونچا۔ خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے خراسان کی حکومت دی، علی شاہ نے نیشاپور کا قصد کیا، نیشاپور میں ہندوخان بن ملک شاہ بن خوارزم شاہ علاء الدین تکش حکومت کر رہا تھا۔ ہندوخان کو اسکے والد (علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کے مرنے کے بعد ہی نیشاپور کی حکومت پر متعین کیا تھا، چونکہ ملک شاہ اور قطب الدین محمد پسران علاء الدین تکش میں عداوت کا سلسلہ چلا آرہا تھا اسوجہ سے ہندوخان اپنے چچا قطب الدین محمد سے خائف اور پُر حذر رہتا تھا۔ علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم کے مرنے پر مال و اسباب اور خزانہ شاہی لوٹ کر مرو چلا گیا۔

بعد اسکے ہندوخاں نے فوج فراہم کرکے خراسان پر دھاوا کیا، خوارزم شاہ علاء الدین ثانی نے جنقر ترکی کی سرکردگی میں ہندوخاں کی مدافعت کو فوجیں روانہ کیں، ہندوخاں کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی، پست ہمتی اور بزدلی سے بھاگ گیا غیاث الدین غوری کے پاس پہونچا۔ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، امداد و اعانت کا وعدہ کیا، جنقر ترکی نے مرو میں داخل ہوکر ہندوخاں کی ماں اور اسکے لڑکوں کو بعزت و احترام خوارزم شاہ کی خدمت میں روانہ کیا،

غیاث الدین غوری نے محمد بن جربک والی طالقان کو لکھا کہ جنقر ترکی کو مرو سے نکالکر قبضہ کرلو، چنانچہ محمد بن جربک نے طالقان سے مرو کا قصد کیا، جنقر ترکی کے پاس خط بھیجا،

Marfat.com

مرو میں غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی اور بصورت عدم تعمیل مرو پر قبضہ اور جنگ کی دھمکی دی، جنقر ترکی نے بظاہر خوارزم شاہ کو خوش کرنے کی غرض سے ترکی ترکی جواب دیا لیکن در پردہ امن کی درخواست کی، شہر سپرد کرنے کا اقرار کیا، یہی باعث تھا کہ غیاث الدین غوری کی طمع ملک گیری بڑھ گئی، خوارزم شاہ کے ممالک محروسہ پر قبضہ کرنے کی ہوس ہوئی، اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو خراسان پر فوج کشی کا حکم دیا واللہ اعلم

سلاطین غوریہ کا خوارزم شاہ علاء الدین ثانی کے ممالک مقبوضہ خراسان پر قبضہ خوارزم شاہ کا ان کو واپس لینا اور ہرات کا محاصرہ

جسوقت جنقر ترکی گورنر مرو نے غیاث الدین غوری سے امن حاصل کرکے مرو حوالہ کر دیا، غیاث الدین غوری کو خوارزم شاہ کے مقبوضات خراسان پر قبضہ کی طمع دامنگیر ہوئی جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو، غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو خراسان پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا، غیاث الدین نے اپنے نائب عمر بن محمد مرغنی گورنر ہرات سے خراسان پر چڑھائی کرنے کی بابت مشورہ کیا، عمر بن محمد مرغنی نے مخالفت کی۔ اتنے میں شہاب الدین غزنی، غور اور سجستان کی فوجیں لئے ہوئے آگیا، ماہ جمادی الاولیٰ ۵۹۷ھ میں خوارزم شاہ کے مقبوضہ بلاد کے سر کرنے کو بڑھا، طالقان کے قریب جنقر ترکی والی مرو کا خط موصول ہوا، لکھا تھا کہ "جس قدر جلد ممکن ہو مرو پہ آکر قبضہ کر لیجئے خوارزم شاہ میں اسقدر طاقت نہیں ہے کہ وہ مقاومت کر سکے"، شہاب الدین نے اپنے بھائی غیاث الدین سے اجازت لیکر مرو پر دھاوا کیا، خوارزمی سپاہ جو اسوقت مرو میں تھی مقابلہ پر آئی اہل مرو بھی خوارزمی فوج کے ساتھ لڑنے کو نکلے، لڑائی ہوئی شہاب الدین غوری نے انکو مغلوب کرکے اپنی فوج کو شہر میں داخل کر دیا، ہاتھیوں

Marfat.com

کا جھنڈا لیکر شہر پناہ کے ڈھانے کو بڑھا۔ اہل شہر نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت کی گردن جھکا دی، شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا، جنقر ترکی شہاب الدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرو کے مفتوح کرنے کے بعد غیاث الدین غوری مرو میں داخل ہوا جنقر ترکی کو ہرات بھیجدیا اور مرو ہندوخاں بن ملک شاہ کو حوالہ کردیا جیساکہ وعدہ کیا تھا۔

دیکھو 271

مرو کو سرکرکے غیاث الدین غوری نے سرخس کا قصد کیا صلح وامان سے مفتوح ہوا۔ اپنے نبو اعمام سے زنگی بن مسعود کو سرخس کی حکومت دی، نسا، اور ابیورد کو بھی ملحق کردیا، طوس کی طرف قدم بڑھایا، تین دن کے محاصرہ وجنگ کے بعد اہل طوس نے امن کی درخواست کی، شہاب الدین نے ان کو امن دی اور طوس پر قبضہ کرلیا۔ بعد اسکے علی شاہ بن خوارزم شاہ تکش (علاء الدین محمد کا نائب) والی نیشاپور کے پاس شہر حوالہ کرنے اور اطاعت وفرمانبرداری کا پیام بھیجا، علی شاہ نے شہر حوالہ کرنے اور اطاعت وفرمانبرداری سے انکار کیا۔ غیاث الدین نے یلغار کا حکم دیدیا۔ نیشاپور میں لڑائی کا نیزہ گرگیا۔ ایک طرف سے غیاث الدین نے حملہ کیا دوسری جانب سے اسکا بھائی شہاب الدین اپنے رکاب کی فوج لیکر بڑھا۔ [1] . . . . . باغات کاٹ ڈالے، کھیتیاں برباد کردیں، دیہات اور قصبات کو اوجاڑ دیا قتل وغارت کا ہنگامہ برپا ہوگیا۔ بزور تیغ نیشاپور میں غوری فوجیں داخل ہوگئیں۔ الامان الامان کا شور برپا ہوا۔ امن دیگئی، علی شاہ گرفتار ہوکر غیاث الدین غوری کی خدمت میں پیش کیا گیا، غیاث الدین غوری نے نہایت تپاک سے لیا۔ عزت واحترام سے پیش آیا اور امرار خوارزمیہ کا سردار بناکر ہرات کی طرف روانہ کیا۔ خراسان کی حکومت پر اپنے ابن عم اور داماد "ضیاء الدین محمد بن علی غوری" کو مامور کیا۔ نیشاپور کو مقر حکومت بنانے کا حکم دیا، علاء الدین کے خطاب سے مخاطب کیا۔ سرداران غوریہ کی ایک جماعت

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے

کو علاء الدین کی خدمت میں رہنے کا اشارہ کیا۔ اہل نیشاپور کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ جسکا جو مال یا اسباب لوٹ لیا گیا تھا اسکا کافی معاوضہ دیا، انعامات دیئے، جائزے دیئے، ان کاموں سے فارغ ہوکر ہرات گیا اور علی شاہ کو اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو سپرد کیا۔ شہاب الدین غوری نے ہرات سے قہستان کی طرف کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ ایک گانوں میں پہونچا۔ جہاں کے رہنے والے اسماعیلیہ مذہب رکھتے تھے۔ کسی نے یہ خبر دی کہ اس گانوں کے رہنے والے اسماعیلیہ فرقہ کے ہیں، شہاب الدین نے ان کے قتل کا حکم دیدیا پھر کیا تھا جتنے لڑنے والے تھے مارڈالے گئے، لڑکے اور عورتیں لونڈی اور غلام بنائے گئے۔ مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ مکانات منہدم کردیئے گئے، گانوں ویران ہوگیا۔ بعد اسکے ایک دوسرے قلعہ کی طرف قدم بڑھایا جو قہستان کے نواح میں تھا۔ یہ قلعہ بھی فرقہ اسماعیلیہ کا تھا۔ چند دن کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ مفتوح ہوا۔ سرداران غوریہ میں سے ایک سردار کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ بدعات دور ہوگئیں، شعائر اسلام قائم ہوگئے۔ اسی اثناء میں والی قہستان کا خط سلطان غیاث الدین کی خدمت میں موصول ہوا، لکھا تھا "آپکے بھائی شہاب الدین نے ہمارے مقبوضات میں دست درازی شروع کردی ہے متعدد مقامات کو سر کرلیا ہے، کوئی بدعہدی ہم نے نہیں کی، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کے بھائی نے عہد شکنی پر کمر باندھی ہے" سلطان غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کے پاس اپنے ایک معتمد علیہ امیر کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ فرقہ اسماعیلیہ کے مقبوضات میں دست اندازی نہ کرو محاصرہ اٹھاکر میرے پاس چلے آؤ" اسوقت شہاب الدین فرقہ اسماعیلیہ کے ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ بھائی کا پیام پاکر پیچ وتاب کھانے لگا، بالآخر تعمیل حکم سے انکار کردیا، غیاث الدین کے فرستادہ امیر نے کہا "آپکو سلطانی حکم کی تعمیل کرنا ہوگی اگر آپ تعمیل نکریں گے تو میں آپ کو تعمیل حکم پر مجبور کرونگا، امیر نے یہ کہکر شہاب الدین کے

Marfat.com

خیمہ کی طنابیں کاٹ دیں، شہاب الدین کو اس سے حد درجہ کا غصہ پیدا ہوا۔ مگر بھائی کا حکم تھا، خاموش ہو گیا۔ محاصرہ اُٹھا کر ہندوستان کا راستہ لیا۔

جسوقت علاء الدین محمد بن تکش معروف بہ خوارزم شاہ تک یہ خبر پہونچی کہ غیاث الدین اور شہاب الدین غوری کی فوجیں خراسان سے واپس گئیں اور شہاب الدین اپنے بھائی سے ناراض ہو کر ہندوستان چلا گیا ہے اسوقت غیاث الدین کے پاس خط روانہ کیا، جن شہروں پر غوری فوج نے قبضہ کر لیا تھا انکی واپسی کا مطالبہ کیا۔ بصورت واپس نہ کرنے کی یہ دھمکی دی کہ میں ترکان خطا سے امداد حاصل کر کے آپ کے مقابلہ پر آونگا، اسوقت آپ پر عرصہ زمین تنگ ہو جائے گا، چونکہ سلطان غیاث الدین عارضہ نقرس میں مبتلا تھا۔ نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا، جواب کے بھیجنے میں یا انتظار واپسی شہاب الدین تاخیر کی۔ خوارزم شاہ نے علاء الدین غوری نائب سلطان غیاث الدین کو جو نیشاپور میں تھا شہر خالی کر دینے کو لکھا اور بصورت شہر خالی نکرنے کے لڑائی کی دھمکی دی، علاء الدین غوری نے غیاث الدین کو اس سے مطلع کیا۔ غیاث الدین نے جواب میں لکھا۔ تم گھبراؤ نہیں نیشاپور میں قدم جمائے رکھو میں تمکو کافی طور پر مدد دونگا"، خوارزم شاہ نے آخری (۵ ذی حجہ) ۵۹۶ھ میں فوجیں فراہم کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا ابیورد کے قریب پہونچا، ہندو خان (غیاث الدین کا آزاد غلام) ابیورد چھوڑ کر (فیروز کوہ غیاث الدین کے پاس) بھاگ گیا، خوارزم شاہ نے مرو، نساء اور ابیورد پر قبضہ کر لیا۔ نیشاپور پر یلغار کیا۔ نیشاپور میں علاء الدین غوری تھا۔ محاصرہ ڈالکر لڑائی چھیڑ دی مدتوں جنگ کا سلسلہ قائم رہا۔ آخر کار علاء الدین غوری نے غیاث الدین کی امداد سے ناامید ہو کر بوجہ طول جنگ و محاصرہ امن کی درخواست کی۔ اپنی اور نیز غوریوں کو کسی قسم کی ایذا نہ دینے کی خوارزم شاہ سے قسم لی اور شہر حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے کسی قسم کی ایذا و تکلیف نہ دی

Marfat.com

خوارزم شاہ نے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد علاء الدین غوری سے کہا "بہتر ہوتا کہ تم درمیان میں پڑکر سلطان غیاث الدین سے میری صفائی کرا دیتے"، علاء الدین غوری نے سینہ ٹھونک کر کہا "میں اس خدمت کو انجام دوں گا آپ مطمئن رہئے"، لیکن علاء الدین غوری، غیاث الدین کے پاس فیروزکوہ نہ گیا بلکہ ہرات چلا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ علاء الدین غوری کو غیاث الدین کی جانب سے وعدہ کرکے امداد نہ بھیجنے کی وجہ سے ملال پیدا ہو گیا تھا ہرات میں علاء الدین غوری کی جاگیر اور املاک تھے۔

حسن بن خرمیل جو کہ امرار غوریہ کا ایک سربرادردہ شخص تھا نیشاپوری میں رہ گیا خوارزم شاہ نے اسکی بیحد عزت افزائی کی اور اپنا ممنون احسان بنا لیا۔

مہم نیشاپور سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ نے سرخس کا قصد کیا۔ امیر زنگی، سرخس کا گورنر تھا اور غیاث الدین کے قرابت مندوں سے تھا۔ چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا شب و روز لڑائی ہوتی رہی۔ شدت محاصرہ سے رسد کی آمد بند ہو گئی، اہل شہر اپنی ضروریات زندگی کو محتاج ہو گئے۔ امیر زنگی نے خوارزم شاہ کے پاس کہلا بھیجا "آپ شہر پناہ کا دروازہ چھوڑ دیجئے تاکہ اطمینان کے ساتھ ہم شہر کو خالی کرکے نکل جاویں"، خوارزم شاہ اس پٹی میں آگیا۔ شہر پناہ کے دروازہ سے محاصرہ اُٹھا لیا، امیر زنگی نے رسد، غلہ اور روزمرہ کی ضروریات کا کافی ذخیرہ شہر میں بھر لیا، کمزور اور ناتوان کو جو محاصرہ سے تنگ آگئے تھے شہر باہر کر دیا۔ خوارزم شاہ سے کہلا بھیجا "اب آپ تشریف لائیے ہمارا اور آپکا فیصلہ جنگ سے ہو گا"، خوارزم شاہ کو بیحد ندامت ہوئی، محاصرہ اُٹھا کر چلتا نظر آیا لیکن بوقت روانگی چند سرداران لشکر کو محاصرہ پر چھوڑ گیا۔

خوارزم شاہ کی روانگی کے بعد محمد بن خربک گورنر طالقان، امیر زنگی کی کمک پر روانہ ہوا[1]..... خوارزمی فوجیوں نے یہ خبر پاکر سرخس چھوڑ دیا۔ چنانچہ امیر

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

Marfat.com

زنگی اور محمد بن خربک مرو رود پہونچا مرو رود اور اسکے نواح کا خراج وصول کیا خوارزم شاہ نے تین ہزار فوج اپنے مانموں کی سرکردگی میں روانہ کی۔ محمد بن خربک نوسو سواروں کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا۔ خوارزمی فوج میدان جنگ سے بھاگ نکلی بہت بُری طور سے پامال ہوئی۔ بہتیرے قید کرلئے گئے۔ مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ خوارزم شاہ کو اس واقعہ کی خبر لگی۔ ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا۔ ساری اُمنگ خاک میں مل گئی بادل ناخواستہ خوارزم واپس ہوا۔

خوارزم شاہ نے خوارزم میں پہونچکر غیاث الدین کی خدمت میں صلح کرنے کا مراسلہ بھیجا، غیاث الدین نے امیر کبیر حسن بن محمد مرغنی[1] کی معرفت جواب روانہ کیا، بظاہر صلح کرنا پسند کیا تھا لیکن درحقیقت خوارزم شاہ کو فریب اور دھوکہ میں ڈالا تھا، خوارزم شاہ اس فریب دہی کو تاڑ گیا حسن بن محمد مرغنی کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا اور بقصد محاصرہ ہرات روانہ ہوا حسن بن محمد مرغنی نے پوشیدہ طور پر اپنے بھائی عمر بن محمد مرغنی امیر ہرات کو یہ واقعات لکھ بھیجے چنانچہ عمر بن محمد مرغنی، خوارزم شاہ کی مدافعت پر تیار وآمادہ ہوگیا۔

ہرات پر خوارزم شاہ کی فوج کشی کا سبب یہ تھا کہ سلطان شاہ نے (محمد بن تکش کا چچا تھا) سرخس میں وفات پائی اسکے حاشیہ نشین امیروں میں سے دو بھائی جسمیں ایک کا نام امیر حاجی تھا غیاث الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے، غیاث الدین عزت واحترام سے پیش آیا، ہرات میں قیام کرنے کا حکم دیا، ان دونوں بھائیوں نے محمد بن تکش (خوارزم شاہ) کو ہرات پر قبضہ کرلینے کا پیام بھیجا اور قبضہ کرانے کے ذمہ دار ہوگئے، خوارزم شاہ کو غیاث الدین سے اُس فریب ودھوکہ کا بدلہ لینے کا موقع مل گیا جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ چنانچہ فوجیں مرتب کرکے ہرات پر یلغار کردیا۔

[1] مرغن، ملک غور کا ایک قصبہ ہے جہاں کا حسن رہنے والا تھا۔

Marfat.com

عمر بن محمد مرغنی نے شہر پناہ کے دروازوں کی کنجیاں انہیں دونوں بھائیوں کو حوالہ کردی تھیں اور یہ خیال کرکے کہ خوارزم شاہ کے یہ مخالف ہیں جنگ کا سپہ سالار اعظم بھی انہیں کو مقرر کیا تھا۔ کسی نے خوارزم شاہ سے انکی سازو باز کا حال بحالت قید حسین مرغنی سے کہدیا۔ حسن مرغنی نے اپنے بھائی عمر مرغنی والی ہرات کو لکھ بھیجا، عمر مرغنی کو یقین نہوا۔ حسن مرغنی نے امیر حاجی کا وہ خط جو اس نے خوارزم شاہ کو ہرات پر قبضہ کرلینے کے لئے لکھا تھا بھیجدیا۔ دیکھتے ہی عمر مرغنی کی آنکھیں کھل گئیں، پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی فوراً امیر حاجی اور اسکے بھائی اور اسکے کل ساتھیوں کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا، خوارزم شاہ کی مدافعت پر خود کمربستہ ہوا (اس اثنا، میں الپ غازی ہمشیرہ زادہ غیاث الدین غوری لشکر لیکر آگیا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو گھیر لیا، رسد و غلہ کی آمد بند کردی) خوارزم شاہ نے اس خیال سے کہ حریف کی توجہ منقسم ہوجائے اپنی فوج کے ایک حصہ کو طالقان پر شبخون مارنے کو بھیجا، حسن بن خربک نے مدافعت کی، لڑائی ہوئی، خوارزم شاہ کی فوج کو شکست ملی۔ ساری فوج کٹ گئی ایک شخص بھی جانبر نہوا بعد اسکے غیاث الدین نے اپنے بھانجہ بوغانی کو غوری فوج کا افسر اعلی مقرر کرکے اہل ہرات کی کمک پر روانہ کیا، خوارزم شاہ محمد بن تکش کے لشکر کے قریب بوغانی نے مورچہ قائم کیا۔ جو راستہ رسد و غلہ کی آمد کے کھلے تھے انکو بھی بند کردیا۔ خوارزم شاہ پر اب عرصہ زمین تنگ ہوا چاہتا تھا کہ غیاث الدین بھی تھوڑی سی تازہ دم فوج لیکر آپہونچا، چونکہ غوریوں کے لشکر کا زیادہ حصہ ہند میں اسکے بھائی شہاب الدین کے رکاب میں تھا اور کچھ حصہ فوج کا غزنی کی محافظت پر تھا۔ اسوجہ سے خوارزم شاہ کی فوج پر پیشقدمی نہ کی، چالیس روز محاصرہ کو گذر چکے تھے، خوارزم شاہ کو یہ خبر مل چکی تھی کہ طالقان کی جنگ میں خوارزمیوں کو شکست ہوئی ہے، کوئی بھی جاں برنہیں ہوا، شہاب الدین بھی ہندوستان سے غزنی آرہا ہے، گھبرا گیا، لینے کے دینے پڑگئے اس خوف سے کہ مبادا میں ایسے محاصرہ میں نہ ہو

Marfat.com

جاؤں کہ جس سے خلاصی غیر ممکن ہو۔ ہرات کا محاصرہ اٹھا لیا اور عمر مرغنی سے صلح کر کے مرو چلا آیا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۹۸ھ کا ہے۔

بعد اسکے شہاب الدین ہندوستان سے واپس ہو کر غزنی پہونچا۔ خوارزم شاہ نے جو کچھ دست درازی خراسان میں کی تھی اس سے مطلع ہوا، فوجیں آراستہ کر کے غزنی سے بلخ آیا، بلخ سے بقصد جنگ خوارزم شاہ بامیان پہونچا، اسکے پیرول سے خوارزم شاہ کا مرو میں مڈبھیڑ ہو گیا۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے، جانبین کے بہت سے آدمی کام آگئے، خوارزم شاہ نے مرو چھوڑ دیا، خوارزم کا راستہ اختیار کیا، امیر سنجر والی نیشاپور کو اس الزام میں کہ اس نے غیاث الدین سے سازش کر لی ہے قتل کر ڈالا۔

خوارزم شاہ کی ہزیمت کے بعد شہاب الدین طوس چلا آیا اور اس قصد سے کہ ایام سرما گزر جانے پر خوارزم پر یلغار کیا جاے کا قیام کر دیا۔ اس اثنار میں یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ غیاث الدین (اسکے بھائی) کا انتقال ہو گیا ہے طوس سے ہرات واپس آیا، خوارزم پر حملہ کی عزیمت فسخ کر دی، مرو کی حکومت پر محمد بن خربک کو مامور کیا۔ خوارزمی سرداروں کی ایک جماعت ۵۹۹ھ میں مرو پر حملہ آور ہوئی[1] ..... محمد بن خربک نے ان پر شبخوں مارا، معدوے چند جاں بر ہوئے، خوارزم شاہ کو اسکی خبر لگی غصہ سے کانپ اٹھا، منصور ترکی کو ایک عظیم فوج کے ساتھ محمد بن خربک کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا، مرو سے دس کوس کے فاصلہ پر دونوں حریف نے صف آرائی کی، نہایت سخت لڑائی ہوئی، خوارزمیوں نے غوری فوج کو شکست دی۔ پسپا ہو کر مرو میں داخل ہو گئی۔ شہر پناہ کے دروازہ بند کر لئے۔ خوارزمی لشکر نے محاصرہ ڈالدیا۔ پندرہ روز کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصور غوریوں نے اس کی درخواست کی خوارزمیوں نے امن دینے اور قتل نہ کرنے کا حلف اٹھایا۔ محصور غوریوں نے شہر پناہ کے دروازے کھول دے۔ خوارزمیوں نے سبھوں کو مار ڈالا۔

[1] بیاض ہا الاصل

Marfat.com

شہاب الدین کو اس خبر سے نہایت صدمہ ہوا مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ خوارزم شاہ سے صلح کا نامہ و پیام کیا لیکن انجام پذیر نہوا، ہرات کی حکومت پر اپنے ہمشیرزادہ بوغانی کو، فیروزکوہ بلاد غور اور صوبجات خراسان کی حکومت پر ملک علاء الدین بن ابی علی غوری کو مامور کرکے ۵۹۹ھ میں غزنی واپس آیا۔ اور غزنی سے ہندوستان پر جہاد کرنے کی غرض سے لاہور روانہ ہوا

شہاب الدین کی واپسی کے بعد خوارزم شاہ نے ۶۰۰ھ کے نصف میں ہرات پر پھر فوج کشی کی۔ بوغانی ہمشیرہ زادہ شہاب الدین نے مدافعت پر کمر باندھی، آخری شعبان سنہ مذکور تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم اور جاری رہا۔ ایک گروہ کثیر دونوں جانب کا کام آگیا۔ نامی نامی سرداروں کی زندگی کا خاتمہ ہوگیا لیکن لڑائی کا سلسلہ کسی طرح ختم ہی نہوتا تھا۔ حسن بن حرمیل، خوزستان میں تھا جہاں پر اسکی جاگیر تھی خوارزم شاہ کو دھوکہ اور فریب دہی کی غرض سے پیام دیا کہ "آپ ایک فوج خراسان بھیجدیجئے میں شہاب الدین کا خزانہ اور ہاتھی، ان کو حوالہ کردوں" خوارزم شاہ کو طمع دامنگیر ہوئی، ایک ہزار سوار جسمیں نامی نامی سردار تھے خوزستان روانہ کیا، حسن بن حرمیل اور حسین بن محمد مرغنی نے غفلت کی حالت میں خوارزم شاہ کی بھیجی ہوئی فوج پر حملہ کردیا۔ معدودے چند جانبر ہوئے، خوارزم شاہ کو اسکی خبر لگی، خود کردہ پر بیحد پشیمان ہوا، لیکن پشیمانی سے کچھ نفع نہ ہوا، بوغانی والی ہرات کے پاس پیام بھیجا "اگر تم میری شاہی تسلیم کرلو تو میں تمکو اور کل اہل ہرات کو امان دیتا ہوں اور ابھی محاصرہ اٹھا کر چلا جاتا ہوں"، بوغانی نے کچھ جواب نہ دیا، بعد اسکے اتفاق سے بوغانی علیل ہوگیا، اس خوف سے کہ مبادا شدت مرض کی وجہ سے حریف کی مدافعت نہ کرسکے اور حریف شہر پر قبضہ کرلے خوارزم شاہ کی خدمت میں شرائط مذکورہ کی منظوری کا پیام بھیجا اور خوارزم شاہ سے امان دینے کا حلف لیکر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔

ہدایا، وتحائف روانہ کئے اور خود نیازمندی واطاعت کے اظہار کی غرض سے خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کو سوار ہو کر چلا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں نہ پہونچنے پایا تھا کہ داعی اجل پہونچ گیا، جان بحق تسلیم کر دی، خوارزم شاہ نے محاصرہ اٹھا لیا منجنیقوں کو جلا کر سرخس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔

شہاب الدین کی ہندوستان سے واپسی، خوارزم شاہ کا محاصرہ، ترکان خطا سے ہزیمت

جسوقت شہاب الدین کو اس امر کی اطلاع پہونچی کہ خوارزم شاہ نے ہرات کا محاصرہ کر لیا ہے، اسکا گورنر ہرات امیر بوغانی جو اسکا بھانجہ تھا مر گیا ہے ہندوستان سے مراجعت کر دی، کوچ و قیام کرتا خوارزم کی طرف روانہ ہوا۔ خوارزم شاہ، سرخس سے مرو چلا آیا تھا اور مرو کے باہر قیام پذیر تھا۔ شہاب الدین کی آمد کی خبر پاکر نہایت تیزی سے طے مسافت کر کے شہاب الدین کے پہونچنے سے پہلے خوارزم پہونچ گیا۔ ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی خندقوں کو پانی سے بھر دیا، اتنے میں شہاب الدین پہونچا، ہر طرف سے راستہ بند تھا شہر کے اردگرد کی خندقوں میں پانی بھرا تھا، خوارزم تک پہونچنا دشوار ہو گیا۔ راستہ کی درستی میں مصروف ہوا۔ چالیس دن ٹھہرا ہوا راستہ درست کرتا رہا۔ بہزار خرابی و دقت بسیار خوارزم پہونچا، ایک دوسرے سے بھڑ گیا، سخت لڑائی ہوئی، دونوں طرف سے ایک گروہ کثیر کام آگیا۔ نامی نامی سردار مارے گئے۔ حسن مرغنی غوری بھی اسی لڑائی مارا گیا، سرداران خوارزم کی ایک جماعت گرفتار ہو گئی، جس کو شہاب الدین نے قتل کرا دیا۔

خوارزم شاہ نے ترکان خطا سے جو اسوقت ماوراالنہر کے حکمران تھے شہاب الدین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی چنانچہ ترکان خطا نے غوری شہروں پر یلغار کر دیا۔ شہاب الدین کو اسکی خبر لگی۔ خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر ترکان خطا کے روک تھام کو چلا۔ اندخوئی کے صحاریں مڈبھیڑ ہو گئی (یہ واقعہ اوایل ماہ صفر ۶۰۱ھ کا ہے) پہلی لڑائی

میں شہاب الدین کو کامیابی ہوئی، بیشمار کفار مارے گئے۔ اور بہتیرے قید کرلئے گئے، دوسرے دن کی لڑائی میں شہاب الدین کا لشکر ترکان خطا سے مرعوب ہو کر بھاگ نکلا، شہاب الدین معدودے چند جاں نثاروں کے ساتھ میدان جنگ میں لڑتا رہا۔ بالآخر یہ بھی کامیابی سے ناامید ہو کر اندخوئی میں داخل ہوگیا، ترکان خطا نے چاروں طرف سے گھیر لیا، شہاب نے نامہ و پیام بھیجکر مصالحت کر لی، اور طالقان چلا گیا، اس وقت اسکے ساتھ صرف سات آدمی تھے۔ خزانہ، مال اور اسباب لٹ گیا تھا۔

اس واقعہ سے سارے ملک میں شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہوگئی، حسن بن خرمیل والی طالقان نے شہاب الدین کی وہی عزت کی جو اسکے شایان شان تھی اور اسی نیازمندی سے ملا جیسا کہ اسکو ملنا چاہئے تھا۔ سارے تکلیفیں دور کرکے کل ضروریات مہیا کردیں، شہاب الدین چندے آرام کرکے غزنی روانہ ہوا، بوقت روانگی حسن بن خرمیل کو اس خیال سے کہ بیداد خوارزم شاہ سے نہ بلجائے اور اسکا مطیع نہو جائے اپنے ساتھ لیا اور امیر حاجب کا عہدہ عنایت کیا۔

شہاب الدین کے مرنے کی خبر سے امرار اور سرداران غوریہ میں بیحد اختلاف پیدا ہوگیا مفسدہ پردازوں کی بن آئی ہر چہار طرف ایک ہنگامہ برپا ہوگیا جیسا کہ ہم اوپر بلوک غوریہ کے حالات کے سلسلہ میں تحریر کر آئے ہیں۔ شہاب الدین نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے غزنی اور ہندوستان کی مخالفتوں اور ہنگاموں کو فرو کیا اور خوارزم شاہ کی گوشمالی کو دوبار متوجہ ہوا+

+ منجملہ اون ہنگاموں کے جو شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہونے سے رونما ہوئے تھے ایک یہ تھا کہ تاج الدین دز (شہاب الدین کا زرخرید غلام) نے قلعہ غزنی کی طرف قدم بڑھایا، قلعہ دار نے مدافعت کی، پسپا ہو کر اپنے جائے قیام پر واپس آیا لوٹ مار اور غارتگری شروع کردی، شہاب الدین کو غزنی میں پہونچکر تاج الدین دز کی دست درازی کی خبر ملی۔ آگ بگولا ہوگیا، گرفتار [بقیہ صفحہ ۲۸۴

Marfat.com

ترکان خطا کے مقابلہ میں شہاب الدین کی ہزیمت کا ایک سبب اور بھی تھا جس کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جس وقت شہاب الدین خوارزم سے ترکوں کی سرکوبی کو چلا۔ اثنار راہ میں ایک ایسا درّہ پڑ گیا کہ جہاں پر پانی کا کیا تو نام و نشان نہ تھا یا کہیں کہیں پر پانی تھا تو نہایت قلیل تھا۔ اسوجہ سے شہاب الدین نے اپنی فوج کی متعدد ٹکڑیاں کر کے درّہ سے روانہ کیا۔ ترکان خطا راستہ کی اہمیت سے واقف تھے درہ کے دوسرے سرے پر کھڑے ہو گئے جیوں جیوں شہاب الدین کا لشکر متفرق طور پر آتا گیا موت کے گھاٹ اوتارتے گئے، اور جو جانبر ہو جاتا تھا۔ وہ غزنی بھاگ جاتا تھا۔ لوٹ کر شہاب الدین کے پاس نہ آسکتا تھا لہذا ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہوئی آخر میں شہاب الدین ساقہ کے ساتھ اس درّہ سے ہو کر گزرا، ترکان خطا بلا سے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے۔ چار روز تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی، شہاب الدین نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ پانچویں روز والی سمرقند نے جو مسلمان تھا لیکن ترکان خطا کا مطیع تھا اور انہیں کے لشکر میں تھا پوشیدہ طور پر شہاب الدین کو پیام دیا کہ "جب تک ترکان خطا آپ سے مرعوب نہ ہوں گے جنگ سے باز نہ آئینگے انکے

بقیہ صفحہ ۲۸۳ کر کے قتل کا قصد کیا، کل خادموں نے سفارش کی، بچ گیا، لیکن اور مفسدوں کو چن چن کر قتل کیا۔ دوسرا ہنگامہ قابل ذکر یہ تھا کہ ایک غلام ایبک بال ترنامی، معرکہ جنگ سے بچکر ہندوستان پہونچا، ملتان میں داخل ہو کر سلطان شہاب الدین کے گورنر کو بحالت غفلت قتل کر کے شہر کا حاکم بن بیٹھا، اور یہ ظاہر کیا کہ "سلطان شہاب الدین معرکہ میں کام آگیا اب میں بادشاہ ہوں"، چنانچہ شاہی مال و اسباب اور خزانہ پر قبضہ کر لیا، رعایا کے ساتھ بیحد مظالم کئے۔ عمر بن نیزان نامی ایک ملحد شخص اسکا مشیر تھا وہی کل بد افعالیوں اور مظالم کا محرک ہوتا تھا۔ شہاب الدین نے ہندوستان میں پہونچکر ان لوگوں کا بھی استیصال کیا۔ یہ واقعہ جمادی الاخرہ سنہ ۶۰۱ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۱۰ مطبوعہ لیدن

Marfat.com

مرعوب کرنے کی یہ تدبیر کیجئے کہ اپنے لشکر کے ایک حصہ کو آج شب میں کسی طرف بھیجدیجئے، صبح کو سواران لشکر گھوڑے اوڑاتے ہوئے میدان جنگ میں متعدد ٹکریوں کی صورت میں مختلف راستوں سے آجاویں، میں ان دشمنان اسلام کو یہ پٹی دونگا کہ شہاب الدین کی کمک پر تازہ دم فوج آگئی ہے۔ اب تمہاری خیر نہیں ہے مناسب ہے کہ صلح کرلو، چنانچہ شہاب الدین نے ایسا ہی کیا اور والی سمرقند نے ترکان خطا کو دھمکایا، ڈرایا۔ ترکان خطا مصالحت پر راضی ہوگئے۔ باہم صلح ہوگئی شہاب الدین کو اس ہوش ربا جانگداز واقعہ سے نجات مل گئی۔ یہ واقعہ ۶۰۱ھ کا ہے اسکے بعد ہی شہاب الدین نے وفات پائی۔

خوارزم شاہ کا بلاد غوریہ خراسان پر قبضہ

ہرات (خراسان) کا گورنر شہاب الدین غوری کی طرف سے حسن بن خرمیل تھا۔ جب شہاب الدین غوری ماہ رمضان ۶۰۲ھ میں شہید ہوگیا اور عنان حکومت غیاث الدین محمود بن غیاث الدین (برادر شہاب الدین) نے اپنے ہاتھ میں لی، بلاد غوریہ کو علاء الدین محمد بن ابو علی کے قبضہ سے نکال لیا۔ حسن بن خرمیل ان واقعات سے مطلع ہوا۔ سرداران اور رؤسار ہرات کا جنمیں قاضی شہر بھی تھا ایک جلسہ کیا۔ بظاہر ان لوگوں سے خوارزم شاہ کی مخالفت اور جنگ کی قسمیں لیں اور پوشیدہ طور سے خوارزم شاہ سے سازش کرلی، غوریوں کی روک تھام کی غرض سے خوارزمی لشکر کو بھیجنے کی درخواست کی، اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیجدیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے نیشاپور سے فوجیں ہرات روانہ کیں اور امیر لشکر کو ہدایت کی کہ حسن بن خرمیل کے اشارہ و حکم پر عمل پیرا ہونا۔ غیاث الدین محمود ان واقعات کے اثنار میں حسن ابن خرمیل کو اپنے علم حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کو لکھ رہا تھا۔ چونکہ حسن بن خرمیل نے خوارزم شاہ سے سازش کرلی تھی حیلہ و حوالہ ٹال رہا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس سازش کی اطلاع غیاث الدین

محمود کو ہوگئی۔ سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا حسن بن حرمیل کو ہوش میں لانے کی غرض سے فوج کشی کردی۔ حسن ابن حرمیل کو اسکی خبر لگی سرداران لشکر اور رؤسا شہر سے مشورہ کیا علی ابن عبدالخالق مدرس نظامیہ ناظر اوقاف نے رائے دی "مناسب یہ ہے کہ آپ غیاث الدین محمود کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دیجئے، دھوکہ و فریب چھوڑ دیجئے" حسن بن حرمیل نے جواب دیا مجھے اندیشہ ہے کہ غیاث الدین محمود کوئی کارروائی میرے خلاف نہ کردے لہذا آپ شاہی دربار میں حاضر ہوکر میری طرف سے بادشاہ سلامت کو اطمینان دیدیجئے" علی ابن عبدالخالق تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کسی طرح ہرات سے نکل کر غیاث الدین محمد کے پاس چلا جاے، فوراً سامان سفر درست کرکے روانہ ہوگیا۔ غیاث الدین محمود کو اصل واقعہ سے مطلع کردیا۔

غیاث الدین محمود نے اپنے گورنر مرو کو بلا بھیجا، گورنر نے حاضری میں توقف کیا، اہل مرو بگڑ گئے، علانیہ کہہ بیٹھے کہ اگر تم غیاث الدین محمود کی اطاعت سے باہر ہوتے ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ نہیں ہیں، تمکو غیاث الدین محمود کے حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے، گورنر مرو بادل ناخواستہ دربار شاہی میں حاضر ہوا، غیاث الدین محمود نے خلعت عنایت کی، جاگیر دی، بعد اسکے گورنر طالقان "ابران بن قیصر" کو طلبی کا فرمان روانہ کیا، اس نے بھی حاضری سے انکار کیا، غیاث الدین نے طالقان کی حکومت اپنے باپ کے غلام "سونج" معروف بہ امیر شکار کو عنایت کی، حسن ابن حرمیل کو قطع حجت کے خیال سے ابن زیاد کی معرفت خلعت روانہ کی۔ حکومت ہرات کی سند بھیجی، اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا، حسن بن حرمیل لطائف الحیل سے با انتظار لشکر خوارزم شاہ ایام گزاری کرنے لگا۔ تا اینکہ خوارزم شاہ کا لشکر نیشاپور سے آگیا۔ اسکے بعد ہی خوارزم شاہ بھی اپنے جاہ وحشم کے ساتھ آپہونچا، بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈال کر جنگ شروع کردی، حسن بن حرمیل کو خود کردہ پر پشیمانی ہوئی، سمجھ لیا کہ خوارزم شاہ کی نیت بخیر نہیں ہے، حسن

Marfat.com

بن حرمیل بڑا چالاک اور سیاست داں تھا۔ کسی ذریعہ سے خوارزمی لشکر کو یہ باور کرایا کہ "حسن بن حرمیل نے غیاث الدین محمود سے مصالحت کر لی ہے، مطیع ہو گیا ہے اور غیاث الدین محمود نے اسکو ہرات کی گورنری پر بحال رکھا ہے"، لشکر خوارزم اپنا ڈیرہ خیمہ اُٹھا کر خوارزم شاہ کے پاس چلا گیا۔ حسن بن حرمیل نے بہت سے ہدایا اور تحائف انہیں لشکریوں کی معرفت خوارزم شاہ کی خدمت میں روانہ کئے۔

غیاث الدین محمود یہ خبر پاکر کہ خوارزم شاہ کا لشکر ہرات آگیا ہے حسن ابن حرمیل کی جاگیریں، مال، اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا۔ اسکے ہواخواہوں اور سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ حسن ابن حرمیل نے بھی اس امر کو محسوس کر کے کہ اہل ہرات کا میلان غیاث الدین محمود کی جانب ہے بخوف بلوہ غیاث الدین محمود کی اطاعت کا اظہار کیا مگر یاں ہمہ جب اہل شہر کو یہ معلوم ہوا کہ غیاث الدین، حسن ابن حرمیل سے ناراض ہے اور اس نے اسکی جاگیر، مال، اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا ہے متفق ہو کر غیاث الدین کی خدمت میں عرضداشت بھیجی، شہر حوالہ کر دینے کا اقرار کیا۔ حسن ابن حرمیل اس سے اور نیز اپنی جاگیر وغیرہ ضبط ہو جانے کی خبر سے مطلع ہو کر روسا، شہر کو جمع کیا، خود کردہ پر پشیمانی ظاہر کی معافی چاہی اور یہ کہا کہ "میں نے خوارزم شاہ کے لشکر کو واپس کر دیا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرضداشت سلطان غیاث الدین محمود کی خدمت میں روانہ کروں، تم لوگ بھی میرے بیان کی تصدیق میں ایک عرضیہ بھیجدو" روسار شہر نے اس رائے کو پسند کیا۔ جیسا کہ حسن ابن حرمیل نے کہا اور چاہا۔ عرضداشت لکھ کر حسن ابن حرمیل کے قاصد کی معرفت روانہ کیا۔ حسن ابن حرمیل نے قاصد کو در پردہ ہدایت کر دی تھی کہ تم فیروز کوہ کی جانب روانہ ہو لیکن جب شب کی سیاہ چادر سے دن کی روشنی چھپ جائے تو دوسری راہ سے نیشاپور چلا جانا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو ہرات واپس لانا۔ چنانچہ قاصد نے ایسا ہی عمل درآمد کیا۔ چوتھے دن قاصد اور

خوارزم شاہ کا لشکر واپس آیا۔ حسن ابن خرمیل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ خوارزم شاہ کا لشکر نقارہ بجا تا شہر میں داخل ہو گیا حسن ابن خرمیل نے ابن زیاد فقیہ کو جو غیاث الدین محمود کی ہواخواہی میں زیادہ حصہ لے رہا تھا۔ گرفتار کر لیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں، قاضی صاعد کو شہر بدر کر دیا۔ حکومت غوری کے ہواخواہوں کو جلاوطنی کی سزا دی، بحال پریشان افتاں وخیزاں غیاث الدین محمود کی خدمت میں فیروزکوہ چلے گئے۔ شہر ہرات پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔

غیاث الدین محمود کو ان واقعات کی خبر لگی۔ فوراً ایک فوج بسرکردگی علی ابن ابو علی، حسن ابن خرمیل کی گوشمالی اور ہرات کو خوارزمی لشکر کے قبضہ سے نکال لینے کی غرض سے ہرات روانہ کی، امیر امیران والی طالقان بھی اس مہم میں تھا اور ہراول کا کمان افسر تھا۔ چونکہ غیاث الدین محمود نے اسکو معزول کر دیا تھا اسوجہ سے ناراض تھا، حسن ابن خرمیل سے سازش کر لی اور بوقت مقابلہ میدان جنگ چھوڑ دینے کا وعدہ کیا۔ حلف اٹھائی۔ چنانچہ حسن ابن خرمیل نے غیاث الدین محمود کے ہراول پر حملہ کیا۔ امیر امیران دو چار ہاتھ لڑ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ اسکا فرار ہونا تھا کہ غوریوں کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ بہت سے سرداران لشکر گرفتار کر لئے گئے۔

اس سازشی کامیابی کے بعد حسن بن خرمیل نے بادغیس وغیرہ مقبوضات غوریہ پر دست درازی شروع کی لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ غیاث الدین محمود بنفس نفیس ہرات کے سر کرنے پر تیار ہوا۔ لیکن غزنی کے مہم اور علاء الدین والی بامیان کی پیش قدمی نے روک دیا اور خوارزم شاہ نے صوبہ ہرات پر بلخ تک قبضہ کر لیا۔

خوارزم شاہ نے شہاب الدین کے مارے جانے کے بعد کل سرداران غوریہ کو جو زمانہ جنگ خوارزم میں گرفتار ہو گئے تھے رہا کر دیا اور انکو اختیار دیدیا، چاہیں تو

Marfat.com

خوارزم میں ٹھہریں اور اگر اپنی قوم و ملک میں جانا چاہیں تو چلے جائیں، محمد بن بشیر کو جو غوریوں کا سربرآوردہ شخص تھا خلعت دی، جاگیر دی۔ علاوہ اسکے اور غوریوں کو کافی زادراہ اور مال و اسباب عنایت کیا۔

بعد اسکے بلخ کی تسخیر پر اپنے بھائی علی شاہ کو مامور کیا، عمر بن حسین غوری مقابلہ پر آیا۔ مدافعت پر کمر باندھی، علی شاہ مجبوراً پیچھے ہٹا۔ بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا۔ اپنے بھائی خوارزم شاہ کو اسکی اطلاع کی، امداد کا خواستگار رہوا۔ چنانچہ خوارزم شاہ ماہ ذی قعدہ ۶۱۲ھ میں بلخ کے سر کرنے کو روانہ ہوا بلخ پر پہونچکر محاصرہ ڈالا اور لڑائی شروع کر دی۔ والی بلخ، بہاء الدین والی بامیان کی اولاد کی امداد کے بھروسے اور انتظار میں اپنے حریف سے تیغ و سپر ہوتا رہا۔ چونکہ والی بامیان مہم غزنی میں مصروف تھا والی بلخ کی مدد نہ کر سکا۔ چالیس دن تک خوارزم شاہ محاصرہ ڈالے رہا لیکن ذرہ بھر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ محمد بن بشیر غوری کو عمر بن حسین غوری والی بلخ کے پاس پیام صلح لیکر بھیجا۔ مال و اسباب دینے کا وعدہ کیا شرط یہ لگائی کہ "ہماری شاہی کا اقتدار تسلیم کر لو"، والی بلخ بڑے کلے ٹھلے کا تھا۔ ٹکا سا جواب دیدیا خوارزم شاہ نے ہرات واپس جانے کا عزم کیا۔ ہنوز روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر مشہور ہوگئی کہ بہاء الدین والی بامیان کی اولاد کو جو غزنی کو سر کرکے گئی تھی تاج الدین دزنے گرفتار کر لیا۔ خوارزم شاہ نے محمد بن بشیر غوری کو دوبارہ والی بلخ کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ جس کے بھروسہ پر تم پھولے تھے وہ تو گرفتار ہو گیا ہے اب تمہارے لئے مناسب یہ ہے کہ تم میری شاہی کا اقتدار تسلیم کر لو اور مطیع ہو جاؤ، والی بلخ نے بادل ناخواستہ خوارزم شاہ کے عالم حکومت کے آگے اطاعت کی گردن جھکا دی، خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا اقرار کیا۔ خوارزمی دربار میں اظہار اطاعت کی غرض سے نیازمندانہ حاضر ہوا، خوارزم شاہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ خلعت دیکر بلخ کی حکومت پر بحال رکھا۔

Marfat.com

یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۰۳ھ کا ہے۔

بعد اسکے خوارزم شاہ نے جورجان پر یلغار کیا۔ علی ابن ابوعلی نے شہر حوالہ کر دیا۔ چونکہ جورجان، ابن حرمیل کی جاگیر میں تھا اسوجہ سے خوارزم شاہ نے اسکی عنان حکومت ابن حرمیل کو عنایت کی۔

علی ابن ابوعلی شہر حوالہ کرنے کے بعد فیروزکوہ چلا گیا۔ غیاث الدین والی فیروزکوہ نے اس بزدلی اور پست ہمتی پر کہ علی ابن ابوعلی نے بلا کسی مزاحمت کے غنیم کو شہر حوالہ کر دیا قتل کا حکم دیا۔ لیکن امراء و ارکین دولت کی سفارش سے علی ابن ابوعلی کی جان بچ گئی۔

خوارزم شاہ نے جورجان پر قبضہ کرکے عمر بن حسین والی بلخ کو بلخ سے بلا بھیجا اور جب وہ خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو گرفتار کرکے پابزنجیر خوارزم روانہ کر دیا اور خود بلخ پر پہونچکر قابض ہو گیا اور جعفر ترکی کو اپنا نائب مقرر کیا۔

خوارزم کا ترمذ پر قبضہ اور ترکان خطا کو حوالہ کرنا

خوارزم شاہ نے بلخ پر قبضہ کرکے ترمذ کی طرف عنان عزیمت اٹھائی۔ اندنوں عماد الدین (عمر بن حسین والی بلخ کا لڑکا) ترمذ پر حکمرانی کر رہا تھا۔ خوارزم شاہ نے محمد بن علی بن بشیر کو عماد الدین کے پاس بھیجا اور یہ کہلایا "تمہارا باپ (عمر بن حسین) میرے خاص الخاص امراء میں داخل ہو گیا ہے۔ اسکا شمار میرے اکابرین دولت میں ہے اس نے لطیب خاطر مجھے بلخ سپرد کیا ہے، میں نے اسکو خوارزم کسی اور وجہ سے نہیں روانہ کیا۔ بلکہ اس سے میرا مقصود یہ ہے کہ اہل خوارزم پر بھی اسکی عزت و توقیر کا اظہار ہو جائے۔ تم میرے بھائی ہو۔ ترمذ کی کیا حقیقت ہے میں تمکو بہت بڑا صوبہ بطور جاگیر دونگا۔ تم میرے پاس نیازمندانہ حاضر تو ہو جاؤ" والی ترمذ نے اس امر کو محسوس کرکے کہ ایک طرف سے خوارزم شاہ محاصرہ ڈالے ہے، دوسری جانب ترکان خطا کا ٹڈی دل لشکر پڑا ہے اور جو میرے حامی مددگار (ملوک بامیان) تھے وہ غزنی میں قید ہو گئے ہیں امن کی درخواست کی

اور خوارزم شاہ سے امن دینے کا حلف لیکر ترمذ حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ترکان خطا کو دیدیا یہ سب اسوقت تک حالت کفر میں تھے۔

خوارزم شاہ نے بظاہر یہ فعل نہایت قبیح کیا لیکن اسکے پردہ میں یہ راز مستور تھا کہ ترمذ پر ترکان خطا کو قبضہ دیدینے سے ملک خراسان کا سر کرنا آسان ہو جائے گا اور ملک خراسان کو سر کرنے کے بعد ترکان خطا کو انکے ملک سے نکال باہر کرنا آسان ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اسوقت لوگوں پر یہ عیاں ہو گیا کہ خوارزم شاہ نے ترکان خطا کو ترمذ براہ مکر و فریب حوالہ کیا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

خوارزم شاہ کا طالقان پر قبضہ

خوارزم شاہ نے ترمذ پر قبضہ حاصل کر کے طالقان کا قصد کیا۔ طالقان کی عنان حکومت سونج امیر اشکار کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ غیاث الدین محمود کا یہ گورنر تھا۔ خوارزم شاہ نے اپنے علم حکومت کا مطیع ہونے کا پیام بھیجا سونج نے انکاری جواب دیا، فوجیں مرتب کر کے میدان جنگ میں آگیا۔ جسوقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا سونج گھوڑے سے اوتر پڑا، آلات حرب پھینک دیئے، زمین بوسی کی رسم ادا کی۔ دست بستہ عفو تقصیر کی درخواست کی، خوارزم شاہ یہ خیال کر کے کہ شاید سونج مخمور ہے ذرہ بھر متوجہ نہوا، طالقان میں داخل ہو کر جو کچھ مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو طالقان کا حکمران بنایا۔

بعد اسکے خوارزم شاہ نے قلعہ جات کالوین اور مہوار پر دھاوا کیا۔ حسام الدین علی بن علی حاکم قلعہ جات مذکورہ خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ خوارزم شاہ مجبوراً پیچھے ہٹا۔ اور اس مہم سے دست کش ہو کر ہرات چلا گیا۔

خوارزم شاہ نے ہرات کے باہر پڑاؤ کیا۔ غیاث الدین کا ایلچی قیمتی قیمتی ہدایا اور تحایف لیکر حاضر ہوا۔ اس سے لوگوں کو سخت تعجب ہوا

Marfat.com

ابن حرمیل خوارزمی لشکر لئے اسفراین پہونچا۔ ماہ صفر ۶۰۳ھ میں امان وصلح کے ساتھ مفتوح کر لیا، حرب بن محمد بن ابراہیم والی سجستان کو خوارزم شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام دیا (حرب بن محمد، خلف کی اولاد سے تھا، جو ابن سبکتگین کے زمانہ حکومت میں سجستان کی عنان حکومت اسکے قبضہ میں آئی تھی) حرب نے حیلہ وحوالہ سے ٹالنا شروع کیا۔ صاف جواب نہ دیا۔

خوارزم شاہ کے زمانہ قیام ہرات میں قاضی صاعد بن فضل خوارزم شاہ کے دربار میں باریاب ہوا اسکو ابن حرمیل نے سال گذشتہ میں ہرات سے نکال دیا تھا غیاث الدین کی خدمت میں چلا گیا تھا۔ ایک سال بعد واپس آیا۔ ابن حرمیل نے خوارزم شاہ سے جڑ دیا کہ یہ غوریوں سے ملا ہوا ہے اور رجعت پسندوں کا سرگروہ ہے، خوارزم شاہ نے گرفتار کر کے قلعہ زوزن میں قید کر دیا۔ صفی ابوبکر بن محمد سرخسی کو عہدۂ قضا پر مقرر کیا، صفی ابوبکر بن محمد سرخسی ہرات کے عہدۂ قضا پر قاضی صاعد اور اس کے لڑکوں کی طرف سے بطور نائب کے مامور تھا۔

مازندران اور اسکے صوبہ پر خوارزم شاہ کا قبضہ

حسام الدین اردشیر والی مازندران کے انتقال پر اسکا بڑا لڑکا کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اپنے منجھلے بھائی کو نکال دیا۔ اسکو کچھ سوجھ نہ پڑی، سیدھا جرجان چلا گیا۔ جرجان میں ملک علی شاہ اپنے بھائی خوارزم شاہ بن تکش کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ امداد کی درخواست کی، اپنے بڑے بھائی کے مظالم کی شکایت کی، ملک علی شاہ نے اپنے بھائی خوارزم شاہ کو کل واقعات لکھ بھیجے۔ خوارزم شاہ نے مازندران پر فوج کشی کی اجازت دیدی۔ چنانچہ ملک علی شاہ ۶۰۳ھ میں جرجان سے بغرض تسخیر مازندران روانہ ہوا۔ اس زمانہ میں حسام الدین اردشیر کا بڑا لڑکا جس نے اپنے منجھلے بھائی کو نکال دیا تھا مر گیا تھا اور اسکا چھوٹا بھائی مازندران پر حکومت کر رہا

Marfat.com

تھا۔ ملک علی شاہ کوچ وقیام کرتا مازندران پہونچا۔ والی مازندران کا منجھلا بھائی بھی ساتھ تھا غارتگری کا بازار گرم ہوگیا۔ قصبات، دیہات اور شہر تاراج ہوگئے۔ موجودہ والی مازندران قلعہ کورہ میں قلعہ نشین ہوگیا ملک علی شاہ نے کل شہروں مثلاً ساریہ اور آمل وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ملک علی شاہ، جرجان واپس آیا اور والی مازندران کا منجھلا لڑکا باستثناء قلعہ کورہ کل صوبہ مازندران پر زیر سایہ علم حکومت خوارزم شاہ حکومت کرنے لگا

خوارزم شاہ کا ماوراء النہر پر قبضہ ترکان خطا سے جنگ، گرفتاری اور رہائی

ہم ان واقعات کو کہ جسوقت سلطان سنجر بن ملک شاہ کو ہزیمت ہوئی تھی اور تاتاریوں نے ماوراء النہر پر قبضہ کرلیا تھا اوپر بیان کرآئے ہیں۔

ترکان خطا جنکو اب ہم تاتاری کے نام سے موسوم کرینگے ایک بادیہ نشین خانہ بدوش گروہ تھا جو شہروں میں سکونت اختیار نہیں کرتا تھا، بلکہ جنگل اور کھلے میدانوں میں خیموں میں قیام کرتا تھا! خیموں کو یہ لوگ خرگاہ کہتے تھے۔ آتش پرستی انکا مذہب تھا۔ یہ زیادہ تر اطراف اوزکند، بلاد ساغون اور کاشغر میں رہتے تھے۔

سلطان سمرقند و بخارا، ملوک خانیہ سے تھا۔ جنکے آباو اجداد مذہب اسلام سے مشرف ہوچکے تھے اور قدیم خاندان شاہی سے تھے۔ سلطان سمرقند و بخارا "خان خاناں" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا جسکے معنی "سلطان السلاطین" کے ہیں۔

تاتاریوں نے ماوراء النہر اور اکثر بلاد اسلامیہ پر خراج مقرر کرلیا تھا، آئے دن ایک نہ ایک مصیبت مسلمانوں پر تاتاریوں کے ہاتھوں نازل ہوا کرتی تھی سلطان سمرقند و بخارا کو یہ ناگوار گزرا، مسلمانوں کی ذلت اور بلاد اسلامیہ

Marfat.com

پر تاتاری کافروں کا غلبہ و تصرف ناپسند ہوا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں پیام بھیجا۔ تاتاریوں کے مظالم کی فریاد کی اور اس امر کا اقرار کیا کہ جسقدر خراج تاتاریوں کو ان صوبوں سے ملتا ہے اسیقدر آپ کو دیا جائے گا۔ مزید براں آپ ہی کا نام کا خطبہ پڑھا جائے اور سکہ مسکوک ہوگا۔ اس امر کے اطمینان کے لئے کہ آیندہ کسی قسم کا دھوکا نہ دیا جائے گا سمرقند اور بخارا کے مشہور امراء اور روساء کو خوارزم شاہ کی خدمت میں خلف لینے اور بطور ضمانت اسکی خدمت میں رہنے کو بھیجدیا۔ خوارزم شاہ کو اس سے اطمینان ہوگیا۔ فوج کو تیاری کا حکم دیا اور اپنے ممالک مقبوضہ کا اس طور پر انتظام کیا۔

اپنے بھائی علی شاہ کو علاوہ جرجان کے طبرستان پر مامور کیا، امیر کزلک خان کو جو اسکا ماموں اور دولت خوارزمی کا ایک سرپرآوردہ ممبر تھا نیشاپور کی حکومت عطا کی اور ایک بہت بڑی فوج اسکے رکاب میں متعین کی۔ امیر امین الدین ابوبکر کو شہر زوزن کی حفاظت پر مامور کیا (امیر امین الدین، مزدوری کا پیشہ کرتا تھا چلتا پرزہ ہوشیار تھا۔ ترقی کرتے کرتے گورنری کے عہدہ تک پہونچ گیا۔ ایسا وقار بڑھا کہ کرمان کا حکمران ہوگیا تھا) امیر جلدک کو شہر جام کی حفاظت پر مامور کیا، ہرات کی حکومت پر حسن بن حرمیل کو بدستور رکھا۔ ایک ہزار جنگ آوروں کو ہرات میں رہنے کا حکم دیا۔ مرو اور سرخس وغیرہما پر بھی ایک نائب مقرر کیا، غیاث الدین محمود سے مصالحت کرلی جسقدر بلاد غور اور کرمسین اسکے قبضہ میں تھے ان پر اسکے شاہی اقتدار کو تسلیم کرلیا۔

بعد اسکے اپنی فوج کو مجتمع کرکے خوارزم بھیجا۔ یہاں سے بھی ایک عظیم لشکر مرتب کرکے جیحوں کو عبور کیا۔ سلطان سمرقند اور بخارا سے ملا اور اپنے ساتھ لیکر تاتاریوں پر دھاوا کردیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ مدتوں سلسلہ جنگ جاری و قائم رہا۔

Marfat.com

کبھی تاتاری غالب آجاتے تھے اور گاہے خوارزم شاہ کو کامیابی حاصل ہوجاتی تھی۔ آخر کار مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی، خوارزم شاہ کو تاتاریوں نے گرفتار کرلیا لشکر اسلام بحال پریشان خوارزم واپس آیا۔ اور یہ خبر مشہور ہوگئی کہ خوارزم شاہ میدان جنگ میں کام آگیا۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ سارے ملک خراسان میں تلاطم پیدا ہوگیا۔ ہر ایک گورنر کو حکومت خودسری کا سودا ہوگیا۔

کزلک خاں والی نیشاپور، ہرات کا محاصرہ کئے تھا والی زوزن بھی شریک محاصرہ تھا۔ اس خبر بد کو سنکر محاصرہ اوٹھا لیا اور اپنے اپنے مقبوضہ بلاد واپس آئے

کزلک خاں والی نیشاپور نے نیشاپور میں پہونچکر نیشاپور کا شہر پناہ درست کرایا، کثرت سے فوجیں فراہم کیں، غلہ، سامان خورد و نوش اور آلات حرب بھی مجتمع کرکے حکومت خودسری کا اعلان کردیا۔

ملک علی شاہ برادر خوارزم شاہ طبرستان میں تھا۔ اسکا دماغ بھی آسمان پر چڑھ گیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ موقوف کرکے اپنے نام کو خطبہ میں داخل کرلیا اور بادشاہ بن بیٹھا۔

جسوقت تاتاریوں نے خوارزم شاہ کو گرفتار کیا تھا اسکے ساتھ ایک امیر کبیر ابن مسعود نامی بھی گرفتار ہوگیا تھا۔ ابن مسعود نے خوارزم شاہ کی قیدخانہ سے خلاصی کی یہ صورت نکالی کہ اس نے اپنے کو سلطان خوارزم شاہ ظاہر کیا اور خوارزم شاہ کو اپنا خادم،۔ تاتاری جس نے ان دونوں کو گرفتار کیا تھا اس دھوکا میں آگیا۔ چنانچہ ابن مسعود کو سلطان خوارزم شاہ سمجھکر شاہی اعزاز سے پیش آنے لگا بعد چند دنوں کے ابن مسعود نے جو سلطان خوارزم شاہ بنا ہوا تھا تاتاری سے کہا "خرچ کی تنگی ہے، تمہارا ہاتھ بھی خالی ہے اگر تم اجازت دو تو میں اپنے خادم کو خوارزم بھیجوں، اپنی خیرت سے اپنے اہل و

Marfat.com

عیال کو مطلع کروں اور روپیہ منگوا کر تمکو بھی دوں اور خود بھی روزانہ کی فاقہ مستی سے نجات پاؤں،، تاتاری اس چکمہ میں آگیا اجازت دیدی، ابن مسعود نے ایک خط لکھکر خوارزم شاہ کو دیا جو خادم بنا ہوا تھا اور خوارزم روانہ کر دیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا خوارزم شاہ، خوارزم پہونچا۔ اہل خوارزم نے بیحد خوشی منائی سارے ملک میں خوارزم شاہ کے آنے کا ڈھنڈھورا پٹ گیا۔

اراکین دولت نے خوارزم شاہ کو جو کچھ اسکے بھائی علی شاہ نے طبرستان میں اور کزلک خاں نے نیشاپور میں کیا تھا اس سے مطلع کیا، اُن دونوں کو بھی خوارزم شاہ کی قید تاتار سے نجات پانے اور بخیریت خوارزم آنے کی خبر ہوگئی پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ کزلک خاں عراق چلا گیا اور علی شاہ نے غیاث الدین محمود کی خدمت میں جاکر پناہ لی غیاث الدین محمود نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

خوارزم شاہ نے نیشاپور کی اصلاح کی جانب توجہ کی۔ خوارزم سے نیشاپور پہونچا شہر کی حالت پر نظر کرکے اپنی طرف سے ایک گورنر مقرر کیا۔ بعد اسکے ہرات گیا۔ اسوقت تک اسکا لشکر ہرات کا محاصرہ کئے تھا سرداران لشکر کو اس حسن خدمت پر کہ وہ گذشتہ واقعات سے متاثر نہیں ہوئے اور نہ انمیں کسی قسم کی تبدیلی واقع ہوئی انعامات دیئے۔ یہ واقعات ۶۱۴ھ کے ہیں۔

ابن حرمیل کا قتل، ہرات پر خوارزم شاہ کا قبضہ

خوارزم شاہ کا لشکر (جو ہرات میں ابن حرمیل کے پاس تھا) طرح طرح کی زیادتیاں کرنے لگا ابن حرمیل کو ان کے یہ افعال پسند نہ آئے۔ پس جسوقت خوارزم شاہ دریائے جیحوں عبور کرکے تاتاریوں سے تیغ دسپر ہوا، ابن حرمیل نے خوارزم شاہ کے سارے لشکر کو گرفتار کرکے قید کر دیا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں ان کے افعال و کردار ناشایستہ کی شکایت لکھ بھیجی اور معذرت کی، خوارزم شاہ کو ابن حرمیل کا یہ فعل ناگوار گذرا مصلحت وقت

Marfat.com

کے خیال سے ابن حرمیل کو لکھ بھیجا،، وہ جو کچھ تم نے کیا مناسب کیا اب تم میرے لشکر کو میرے پاس بھیجدو مجکو تاتاریوں کے مقابلہ میں اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ بجائے اسکے میں امیر جلدک بن طغرل والی جام کو تمہاری امداد پر جانے کو لکھتا ہوں امید ہے کہ عنقریب وہ تمہارے پاس پہونچ جاے،، پوشیدہ طور سے امیر جلدک کو ہدایت کی کہ جس طرح سے ممکن ہو ابن حرمیل نمک حرام کو گرفتار کرکے ہرات پر قبضہ کرلو۔ چنانچہ امیر جلدک دو ہزار سواروں کی جمعیت سے ہرات روانہ ہوا ہرات کی امارت پر امیر جلدک کے دانت پہلے سے لگے تھے۔ اسکا نائب سلطان سنجر کے عہد حکومت میں ہرات کا حاکم رہ چکا تھا۔ کوچ وقیام کرتا ہرات کے قریب پہونچا۔ ابن حرمیل نے روسا اور امرار ہرات کو استقبال کا حکم دیا۔ اور خود ان کے پیچھے بقصد استقبال روانہ ہوا وزیر السلطنت خواجہ صاحب نے ابن حرمیل کے اس فعل سے مخالفت کی۔ ابن حرمیل نے کچھ سماعت نہ کی۔ جوں ہی ابن حرمیل اور جلدک کا مقابلہ ہوا۔ ابن حرمیل آداب بجا لانے کو گھوڑے سے اوتر پڑا امیر جلدک کے سپاہیوں نے ابن حرمیل کو گھیر لیا۔ ابن حرمیل کا لشکر بھاگ نکلا۔ امیر جلدک کے سپاہیوں نے ابن حرمیل کو گرفتار کرلیا۔

ابن حرمیل کا لشکر شہر میں داخل ہوکر قلعہ بند ہوگیا وزیر السلطنت خواجہ صاحب نے شہر پناہ کے دروازے بند کرادیئے اور غیاث الدین محمود کی شاہی علم حکومت کی اطاعت کا اظہار کردیا۔ امیر جلدک نے محاصرہ ڈالدیا اور وزیر السلطنت کو شہر حوالہ نکرنے کی صورت میں ابن حرمیل کو مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ وزیر نے شہر حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ امیر جلدک نے ابن حرمیل کو پیش کیا۔ ابن حرمیل نے وزیر سے شہر حوالہ کرنے کو کہا۔ وزیر نے ابن حرمیل اور نیز امیر جلدک کو گالیاں دیں۔ بھلا برا کہا امیر جلدک نے جھلا کر ابن حرمیل کو اسکے سامنے ذبح کرڈالا۔

Marfat.com

خوارزم شاہ کی خدمت میں اسکی اطلاع دی خوارزم شاہ نے کزلک خان نائب السلطنت نیشاپور اور امین الدین ابو بکر نائب حکومت زوزن کو امیر جلدک کی کمک اور محاصرہ ہرات پر روانگی کا حکم دیا چنانچہ دس ہزار فوج کی جمعیت سے کزلک خاں اور امین الدین ابو بکر روانہ ہوا اور ہرات کا محاصرہ کیا۔ اسی اثنار میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی گرفتار کر لیا گیا۔ چندے تاتاریوں کی قید میں رہا۔ پھر اس سے کسی طرح نجات پاکر خوارزم پہونچا۔ پھر خوارزم سے نیشاپور پہونچا۔ نیشاپور سے نکل کر اس فوج میں پہونچا جو ہرات کا محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ سرداران لشکر کو انعام دیئے۔ انکی ثابت قدمی کی قدر کی۔

وزیر خواجہ اسوقت تک ہرات میں قلعہ بند تھا۔ چونکہ وزیر خواجہ، خوارزم شاہ کے سرداران لشکر سے برابر یہ کہتا آتا تھا کہ جسوقت خوارزم شاہ آجائینگے میں بلا تامل شہر خالی کردوں گا۔ اس بنار پر خوارزم شاہ نے وزیر کو شہر حوالہ کرنے کا پیام دیا۔ وزیر خواجہ نے سختی سے انکاری جواب دیا خوارزم شاہ نے محاصرہ میں سختی کی۔ اہل شہر شدت اور طول محاصرہ سے تنگ آگئے تھے۔ آپس میں اس مصیبت سے نجات پانے کی بابت گفت وشنود کرنے لگے۔ اسکی خبر وزیر خواجہ کو ہوگئی ایک دستہ فوج بھیجدیا جس نے جماعت کے سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے شہر میں ہلڑ مچ گیا۔ تمام شہر میں فتنہ وفساد برپا ہوگیا، وزیر خواجہ فتنہ وفساد فرو کرنے میں مصروف ہوا۔ اہل شہر نے خوارزم شاہ کو اس سے مطلع کر دیا۔ خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیدیا۔ اہل شہر نے شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا خوارزمی لشکر شہر میں گھس پڑا۔ جنگ وجدال کا بازار گرم ہوگیا۔ بزور تیغ شہر پر قبضہ کر لیا۔ وزیر خواجہ پابزنجیر خوارزم شاہ کی خدمت پیش کیا گیا۔ خوارزم

Marfat.com

شاہ نے قتل کا حکم دیدیا۔ مار ڈالا گیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ کا ہے۔ ہرات کی حکومت پر اپنے مامنوں امیر ملک کو مقرر کرکے خوارزم واپس آیا، ہرات کے مفتوح ہونے سے سارا خراسان قبضہ میں آگیا۔

خوارزم شاہ کا فیروزکوہ اور بلاد خراسان پر قبضہ

خوارزم شاہ نے خوارزم میں پہونچکر اپنے مامنوں امیر ملک گورنر ہرات کو فیروزکوہ دارالحکومت سلاطین غوریہ کے سرکرنے کا فرمان بھیجا۔ اسوقت فیروزکوہ کے تخت حکومت پر غیاث الدین محمود بن غیاث الدین رونق افروز تھا۔ خوارزم شاہ کا بھائی علی شاہ بھی فیروزکوہ میں غیاث الدین محمود کے یہاں پناہ گزیں اور مقیم تھا۔ چنانچہ امیر ملک فوج عظیم لیکر فیروزکوہ روانہ ہوا۔ غیاث الدین محمود اسکی آمد کی خبر پاکر گھبرا گیا۔ اظہار اطاعت کی غرض سے امیر ملک کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ امان کی درخواست کی۔ امیر ملک نے درخواست منظور کرلی غیاث الدین محمود اور علی شاہ برادر خوارزم شاہ امیر ملک سے ملنے آئے۔ امیر ملک نے دونوں کو گرفتار کرکے بار حیات سے سبکدوش کردیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ کا ہے۔

فیروزکوہ کے مفتوح ہوجانے سے خوارزم شاہ محمد بن تکش کا پورے ملک خراسان پر قبضہ ہوگیا اور سلطنت و حکومت غوریہ کا سلسلہ حکومت منقطع ہوگیا سلاطین غوریہ کی حکومت کا بڑی اور بہترین حکومتوں میں شمار تھا۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق

تاتاریوں کی ہزیمت

خراسان کے نظم ونسق سے فارغ ہوکر خوارزم شاہ نے تاتاریوں سے بدلہ لینے کا تہیہ کیا۔ فوجیں جمع کیں۔ اپنے ہمدرد اور معاون ایلیان سمرقند و بخارا کو ساتھ لیکر دریائے جیحوں عبور کیا۔ تاتاریوں کا ٹڈی دل بھی مقابلہ پر آیا۔ اسوقت تاتاریوں کا بادشاہ طانیکوہ نامی ایک شخص تھا۔ سو برس یا اس سے کم و زاید اسکی عمر تھی۔ نہایت تجربہ کار، جنگ آزمودہ نرم و گرم

Marfat.com

زمانہ دیکھے اور ہر لڑائی میں مظفر و منصور تھا ۶۰۰ھ میں دونوں حریف کا مڈبھیڑ ہوا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جسکی نظیر صفحہ تواریخ میں نظر نہیں آتی۔ بالآخر تاتاریوں کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ کثیر میدان جنگ میں کام آگیا، بیشمار گرفتار کرلئے گئے۔ تاتاریوں کا بادشاہ بھی پکڑ لیا گیا۔ خوارزم شاہ نے اسکی بیحد عزت کی۔ اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔

چنانچہ جنگ کے بعد خوارزم شاہ نے طائنکو وہ تاتاری بادشاہ کو خوارزم روانہ کردیا اور خود بدولت ماوراء النہر کی طرف دریا کی طرح بڑھا۔ یکے بعد دیگرے شہروں کو مفتوح کرتا اوزگند تک پہونچ گیا اوزگند میں اپنی طرف سے ایک شخص کو حکمراں مقرر کرکے خوارزم واپس آیا۔

خوارزم میں پہونچکر والی سمرقند سے اپنی بہن کا عقد کردیا اور اسکو بعزت و احترام سمرقند واپس جانے کی اجازت دی۔ اور جیسا کہ سمرقند میں تاتاریوں کے زمانہ میں تاتاریوں کی طرف سے ایک سیاسی افسر رہتا تھا اوسی طرح سے اپنی طرف سے ایک افسر کو مامور کیا واللہ یوید بنصرہ من یشاء۔

والی سمرقند کی بغاوت والی سمرقند نے اپنے مقر حکومت میں واپس آکر ایک برس تک نہایت وفاشعاری سے زندگی بسر کی۔ خوارزم شاہ کا سیاسی افسر معہ اپنی فوج کے سمرقند میں آزادگی سے رہا۔ ایک برس بعد والی سمرقند کو خوارزمیوں کی ہر ادا ناپسند ہونے لگی۔ انکی ہر بات ناگوار گزرنے لگی۔ اپنے فوجیوں اور رعایا کو خوارزمیوں کے قتل کا حکم دیدیا۔ ہر چہار طرف سے مار دھاڑ شروع ہوگئی۔ نہایت کم مدت میں خوارزمیوں کے وجود سے سمرقند پاک و صاف ہوگیا۔ والی سمرقند کو اسی پر اکتفا نہیں ہوا کمبخت اپنی بیوی (خوارزم شاہ کی بہن) کے قتل کے ارادہ سے محلسرا میں گھس پڑا۔ اس غریب نے دروازہ بند کرلیا۔ خوشامد

Marfat.com

کی، رحم اور جاں بخشی کی درخواست کی۔ بارے والی سمرقند کو رحم آگیا۔ چھوڑ دیا۔ ان زیادتیوں سے فارغ ہوکر بادشاہ تاتار کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا اور اعانت و امداد کا خواستگار رہا۔

ان واقعات کی اطلاع خوارزم شاہ کو ہوئی۔ آگ بگولا ہوگیا۔ حکم دیدیا کہ جسقدر سمرقند والے حکومت خوارزم کے حدود میں ہیں قتل کرڈالے جائیں۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر اس حکم کو منسوخ کیا اور فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے فوجیں روانہ کیں۔ سب کے آخر میں خود روانہ ہوا۔ دریائے جیحوں کو عبور کرکے سمرقند پر جا اوترا ہر چہار طرف سے گھیر کر جنگ شروع کردی۔ والی سمرقند شہر چھوڑ کر قلعہ نشین ہوگیا۔ شہر پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہوگیا قتل و غارت کا بازار گرم ہوگیا۔ تین روز تک قتل عام ہوتا رہا۔ تقریباً دو لاکھ تہ تیغ ہوئے۔ بعد اسکے خوارزم شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اسکو بھی بزور تیغ مفتوح کرلیا۔ والی سمرقند معہ اپنے چند اعزہ و اقارب قتل کردیا گیا۔ اسکے مارے جانے سے ملوک خانیہ کے آثار صفحہ دنیا سے نیست و نابود ہوگئے واللہ ولی النصر بمنہ وفضلہ

خوارزم شاہ نے سمرقند اور اسکے قلعہ کے سر ہونے کے بعد اپنے گورنروں کو کل صوبہ وراء النہر کے شہروں پر مامور کیا اور مظفر و منصور خوارزم واپس آیا۔

تاتاریوں کی پائمالی ہم اوپر بیان کرآئے ہیں کہ ترکوں کا ایک گروہ بلاد ترکستان اور کاشغر چلا گیا تھا اور وہ لوگ ماوراء النہر میں پھیل گئے تھے۔ ملوک خانیہ والیان ترکستان کی فوجی خدمت کو اپنے اعزاز کا باعث سمجھتے تھے۔ ارسلان خان محمد بن سلیمان بادشاہ ترکستان نے اونکو اپنے سرحدی بلاد متصلہ ملک چین کی حفاظت پر مامور کررکھا تھا انہیں مقامات پر انکی جاگیریں تھیں علاوہ براین انکے وظائف اور تنخواہیں بھی مقرر تھیں۔ اگر ان سے کوئی غلطی، فروگذاشت یا امن

عامہ میں خلل واقع ہوجاتا تھا تو ارسلان خان انکو موردِ عتاب بناتا، سزائیں دیتا اور لڑکران کو زیر کرتا تھا۔ لیکن بعد چند دنوں کے ترکوں نے ملوک خانیہ کے حدود مملکت میں رہنا پسند نہ کیا۔ غلامی کی زندگی سے نفرت پیدا ہوئی۔ اس کے ملک کو چھوڑکر دوسرے ملک کے تلاش میں نکل پڑے۔ چنانچہ بلاد ساغون میں جاکر قیام اختیار کیا۔

کوخان بادشاہ اعظم ترک نے چین سے ۵۲۶ھ میں خروج کیا۔ تاتاریوں کا یہ گروہ اسکے ساتھ ہوا۔ خان محمود بن محمد بن سلیمان بن داؤد بقراخان (ہمشیرہ زادہ سلطان سنجر) مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ کوخان نے اس کو ہزیمت دی۔ خان محمد نے اپنے ماموں سلطان سنجر سے کوخان کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ امداد کا خواستگار ہوا۔ سلطان سنجر نے ملوک خراسان اور عساکر اسلامیہ کو لیکر دریائے جیحوں عبور کیا، ماہ صفر ۵۳۲ھ میں بادشاہ چین کوخان اور اسکے ہمسایہ تاتاریوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ جسمیں ان لوگوں نے سلطان سنجر کو ہزیمت دی۔ سلطان سنجر کی بیگم گرفتار ہوگئی۔ کوخان نے اسکو بعزت و احترام سلطان سنجر کے پاس بھیجدیا، چینی ترکوں نے اس جنگ کے بعد بلاد ماوراءالنہر پر قبضہ کرلیا۔

بعد اسکے کوخان بادشاہ چین مرگیا۔ اسکی لڑکی تخت نشین ہوئی۔ زیادہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ مرگئی، اسکی ماں (زوجہ کوخان) اور اسکا بیٹا محمد تخت حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اس وقت سے ماوراءالنہر انہیں ترکوں کے قبضہ میں رہا تاآنکہ خوارزم شاہ علاءالدین محمد بن تکش نے ان سے چھین لیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کرآئے ہیں

قبل اس واقعہ کے ایک عظیم واقعہ پیش آیا تھا جسمیں تاتاریوں کی قوت اور جماعت فنا ہوگئی اور وہ یہ ہے کہ انہیں تاتاریوں کا ایک گروہ ترکستان کے پرلے حدود چین میں جاکر آباد ہوگیا تھا۔ اس گروہ کا سردار کشلی خاں نامی ایک شخص تھا

اس گروہ سے اور ان تاتاریوں سے جسکو بمقابلہ خوارزم شاہ ہزیمت ہوئی تھی بوجہ مجاورت جیساکہ اکثر ہوا کرتا ہے عداوت اور دشمنی چلی آرہی تھی۔ جب کشلی خاں اور اسکے گروہ کو تاتاریوں کی شکست کی خبر ملی۔ اپنی عداوت قدیمہ کے نکالنے اور اپنے دشمن قدیم کی کمزوری سے فایدہ اوٹھانے کو اوٹھ کھڑا ہوا۔ فوجیں فراہم کیں اور طوفان کی طرح سے بدبخت تاتاریوں کو زیر کرنے کو بڑھا۔ اِدھر تاتاریوں نے خوارزم شاہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ عفو تقصیر کی درخواست کی اور یہ پیام بھیجا کہ "اگر آپ ہماری اعانت سے ذرا بھی پہلوتہی کرینگے تو ہم لوگ کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ لہذا قبل اسکے کہ وہ ہمارے سروں پر پہونچکر ہمکو زیروزبر کریں آپ ہماری امداد پر تیار ہو جائیں"، اُدھر کشلی خاں بادشاہ ترک نے بھی مراسلہ بھیجا کہ "آپ ہم دونوں میں سے کسی ایک کی مدد نکریں۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آیندہ ہمارے اور آپ کی مصالحت رہے گی آپ ہم کو اور تاتاریوں کو بٹ لینے دیں"، خوارزم شاہ نے ہر دو فریق کو ایسا جواب دیا کہ ہر دو فریق کو خوارزم شاہ کی طرف سے اطمینان ہوگیا خوارزم شاہ اپنی فوجیں لئے رزمگاہ سے تھوڑے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالے رہا اور ایسا رویہ اختیار کیا کہ دونوں فریق اخیر تک یہی سمجھے رہے کہ خوارزم شاہ ہماری کمک پر آیا ہے۔ قصہ مختصر ترکوں اور تاتاریوں میں چھڑ گئی۔ تاتاریوں کو ہزیمت ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگ نکلے ترکوں نے قتل اور قید کرنا شروع کر دیا۔ خوارزم شاہ جو اسی وقت کا منتظر تھا ترکوں کے ساتھ ہوکر تاتاریوں پر ٹوٹ پڑا۔ جماعت کی جماعت کام آگئی۔ معدودے چند جاں بر ہوئے۔

فتحیابی کے بعد خوارزم شاہ نے کشلی خاں بادشاہ ترک کے پاس سفارت بھیجی اور اس امر کو ظاہر کیا کہ میری ہی امداد سے تاتاریوں کے مقابلہ میں کامیابی ہوئی

ہے کشلی خان نے اسکا اعتراف کیا اور شکر گذار ہوا، مدتوں دونوں میں مراسم اتحاد قایم رہے۔ ایک مدت کے بعد خوارزم شاہ اور کشلی خان سے تاتاریوں کے شہروں اور مال واسباب کی تقسیم میں جھگڑا ہو گیا۔ خوارزم شاہ اپنی کمزوری کو محسوس کر کے جنگ سے پہلوتہی کرتا تھا مگر موقع پاکر چوکتا نہ تھا اور کشلی خاں خوارزم شاہ کو ملامت کرتا اور بار بار یہی لکھتا تھا کہ یہ کام بادشاہوں کا نہیں ہے۔ چوروں اور بزدلوں کا کام ہے، بادشاہت کا دعویٰ ہے تو مقابلہ پر آؤ"، خوارزم شاہ اس تاؤ میں نہیں آتا اور موقع کو ہاتھ سے نہ دیتا تھا۔ اسی اثنا میں کشلی خاں نے کاشغر، بلاد ترکستان اور ساغون پر قبضہ کر لیا۔ کشلی خاں کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوارزم شاہ کو خطرہ پیدا ہوا اس خیال سے کہ ساش، فرغانہ، کاشان اور اسفیجاب پر بھی کشلی خاں قابض نہ ہو جاے ویران کر دیا۔ وہاں کے رہنے والوں کو بلاد اسلام میں لاکر آباد کیا۔ اس زمانہ میں یہ مقامات عمدہ ترین مقامات میں شمار کئے جاتے تھے۔ آباد تھے۔ سرسبز تھے۔ خوش منظر تھے۔ اللہ تعالےٰ کے شہروں میں ان سے زیادہ اچھا کوئی شہر نہ تھا۔

بعد اسکے ترکوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ان میں سے ایک گروہ کشلی خاں کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا۔ جو مغل کے نام سے موسوم تھا۔ اس گروہ کا سردار چنگیز خان تھا۔ کشلی خان انکی لڑائیوں میں مصروف ہو گیا نہر کو عبور کر کے خراسان چلا گیا اور خوارزم شاہ کو اوسکے حال پر چھوڑ گیا تا آنکہ اسکے واقعات جو کچھ ہوئے ان کو ہم آیندہ بیان کرینگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خوارزم شاہ کا کرمان مکران اور سندھ پر قبضہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خوارزم شاہ محمد بن تکش کے باپ کے امراء میں سے ایک امیر ابو بکر نامی تھا جسکو تاج الدین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ابتداً یہ بہت غریب آدمی تھا، اونٹوں کی محافظت اور

چرانے پر مامور تھا۔ قسمت نے یاوری کی خوارزم شاہ کی خدمت تک پہونچ گیا چلتا پرزہ اور ہوشیار تھا۔ ترقی کرکے سردار ہوگیا (سردار اس زمانہ میں پیشوائے مجاہدین کو کہتے تھے) کفایت شعار اور منتظم تھا خوارزم شاہ نے امارت کے عہدہ سے ممتاز کرکے قلعہ زوزن کا حاکم بنادیا ایک مرتبہ خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی "بلاد کرمان میرے مقبوضہ قلعہ سے ملا ہوا ہے اگر حضور والا میری اعانت پر آمادہ ہوں اور تھوڑی سی فوج میری موجودہ فوج پر اضافہ فرمادیں تو یہ خانہ زاد نہایت قلیل مدت میں کرمان پر قبضہ کرلے" خوارزم شاہ نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ایک فوج اسکے ساتھ ۶۱۲ھ میں کرمان روانہ کی۔

ان دنوں کرمان کا والی محمد بن حرب ابوالفضل تھا جو عہد حکومت سنجری میں سجستان کا گورنر رہا تھا۔ ابوبکر تاج الدین نے پہونچتے ہی نہایت کم مدت میں کرمان کو مفتوح کرلیا۔ بعد اسکے کرمان کے اطراف کو رفتہ رفتہ سر کرکے اپنے دائرہ حکومت کو سندھ تک بڑھالیا۔ سندھ کے مفتوح ہونے کے بعد ملک فارس کے شہروں میں سے شہر ہرمز پر جو کہ بحر فارس کے ساحل پر واقع ہے دھاوا کیا۔ شہر ہرمز کے والی کا نام ملنک تھا۔ ملنک نے اطاعت کی گردن جھکادی خوارزم شاہ کی شاہی اقتدار کو تسلیم کرلیا۔ ابوبکر تاج الدین نے بہت سا مال واسباب اس سے حاصل کرکے خوارزم شاہ کے دربار میں روانہ کیا۔

چونکہ ہرمز بہت بڑا بندرگاہ تھا۔ تجارتی جہاز کا مرکز تھا۔ اقصائے ہند، چین، یمن اور عمان وغیرہا کی کشتیاں یہاں آکر لنگر زن ہوتی تھیں اسوجہ سے بلاد مذکورہ کے حکمراں، والی ہرمز کے مطیع رہتے اور اسکی دوستی کو باعث فلاح وبہبودی سمجھتے تھے والی ہرمز کے مطیع ہوجانے سے ان بلاد کے بعض مقامات پر بھی خوارزم شاہ کے

Marfat.com

نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ لیکن حکمراں کیش اور والی ہرمز سے مخاصمت اور عداوت کا سلسلہ جیسا کہ اس سے پیشتر تھا ویسا ہی قائم رہا دونوں والیان ملک میں مدت دراز سے اَن بَن چلی آرہی تھی۔ دونوں میں سے کسی کی تجارتی کشتی حریف کے ساحل پر نہیں جاتی تھی؛ اور خوارزم شاہ، سمرقند کے اطراف میں اس خوف سے چکر لگا رہا تھا کہ کشلی خاں بادشاہ ترک مبادا قبضہ نہ کرلے

خوارزم شاہ کا غزنی اور اسکے صوبہ پر قبضہ

خوارزم شاہ نے بلاد خراسان اور بامیان وغیرہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد تاج الدین اور والی غزنی کو اپنے حلم حکومت کی اطاعت کا پیام بھیجا۔

تاج الدین دز بعد سلاطین غوریہ غزنی پر قابض ہوگیا تھا جیسا کہ تم سلاطین غوریہ کے حالات میں پڑھ آئے ہو۔ تاج الدین نے اپنے اراکین دولت کو مجتمع کرکے خوارزم شاہ کے پیام کو سنایا اور مشورہ طلب کیا امیر کبیر قطلغ تکین (سلطان شہاب الدین غوری کا غلام) اور اسکے کل ہمراہی ایک زبان ہوکر بولے "مناسب یہ ہے کہ آپ خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کرلیجئے، اس سے مقابلہ کی قوت ہم میں نہیں ہے۔ اسکے نام کا خطبہ پڑھئے اور سکہ مسکوک کرائے"، چنانچہ تاج الدین دز نے خوارزم شاہ کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ بھیجدیا۔ اسکے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور اس کے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔

بعد اسکے تاج الدین دز قطلغ تکین کو اپنا نائب بناکر شکار کھیلنے چلا گیا قطلغ تکین نے خوارزم شاہ کی خدمت میں پیام بھیجا "میدان خالی ہے۔ جلد تشریف لائے، اور غزنی پر قبضہ کرلیجئے"، چنانچہ خوارزم شاہ نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے غزنی پہونچ گیا۔ غزنی اور اسکے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ جسقدر غوری اور بالخصوص ترک ملے مار ڈالے گئے، تاج الدین دز کو اسکی اطلاع ہوئی۔ لاہور بھاگ گیا۔

Marfat.com

خوارزم شاہ نے غزنی پر قابض ہوکر قطلغ تگین کو حاضری کا حکم دیا۔ سخت و سست کہا اور اپنے آقا و رفیق کے ساتھ بیوفائی کرنے پر گالیاں دیں اور گرفتار کر لیا۔ چار سو غلام اور تیس اونٹ مال و اسباب جرمانہ میں وصول کر کے بارحیات سے سبکدوش کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۱۳ھ یا بروائت بعض ۶۱۲ھ کا ہے۔ اپنے بیٹے جلال الدین منکبرس کو غزنی کا حاکم مقرر کر کے خوارزم واپس آیا۔

خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ

۵۹۰ھ میں خوارزم شاہ محمد بن تکش نے الربا، ہمدان اور کل بلاد جبل کو قطلغ ایتانج بقیہ امرار سلجوقیہ سے لے لیا تھا۔ موید الدین ابن قصاب وزیر السلطنت خلیفہ ناصر لدین اللہ عباسی اس سے جھگڑ پڑا خوارزم شاہ نے اسکو دبا لیا اور قتل کر ڈالا جیسا کہ خلافت عباسیہ کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

بعد اسکے خوارزم شاہ محمد بن تکش دوسری مہم میں مشغول ہو گیا اور ان جھگڑوں سے جو ابن قصاب سے پیش آ گئے تھے غافل ہو گیا۔ تا آنکہ ۵۹۷ھ میں انتقال کر گیا بعد اسکے علاء الدین محمد بن تکش خوارزم شاہ کا لڑکا سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ سلاطین سلجوقیہ کے موالی میں سے پہلوان یکے بعد دیگرے کل بلاد جبل پر قابض ہوتا گیا۔ ازبک بن پہلوان نے سلاطین سلجوقیہ سے بدعہدی کی اور خوارزم شاہ کے علم حکومت کا مطیع ہو گیا۔ ان میں سے سب کے بعد جو حکمراں ہوا وہ اغماش (اغلمش) تھا۔ یہ ایک مدت تک علاء الدین محمد بن تکش خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھتا رہا بعد اسکے ایک باطنی نے اسکو مار ڈالا۔ ازبک بن محمد بن پہلوان کو ملک گیری کی طمع دامنگیر ہوئی اصفہان، رے، ہمدان اور کل جبل پر دانت لگایا، سعد بن زنگی والی فارس کو بھی جسکو سعد بن دکلا کے نام سے موسوم کرتے ہیں اپنے مقبوضہ ممالک پر حکومت خود سری کے اعلان کا شوق

چڑایا۔ چنانچہ اُزبک فوجیں مرتب کرکے صوبہ اصفہان کی جانب بڑھا اور اہل اصفہان کی موالات اور سازش سے قابض ہوگیا۔ رے، قزوین اور سمنان کو سعد زنگی نے دبالیا اس طوایف الملوکی کی خبر خوارزم شاہ کو سمرقند میں ملی۔ ملک گیری کی ہوس بڑھی فوجیں فراہم کرکے ۶۱۴ھ میں دھاوا کردیا اور ایک فوج ماوراالنہر اور ترکوں کی سرحد کی طرف روانہ کی۔ قومس میں پہونچکر بارہ ہزار سواروں کو لیکر فوج سے علیحدہ ہوگیا۔ اسکا مقدمۃ الجیش رے کے قریب پہونچ گیا۔ سعد زنگی رے کے باہر ایک میدان میں خیمہ ڈالے پڑا تھا۔ یہ خیال کرکے کہ یہ اہل رے کا لشکر ہے جو میری روک تھام کو آیا ہے سوار ہوکر لڑنے کو نکلا اور لڑائی چھیڑ دی لیکن جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ خوارزم شاہ کی یہ فوج ہے میدان جنگ خالی کردیا۔ خوارزمی لشکر نے گرفتار کرلیا۔

اس واقعہ کی خبر اُزبک کو اصفہان میں پہونچی۔ خوارزم شاہ کے خوف سے تھرا گیا اصفہان کو خیرباد کہکر ہمدان کا راستہ لیا شارع عام کو چھوڑکر جنگل اور پہاڑی درّوں کو طے کرتا ہوا آذربایجان پہونچا۔ اپنے وزیر ابوالقاسم بن علی کو معذرت نامہ لیکر اطاعت و فرمانبرداری کے اظہار کی غرض سے خوارزم شاہ کے دربار میں بھیجا خوارزم شاہ نے اسکی معذرت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اُزبک نے خراج سالانہ خوارزم شاہ کے خزانہ میں داخل کردیا۔

اُدھر نصرت الدین ابوبکر (سعد زنگی کا بیٹا) اپنے باپ کی گرفتاری کا حال سنکر کھل کھیلا۔ اپنے باپ کی معزولی کا اعلان کرکے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اِدھر خوارزم شاہ نے سعد زنگی کو اس شرط پر رہا کردیا کہ قلعہ اصطخر خوارزم کو حوالہ کردے اور باقی بلاد کا تیسرا حصہ مالیہ کا بطور خراج ادا کیا کرے۔ چنانچہ اس شرط کی ایفا کی غرض سے سرداران دولت خوارزمیہ کو

Marfat.com

قلعہ اصطخر پر قبضہ لینے کو سعد زنگی کے ہمراہ روانہ کیا۔ شیراز پہونچنے پر یہ معلوم ہوا کہ نصرت الدین ابو بکر اپنے باپ کے خلاف حکومت فارس پر قابض ہوگیا ہے اور وہ شہر حوالہ کرنے کے خلاف ہے سعد زنگی کے بعض امرار نے نصرت الدین ابو بکر کو سمجھا بوجھا کر راضی کیا۔ باپ کی خدمت میں حاضر ہوا شیراز میں لے گیا اور عنان حکومت کو اپنے ہاتھ میں لیکر حکمرانی کرنے لگا۔ خوارزم شاہ کو بادشاہ تسلیم کرکے اسکے نام کا خطبہ پڑھا۔ گویا اس طرح پر سادہ، قزوین، جرجان، ابہر، ہمدان، اصفہان قم، قاشان اور کل بلاد جبل پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہوگیا۔ اسکے مصاحب اور امرار کل شہروں پر متصرف و مستولی ہوگئے۔ امیر طابین کو ہمدان کی حکومت پر مامور کیا اور اپنے بیٹے رکن الدولہ نادرشاہ کو سبھوں کا افسر اعلیٰ بنایا۔ جمال الدین محمد بن سانق شادی کو اسکی وزارت کا عہدہ عطا کیا۔

خوارزم شاہ کا خلافت مآب سے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی درخواست خلافت مآب کا انکار

جسوقت خوارزم شاہ محمد بن تکش کا قدم، حکومت و سلطنت پر جیسا کہ چاہئے استقلال کے ساتھ جم گیا اور دائرہ حکومت وسیع ہوگیا ۶۱۴ھ میں دربار خلافت بغداد میں درخواست بھیجی کہ جسطرح سلاطین سلجوقیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اسیطرح میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے خلافت مآب نے درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت نہ فرمایا معذرت کرنے کی غرض سے شیخ شہاب الدینؒ سہروردی کو خوارزم شاہ کے پاس روانہ کیا۔

خوارزم شاہ نے شیخ شہاب الدین سہروردی کی بیحد عزت کی۔ نہایت تپاک سے استقبال کیا شیخ شہاب الدین نے تکلم کی ابتدا اس حدیث سے کی[1]..... خوارزم شاہ دو زانو بیٹھ کر کمال ادب سے سنتا رہا۔ جو کچھ عرض و معروض کیا ادب

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

Marfat.com

کا پہلو لئے ہوئے تھا۔ شیخ بہت دیر تک وعظ و پند کرتا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو جو بنو عباس کی ایذا اور تکلیف نہ دینے کے بارہ میں تھے کمال خوبی سے بیان کئے۔ خوارزم شاہ نے گذارش کی حاشا للہ میں نے کبھی کسی بنی عباس کو کسی قسم کی ایذا اور تکلیف نہیں دی۔ شیخ کے وعظ سننے کا مجھ سے زیادہ استحقاق خلافت مآب کو ہے۔ مجھے ذریعہ معتبرہ سے یہ خبر ملی ہے کہ خلافت مآب کے حکم سے بنی عباس کا ایک گروہ مدت دراز سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا ہے،، شیخ نے جواب دیا ،، خلافت مآب جب کسی شخص کو بنظر اصلاح اور تادیب قید کی سزا دیتے ہیں تو مورد الزام نہیں ہو سکتے۔ اسی اصلاح کی غرض سے عثمان خلافت انکو دی گئی ہے،، قصہ مختصر خوارزم شاہ نے شیخ کو رخصت کیا۔ شیخ بغداد واپس آیا

بعض کا بیان ہے کہ خوارزم شاہ نے بلاد جبل پر قبضہ حاصل کر کے بغداد کا قصد کیا۔ کوچ و قیام کرتا عقبہ سراباد پہونچا۔ بیحد برف پڑا۔ حیوانات مر گئے۔ آدمیوں کے ہاتھ پاؤں کٹ کر گر گئے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی، خلافت مآب کی طرف سے پیام لئے اس مقام پر خوارزم شاہ کے پاس پہونچا۔ وعظ و پند کیا۔ خوارزم شاہ کو خود کردہ پر ندامت ہوئی۔ عزیمت فسخ کر دی چنانچہ سنہ ۶۱۵ھ میں خوارزم واپس آیا۔ واللہ سبحانہ و تعالےٰ اعلم۔

خوارزم شاہ کا اپنے لڑکوں پر ملک کا تقسیم کرنا

رے اور بلاد جبل و غیرہا پر فتوحات کاملہ حاصل کرنے کے بعد اپنے ممالک مقبوضہ کو اپنے لڑکوں پر خوارزم شاہ نے یوں تقسیم کیا۔ خوارزم، خراسان اور مازندران ولیعہد قطب الدین اولاغ شاہ کو دیا، غزنی، بامیان، غور، بست اور ہندوستان کے مقبوضات جلال الدین منکبرس کو مرحمت کیا، کرمان، کیس، مکران کی حکومت اپنے تیسرے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو دی اور بلاد جبل کا رکن الدین غور شاہ کو حاکم بنایا۔

Marfat.com

جلال الدین منکبرس اپنے سب بھائیوں سے بڑا تھا۔ لیکن یہ ولی عہد نہیں بنایا گیا اسوجہ سے کہ قطب الدین اولاغ شاہ کی ماں اور سلطان خوارزم شاہ کی ماں ترکمان خاتون ایک ہی قبیلہ بیاروت کی تھیں بیاروت کا قبیلہ ترکمان خطا کے قبیلہ یمک کی ایک شاخ ہے ترکمان خاتون کا اپنے بیٹے سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش پر پورا پورا اثر تھا یہی وجہ تھی کہ بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کے ہوتے قطب الدین اولاغ شاہ کو خوارزم شاہ نے اپنا ولیعہد مقرر کیا۔

وزیر السلطنت محمد ابن احمد سنوی منشی کاتب جلال الدین منکبرس نے اسکے اور اسکے باپ علاء الدین محمد بن تکش کے حالات میں لکھا ہے کہ خوارزم شاہ نے ولیعہد کے دروازہ پر بعد صلوٰۃ پنجگانہ پنجوقتہ نوبت بجوانے کی اجازت دی تھی جو ہر نماز کے بعد بجائی جاتی تھی، اس نوبت کو ذوالقرنین کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ یہ نقارے تعداد میں ستائیس ۲۷ تھے۔ سونا اور چاندی کے بنے تھے، جواہرات کی پچی کاری تھی۔ میں نے اسکی روایت کو دوسروں کی روایت پر اسوجہ سے ترجیح دی ہے کہ یہ اُن دونوں کے حالات سے بہ نسبت اوروں کے زیادہ واقف ہے۔

کرمان، مکران اور کیش پر موید الملک قوام الدین کا قبضہ تھا اور وہی ان مقامات کا واحد مستقل حکمراں تصور کیا جاتا تھا۔ سلطان خوارزم شاہ کی واپسی عراق کے بعد موید الملک قوام الدین نے سفر آخرت اختیار کیا، خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے غیاث الدین پیر شاہ کو بجائے اسکے مقرر کیا جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو۔

موید الملک قوام الدین ایک معمولی بازاری آدمی تھا، قسمت نے یاوری کی بادشاہت کے درجہ تک پہونچ گیا اسکی ماں، نصرت الدین محمد بن ایز والی زوزن کے محلسرا میں دایہ کی خدمت پر مامور تھی، موید الملک وہیں پیدا ہوا، وہیں نشوونما پائی، سن شعور کو پہونچا، نصرت الدین کی خدمت میں رہنے لگا۔ چند دنوں کے بعد نصرت الدین سے

Marfat.com

سے نظام الملک کی شکایت کی "کہ اس نے خوارزم کے نواح میں لوگوں سے تاوان لیا" سلطان نے اپنے ایک خواص کو اسکے قتل کا حکم دیدیا، ترکمان خاتون کو اسکی خبر لگ گئی، خواص کو اس فعل سے روک دیا۔ نظام الملک اپنی حالت پر بدستور قائم رہا اور سلطان اپنے حکم کو نافذ نہ کر سکا واللہ یؤید بنصرہ من یشاء۔

چنگیز خاں کا خروج ماوراء النہر پر قبضہ سلطان کی ہزیمت

واپسی عراق کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں بمقام نیشاپور ۶۱۵ھ میں چنگیز خان کی سفارت، معاہدہ تجارت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کی غرض سے باریاب ہوئی چنگیز خاں نے سفیروں کی معرفت قیمتی قیمتی جواہرات، مشک کے نافے، عنبر اور ریشمی کپڑے بطور تحفہ بھیجے تھے، ملک چین اور اسکے متصلہ بلاد ترک کے مفتوح کر لینے کی اطلاع دی تھی اور معاہدہ تجارت و اتحاد بخشنے کی استدعا کی تھی۔ سفیروں کا انداز گفتگو بیباکانہ تھا، سلطان کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید چنگیز خاں نے دھوکا اور فریب دینے کی غرض سے سفارت بھیجی ہے، اس وجہ سے نہ تو صاف طور سے معاہدہ کا اقرار کیا اور نہ انکار۔ محمود خوارزمی کو جاسوسی کی خدمت پر نامور کر کے چنگیز خاں کے یہاں بھیجدیا۔ محمود خوارزمی نے واپس ہو کر چنگیز خاں کی تحریر کی تصدیق کی اور یہ خبر دی کہ چنگیز خان نے ملک چین پر قبضہ کر لیا ہے شہر طوغاج پر بھی متصرف ہو گیا ہے، سلطان نے دریافت کیا" اسکے لشکر کی تعداد کیا ہے؟" جواب دیا "کچھ زیادہ نہیں ہے" سلطان خوارزم شاہ نے چنگیز خاں کی درخواست کے مطابق معاہدہ تجارت و اتحاد لکھ کر سفیرون کو واپس کر دیا۔

بعد اسکے چنگیز خان کے ملک کے چند "تاجر تجار" قیمتی مال لیکر انزار آئے۔ ینال خاں (سلطان کا ماموں زاد بھائی) گورنر تھا، بیس ہزار فوج رکاب میں رہتی تھی۔ مال و اسباب کو دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا دست درازی کی طمع دامنگیر ہوئی۔ شاہی دربار میں رپورٹ کر دی کہ یہ "تاجر نہیں ہیں بلکہ جاسوسی کی غرض سے آئے ہیں، سلطنت کی طرف سے

انکی نگرانی کا حکم صادر ہو گیا، نیال خاں کو موقع مل گیا، بجائے نگرانی ان لوگوں کو پوشیدہ طور سے قتل کر کے مال و اسباب ضبط کر لیا۔

چنگیز خاں کو اسکی خبر لگی۔ سلطان کو ناراضی اور تہدید کا خط لکھا، بدعہدی پر نفرین کا اظہار کیا سلطان نے چنگیز خان کے ایلچی کو بجائے جواب دینے کے مار ڈالا۔ اور اس خیال سے کہ مبادا چنگیز خان اس خبر کو سنکے خوارزم پر چڑھ نہ آئے سمرقند کی قلعہ بندی کی اور فوجیں مرتب کر کے چنگیز خاں کے ملک پر چڑھ گیا۔ رعایا سے تین برس کا خراج پیشگی وصول کیا دو برس کا خراج مصارف جنگ کے لئے اپنے ساتھ رکھا اور تیسرے برس کا خراج سمرقند کے محافظوں کو عنایت کیا۔ چنگیز خان انہ نوں اپنے ملک میں موجود نہ تھا۔ کشلی خاں بادشاہ ترک سے جنگ کرنے کو گیا ہوا تھا۔ سوائے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے کوئی نہ تھا خوارزم شاہ نے ان پر چھاپا مارا۔ قتل و غارت کر کے جو کچھ ہاتھ لگا لیکر واپس ہوا۔ ہنوز خوارزم شاہ اپنی سرحد میں داخل نہیں ہوا تھا کہ چنگیز خاں کو اسکی اطلاع ہو گئی۔ فوراً تعاقب پر روانہ ہو گیا، خوارزم شاہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ سخت معرکہ پیش آیا۔ فریقین کی فوج کا زیادہ حصہ کٹ گیا۔ تین دن تک مسلسل لڑائی کا سلسلہ جاری رہا چوتھے روز خوارزم شاہ نے میدان چھوڑ دیا، جیحوں پر پہونچکر تاتاریوں کے نتیجہ کے انتظار میں قیام کیا۔ چنگیز خاں نے تعاقب کی غرض سے قدم بڑھایا۔ خوارزم شاہ نے جیحوں کا مورچہ بھی خالی کر دیا اور اپنی فوج کو ماوراء النہر، انزار، بخارا، سمرقند، ترمذ اور جند کے شہروں میں چنگیز خاں کے طوفان بے امتیازی کی روک تھام کی غرض سے پھیلا دیا آرتناخ کو جو اسکا ایک نامی سردار ہونے کے علاوہ حاجب تھا بخارا کی حفاظت پر مامور کیا۔ چنگیز خاں نے پہلے انزار کا محاصرہ کیا۔ اہل انزار لڑے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ چنگیز خان نے بزور تیغ لے لیا۔ ایرنیال خاں جسنے چنگیز خاں کے تاجروں کو قتل کر کے مال و اسباب چھین لیا تھا گرفتار ہو کر پیش کیا گیا چنگیز خان نے چاندی پگھلوا کر کانوں اور آنکھوں میں ڈلوا دی، مر گیا، بعد اسکے بخارا

Marfat.com

کی طرف بڑھا شہر کو امان و صلح سے مفتوح کر کے قلعہ بخارا پر محاصرہ ڈالا۔ اہل قلعہ چند دنوں لڑے بالآخر سبھوں نے ہتھیار ڈال دیئے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اہل قلعہ اسکی خونریزی کے ہاتھوں سے بچ جائینگے لیکن ایسا نہ ہوا۔ اس نے انکے ساتھ بدعہدی کی اور قلعہ پر قبضہ کر کے سبھوں کو گرفتار کر لیا اور قتل کا حکم دیدیا۔ بخارا کے بعد سمرقند کی باری آئی۔ اہل سمرقند بھی اسی شرط پر سوار کر کے اُتارے گئے انکے ساتھ بھی اہل بخارا کا سا برتاؤ برتا گیا یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

خوارزم شاہ کا خراسان بعد ازاں طبرستان کی طرف جانا اور موت

بعد اسکے سلطان خوارزم شاہ کی ماں کے چند قرابت مندوں کے جو سرداری کے رتبہ سے سرفراز تھے چنگیز خاں کو خط لکھا، خوارزم اور خراسان پر قبضہ کرنے کی تحریک کی اور اس خط کو ایک ایسے شخص کی معرفت روانہ کیا کہ اس نے اس خط کو سلطان کی خدمت میں پیش کر دیا سلطان نے غور سے پڑھا، اپنی ماں اور اسکے قرابت مندوں کی طرف سے شبہ و بدگمان ہو گیا جس وقت سلطان خوارزم شاہ کو انزار، بخارا اور سمرقند پر چنگیز خاں کے قبضہ کر لینے کی خبر موصول ہوئی اور گورنر بخارا معدودے چند اشخاص کے ساتھ جان بچا کر سلطان کی خدمت میں پہونچا، اسی وقت سلطان خوارزم شاہ نے جیحوں کو عبور کیا۔ تاتاریوں کا گروہ جو اسکے رکاب میں تھا اور نیز علاء الدین والی قندہار سلطانی موکب سے علیحدہ ہو کر واپس آیا۔ اس سے لوگوں کے قلوب ہل گئے، خوف اور ہراس کی کوئی انتہا نہ رہ گئی۔

چنگیز خان نے بیس ہزار سواروں کو خوارزم شاہ کے تعاقب پر مامور کیا۔ یہ مغربی تاتاری کہلاتے ہیں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انکو چنگیز خاں نے خراسان کے غرب کے تاراج کرنے کو بھیجا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مغربی خراسان کو تاخت و تاراج کیا۔ لوٹ مار کرتے بلاد جیحون تک پہونچ گئے۔ جس طرف سے گزرے کھیتوں اور باغات کو ویران آبادی کو برباد اور پٹڑ میدان کر دیا۔ سلطان خوارزم شاہ بحال پریشان نیشاپور پہونچا لیکن مغربی تاتاریوں کے تعاقب

Marfat.com

نے نیشاپور میں بھی قیام نکرنے دیا۔ عراق کی طرف چلا گیا اور مال و اسباب کو ایک قلعہ میں ودیعت کے طور پر رکھ گیا۔

منشی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امیر تاج الدین بسطامی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جسوقت خوارزم شاہ کوچ و قیام کرتا عراق تک پہونچا مجھے حاضری کی اجازت دی، اسکے روبرو دس بڑے صندوق موتیوں سے بھرے ہوئے رکھے تھے جسکی قیمت کوئی نہیں لگا سکتا تھا۔ ان میں سے دو صندوق میں قیمتی قیمتی جواہرات بھرے تھے جسکی قیمت ملک عراق کی قیمت کے برابر ہوگی مجھکو سلطان نے قلعہ اردہز میں بطور امانت رکھ آنے کا حکم دیا۔ قلعہ اردہز نہایت مضبوط قلعہ تھا۔ چنانچہ میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور قلعہ میں پہونچا دینے کی رسید لیکر شاہی دربار میں حاضر کر دی۔ بعد اسکے جب چنگیز خاں نے عراق کو فتح کیا تو ان صندوقوں کو بھی لے لیا۔

قصہ مختصر خوارزم شاہ نیشاپور سے مازندران کی طرف گیا اور مغربی تاتار اسکے تعاقب میں تھے مجبوراً مازندران کو چھوڑ کر ہمدان کے نواح میں چلا گیا۔ مغربی تاتاریوں نے چھاپا مارا خوارزم شاہ کسی طرح بچکر بلاد جبل پہونچا۔ اسکا وزیر عماد الملک محمد بن [1]..... اس واقعہ میں مارا گیا۔ ساحل بحر پر ایک گانوں میں قیام پذیر ہوا۔ جیسا کہ اسکی نیک عادت تھی صلوٰۃ تسبیح اور تلاوت قرآن میں مصروف ہوا۔

چنگیز خانی تاتاریوں نے خوارزم شاہ کو یہاں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ دوبارہ چھاپا مارا خوارزم شاہ کشتی پر سوار ہوکر دریا عبور کر گیا اور خونریز تاتاری اپنا سا منہ لیکر رہ گئے۔ خائب و خاسر واپس ہوئے۔ خوارزم شاہ نے دریائے طبرستان کے ایک جزیرہ میں پہونچکر طرح اقامت ڈالی اور وہیں رہنے لگا۔ مرض الموت نے آکر گھیر لیا۔ اہالیان مازندران تیمارداری کرتے تھے۔ اس امید پر کہ اگر زمانہ نے پلٹا کھایا تو اس خدمت کے صلے میں خوارزم شاہ ان کو

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر خالی جگہ ہے۔

جاگیریں دیگا۔ صوبجات کی گورنری پر مامور کریگا۔ لیکن خوارزم شاہ کو اس کا موقع نہ ملا۔ ۶۱۷ھ میں موت کے آغوش میں ہمیشہ کے لئے سوگیا۔ اور اسی جزیرہ میں دفن کردیا گیا۔ اکیس سال حکومت کی۔ جلال الدین منکبرس (خوارزم شاہ کا بیٹا) نے اہل مازندران کی کل امیدوں کو جو خوارزم شاہ سے متعلق تھیں پوری کیں۔

خوارزم شاہ نے بوقت وفات اپنے بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے قطب الدین اولاغ شاہ کو ولیعہدی سے برطرف کردیا۔

ترکمان خاتون (مادر خوارزم شاہ) کو خوارزم میں ان واقعات کی خبر موصول ہوئی۔ پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ چنگیز خانیوں کے خوف سے خوارزم کو چھوڑ دینے کا قصد کیا۔ تقریباً بیس سرداران لشکر اور اُن بادشاہوں کو جو اسوقت خوارزم میں قید تھے قتل کرکے بھاگ نکلے مازندران کے قلعات میں سے قلعہ اپیلان میں پہونچکر قیام اختیار کیا۔

مغربی تاتاری جو خوارزم شاہ کے تعاقب میں گئے تھے دریاسے بطرستان کو خوارزم شاہ کے عبور کرجانیکے بعد واپس ہوئے مازندران پر یلغار کیا۔ چنانچہ مازندران کے کل قلعات کو سر کرلیا۔ جو کچھ ہاں اسباب و مال تھا لوٹ لیا۔ مازندران کے قلعات نہایت مضبوط و مستحکم اور دشوار گزار تھے۔ کسی زمانہ میں مفتوح نہیں ہوئے تھے۔ جب مسلمانوں نے شاہان فارس کے مقبوضہ بلاد کو مفتوح کیا تھا اور انکی حکومت کا پھریرا عراق سے فضائے خراسان تک کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تھا اسوقت بھی یہ قلعات مسخر نہیں ہوئے تھے مسلمانوں نے صرف خراج لینے پر اکتفا کیا تھا۔ سنہ ۹۰ھ میں بزمانہ حکومت سلیمان بن عبدالملک (بنوامیہ کے خاندان کا ایک خلیفہ تھا) یہ قلعات مفتوح ہوئے تھے بعد اسکے چنگیز خانی ترکوں نے یکے بعد دیگرے کل قلعات کو سر کیا۔ قلعہ ایلان میں ترکمان خاتون کو محاصرہ ڈالا تاآنکہ اس قلعہ کو بھی صلح کے ساتھ مفتوح کرلیا اور ترکمان خاتون کو گرفتار کرلیا۔

فاضل ابن اثیر کا بیان ہے کہ مغربی تاتاریوں نے اور ترکمان خاتون سے جبکہ وہ خوارزم

Marfat.com

سے مازندران کی طرف بھاگ کر آرہی تھی اثنار راہ میں مڈبھیڑ ہوگئی چاروں طرف سے گھیر لیا اور گرفتار کر لیا۔ ترکمان خاتون کے علاوہ اور شاہزادیاں بھی جو اسکے ہمراہ تھیں گرفتار کر لی گئیں۔ تاتاریوں نے اُن کو اپنے گھروں میں ڈال لیا۔ دوش خاں ولد چنگیز خان نے بھی ان میں سے ایک شاہزادی کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ ترکمان خاتون نہایت ذلت اور مسکنت سے تاتاریوں کے قید میں رہی۔ چنگیز خان کی طرف سے اسکو بھی ایک خوان کھانا ملتا تھا جیسا کہ اور شاہزادیوں کو ملتا تھا

نظام الملک (خوارزم شاہ کا وزیر) ترکمان خاتون کے ساتھ تھا۔ یہ بھی چنگیز خاں کے قبضہ میں پڑ گیا۔ چونکہ چنگیز خاں کو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ سلطان اس سے ناراض تھا اسوجہ سے اس کی عزت کرتا تھا اور اکثر خراج وغیرہ کے معاملات میں اس سے مشورہ کرتا تھا۔ پھر جب دوش خاں نے خوارزم پر قبضہ کر لیا اور سلطانی حرم کو گرفتار کر لیا۔ جنمیں گانے والی چند عورتیں بھی تھیں انمیں سے ایک عورت اپنے کسی خادم کو دی۔ اس عورت نے تاتاری خادم کی خواہشات کو ٹکرا دیا اپنے پاس پھٹکنے نہ دیا۔ اور نظام الملک کے یہاں جاکر پناہ لی۔ اس خادم نے چنگیز خاں سے شکایت کی اور وزیر نظام الملک کو اس عورت کی آشنائی سے متہم کیا۔ چنگیز خاں نے وزیر نظام الملک کو سر دربار طلب کر کے اس جرم کا مجرم قرار دیکر مار ڈالا۔

خوارزم شاہ کی وفات کے بعد تاتاریوں کا عراق سے آذربائیجان وغیرہ کی طرف قتل و غارت کرتے ہوئے جانا

مغربی تاتاری ۶۱۷ھ میں خوارزم شاہ محمد بن تکش کے تعاقب میں رے پہونچے اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو ہمدان کی طرف لوٹے۔ اثنار راہ میں جو دیہات، قصبات اور شہر ملے تاراج کر ڈالے۔ اہل ہمدان نے اس طوفان بے امتیازی کی آمد کی خبر پاکر مال و اسباب، قیمتی قیمتی کپڑے اور مویشیان جسقدر فراہم کر سکے فراہم کر کے بحکم ع دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ تو تیرے تاتاریوں کے پاس حاضر کر دیا۔ چنانچہ ان کے ہاتھ سے انکی عزت و آبرو اور جان بچ گئی۔ زنجان کی طرف بڑھے۔ اہل زنجان نے بھی اسی طریقہ کو اختیار کیا۔ یہ بھی بال بال بچ گئے۔ قزوین پر دھاوا کیا اہل قزوین خم ٹھوک کر مقابلہ پر

Marfat.com

آئے، لڑے، مغربی تاتاریوں نے ان پر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ لڑکر ان کو سر کیا، بیحد خونریزی ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قزوین میں چالیس ہزار سے زیادہ آدمی کام آئے۔ بعد اسکے جاڑہ کا موسم آگیا۔ برف گرنا شروع ہوگئی۔ قتل و غارت کرتے ہوئے جیسا کہ انکی عادت تھی آذربایجان کی طرف روانہ ہوئے۔ اسوقت ازبک بن پہلوان والی آذربایجان تبریز میں مقیم تھا۔ لہو ولعب میں مصروف، خواہشات نفسانی میں منہمک انتظام ملک سے غافل رنگ رلیاں میں پڑا ہوا تھا۔ اسکو بھی سوجھ پڑا کہ اس نے مغربی تاتاریوں سے خط وکتابت کرکے کچھ دے کر اپنے کو انکے شر سے بچا لیا، سیلاب کی طرح طوفان کی طرف واپس ہوئے تاکہ جاڑہ کا موسم کسی ساحل پر قیام کرکے گذاریں۔

بعد اسکے بلاد کرج پر چڑھائی کی۔ کرج نے مقابلہ کیا۔ سینہ سپر ہوکر لڑے لیکن تاتاری طوفان کو روک نہ سکے میدان چھوڑ دیا۔ تاتاریوں نے نہایت بیرحمی سے پامال کیا۔ ادھر کرج نے ازبک والی آذربایجان اور اشرف بن عادل بن ایوب والی خلاط کی خدمت میں ایلچی بھیجے تاتاریوں کے مقابلہ پر امداد طلب کی اُدھر اقرش (ازبک کا ازاد غلام) تاتاریوں سے مل گیا۔ ترکمان اور اکراد کی فوج کثیر اسکے رکاب میں تھی تاتاریوں کے ساتھ کرج پر چڑھ گیا قتل و غارت کرتے ہوئے بلقین (بلقان) تک پہونچ گئے کرج خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئے۔ پہلے اقرش سے مقابلہ ہوا بعد اسکے تاتاریوں نے یلغار کیا کرج کو ہزیمت ہوئی کرج کی بیشمار فوج کٹ گئی۔ یہ واقعہ ماہ ذیقعدہ ۶۱۷ھ کا ہے۔

مغربی تاتاری مہم کرج سے فارغ ہوکر مراغہ کی جانب لوٹے۔ تبریز ہوکر گزرے۔ والی تبریز نے جیسا کہ اسکی عادت تھی اسی طرح پیش آیا۔ تحایف اور ہدایا پیش کئے۔ جو کچھ ہوسکا نقد وجنس جمع کرکے نذر کیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے مراغہ پہونچے۔ مراغہ کی والیہ ایک عورت تھی۔ چند دن تک مقابلہ کرتی رہی۔ بالآخر ماہ صفر ۶۱۸ھ میں تاتاریوں نے دبا لیا۔ اور جی کھول کر پامال کیا۔

Marfat.com

مراغہ سے فارغ ہوکر اربل پر یلغار کیا مظفرالدین بن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے بدرالدین والی موصل سے امداد طلب کی۔ بدرالدین نے مظفرالدین کی کمک پر فوجیں بھیجیں اور خود سرحدی بلاد کی حفاظت کی غرض سے تیار ہوا۔ اتنے میں خلیفہ ناصر کا فرمان آپہونچا۔ لکھا تھا کہ "تم معہ اپنی فوج دقوقا میں جاکر قیام کرو اور عراق میں تاتاریوں کو گھسنے نہ دو" چنانچہ اسلامی فوجیں دقوقا میں مجتمع ہوئیں، خلیفہ ناصر نے اپنے مملوک بشتمر (قشتمر) کو آٹھ سو نامی نامی سرداران کی جمعیت سے مظفرالدین کی کمک کو روانہ کیا اور کل لشکر کی قیادت مظفرالدین کو مرحمت فرمائی۔ لیکن دونوں حریف ایک دوسرے سے خائف و مرعوب ہوکر باہم تیغ و سپر نہ ہوئے۔

اسلامی لشکر کے متفرق ہونے کے بعد تاتاری طوفان ہمدان کی طرف بڑھا۔ ہمدان میں ان لوٹیروں کی طرف سے ایک شحنہ اسی زمانہ سے رہتا تھا جبکہ انہوں نے پہلی مرتبہ ہمدان پر قبضہ کیا تھا۔ شحنہ کو حکم دیا کہ اہل ہمدان سے مال اسباب اور زر نقد وصول کرکے حاضر کرو، ہمدان کا رئیس ایک نہایت شریف شخص علوی خاندان کا تھا۔ اہل ہمدان روتے پیٹتے رئیس ہمدان کے پاس گئے۔ کل حالات بتلائے شحنہ کے جبر و تعدی کی شکایت کی، رئیس علوی نے جواب دیا "سوائے اسکے کہ تاتاریوں کا مطالبہ پورا کیا جائے کوئی چارہ کار نہیں ہے"، اہل ہمدان بگڑ گئے، سخت و سست کہا اور تاتاریوں کے شحنہ کو ہمدان سے نکال دیا تاتاریوں سے لڑنے پر آمادہ ہوگئے۔ رئیس علوی کو یہ بات پسند نہ آئی، ہمدان کے قریب ایک قلعہ میں جاکر قلعہ بند ہوگیا۔ تاتاریوں نے شہر پر یلغار کیا اور بزور تیغ شہر پر قبضہ کرکے خون کا دریا بہا دیا، کئی دن قتل عام ہوتا رہا۔

ہمدان سے فارغ ہوکر تاتاریوں نے آذربایجان کی جانب معاودت کی اردبیل پر قبضہ کرکے اہل اردبیل کو قتل، انکے مکانات کو ویران کھیتوں اور باغات کو برباد و تباہ کردیا۔ بعد اسکے تبریز کی باری آئی، ہنوز تاتاری تبریز تک نہیں پہونچے تھے کہ اوزبک بن پہلوان والی

اذربایجان وآران نے تاتاریوں کے خوف سے تبریز چھوڑ دیا۔ نقجوان کی طرف چلا اور اپنے اہل وعیال کو خوی بھیجدیا، شمس الدین طغرامی تاتاریوں سے مقابلہ کرنے پر ادھ کھڑا ہوا شہر کی عنان حکومت ہاتھ میں لی، اہل شہر کو مجتمع کرکے تسلی وتشفی دی۔ ایک حد تک شہر کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ اتنے میں غارت گر تاتاری پہونچ گئے۔ اہل شہر کی مستعدی اور حفاظت کا حال سنکر حملہ سے رکے اور اہل شہر کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ اہل شہر نے ایک معین ومقرر مال دیکر انکے ظلم وستم سے اپنے کو بچا لیا۔

تاتاری لوٹیرے تبریز کو چھوڑکر شہر سراد پر چڑھ گئے اہل شہر کو اپنی غارتگری اور لوٹ کا نشانہ بنایا تباہ وبرباد کرکے بلقان کی جانب بڑھے۔ ہر چہار طرف سے محاصرہ کرلیا ہنوز جنگ کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ تاتاریوں نے اہل شہر کی درخواست پر اپنے ایک سردار کو بطور ایلچی شرائط صلح طے کرنے کو اہل شہر کے پاس بھیجا۔ اہل شہر کی شامت آئی۔ تاتاری سردار کو مار ڈالا پھر کیا تھا۔ ماہ رمضان ۶۱۸ھ میں بزور تیغ شہر پر قبضہ کرلیا، ایک قیامت برپا ہوگئی۔ قتل وغارتگری کے دروازے کھل گئے، مار دھاڑ شروع ہوگئی۔ بلا امتیاز مرد، عورت، جوان اور بوڑھے قتل کئے گئے۔ حمل والی عورتوں کے پیٹ چاک کرکے بچوں کو بھی قتل کیا۔ عورتوں کی بے ابروئی کرتے اور پھر انکو قتل کرڈالتے تھے۔ غرض کہ کوئی قبیح فعل ایسا نہ تھا کہ جسکو ان لوٹیرے تاتاریوں نے نہ کیا ہو۔ قرب وجوار کے دیہات اور قصبات ویران وبرباد ہوگئے۔ آبادی اور انسانوں کا کہیں نشان باقی نہ رہا

بیلقان کو برباد کرکے اران کے پایہ تخت گنجہ پر چڑھائی کی۔ اہل گنجہ نے معقول طور پر قلعہ بندی کرلی تھی۔ غلہ وغیرہ کا ذخیرہ کافی مقدار پر مہیا کرلیا تھا۔ تاتاریوں نے یہ رنگ دیکھ کر مصالحت کی گفتگو شروع کی، چنانچہ اہل گنجہ نے جو کچھ تاتاریوں نے مطالبہ کیا دیکر مصالحت کرلی۔

مصالحت گنجہ کے بعد آذربایجان اور آراں کے صوبہ میں کوئی شہر انکے دستبرد

سے باقی نہ رہا کسی کو مصالحت سے اور کسی کو لڑکر سر کیا۔ اس صوبہ میں اب صرف وہ رقبہ باقی رہ گیا تھا جسپر کرج کا قبضہ تھا۔ پس تاتاریوں نے کرج کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا۔ کرج انکی آمد سے بہت پہلے مطلع ہوگئے تھے، فوجیں، غلہ کے ذخیرے اور آلات حرب ضرورت سے زیادہ فراہم کر رکھا تھا۔ سینہ سپر ہوکر اپنی سرحد سے نکل کر تیغ و سپر ہوئے کرج کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ تاتاریوں نے کرج کو مار کر پیچھے ہٹا دیا تقریباً تیس ہزار کرج میدان میں کام آگئے۔ میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے پایہ تخت بلقین میں جاکر دم لیا۔ کرج کے بادشاہ نے فوجیں فراہم کیں اور انکو مرتب کرکے تاتاریوں کے مقابلہ پر دوبارہ روانہ کیا لیکن کرج ہمت ہار گئے۔ مقابلہ سے جی چرا کر اولٹے پاؤں بلقین واپس آئے۔ تاتاریوں نے کرج کے کل مقبوضات پر قبضہ کر لیا جس طرح سے چاہا برباد و تباہ کیا۔ لیکن ملک کے اندرونی حصہ کو اسوجہ سے تاراج نہ کر سکے کہ راستہ نہایت دشوار گزار اور تنگ تھا کثرت سے درے اور سر بفلک پہاڑ کھڑے تھے۔

بلاد کرج سے واپس ہوکر دربند شروان کی طرف قدم بڑھایا، شہر شماخی پر محاصرہ ڈالا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ تاتاری لڑتے بھڑتے شہر پناہ کی دیوار تک پہونچ گئے۔ سیڑھیاں نہ تھیں شہر پناہ پر کس طرح چڑھتے۔ مقتولوں کی لاشوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر ٹیلہ سا بنا لیا اور اسکے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ محافظوں کو قتل کرکے شہر میں داخل ہوگئے۔ جو سامنے پڑا مار ڈالا گیا جو مال نظر آیا لوٹ لیا گیا۔ کوئی بھی انکے ظلم و ستم سے نہ بچا۔ تین دن تک قتل عام ہوتا رہا۔

شماخی کی تاراج سے فارغ ہوکر دربند کو عبور کرنے کا قصد کیا لیکن عبور نہ کر سکے شروان بادشاہ دربند شروان کے پاس پیام بھیجا کہ کسی کو شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے ہمارے پاس بھیجدو، شروان شاہ نے اپنے چند امراء کو تاتاریوں کے پاس بھیجدیا۔ تاتاریوں نے ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا باقی ماندگان کو گرفتار کر لیا دھمکی دی "کہ اگر تم ہمکو دربند کے عبور

کرنے کا راستہ نہ بتاؤ گے تو ہم تمکو بھی تمہارے ساتھیوں کی طرح مار ڈالیں گے"، چنانچہ ان لوگوں نے جان بچانے کی غرض سے دربند کو عبور کرنے کا راستہ بتا دیا بلکہ انہیں لوگوں کی رہبری کی وجہ سے دربند کو عبور کرکے دربند شروان کی کشادہ زمیں اور ہموار ملک میں پہونچگئے

اس صوبہ میں قفچاق، لان، لکز اور بہت سے جرگے ترکوں کے آباد تھے جسمیں مسلمان بھی تھے اور کفار بھی۔ تاتاریوں نے ان لوگوں پر یلغار کیا، عام طور سے کل باشندوں پر بلا امتیاز قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ قفچاق اور لان نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ لوٹیرے تاتاری انکو مغلوب نہ کر سکے۔ میدان سے واپس ہو کر قفچاق کو پیام دیا کہ آؤ ہم اور تم صلح کر لیں ہم اور تم ایک ہی قبیلہ کے ہیں۔ لان سے ہمکو نبٹ لینے دو۔ تم لوگ لان کو بلاوجہ امداد دیتے ہو تم اور وہ نہ ایک خاندان کے ہو اور نہ ایک مذہب کے"، قفچاق اس دم بٹی میں آگئے۔ لان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ لان پر تاتاریوں نے حملہ کیا اور یکے بعد دیگرے انکے شہروں پر قبضہ کرکے قفچاق پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ جو قفچاق والے دور و دراز مقامات پر رہتے تھے ان میں سے بہتیرے بلاد روس میں چلے گئے، بہتیروں نے پہاڑوں اور جنگل میں جاکر پناہ لی۔ قفچاق صلح کا خواب دیکھتے ہی رہے اور تاتاریوں نے آہستہ آہستہ انکے شہروں کو بھی سر کر لیا۔ قفچاق کا بیحد زرخیز اور سب سے بڑا شہر سراے (سوداق) کو بھی لے لیا جو دریائے بیطش متصل خلیج قسطنطنیہ پر واقع تھا اور جنکو قفچاق کی تجارت اور تجارتی بندرگاہ ہونے کا فخر حاصل تھا۔ اس شہر کے اکثر باشندگان نے بھی بخوف جان و آبرو پہاڑوں میں جاکر بسیرا لیا اور بعض نے بلاد روم قلیج ارسلان کی حکومت میں جاکر سکونت اختیار کی۔

بعد اسکے تاتاریوں نے ۶۱۹ھ میں بلاد قفچاق سے روس کی مملکت کا قصد کیا۔ روس کا ملک، قفچاق کے ملک سے ملا ہوا تھا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی۔ یہاں کے رہنے والے مذہب عیسائی کے پابند تھے روسیوں نے انکی آمد کی خبر پاکر فوجیں مرتب اور مہیا کیں اور اس قصد سے کہ تاتاریوں ہی کے ملک میں چل کر لڑنا چاہئے، نکل پڑے، قفچاق کی بھی فوجیں

Marfat.com

روسیوں کے ساتھ تھیں تاتاریوں نے یہ سنکر کہ روس جنگ کو آرہا ہے پیچھے ہٹے۔ روسیوں نے یہ خیال کرکے تاتاری جنگ و مقابلہ سے جی چُرا رہے ہیں بڑھے۔ کئی منزل تک یہی حالت رہی کہ تاتاری آج جس منزل کو چھوڑ جاتے تھے دوسرے دن روسی اُس پر قابض ہو جاتے تھے بالآخر تاتاریوں نے پلٹ کر حملہ کیا۔ روسی اور قپچاقی مقابلہ نہ کرسکے پسپا ہوئے۔ تاتاریوں نے قتل و غارتگری شروع کردی بیحد خونریزی ہوئی۔ ہزاروں قید کرلئے گئے باقی ماندگان اپنے ملک سے دست کش ہوکر کشتیوں پر سوار ہوکر مسلمانوں کے ملک میں چلے گئے تاتاریوں نے انکے ملک پر قبضہ کرلیا۔

روس اور قپچاق کو سر کرکے ان لوٹیروں نے آخری ۶۲۰ھ میں بلغار پر دھاوا کیا اہل بلغار نے انکی آمد کی خبر پاکر مقابلہ کی تیاری کی۔ چند مقامات پر فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھایا اور باقی ماندہ فوج مقابلہ کی غرض سے میدان میں آئی۔ تاتاریوں سے تیغ و سپر ہوئی۔ بلغاری فوج لڑتے لڑتے پیچھے ہٹی۔ تاتاری جوش مردانگی میں بڑھنے لگے تا آنکہ کمینگاہ سے نکل آئے بلغاری فوج نے کمینگاہ سے نکل کر تاتاریوں پر پیچھے سے حملہ کیا اور بلغار کی وہ فوج جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی تھی تلواریں کھینچ کر پلٹ پڑی تاتاریوں کو دو طرف کی مار نے پریشان کردیا۔ گھبرا گئے کچھ بنائے نہ بنی، سب کے سب کام آگئے، معدودے چند کسی طرح جان بچا کر بھاگے اور چنگیز خاں سے طالقان میں جا کر ملے۔ قپچاق اپنے ملک واپس آئے اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ واللہ یوید بنصرہ من یشاء۔ یہ حالات مغربی تاتاریوں کے تھے جو خراسان کے غربی شہروں کے تاراج کرنے کو گئے تھے۔

اخبار خراسان بعد وفات خوارزم شاہ

تم اوپر خوارزم شاہ کی وفات اور مغربی تاتاریوں کا اسکے تعاقب میں روانہ ہونے اور شہروں اور ملکوں کو تاراج کرنے کے واقعات پڑھ آئے ہو۔

Marfat.com

چنگیز خاں نے خوارزم شاہ کی ہزیمت اور فرار کے بعد جسوقت کہ وہ سمرقند میں تھا اپنی فوج کو چند حصوں پر منقسم کیا۔ ایک حصہ کو ترمذ کی طرف روانہ کیا جس نے کلات پر دھاوا کیا جو جیحوں کی جانب نہایت مستحکم اور مضبوط قلعہ بنا تھا۔ اس قلعہ کو اور نیز اسکے گرد ونواح کے مقامات کو ان لوگوں نے سر کر لیا نہایت بیرحمی سے تاخت تاراج کیا دوسرے حصہ کو فرغانہ کو پامال کرنے پر مامور کیا۔ تیسرے حصہ کو خوارزم کی طرف چوتھے حصہ کو خوزستان اور پانچویں کو خراسان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

چنگیز خانی لشکر کا جو حصہ خراسان کے سر کرنے پر مامور ہوا تھا اس نے بلخ پر یلغار کیا ۶۱۷ھ میں صلح اور امان سے فتح کیا۔ نہ کسی کو قتل کیا اور نہ لوٹ اور غارتگری سے اپنے ہاتھ کو رنگا۔ اپنے شحنہ (پولٹیکل افسر) کو بلخ میں ٹھہرا کر زوزن، میمند، اندخوی اور فاریاب کی طرف روانہ ہوا صلح اور آشتی سے ان شہروں پر قبضہ حاصل کیا۔ کسی شخص کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی۔ صرف یہ خدمت ان لوگوں سے لیجاتی تھی کہ انکے ساتھ ہو کر انکے مخالفوں سے لڑنا پڑتا تھا۔ بعد اسکے طالقان پر پہونچے۔ طالقان ایک وسیع صوبہ چند شہروں پر مشتمل تھا۔ اسمیں ایک قلعہ منصور کوہ نامی تھا۔ جسکی مضبوطی اور استحکام کو دوسرے قلعہ نہیں پہونچ سکتے تھے۔ تاتاریوں نے اس قلعہ پر محاصرہ ڈالا۔ چھ ماہ کامل محاصرہ کئے رہے کامیابی کی صورت نظر نہ آتی تھی نہ آئی۔ چنگیز خاں پسنکر خود اس قلعہ کے محاصرہ پر آیا علاوہ چھ ماہ سابق کے چار ماہ اور محاصرہ ڈالے رہا۔ لیکن سر نہ ہوا۔ روزانہ لڑائی ہوتی تھی نتیجہ کچھ نہیں نکلتا تھا۔ چنگیز خاں نے فوج کو حکم دیا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لائے اور اسکو قلعہ کے مقابل جمع کر کے اسپر مٹی ڈالے پھر اسپر لکڑیاں رکھے اور مٹی ڈالے تا آنکہ قلعہ کی بلندی کے مقابلہ پر ایک ٹیلہ بن جائے۔ فوج نے نہایت تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی، اہل قلعہ نے اپنی ہلاکت اور قلعہ کے مفتوح ہونے کا یقین کر کے دروازہ کھول دیا۔ دفعۃً حملہ کرتے ہوئے نکل آئے۔ سواروں کا رسالہ مارنے دھاڑتے نکل گیا۔ پہاڑوں اور جنگلوں کو طے کرتا ہوا بچ گیا باقی رہے

پیادے۔ وہ مار ڈالے گئے۔ تاتاریوں نے شہر اور قلعہ میں داخل ہو کر قتل عام شروع کر دیا جسکو دیکھا مار ڈالا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔

بعد اسکے چنگیز خان نے اپنے داماد قفچاق قوین کو خراسان، مرو اور ساوا کی جانب روانہ کیا اگرچہ قفچاق انہیں لڑائیوں میں کام آگیا لیکن تاتاریوں نے محاصرہ سے ہاتھ نہ کھینچا۔ برابر حصار کئے ہوئے لڑتے رہے تا آنکہ کامیاب ہو گئے۔ خون کی ندیاں بہادیں۔ دیہات قصبات اور شہر ویران ہو گئے۔ ہو کا عالم ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان معرکوں میں ستر ہزار سے زیادہ آدمی قتل کئے گئے۔ مُردوں کی ہڈیوں کے بڑے بڑے ٹیلے بن گئے۔

سرداران بنو حمزہ جس زمانہ میں خوارزم شاہ تکش نے خوارزم پر قبضہ کیا تھا اسی زمانہ سے خوارزم میں تھے تاتاریوں کے مظالم سنکے اختیار الدین جنگی بن عمر بن حمزہ کو خوارزم کی حفاظت کے لئے واپس کیا۔ چنانچہ اس نے خوارزم کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور نظم و نسق و درستی شہر پناہ میں مصروف ہوا۔

خراسان کے سر ہونے کے بعد چنگیز خاں نے اپنے بیٹے کو شہر مرو کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ اور اُن مسلمانوں کو بھی اس مہم پر جانے کا حکم دیا جن کے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ یا دل ناخواستہ بخوف جان و آبرو تاتاری لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مرو میں اسوقت اُن باقی ماندگان کا ایک جم غفیر مجتمع تھا جو گذشتہ لڑائیوں میں تاتاریوں کے قتل سے بچ گئے تھے جنکی تعداد دو لاکھ سے زاید تھی۔ مرو کے باہر ان لوگوں نے صف آرائی کی اور اپنی کامیابی میں ذرا بھی شک و شبہ نہ کرتے تھے۔ تاتاریوں نے بھونچکر جنگ چھیڑ دی۔ معرکہ کارزار شروع ہو گیا جس قدر ثابت قدمی سے مسلمانوں نے مقابلہ کیا اس سے کہیں زیادہ تاتاریوں نے اپنی ثابت قدمی کا ثبوت دیا نہایت استقلال سے لڑتے رہے۔ بالآخر چوتھے دن مسلمانوں نے میدان جنگ چھوڑ دیا تاتاری نہایت بیرحمی سے قتل کرنے لگے پانچ دن تک شہر کا محاصرہ کئے رہے۔ حاکم مرو کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ امن دینے کا

Marfat.com

وعدہ کیا، حاکم مرو نے امن حاصل کرکے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ تاتاری دربار میں حاضر ہوا۔ چنگیز خاں کے بیٹے نے اولاً نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا۔ خلعت دی بعد اسکے حاکم مرو کو حکم دیا کہ جایزہ کی غرض سے اپنے لشکر کو حاضر کرو۔ جوں ہی کل لشکر آگیا گرفتار کرلیا لشکر کی گرفتاری کے بعد حاکم شہر سے رؤسار شہر، تجار، کاریگران اور مہاجنوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ فہرستیں مرتب کرائیں اور اُن سب کو معہ اہل وعیال حاضری کا حکم دیا، چنگیز خان سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اُس فوج کو پیش کرنے کا اشارہ کیا جو اسکے حکم سے گرفتار کی گئی تھی۔ چنگیز خاں نے بلا پس وپیش ان لوگوں کی گردن زنی کا حکم صادر کیا۔ بات کی بات میں قتل کر دیئے گئے۔ امرار، روسار، تجار اور مہاجنوں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا گیا کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کئے گئے۔ بعض تو زدوکوب کے صدمہ سے مرگئے اور بعض مال نہ دینے کی وجہ سے زندہ درگور قبروں میں دفن کر دیئے گئے۔ حصول زر کی ارزو میں مردوں کی قبریں کھود ڈالیں غرض کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے جو جو مظالم کرسکتے تھے کئے۔ عوام الناس کو جنمیں مرد بھی تھے۔ عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی تھے۔ لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔ اس قتل عام اور غارتگری سے فارغ ہوکر شہر میں آگ لگا دی جل کر خاک سیاہ ہوگیا۔ مال ہی کی تلاش اور جستجو میں سلطان سنجر کی قبر کو کھود ڈالا۔ اس واقعہ کے چوتھے دن باقی ماندگان اہل شہر پیش ہوئے جو اسوقت تک ان تاتاریوں کی تلواروں سے بچ گئے تھے۔ چنگیز خاں نے ان لوگوں کے بھی قتل کا حکم دیدیا جنکی تعداد سات ہزار سے کم نہ تھی۔

مرو کو تاراج کرکے نیشاپور کی طرف بڑھے۔ پانچ روز تک محاصرہ کئے رہے۔ چھٹے روز تلوار کے زور سے شہر فتح کرلیا۔ نیشاپور والوں کے ساتھ وہی سلوک کئے جو انہوں نے اہل مرو کے ساتھ کئے تھے۔ بلکہ بعض بعض مظالم کا یہاں اور اضافہ ہوا۔ پندرہ روز نیشاپور میں ٹھہرے رہے قتل وغارتگری کا بازار گرم رہا۔

نیشاپور سے فارغ ہوکر چنگیز خاں نے اپنے لشکر کا ایک حصہ طوس کی طرف روانہ کیا۔ طوس میں بھی وہی مظالم کئے جسکے وہ عادی ہو رہے تھے۔ شہر کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ امام علی بن موسی رضا کے مشہد کو منہدم کر ڈالا۔ خلیفہ رشید کے مقبرہ کو زمیں دوز کر دیا۔ قتل وغارتگری کرتے ہوئے ہرات کی جانب بڑھے۔ ہرات ایک محفوظ مقام تھا۔ دس دن تک محاصرہ ڈالے رہے۔ آخر کار یہ بھی سر ہوگیا۔ بہتیروں کو قتل کیا، جو باقی رہگئے انکو امن دی اور ان پر ایک شحنہ مقرر کرکے جلال الدین منکبرس سلطان خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کو روانہ ہوئے جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے۔

تاتاریوں کی روانگی کے بعد اہل ہرات نے انکے شحنہ کو مار ڈالا۔ پس جسوقت تاتاری جلال الدین سے شکست کھاکر واپس ہوئے اور شحنہ کے قتل کا واقعہ سنا بھر اگئے ہرات میں گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ مکانوں میں آگ لگادی۔ شہر پناہ کو توڑ ڈالا۔ ہرات کے نواح میں غارتگری کا بازار گرم ہوگیا۔ المختصر ہرات اور اسکے نواح کو تاراج کرکے چنگیز خاں کے پاس طالقان چلے آئے۔ چنگیز خان طالقان میں خاموش نہیں بیٹھا تھا بلکہ صوبہ خراسان کے بقیہ شہروں کے تاراج کو فوجیں بھیج رہا تھا۔ جو یکے بعد دیگرے شہروں کو تاراج کر رہی تھی۔ تا آنکہ کل صوبہ خراسان برباد وتباہ ہوگیا۔ یہ مظالم جو تاتاریوں نے خراسان میں کئے ۶۱۷ھ میں کئے۔ اہل خراسان بہتیرے فنا ہوگئے جو باقی رہ گئے وہ دوسرے شہروں میں جاکر قیام پذیر ہوئے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کرینگے۔

سلطان جلال الدین منکبرس اور تاتاری اور اسکا غزنی میں قیام

جسوقت سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش نے دریائے جرستان کے ایک جزیرہ میں جاں بحق تسلیم کی۔ اسکی اولاد بسر کردگی جلال الدین منکبرس جو کہ انمیں سب سے بڑا تھا۔ خوارزم کی طرف روانہ ہوئی۔

خوارزم پر ترکمان خاتون مادر خوارزم شاہ محمد بن تکش کی واپسی کے بعد ایک شخص عیالوں میں سے قابض ہوگیا تھا اور اس نے خوارزم پر پوری طور سے تصرف حاصل کر لیا تھا۔ جلال

Marfat.com

کے ساتھ بدسلوکی شروع کردی اوباشوں کی بن آئی۔ لوگوں کے مال وزر پر دست درازی کرنے لگے۔ اتنے میں شاہی دیوان کے امرار خوارزم پہونچے اور انہوں نے سلطان کی موت کی خبر مشہور کی اور یہ بھی ظاہر کیا جلال الدین اور اسکے بھائی خوارزم آرہے ہیں۔ اوباش اور لٹیرے یہ سنکر بھاگ گئے۔ جلال الدین مع اپنے بھائیوں کے خوارزم پہونچ گیا ہر چہار طرف سے مسلمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ سات ہزار لشکر مجتمع ہوگیا اس لشکر میں زیادہ تر قبیلہ بیاروت کے سپاہی تھے جو مادر خوارزم شاہ (ترکمان خاتون) کے اعزہ واقارب تھے۔ یہ لوگ اولاغ شاہ کی طرف مائل ہوگئے۔ سبب یہ تھا کہ یہ انکی بہن کا لڑکا تھا جیسا کہ اوپر تم پڑھ آئے ہو۔ القصہ ان لوگوں نے جلال الدین پر حملہ کرنے اور اسکو معزول کرنے کا مشورہ کیا۔ کسی ذریعہ سے جلال الدین کو اسکی خبر لگ گئی۔ تین سو سواروں کے ساتھ خراسان کا راستہ لیا۔ نسا کے بے آب وگیاہ بیابان کی طرف چلا۔ تاتاریوں کے ایک دستہ فوج سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ جلال الدین نے انکو ہزیمت دیدی، تاتاریوں کا منہزم گروہ نسا میں جاکر پناہ گزیں ہوا۔ نسا میں اسوقت اختیار الدین زنکی بن محمد بن عمر بن حمزہ خوارزم سے واپس ہوکر قیام پذیر تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہیں نسا کا نظم ونسق اختیار الدین کے قبضہ تھا۔ اس نے بقیۃ السیف تاتاریوں کو حملہ کرکے قتل کرڈالا۔ جلال الدین کو اس واقعہ سے مطلع کیا امداد کی درخواست کی، جلال الدین نیشاپور کی طرف روانہ ہوا بعد اسکے تاتاریوں کا ٹڈی دل لشکر جلال الدین کی روانگی کے تیسرے دن خوارزم پہونچا۔ قطب الدین اولاغ شاہ اور اسکے دوسرے بھائی خوارزم سے بھاگ نکلے۔ تاتاریوں نے تعاقب کیا۔ قطب الدین اولاغ شاہ نیشاپور ہوکر گزرا اختیار الدین والی نسا رسا تھ ہولیا۔ چنانچہ تاتاریوں نے نواح خراسان میں ان لوگوں کا محاصرہ کرلیا ہنگامہ کارزار شروع ہوگیا اولاغ شاہ مارا گیا۔ تاتاریوں نے اسکے مال ومتاع اور خزانہ پر قبضہ کرلیا، اولاغ شاہ کا مال واسباب

عام فوجیوں اور کاشتکاروں کے ہاتھ لگا جسکو ان لوگوں نے نہایت ارزاں قیمت پر فروخت کر ڈالا اختیار الدین زنگی نساوا پس آیا اور خود سری حکومت کرنے لگا لیکن شاہ کے لقب سے اپنے کو ملقب نہ کیا جلال الدین نے نسا کی گورنری کی سند حکومت بھیجدی چنانچہ اختیار الدین نے اسکے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا

بعد اسکے جلال الدین کو یہ خبر پہونچی کہ تاتاریوں نے نیشاپور پر چڑھائی کی ہے اور چنگیز خاں طالقان میں ہے[1] ..... نائب ہرات رکاب میں روانہ ہوا سلطان خوارزم شاہ کا ماموں زاد بھائی دس ہزار فوج کے ساتھ تاتاریوں کے مقابلہ سے بھاگ کر سجستان کی طرف چلا۔ اہل سجستان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا ناچار واپس ہوا۔ جلال الدین نے بلا کر اپنی فوج میں شامل کر لیا اور تاتاریوں پر حملہ کی تیاری کر دی اسوقت تاتاری قلعہ قندہار پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھے۔ سخت خونریز جنگ ہوئی ایک شخص بھی انمیں سے جانبر نہ ہوا، جلال الدین نے غزنی کی طرف مراجعت کی۔

غزنی پر قربوشت والی غور اس زمانہ سے قابض ہو گیا تھا جبکہ والی غزنی جلال الدین کے پاس والی سجستان کی زیادتیوں کی شکایت کرنے کو گیا تھا۔ صلاح الدین نسائی نے اس سے مطلع ہو کر غزنی پر حملہ کر دیا، چنانچہ قلعہ غزنی پر قبضہ حاصل کر کے قربوشت کو مار ڈالا اور شہر غزنی پر بھی متصرف ہو گیا[2] ..... رضار الملک شرف الدین بن امور نے اس سے مخالفت کی اور اسکو بھی نیچا دیکھا کر غزنی کا حاکم بن گیا۔ پس جب جلال الدین کو تاتاریوں پر بمقام قندھار کامیابی ہوئی اور مظفر و منصور غزنی واپس آیا تو رضا الملک کو قتل کر کے غزنی پر قبضہ کر لیا اور طرح اقامت ڈال دی۔ یہ واقعہ ۶۱۸ھ کا ہے

تاتاریوں کا خوارزم پر قبضہ اور اسکی بربادی

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ جیحوں سے خوارزم شاہ کے بھاگنے کے بعد چنگیز خاں نے اپنی فوج کو ملک گیری اور تاراج کرنے کی غرض سے تمام ملک میں پھیلا دیا۔ چنانچہ ایک فوج عظیم خوارزم کے سر کرنے کو بھی روانہ

Marfat.com

کی خوارزم کو خوارزم شاہ کے پایہ تخت ہونے کی عزت حاصل تھی، فوج بھی کثرت سے یہیں رہتی تھی۔ تاتاری لشکر چنگیز خاں کے بیٹے جنطائی اور اریطائی کی سرکردگی میں خوارزم کی طرف بڑھا۔ پانچ ماہ کامل محاصرہ کا سلسلہ قائم رہا۔ لڑائی برابر ہوتی رہی۔ منجنیقیں شب و روز چلتی رہیں لیکن کامیابی کی صورت نہ دکھائی دی۔ چنگیز خاں سے امداد کی درخواست کی۔ چنگیز خاں نے پے در پے متعدد فوجیں کمک پر بھیجیں۔ سبھوں نے مجموعی قوت سے حملہ کیا اور شہر کے ایک جانب کو فتح کر لیا۔ اس سمت کا سر ہونا تھا کہ یکے بعد دیگرے محلات مفتوح ہوتے گئے، تا آنکہ پورے شہر خوارزم پر تاتاریوں کا قبضہ ہو گیا اسوقت ان تاتاریوں نے اُس کھڑکی کو کھول دیا جو جیحوں کے پائی کو شہر میں آنے سے روکتا تھا۔ کھڑکی کا کھولنا تھا کہ دفعۃً سیلاب آگیا سارا شہر غرق ہو گیا۔ پس اہل شہر تاتاریوں کی تلواروں اور سیلاب جیحوں پر منقسم ہو گئے کوئی بھی جانبر نہ ہوا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نسائی کاتب کا بیان ہے، "دوشی خاں بن چنگیز خاں نے اہل خوارزم کو امان دی تھی۔ اہل شہر نے اس اطمینان پر شہر کا دروازہ کھولا، اور اس کے پاس آئے۔ اس نے ان سبھوں کو قتل کروالا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۶۱۷ھ کا ہے

قصہ مختصر تاتاری قزاق خراسان اور خوارزم کے تاراج سے فارغ ہو کر اپنے بادشاہ چنگیز خاں کے پاس طالقان واپس آئے۔

آبنایخ گورنر بخارا کے حالات آبنایخ عہد حکومت خوارزم شاہ میں ممتاز امراء اور ارا کین دولت سے تھا۔ خوارزم شاہ نے اسکو دوبارہ بخارا کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ پس جب تاتاریوں نے بخارا کو سر کر لیا۔ جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو تو آبنایخ بخارا چھوڑ کر سنساں میدان کی طرف بھاگ گیا۔ بحال پریشان مرتا کھپتا نواح نسا میں جا کر دم لیا۔ اختیار الدین والی نسا نے خط و کتابت شروع کی، نسا میں داخل ہونے کی درخواست کی، آبنایخ نے صاف انکار کر دیا۔ اختیار الدین خود آبنایخ سے ملنے آیا اور ضروری چیزوں سے اسکی امداد کی۔

Marfat.com

نسا کے قصبات سے ایک قصبہ بشنخوان تھا جسکا رئیس ابوالفتح نامی ایک شخص تھا۔ اس نے تاتاریوں کی سازش اور پشت گرمی سے خوارزم کے شحنہ کو خط لکھا، آبناینخ کو زیر کرنے کی غرض سے فوجیں بھیجیں آبناینخ نے اسکو ہزیمت دی اور نہایت بُری طور سے پائمال کیا۔ بشنخواں پر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ مفتوح کر لیا۔ اثنار محاصرہ میں ابوالفتح مرگیا۔ آبناینخ نے ابیورد کا قصد کیا

آبیورد اور مرو کے درمیانی شہروں اور نیز ابیورد پر تاج الدین بن عمر بن مسعود قابض ہو رہا تھا۔ اکابر امرار کی ایک جماعت اسکا دایان بازو بنی ہوئی تھی۔ حسب ضرورت وقت فوجیں بھی موجود تھیں۔ آبناینخ نے چھیڑ چھاڑ مناسب نہ سمجھا نسا واپس آیا اس وقت اسکا گورنر اختیار الدین زنگی جان بجق تسلیم کر چکا تھا اور اسکے چچا کا لڑکا عمدۃ الدین حمزہ بن محمد بن حمزہ نسا پر حکومت کر رہا تھا۔ آبناینخ نے اس سے ۶۱۸ھ کے خراج کا مطالبہ کیا اور جب اس نے دینے سے انکار کیا تو شروان کی طرف روانہ ہوا۔ شروان میں ایکجی پہلوان حکومت کر رہا تھا۔ آبناینخ نے ایکجی پہلوان کو نیچا دیکھا کر شروان پر قبضہ کر لیا۔ ایکجی پہلوان بحال پریشان جلال الدین سنکبرس کے پاس ہندوستان چلا گیا اور آبناینخ خان آہستہ آہستہ خراسان پر مستولی اور قابض ہو گیا۔

تکین بن پہلوان کا مرو پر قبضہ تھا۔ آبناینخ نے جیحوں کو عبور کیا۔ تاتاری شحنہ پر بخارا میں دفعۃً چھاپا مارا۔ تاتاریوں نے ۶۱۷ھ میں بزور تیغ آبناینخ کو پیچھے ہٹا دیا، شروان کی طرف مراجعت کی اور تاتاری تعاقب میں تھے چنانچہ جرجان میں پہونچکر آبناینخ کو گھیر لیا۔ لڑائی ہوئی، اس معرکہ میں بھی تاتاریوں کو فتح نصیب ہوئی میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ غیاث الدین نیر شاہ بن خوارزم شاہ کے پاس رے میں جاکر پناہ لی اور اسکی خدمت میں قیام اختیار کیا تا آنکہ وفات پائی جیسا کہ آیندہ ہم تحریر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

رکن الدین غور شاہ ابن خوارزم شاہ والی عراق کے حالات

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ جب سلطان خوارزم شاہ نے اپنے لڑکوں پر ملک کو تقسیم کیا تھا تو عراق کو رکن الدین غور

شاہ کے حصہ میں دیا تھا۔ پھر جب سلطان خوارزم شاہ رے کی جانب بھاگا تو اسکا بیٹا غور شاہ اس سے مل کر رے سے کرمان گیا۔ نو مہینہ کرمان پر قابض رہا جب اسکو یہ خبر لگی کہ جلال الدین محمد بن آبہ قزوینی جو اسوقت ہمدان میں ہے عراق پر قبضہ کرنے کا قصد رکھتا ہے اور بہت سے امراء و سرداران لشکر اسکے ہم آہنگ ہوگئے ہیں اور مسعود بن صاعد قاضی اصفہان بھی مل گیا ہے تو اس نے نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے اصفہان پر پہونچکر قبضہ کر لیا۔ قاضی مسعود، اتابک سعد بن زنگی والی فارس کے پاس بھاگ گیا اور اسکے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں ہوا۔ رکن الدین غور شاہ نے ہمدان کو سر کرنے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ لیکن یہ فوجیں بلا جنگ و جدال ہمت ہار کر واپس آئیں۔ رکن الدین غور شاہ نے رے کی جانب مراجعت کی۔ یاں پر ابن گل دیگر شگفت کا مضمون ہو رہا تھا۔ فرقہ اسماعیلہ کا ایک گروہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہا تھا۔ رکن الدین غور شاہ کو فرقہ اسماعیلہ کی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا تاتاریوں کا ٹڈی دل لشکر آپہونچا۔ قلعہ رائند میں اسکا محاصرہ کر لیا۔ نہایت سختی سے لڑائی شروع ہوئی۔ رکن الدین غور شاہ بھی کمال مردانگی سے تیغ بسر ہوا۔ تاتاریوں کے دانت کھٹے ہوگئے بے نیل مرام واپس آئے۔

ابن آبہ والی ہمدان نے تاتاریوں سے امن کی درخواست کی۔ تاتاریوں نے اسکو امن دی اور ہمدان میں داخل ہوکر قبضہ کر لیا۔ بجائے اسکے علاء الدین شریف حسین کو ہمدان کی حکومت پر مامور کیا۔

غیاث الدین تیر شاہ ابن سلطان خوارزم شاہ والی کرمان کے حالات

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ خوارزم شاہ نے بوقت تقسیم ملک اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو کرمان اور کیش کی حکومت عطا کی تھی۔ لیکن کسی وجہ سے اپنے باپ کے عہد حکومت میں کرمان نہ گیا۔ پھر جب تاتاریوں نے قزوین پر حملہ کیا تو غیاث الدین تیر شاہ نواح اصفہان میں ماروت نامی قلعہ میں جاکر پناہ لی۔ والی قلعہ نے عزت و احترام سے ٹھہرایا بعد چند دنوں کے اصفہان میں واپس

آیا۔ جسوقت لوٹیرے تاتاری اذربایجان کی طرف سیلاب کی طرح بڑھ رہے تھے اصفہان ہوکر گذرے اور اسپر محاصرہ ڈالا۔ اہل اصفہان نے قلعہ بندی کرلی تاتاریوں کی کچھ پیش نہ گئی۔ آخر ۶۲۰ھ تک غیاث الدین تیرشاہ یہاں مقیم رہا۔ پس جب اسکا بھائی رکن الدین غور شاہ کرمان سے اصفہان آیا تو غیاث الدین تیرشاہ، رکن الدین غورشاہ سے ملا اور کرمان پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی اور تحریک کی۔ چنانچہ رکن الدین غورشاہ نے کرمان پر قبضہ حاصل کرلیا پھر جب رکن الدین غورشاہ مارڈالا گیا تو غیاث الدین تیرشاہ عراق چلا آیا۔

جسوقت رکن الدین غورشاہ کو اسکے باپ خوارزم شاہ نے عراق کی حکومت عطا کی تھی تو امیر بقا طابستی اتابکین کو رکن الدین غورشاہ کی وزارت کا عہدہ مرحمت فرمایا تھا۔ امیر بقا طابستی نے حکومت پر قابو حاصل کرلیا۔ رکن الدین غورشاہ نے اپنے باپ خوارزم شاہ سے شکایت کی اور گرفتار کرکے جیل میں ڈالنے کی اجازت طلب کی، چنانچہ رکن الدین غورشاہ نے امیر بقا طابستی کو گرفتار کرکے قلعہ سرجہاں میں قید کردیا۔ پس جب رکن الدین غورشاہ مارڈالا گیا تو نائب قلعہ اسد الدین حولی نے امیر بقا طابستی کو رہا کردیا۔ امراء اور فوج کا ایک جم غفیر مجتمع ہوگیا۔ غیاث الدین تیرشاہ کو خطرہ پیدا ہوا۔ میل جول پیدا کیا اور اپنی بہن سے عقد کردیا لیکن اپنی بہن کو عروسی میں جانے سے روک لیا۔

رکن الدین غورشاہ کے قتل کے بعد اصفہان کی حکومت پر ازبک خاں نامی ایک شخص قابض ہوگیا تھا ایک فوج اسکے رکاب میں مجتمع ہوگئی تھی۔ امیر بقا طابستی نے ازبک خاں پر حملہ کیا۔ ازبک خاں نے غیاث الدین تیرشاہ سے امداد کی درخواست کی۔ غیاث الدین تیرشاہ نے اپنے ایک امیر دولۃ الملک کی سرکردگی میں ایک فوج ازبک خاں کی کمک پر بھیجدی۔ یہ کمک نہیں پہونچنے پائی تھی کہ امیر بقا طابستی نے ازبک خاں پر حملہ کرکے ہزیمت دیدی اور اثنار راہ گیر میں اصفہان کے باہر میدان جنگ میں مارڈالا۔ اصفہان پر قبضہ کرلیا۔ دولۃ الملک غیاث الدین کے پاس واپس آیا غیاث الدین کو امیر بقا طابستی کا یہ فعل ناگوار گزرا فوجیں ارراستہ کرکے

Marfat.com

اصفہان چڑھائی کردی۔ قاضی اصفہان اور صدر الدین رئیس نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ امیر بقا طابستی بھی مطیع ہوگیا اور غیاث الدین تیرشاہ کو راضی کرلیا غیاث الدین تیرشاہ نے اپنی بہن کی رسم رخصتی ادا کردی۔ عراق، مازندران اور خراسان کا واحد حکمراں ہوگیا، مازندران اور اسکے صوبہ پر دولۃ الملک کو متعین کیا اور صوبہ ہمدان کی حکومت امیر بقا طابستی کو عطا کی۔

بعد اسکے غیاث الدین تیرشاہ نے اذربایجان پر حملہ کیا۔ مراغہ پر متعدد چھاپے مارتے، ازبک بن پہلوان والی اذربایجان نے صلح کے مراسلات بھیجے، ردوکد بعد صلح ہوگئی۔

امیر بقا طابستی نے نہایت کم مدت میں غیاث الدین تیرشاہ کی حکومت و سلطنت پر قابو حاصل کرلیا و ماغ پھر گیا، حکومت خودسری کی سوجھی۔ مراسم اتحاد کو خیرباد کہہ کر اذربایجان کا قصد کیا۔ آذربایجان میں دو نمکحرام غلام ازبک بن پہلوان کی مخالفت پر پہلے سے تلے ہوئے تھے۔ یہ دونوں امیر بقا طابستی سے مل گئے اور بغاوت کا جھنڈا بلند کردیا۔ غیاث الدین تیرشاہ انکی گوشمالی کو نکلا اور لڑکر نیچا دکھادیا مغلوب ہوکر واپس ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ[1] ..... خلیفہ بغداد کے اشارہ سے امیر بقا طابستی غیاث الدین تیرشاہ کی مخالفت پر اٹھایا تھا واللہ اعلم بالصواب

مقام جرجان میں آبناخ نائب بخارا جنگ تاتار سے نجات پاکر غیاث الدین تیرشاہ کی خدمت میں باریاب ہوا غیاث الدین تیرشاہ نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، سلطان کا مانموں دولت ملک اور اسکے بھائی نے آبناخ کی جاو بیجا شکایت کی۔ طرح طرح کے الزامات لگائے غیاث الدین تیرشاہ نے التفات نہ کی بلکہ ڈانٹ ڈپٹ کر اپنے دربار سے نکلوا دیا۔ یہ دونوں ناراض ہوکر چلے آئے

دولت ملک تاتاریوں کے لشکر میں جاکر مل گیا اور اسکے ساتھ مرو اور زنجان پر جنگ کرنے کو گیا اسی لڑائی میں کام آگیا اسکا بیٹا برکہ خان ازبک خان کے پاس آذربایجان چلا گیا بعد اسکے تاتاری فوج نے امیر بقا طابستی پر حملہ کیا امیر بقا طابستی کو ہزیمت ہوئی۔ کرم جاکر پناہ لی۔ اور اسکے

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

بقیۃ السیف ہمراہی غیاث الدین تیرشاہ کے پاس چلے گئے۔ تاتاری فوجیں لوٹ مار کرتی ماوراء جیحون کی طرف واپس ہوئیں جیسا کہ ہم آیندہ بیان کرین گے ؎ . . . . . والی فارس سعد الدین بن زنگی۔ اور اہل اصفہان نے جسوقت کہ انکو والی فارس سے شکست مل چکی تھی، غیاث الدین تیرشاہ سے خط وکتابت شروع کی چنانچہ غیاث الدین تیرشاہ اہل اصفہان کی تحریک پر سعد الدین بن زنگی کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ قلعہ اصطخر میں اسکو گھیر لیا اور تلوار و نیزہ کے زور سے مفتوح کرکے قبضہ کرلیا اصطخر کو فتح کرکے شیراز کی طرف بڑھا اور اسکو بھی سر کرلیا۔ بعد اسکے قلعہ حرہ کا محاصرہ کیا اہل قلعہ نے امن کی درخواست کی صلح کے ساتھ مفتوح ہوا۔ آبنائخ خان نے اسی مقام پر انتقال کیا اور وہیں شعب سلیمان میں سپرد زمیں ہوا بعد اسکے ایک فوج گازرون کے سر کرنے کو روانہ کی گئی۔ گازرون بھی بزور تیغ مفتوح ہوگیا۔ سخت خونریزی ہوئی۔ نواح بغداد کا قصد کیا۔ اربل اور بلاد جزیرہ سے بیشمار فوجیں مجتمع ہوکر آگئیں۔ غیاث الدین تیرشاہ سے صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ باہم مصالحت ہوگئی غیاث الدین تیرشاہ عراق واپس آیا۔

جلال الدین منکبرس کے حالات تاتاریوں کے مقابلہ میں شکست ہندوستان کی طرف مراجعت

ہم اوپر تحریر کرآئے ہیں کہ خوارزم شاہ نے بوقت تقسیم ملک جلال الدین منکبرس کے حصہ میں غزنی، بامیان، غور، بست، کھیاباد اور جو مقامات ہندوستان کے اس سے ملے ہوئے تھے دیئے تھے، جلال الدین منکبرس نے ان مقامات پر اپنی طرف سے بطور نائب ؎ . . . . . کو مقرر کیا تھا۔ اور غزنی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ پس جب سلطان خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی تو حربوشہ والی غور نے جلال الدین کے نائب سے غزنی کو چھین لیا۔ پھر جب جلال الدین نیشاپور سے غزنی کی طرف بھاگا اور

؎ ۲ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

Marfat.com

تاتاری بلاد خراسان پر قابض ہو گئے، امراء و نوسار خراسان بھی بخیال حفظ ناموس بھاگ نکلے۔ جلال الدین کے پاس جاکر پناہ لی [illegible]

نائب ہرات امین الملک نے سلطان کے مامنوں کو قتل کر ڈالا اور باغی ہو گیا۔ اس واقعہ کو ہم محاصرہ سجستان کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں بعد چندے اس نے سلطان جلال الدین کی اطاعت قبول کر لی، سیف الدین بقراق خلجی، اعظم ملک بلخی، مظفر ملک اور حسن، سلطان سے آملے ان میں سے ہر ایک کے رکاب میں تیس تیس ہزار نبرد آزما موجود تھے۔ سلطان کے موکب ہمایوں میں بھی اسی قدر فوج تھی۔ سبھوں نے متفقہ اور مجموعی قوت سے تاتاریوں پر جسوقت کہ وہ قلعہ قندھار کا محاصرہ کئے تھے حملہ کیا۔ اس معرکہ میں تاتاریوں کو ہزیمت ہوئی۔ بقیۃ السیف بھاگ کر اپنے بادشاہ چنگیز خان کے پاس پہونچے، چنگیز خان نے ایک عظیم فوج اپنے بیٹے طولی خاں کی سرکردگی میں جلال الدین سے ہم نبرد ہونے کو روانہ کی مقام شروان میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ جلال الدین نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ طولی خاں بن چنگیز خاں معرکہ کارزار میں مارا گیا۔ تاتاری فوج تتر بتر ہو گئی۔ سلطان جلال الدین کے لشکر میں تقسیم مال غنیمت پر جھگڑا ہو گیا۔ سیف الدین بقراق اور امین الملک نائب ہرات سے بھی اسی معاملہ میں نزاع ہو گئی۔ امین الملک نے عراق کا راستہ لیا اعظم ملک اور مظفر ملک بھی لڑ پڑے۔ ایک ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ اسی ہلڑ میں بقراق کا بھائی مار ڈالا گیا بقراق ناراض ہو کر ہندوستان کی طرف واپس ہوا۔ اسکے ہمراہی ساتھ ہو لئے۔ جلال الدین نے ہر چند ملائے اور واپس لانے کی کوشش کی کارگر نہ ہوئی۔ ایک بھی واپس نہ ہوا۔

اس شکست کی چنگیز خاں کو اطلاع ہوئی۔ کل تاتاریوں کے گروہ کو مجتمع کیا اور مرتب و مسلح کر کے جلال الدین منکبرس سے لڑنے کو چلا۔ جلال الدین بھی چنگیز خان کے ارادہ سے آگاہ ہو کر مقابلہ کو نکلا چنگیز خان کے مقدمۃ الجیش (ہراول) سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ سخت خونریز

Marfat.com

جنگ کے بعد جلال الدین کو فتح نصیب ہوئی تاتاریوں میں سے معدودے چند جانبر ہوے۔
جلال الدین میدان جنگ سے واپس ہوکر نہر سندھ پر مقیم ہوا۔ کل امرا اور سرداران کو جو اس سے منحرف ہوگئے تھے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ ہنوز ایلچی واپس نہیں ہوا تھا کہ چنگیز خاں نے جلال الدین پر حملہ کر دیا۔ تین شب و روز جنگ کے بعد جلال الدین کو ہزیمت ہوئی۔ ابن الملک اپنے باپ کے پاس قتل ہوا سلطانی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ تاتاریوں نے نہر سندھ کو عبور کرنے سے روک ٹوک شروع کی۔ بہتیرے ہزیمت خوردہ نہر میں ڈوب کر مرگئے۔ بہتیروں کو تاتاریوں نے اپنی خوں آشام تلوار کے نذر کر دیا۔ سلطان جلال الدین کا بیٹا جسکی عمر صرف سات برس کی تھی تاتاریوں کے ہاتھ پڑ گیا۔ تاتاریوں نے اس بچہ کو بھی مار ڈالا۔ جلال الدین میدان جنگ سے بھاگ کر کنارہ نہر پر پہونچا اور تاتاری تعاقب میں تھے۔ جلال الدین نے اپنی عورتوں کو قتل کر کے گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ تیر کر دوسرے کنارہ پر جا پہونچا۔ اسکی فوج سے صرف تین سو سوار چار سو پیادے اور چند سردار جانبر ہوئے۔ تین دن کے بعد افتاں وخیزاں سلطان کی خدمت میں پہونچے۔

سلطان کے بعض خاص الخاص امیر نے اس واقعہ جاں گداز سے مطلع ہوکر ایک کشتی جسمیں کھانا، کپڑے اور کل ضروری اشیا تھیں سلطان کی خدمت میں روانہ کی۔ جس سے ان لوگوں کی حاجت برآری ہوئی۔

اعظم ملک کسی قلعہ میں جاکر روپوش ہوا۔ چنگیز خاں نے مطلع ہوکر محاصرہ ڈالا اور تلوار کے زور سے فتح کر کے اسکو اور کل ان لوگوں کو جو اسکے ساتھ قلعہ میں تھے بھیڑ بکری کی طرح ذبح کر ڈالا۔

اسکے بعد تاتاری لشکر نے غزنی کا قصد کیا۔ غزنی بھی مفتوح ہوگیا۔ قتل کیا، غارت کیا، برباد کیا۔ جسکو جہاں پایا مار ڈالا۔ شہر میں آگ لگا دی۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ غرضکہ غزنی اور کل نواح غزنی ایسا تاراج ہوا کہ گویا اسکا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

ان واقعات کی اطلاع والی جبل جردی (بلاد ہندوستان) کو ہوئی۔ جلال الدین سے اپنا پرانا کینہ نکالنے کو اُٹھ کھڑا ہوا۔ چونکہ جلال الدین اور اسکے ہمراہی تاتاریوں کی جنگ سے تھک گئے تھے اسوجہ سے جنگ کے موقع پر نہ آئے۔ والی جبل جردی ناکام واپس ہوا۔ جلال الدین کے ایک مصاحب نے موقع پاکر حملہ کر دیا۔ اور فاش ہزیمت دیکر ان پر مسلط ہو گیا۔ ہندوستان کا نائب السلطنت پر نرمی و ملاطفت پیش آیا۔ تحائف اور ہدایا، نذر کئے واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

جلال الدین منکبرس ہندوستان میں

جلال الدین منکبرس کے سرداران لشکر کا ایک گروہ معہ فوج کے دریائے سندہ کو عبور کرکے ہندوستان میں قباجہ بادشاہ ہندوستان کی خدمت میں باریاب ہوا۔ جنمیں سے امین الملک کی لڑکی، شمس الملک (جو جلال الدین منکبرس کا اسکے باپ کے زمانہ میں وزیر تھا) اور قزل خان ابن امین الملک ذکر کرنے کے قابل ہیں قزل خاں شہر کلورا میں جاکر پناہ گزیں ہوا تھا۔ کلورا کے گورنر نے اسکو قتل کر ڈالا اور قباجہ نے شمس الملک کا کام اسوجہ سے تمام کر دیا کہ اسکو خطرہ پیدا ہوا تھا کہ جلال الدین کو اسکے حرکات وسکنات سے مطلع کر دے گا۔ امین الملک نے جلال الدین کو اسکی اطلاع کر دی تھوڑے دنوں کے بعد اسکے بھائی (غیاث الدین) کے سرداران لشکر اسکی خدمت میں آگئے جس کی وجہ سے اسکی قوت بڑھ گئی۔ شہر کلورا پر پہونچکر محاصرہ ڈالا اور سر کر لیا۔ بعد اسکے شہر ترتوخ کو بھی اسی طرح مفتوح کیا۔ قباجہ نے جلال الدین سے جنگ کرنے کو فوجیں فراہم کیں۔ جلال الدین کو اسکی خبر لگ گئی فوراً دھاوا کر دیا، قباجہ مقابلہ پر نہ آیا۔ مورچہ اور کیمپ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ جلال الدین نے جو کچھ لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔ لاہور کی طرف قدم بڑھایا۔ لاہور میں قباجہ کا لڑکا تھا۔ قلعہ بند ہو گیا۔ پھر اس امر کو محسوس کرکے کہ مقاومت و مقابلہ کی قوت نہیں ہے صلح کا پیام دیا۔ ایک مقررہ سالانہ خراج پر مصالحت ہو گئی۔ محاصرہ اُٹھاکر تستشان پر پہونچکر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ فخر الدین سلاوی قباجہ کا نائب اس شہر کا والی تھا اس نے اطاعت کی گردن جھکا دی، شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا، بعد اسکے اوچا پر حملہ کیا۔

Marfat.com

محاصرہ ڈالا اہل اوجانے تاوان جنگ دیکر مصالحت کرلی۔ جالس کا محاصرہ کیا، بادشاہان ہندوستان میں سے شمس الدین التمش نامی ایک بادشاہ جو شہاب الدین غوری کا غلام تھا اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے جلال الدین سے ہم نبرد ہونا مناسب نہ سمجھا علم حکومت کے آگے اطاعت کی گردن جھکادی، اہل شہر بھی مطیع ہوگئے جلال الدین نے چند روز یہاں قیام کیا۔ اتیش نے تیس ہزار سوار ایک لاکھ پیادے اور تین سو زنجیر فیل سے حملہ کیا۔ جلال الدین بھی اپنی فوج مرتب کرکے مقابلہ پر آیا مقدمۃ الجیش (ہراول) پر جہان پہلوان ازبک تھا۔ دونوں فریق کے ہراول غلط راستہ پر چلے گئے۔ ایک کا دوسرے سے مڈبھیر نہ ہوسکا۔ اتیش نے صلح کا پیام بھیجا۔ جلال الدین مصالحت پر مائل ہوگیا۔

بعد اس واقعہ کے اتیش، قباجہ اور کل ملوک ہند متفق ہوکر جلال الدین سے لڑنے کو نکلے جلال الدین جنگ سے پہلوتہی کرگیا اور ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر قبضہ کرلیا تھا اپنی طرف سے جہان پہلوان کو مقرر کرکے ہندوستان سے روانہ ہوا۔ نہر عبور کرکے غزنی کی طرف چلا۔ غزنی اور غور پر امیر وفا ملک کو جسکا نام حسن مصنف تھا مامور کرکے عراق کی طرف روانہ ہوا۔ یہ واقعہ ۶۲۱ھ کا ہے دو برس ہندوستان سے مراجعت کو ہوگئے تھے

خراسان اور عراق کے حالات غیاث الدین کا عہد حکومت

جسوقت جلال الدین ہندوستان کی طرف روانہ ہوگیا غیاث الدین کے پاس کرمان میں بچی بچائی فوج آکے مجتمع ہوئی غیاث الدین نے انکو مسلح و مرتب کرکے عراق کا قصد کیا۔ چنانچہ خراسان اور مازندران پر قبضہ حاصل کرلیا جیساکہ اوپر بیان کیا گیا۔ لہو ولعب اور عیش و عشرت میں ڈوب گیا۔ کاروبار سلطنت سے غافل ہوگیا۔ گورنروں نے ملک کو دبالیا۔ قائم الدین نے نیشاپور پر حکومت استبدادی کی بنیاد ڈالی، یقز بن ایلچی پہلوان، شروان دبا بیٹھا، نیال نے خطا پر

Marfat.com

قبضہ کر لیا، نظام الملک اسفراین کا مستقل حکمراں ہو گیا، نصرت الدین بن محمد نے نسا پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور تاج الدین عمر بن مسعود ترکمانی ابیورد کا بادشاہ بن گیا۔ غیاث الدین اپنے رنگ رلیاں میں مصروف، دنیا و مافیہا سے غافل لذات دنیاوی میں ڈوبا ہوا تھا۔ تاتاری فوجیں سیلاب کی طرح بڑھیں، غیاث الدین عراق سے نکل کر بلاد جبل چلا گیا، تاتاریوں نے کل ملک ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا سارے ملک میں ہو کا عالم ہو گیا۔ غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا ہوا۔ امن و امان کا نام و نشان باقی نہ رہا رعایا برباد و تباہ ہو گئی ملک ویران ہو گیا۔ چونکہ سلطان غیاث الدین کاروبار سلطنت سے غافل ہو گیا تھا اور عیش و عشرت کے سوا اسکو کوئی کام نہ رہا تھا اسوجہ سے اس کی ماں حکومت و سلطنت پر قابو یافتہ ہو گئی اور ترکمان خاتون مادر سلطان خوارزم شاہ کا رویہ اپنایا کیا اور اس کے قدم بہ قدم چلی۔ "خداوند جہاں" کا لقب اختیار کیا۔ تا انکہ سلطان جلال الدین آیا اور اس نے اسکو مغلوب کیا۔

جلال الدین کی ہندوستان سے مراجعت غیاث الدین کی تیاری اور مصالحت

۶۲۱ھ میں جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو جلال الدین نے ہندوستان سے مراجعت کی۔ بیحد تکالیف اور بے انتہا مصائب جو بیان سے باہر ہے برداشت کرتا ہوا کرمان پہونچا۔ چار ہزار سوار رکاب میں تھے جو خچروں اور بیلوں پر سوار تھے۔ اسوقت کرمان میں براق حاجب (جلال الدین کے بھائی غیاث الدین کا) نائب حکومت کر رہا تھا۔

براق، کوغان بادشاہ کا حاجب تھا۔ کسی وجہ سے بادشاہ خطا سے علیحدہ ہو کر خوارزم چلا آیا اور وہیں قیام اختیار کیا بعد اسکے خوارزم شاہ کو بادشاہ خطا پر فتح نصیب ہوئی براق کو حجابت کے عہدہ پر مامور کیا۔ کچھ دنوں کے بعد غیاث الدین تیرشاہ ابن خوارزم شاہ کے کرمان چلا آیا۔ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور جب جلال الدین ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور تاتاری اسکے تعاقب و گرفتاری سے ناامید ہو کر واپس ہوئے تو غیاث الدین کو

Marfat.com

عراق کے قبضہ کی ہوس پیدا ہوئی چنانچہ براق کو کرمان کا حاکم مقرر کیا۔

جلال الدین نے کرمان میں پہونچکر براق کو گرفتار کرنیکا قصد کیا وزیر السلطنت شرف الملک فخر الدین علی بن ابو القاسم جنیدی معروف بہ خواجہ جہاں نے عرض کی "یہ موقع براق کی گرفتاری کا نہیں ہے۔ اس سے عوام الناس بھڑا اٹھیں گے۔ کسی اور موقع پر دیکھا جائے گا، جلال الدین اس فعل سے رک گیا شیراز کی طرف قدم بڑھایا۔ والی شیراز بردا تابک نیازمندانہ حاضر ہوا ہدایا اور تحایف پیش کئے، علم حکومت کا مطیع ہوگیا۔ چونکہ اتابک فارس سعد بن زنگی کو غیاث الدین سے مخالفت ہوگئی تھی۔ جلال الدین سے صلح کر لی اور اپنی بیٹی سے جلال الدین کا عقد کر دیا۔

بعد اسکے جلال الدین اصفہان گیا قاضی رکن الدین مسعود ابن صاعد حاضر خدمت ہوا اطاعت کی گردن جھکا دی۔ اسکی خبر غیاث الدین تک پہونچی۔ یہ اسوقت رے میں تھا۔ فوجیں مجتمع کرکے جلال الدین سے لڑنے کو چلا۔ جلال الدین کو اسکی اطلاع ہوئی۔ ملا طفت امیر خط لکھا۔ طولی خان پسر چنگیز خاں کا اسباب، لباس، گھوڑا اور تلوار بطور ہدیہ بھیجا جو جنگ برندان میں مارا گیا تھا۔ ساتھ ہی اسکے اُن امرا کو بھی بلانے کی کوشش کی جو غیاث الدین کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ اسکی خبر کسی ذریعہ سے غیاث الدین کو ہوگئی۔ غیاث الدین نے ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا باقی جلال الدین کے پاس بھاگ گئے۔ چنانچہ جلال الدین سے اُن لوگوں کے غیاث الدین کے لشکر میں آیا غیاث الدین کے کل سرداران لشکر اور ہمنشین جلال الدین کی طرف ہوگئے۔ جلال الدین نے غیاث الدین کے خرگاہ، ذخیروں اور کل واسباب پر قبضہ کر لیا۔ اسکی ماں بھی قبضہ میں آگئی غیاث الدین قلعہ سلوقان بھاگ گیا۔ جلال الدین نے اسکے بھاگ جانے سے اسکی ماں پر بجد ناراضی ظاہر کی۔ پس اس نے اپنے بیٹے غیاث الدین کو بلا کر دونوں میں صلح کرا دی۔ غیاث الدین اپنے بھائی کی خدمت میں جیسا کہ چھوٹے اپنے بڑوں کی خدمت میں رہتے ہیں، رہنے لگا۔ خراسان اور عراق کے غاصب امرا جلال الدین کے دربار میں نیازمندی کے ساتھ حاضر ہوئے۔

Marfat.com

اور علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی حالانکہ اس کے پہلے غیاث الدین کی کچھ نہیں سنتے تھے اور اسکی حکومت کو شمار ہے تھے۔ سلطان جلال الدین نے اسکی اطاعت و حکم برداری پر خوشنودی ظاہر کی اور جیسا مناسب وقت سمجھا ویسا ہی عمل پیرا ہوا۔

آبناخ کا نسار پر قبضہ

نصرت الدین بن محمد اپنے برادر عم زاد اختیار الدین کے بعد نسار کا حکمراں ہو گیا تھا جیسا کہ اوپر ہم بیان کر آئے ہیں۔ لیکن امور سلطنت کی عنان محمد بن احمد نسائی منشی مورخ تاریخ بنی خوارزم شاہ کے قبضہ اقتدار میں تھی اور بیس[1] سال تک زیر سایہ علم حکومت غیاث الدین حکومت کرتا رہا بعد اسکے خود سری حکومت کا دعویدار ہوا، غیاث الدین کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا غیاث الدین نے طوطی بن آبناخ کی سرکردگی میں فوجیں روانہ کیں، ارسلان کو کمک پر مامور کیا۔ قرب و جوار کے امراء کو امداد و اعانت کا حکم دیا، نصرت الدین کو خود کرہ پر لشکر کشی ہوئی اپنے نائب السلطنت محمد بن احمد منشی کو غیاث الدین کی خدمت میں صلح کا پیام لیکر بھیجا اور وہ مال بھی پیش کر دیا جس پر مصالحت کا انحصار تھا۔

محمد بن احمد منشی ہنوز غیاث الدین کے دربار تک نہیں پہونچا تھا کہ جلال الدین منکبرس کے آنے اور غیاث الدین کو مغلوب کرنے کی خبر مشہور ہو گئی۔ اصفہان میں انتظار دستی راہ و اہتمام برف قیام کر دیا۔ چند دنوں بعد ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ اسوقت سلطان ہمدان میں موجود نہ تھا آتابک بقاطا بستی کے جنگ پر گیا تھا۔ اسکے حالات تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ "غیاث الدین نے اس سے اپنی بہن کا عقد کر دیا تھا۔ اور غیاث الدین ولیعہدی سے معزول ہونے کے بعد اذربایجان بھاگ گیا۔ اتابک سعد سے میل جول پیدا کیا۔ جلال الدین کو اسکی خبر لگی فوراً ان لوگوں کی طرف کوچ کر دیا[1] ..... غیاث الدین بھی جلال الدین سے جنگ کرنے کو چلا جلال الدین نے پہونچکر اس کو گرفتار کیا، امن دی۔ اسکے خیمہ میں داخل ہو کر قیام پذیر ہوا عزت و احترام سے ملاقات کی"

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

Marfat.com

نصرت الدین نے بلاد نسار میں دُند مچادی، ہنگامہ وفساد کا بازار گرم کردیا۔ جلال الدین نے آبناینج کو اسکی گوشمالی پر متعین کیا۔ دو دن کے بعد جلال الدین کے کانوں تک یہ خبر پہونچی کہ نصرت الدین نے اس دارقانی کو چھوڑ دیا ہلاک ہوگیا اور ابناینج کا نسار پر پورے طور سے تسلط اور قبضہ ہوگیا ہے۔

جلال الدین کا خوزستان اور بغداد کی طرف روانہ ہونا

جسوقت جلال الدین کو اپنے بھائی غیاث الدین پر غلبہ حاصل ہوگیا اور ملک کا نظم ونسق درست ہوگیا گرمی کا موسم تھا اس موسم کو ختم کرنے کی غرض سے خوزستان کی طرف کوچ کیا۔ اور اسکے دارالحکومت[1] کا پہونچکر محاصرہ کرلیا۔ مظفر الدین وجہ السبع، خلیفہ ناصر کا غلام اس صوبہ کا حاکم تھا۔ جلال الدین نے زمانہ محاصرہ میں اپنی فوج کو چند حصوں پر تقسیم کرکے شہروں پر شبخون مارنے کا حکم دیا۔ خراسان کے اطراف میں لوٹ اور مار پھیل گئی۔ باذرایا اور بصرہ بھی محفوظ نہ رہا۔ تکین (ملکتین) پولیس افسر بصرہ مقابلہ پر نکلا، دربار خلافت سے فوجیں بسرکردگی جلال الدین قشتمر (خلیفہ ناصر کا غلام تھا) پہونچ گئیں دونوں حریف لڑائی سے رُک گئے۔

جلال الدین نے ضیاء الملک علاء الدین محمد بن مودود کو دربار خلافت میں بطور وفد روانہ کیا اسکے مقدمۃ الجیش پر جہان پہلوان تھا۔ اثناء راہ میں عرب کا ایک گروہ اور خلافت پناہی کا لشکر سامنے آگیا۔ خوارزمی ٹوٹ پڑے، حملہ کردیا۔ بہتیرے بغداد واپس گئے اور جنکو خوارزمیوں نے گرفتار کرلیا تھا۔ سلطان جلال الدین کے دربار میں اُن کو پیش کیا۔ سلطان نے ان لوگوں کو رہا کردیا۔ اور ضیاء الملک بغداد چلا گیا۔

[1] اسوقت خراسان کا دارالحکومت نشتر تھا۔ ماہ محرم ۶۲۲ھ میں جلال الدین نے اسکا محاصرہ کیا تھا اور مظفر الدین مقررہ وجہ السبع نے نہایت مردانگی سے اپنے شہر کی حفاظت کی تھی جب جلال الدین کو محاصرہ میں کامیابی نہ ہوئی تو لوٹ مار شروع کردی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۹ مطبوعہ لیڈن

Marfat.com

اسکی خبر اہل بغداد تک پہونچی۔ حفاظت پر کمربستہ ہو گئے۔ سلطان جلال الدین نے بھی یعقوبا میں پہونچکر قیام کیا جو بغداد سے دو یا تین منزل پر تھا۔ یعقوبا سے کوچ کرکے دقوقا کا محاصرہ کیا۔ اور بزور تیغ قابض ہو گیا۔ شہر پناہ اور قلعہ کو منہدم کرکے شہر میں آگ لگا دی۔

جسوقت جلال الدین دقوقا کے سر کرنے میں مصروف تھا اسکی فوجیں جو متعدد حصوں میں تقسیم ہو کر لوٹ مار کر رہی تھیں تکریت پر بھی پہونچ گئیں۔ اہل تکریت سے سخت جنگ ہوئی جس میں خوارزمیوں کو کوئی کامیابی نہ ہوئی اپنے لشکر میں واپس آئیں۔

ان لڑائیوں کے زمانہ میں جلال الدین اور مظفر الدین والی اربل سے خط وکتابت ہوتی تھی۔ آخر کار باہم مصالحت ہو گئی۔ لیکن باین ہمہ ملک میں بیحد بدامنی پھیل گئی۔ ہر چہار طرف قتل اور غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ عربوں نے رہزنی شروع کر دی۔ دن دہاڑے قافلے لٹنے لگے۔ ضیاء الملک بغداد ہی میں مقیم رہا تا آنکہ سلطان جلال الدین نے مراغہ پر قبضہ حاصل کیا۔

وزیر شرف الملک وزیر السلطنت شرف الملک کا نام فخر الدین علی بن قاسم خواجہ جہاں تھا۔[1] ..... ابتدا میں یہ صاحب دیوان کا نائب تھا۔ نجیب الدین شہرستانی (سلطان کا وزیر السلطنت) اور اسکے بیٹے بہاء الملک وزیر حرب کی خدمت میں رہتا تھا۔ رفتہ رفتہ خدمتگاری سے ترقی کرکے پرچہ نویسی کی خدمت پر مامور ہوا۔ اس طمع سے کہ نجیب الدین شہرستانی عہدہ وزارت سے معزول کر دیا جاے اور قلمدان وزارت پر میرا قبضہ ہو جاے سلطان سے نجیب الدین شہرستانی کی چغلی کی اور یہ الزام لگایا کہ اس نے دو لاکھ دینار غبن کیا ہے، سلطان نے اسکی چغلی کی سماعت نہ کی اور نجیب الدین شہرستانی سے کوئی مطالبہ نہ کیا بعد اسکے بہاء الملک وزیر حرب پر طرح طرح کے الزامات لگاے۔ اس مرتبہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا فوجی وزارت کی خدمت سپرد ہوئی۔ چار برس اس عہدہ پر رہا جب سلطان کا موکب ہمایوں بخارا آیا تو لوگوں نے اسکی شکایت بکثرت کی۔ سلطان

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے

نے گرفتاری کا حکم دیا روپوش ہوگیا۔ طالقان چلاگیا، طالقان سے غزنی پہونچا اور جلال الدین کی بارگاہ میں بعد انتقال سلطان باریاب ہوا جلال الدین نے حاجبوں کے زمرہ میں رکھ لیا۔ اسوقت سے برابر حجابت ہی کے عہدہ پر رہا۔ پھر جب جلال الدین نے دریائے سندھ عبور کیا اور اسکے وزیر السلطنت شہاب الدین ہروی کو قباجہ بادشاہ ہندوستان نے قتل کرڈالا جیسا کہ اوپر تم پڑھ آئے ہو تو جلال الدین نے بجائے شہاب الدین کے اسکو عہدہ وزارت سے سرفراز و ممتاز کیا۔

تاتاریوں کا رے، ہمدان اور جبل کی طرف واپس ہونا

اذربایجان، بلاد قفچاق اور شروان سے مغربہ تاتاریوں کی واپسی کے بعد خراسان تباہ و برباد ہوکر چٹیل میدان کی طرح رہ گیا تھا سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے حکومت کی تباہی کے بعد خراسان کے نواح پر غلبہ و تصرف حاصل کرلیا تھا، کوئی حاکم نہیں رہا تھا۔ انہیں لوگوں نے بربادی و غارتگری اول کے بعد خراسان کو پھر آباد کیا۔ چنگیز خاں نے خراسان کے تباہ کرنے کو تاتاریوں کا ایک دوسرا لشکر بھیجدیا۔ اس لشکر نے خراسان کو دوبارہ تاراج کیا۔ مکانات منہدم کردیئے، بازاروں کو لوٹ لیا۔ اسی قسم کا برتاؤ ساوا، قاشان اور قم میں بھی ان نوٹیرے تاتاریوں نے کیا۔ حالانکہ تاتاریوں نے اس سے پہلے اس قسم کے افعال ان مقامات پر نہیں کئے تھے۔ ان شہروں کی غارتگری سے فارغ ہوکر ہمدان کی طرف بڑھے۔ اہل ہمدان انکے آمد کی خبر سنکر بھاگ گئے۔ تاتاریوں نے جی کھول کر شہر کو ویران اور تاراج کیا۔ اہل ہمدان کے تعاقب میں اذربایجان تک گئے اطراف اور نواح اذربایجان میں بھی قتل و غارت کا ہنگامہ برپا کردیا۔ ہمدانیوں نے اذربایجان کو بھی چھوڑ دیا۔ کمال بے سروسانی سے بھاگ نکلے بعضوں نے تبریز میں جاکر دم لیا۔ تاتاری نوٹیرے تعاقب میں تھے یہاں بھی ان غریبوں کو چین نصیب نہ ہوا۔ تاتاریوں نے ازبک بن پہلوان والی تبریز کو خط لکھا اور اُن لوگوں کو حوالہ کرنے کو مطالبہ کیا۔ ازبک نے ان لوگوں میں سے

Marfat.com

ایک گروہ کو قتل کرکے انکے سروں کو اور نیز باقی ماندگاں کو تاتاریوں کے پاس بھیج یا اور ایسے افعال کئے جس سے تاتاری راضی ہوکر واپس ہوگئے تبریز سے تعرض نہ کیا۔

وقائع اذربایجان قبل ورود جلال الدین

جسوقت تاتاری بلاد قفچاق اور روس سے واپس ہوئے اور قفچاق کا ایک گروہ جو تاتاریوں کے مقابلہ سے بھاگ گیا تھا بحال پریشان در بند شروان پہونچا۔ در بند شروان کا بادشاہ رشید نامی ایک شخص تھا۔ ان لوگوں نے رشید سے درخواست کی کہ "ہم لوگ آپکی اطاعت و فرمانبرداری کو باعث فخر و عزت سمجھیں گے۔ آپ اپنے ملک میں ہم کو قیام کرنے کی اجازت دیجئے اور اس اطمینان کے لئے کہ ہم لوگ آپ سے کسی قسم کی بدعہدی نہ کرینگے ضمانت دینے کو تیار ہیں" رشید کو کچھ شبہ پیدا ہوا، درخواست منظور نہ کی تب ان لوگوں نے یہ استدعا پیش کی "آپ ہمکو اپنے ملک سے غلہ اور دیگر ضروریات خرید کرنے کی اجازت دیجئے"، رشید نے اجازت دیدی۔

بعد اسکے انہیں قفچاقی گروہ کے بعض سردار رشید کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ ظاہر کرنے لگے کہ "قفچاقی آپ کے ساتھ بدعہدی کرنے پر آمادہ ہیں۔ آپ ہمکو ایک فوج عنایت فرمائے۔ ہم اونکو لڑکر آپ کے ملک سے نکال دینگے"، رشید نے انکو فوجیں دیں سامان جنگ دیا، چنانچہ اس سردار نے قفچاق کے بعض گروہ پر حملہ کیا۔ قفچاق کی ایک جماعت کام آگئی، مال و اسباب لوٹ لیا گیا، لیکن قفچاق نے ذرا بھی حرکت نہ کی اور یہی کہہ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا "بادشاہ شروان کے ہم فرمانبردار ہیں اگر اس نے ہمکو امن نہ دی ہوتی تو ہم اس سے تیغ و سپر ہوتے"

قفچاقی سردار اس واقعہ سے خوش خوش مال غنیمت لئے واپس ہوا۔ فوج کو ذرہ بھر نقصان نہ پہونچا دو چار روز کے بعد یہ خبر لگی کہ قفچاق اپنی جاے قیام سے کوچ کرکے تین روز کی مسافت پر جاکے مقیم ہوئے ہیں قفچاقی سردار نے دوبارہ فوج کو تیاری کا حکم

دیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے قفچاق کے سر پر پہونچکر حملہ کر دیا، ایک گروہ کام آگیا باقی ماندگان کو گرفتار کر لیا۔ جنمیں جوان، بوڑھے، لڑکے، عورت اور مرد ہر طرح کے تھے قفچاقی سرداران قیدیوں کو اور مال غنیمت لئے رشید کی خدمت میں پہونچا فتحیابی کی خوشخبری سنائی قفچاقی گروہ کو ان حرکات سے اشتعال پیدا ہوا۔ ایک تابوت میں مصنوعی مردہ رکھ کر روتے پیٹتے۔ سروں پر خاک اوڑاتے شہر کے قریب پہونچے اور یہ ظاہر کیا یہ ہمارا سردار تھا اور بادشاہ کا دلی دوست تھا۔ اس نے مرتے وقت وصیت کی ہے کہ ہمارے بال بچوں کو بادشاہ کی خدمت میں پہونچا دینا اور جہاں وہ فرمائیں وہاں ہمکو سپرد زمیں کرنا۔ چنانچہ ہم لوگ اسی غرض سے آئے ہیں، ان لوگوں کے ساتھ ایک سردار بھی تھا جسکے اشارہ پر یہ لوگ کام کرتے تھے۔ رشید کو اسکی اطلاع ہوئی۔ رشید نے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دیدی قفچاقی گروہ کے گروہ یکے بعد دیگرے شہر میں داخل ہوگئے۔ جسوقت جماعت مکمل ہوگئی، دفعۃً حملہ کرنے پر تل گئے۔ رشید قلعہ سے چھپکر نکل بھاگا۔ بلاد شروان میں جاکر پناہ لی۔ اور قفچاق نے قلعہ اور کل اون چیزون پر جو رشید چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا۔

قفچاق کو اس کامیابی سے بیحد مسرت ہوئی۔ اپنے ہمراہیوں کو اس سے مطلع کیا اور بلا بھیجا چنانچہ جسقدر قفچاقی مختلف مقامات میں پھیلے ہوئے تھے سمٹ کر اپنے ہمراہیوں کے پاس قلعہ شروان میں آگئے، قوت مال سب کچھ مہیا و موجود تھا قلعہ کُرج کا قصد کیا، اور پہونچکر اسپر محاصرہ ڈالا۔ رشید کو اسکی خبر لگ گئی فوراً قلعہ شروان کی طرف لوٹ پڑا قبضہ کر لیا اور جس قدر قفچاق قلعہ میں تھے سبھوں کو مار ڈالا۔

بعد اسکے قفچاق قلعہ کرج کے محاصرہ سے واپس ہوئے قلعہ تک دسترس نہ ہوسکی خائب و خاسر ہوکر لوٹے۔ شروان کی نواح میں غارتگری شروع کر دی، لوٹ مار کرتے گنجہ کی طرف چلے۔ گنجہ بلاداران کا دارالحکومت تھا اوزبک بن پہلوان دالی آذربایجان کا ایک غلام (کوشخرہ نامی) اسکی حکومت پر مامور تھا۔ قفچاقی گروہ نے پیام بھیجا کہ "ہم لوگ اوزبک

Marfat.com

کے فرمانبردار و مطیع ہیں ہمکو اپنے ملک میں قیام کی اجازت دو" والی گنجہ نے درخواست منظور نہ کی اور انکی بدعہدیوں، بیوفائیوں، قتل اور غارت [1]..... کو ایک ایک تفصیل کے ساتھ ظاہر کیا، قفچاقیوں نے معذرت کی "ہم لوگوں نے شروان شاہ کے ساتھ اسوجہ سے غداری کی ہے کہ ہم لوگ آپ کے بادشاہ اذربایجان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے اس نے ہمکو اپنے ملک سے راہ نہ دی اسوجہ سے ہم لوگوں نے اس سے بدعہدی کی اور اوسکے قلعہ کو چھین لیا لیکن پھر بلا کسی خوف و خیال ہم نے قلعہ چھوڑ دیا، قلعہ کرج کا والی آپ کا دشمن ہے اگر اسکو ہم نہ دباتے تو ہمکو آپ تک پہونچنا دشوار ہو جاتا۔ ہم لوگ آپکی خدمت میں ضمانت دینے کو تیار ہیں" والی گنجہ کے خیالات اس پیام سے تبدیل ہو گئے۔ قفچاق کے دو سردار بھی دو چار آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوئے جس سے والی گنجہ کا دل ان لوگوں کی طرف سے بالکل صاف ہو گیا۔ اپنے بادشاہ اوزبک کی خدمت میں ان لوگوں کی اطاعت و فرمانبرداری کی رپورٹ اور سفارس کی اور گنجہ میں قیام کرنے کی اجازت دی انکے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے عقد کر لیا۔

اوزبک بن پہلوان والی تبریز کو والی گنجہ کی اس کارگزاری سے مسرت ہوئی۔ خلعت اور جایزہ دیا اور قفچاق کو کوہ کیلکون میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔

کرج کو اسکی خبر لگی، فوجیں فراہم کرنے لگے۔ والی گنجہ کو اسکی اطلاع ہو گئی۔ قفچاق کو کرج کے حملہ سے بچانے کو کوہ کیلکون سے گنجہ میں بلا لیا بعد اسکے قفچاق کے سرداروں میں سے ایک سردار نے چند دستہ فوج لیکر کرج کے لشکر پر حملہ کیا اور کامیاب واپس ہوا۔ قفچاق پھر کوہ کیلکون واپس گئے اور وہیں قیام اختیار کیا، قفچاق کے دوسرے سرداروں کو اس سے رشک پیدا ہوا۔ کرج پر حملہ کرنے کا شوق چرایا والی گنجہ نے مخالفت کی لیکن قفچاق نے ذرا بھی سماعت نہ کی بلاد کرج پر چڑھ گئے۔ قتل و غارت کر کے مال غنیمت لئے واپس ہوئے۔ کرج نے دوسرے

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

رات کو ٹوٹ کر کے قفچاق کے فتحمند گروہ پر حملہ کر دیا۔ اچانک حملہ سے گھبرا گئے بُری طور پر پامال ہوئے۔ جو کچھ مال غنیمت لائے تھے مع اور دیگر سامان کے چھین لیا۔ بحال پریشان قفچاق کے باقی ماندگان کو کیلکون واپس آئے۔ اور رخت او بار اٹھا کر بردعہ کی طرف کوچ کیا۔ والی گنجہ سے کرج کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ امیر گنجہ نے یہ کہکر درخواست منظور نہ کی "تم نے میرے حکم کی مخالفت کی جسکی سزا تمکو ملی اب میں تمکو ایک سوار سے بھی امداد نہ دوں گا" قفچاق صاف جواب پاکر بگڑ گئے۔ جن لوگوں کو بطور ضمانت والی گنجہ کو دیا تھا اونکی واپسی کا مطالبہ کیا والی گنجہ نے ان لوگوں کو واپس کرنے سے انکار کیا۔ قفچاق نے انکے عوض میں مسلمانوں کو گرفتار کر لیا جنکی تعداد اُن سے دوچند تھی۔ اس سے مسلمانوں کو اشتعال پیدا ہوا۔ ہر چہار طرف سے قفچاق پر ٹوٹ پڑے مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ بھاگ کر شروان پہونچے، کرج اور مسلمانوں نے اونکے قتل پر کمریں باندھ لیں۔ بہتیرے قتل کر ڈالے گئے اور بہتیرے قید کر لئے گئے۔ غرضکہ اس طور پر یہ جماعت فنا کر دی گئی۔ انکے قیدیوں کی اسقدر کثرت ہوئی کہ در بند شروان میں نہایت کم قیمت پر فروخت کئے گئے۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

شہر بیلقان (صوبہ اراں) کو تاتاری لوٹیروں نے ویران کر دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ بیلقان کی بربادی کے بعد تاتاری، قفچاق کے ملک کی طرف قتل و غارتگری کرتے ہوئے چلے گئے۔ تاتاریوں کے جانے کے بعد اہل بیلقان جو تاتاریوں کی غارتگری اور قتل سے بچ گئے تھے بیلقان واپس آئے۔ اور اُجڑے ہوئے شہر کو پھر آباد کیا۔ شہر پناہ کی عمارت کی مرمت ہنوز تکمیل کو نہیں پہونچی تھی کہ کرج نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں حملہ کر دیا۔ لڑائی ہوئی، خونریزی کا بازار گرم ہوا، اہل بیلقان کو شکست دی کرج نے شہر پر قبضہ کر لیا اور شہر پناہ کو منہدم کر کے شہر پر استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔

اس واقعہ کے بعد غازی بن عادل بن ایوب والی خلاط اور کرج سے جنگ ہوئی، نامی نے کرج کو بزیمت دی اور نہایت سختی سے پامال کیا جیسا کہ ہم حکومت بنی ایوب کے سلسلہ

Marfat.com

میں تحریر کریں گے۔

سنہ ۶۲۲ھ میں شروان شاہ سے اسکا بیٹا باغی ہو گیا اور ملک کو اپنے باپ کے قبضہ سے نکال لیا شروان شاہ کرج کے یہاں چلا گیا۔ اپنے بیٹے کی زیادتی کی شکایت کی۔ کرج اسکی حمایت پر اُٹھے فوجیں مرتب کر کے اسکے ساتھ روانہ ہوئے، شروان شاہ کا بیٹا مقابلہ پر آیا۔ اس واقعہ میں کرج کو ہزیمت ہوئی۔ لینے کے دینے پڑ گئے۔ نہایت بُری طور سے پسپا ہوئے۔ کرج نے اس ناکامیابی کو شروان شاہ کی شومی کی طرف منسوب کیا اور اسکو اپنے ملک سے نکال دیا۔ شروان کے بیٹے کا قدم استقلال کے ساتھ حکومت پر جم گئے۔ رعایا اور فوج کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے جس سے اسکے معاصروں کو رشک پیدا ہوا۔

بعد اسکے کرج کا ایک گروہ تفلیس سے اذربایجان کے قصد سے روانہ ہوا، قریب اذربایجان ایک درہ کوہ پر یہ خیال خام کر کے کہ مسلمانوں کی یہاں تک پہونچ نہ ہو سکے گی قیام کیا۔ مسلمانوں کو اسکی خبر ہو گئی، چند نونہالان اسلام مسلح ہو کر گئے اور دفعۃً چھاپا مارا کرج غافل بیٹھے تھے بھاگ کھڑے ہوئے۔ راستہ تنگ تھا۔ دو آدمی ایک ساتھ نہیں جا سکتے تھے۔ مسلمانوں نے جس طرح چاہا انکو قتل کیا۔ بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

سعد و دے چند کرج اس واقعہ سے جانبر ہو کر اپنے شہر میں پہونچے اپنی دُکھ بھری کہانی اپنی قوم کو سنایا قوم نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کا تہیہ کیا۔ ہنوز روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ یہ خبر مسموع ہوئی کہ سلطان جلال الدین منکبرس، مراغہ پہونچ گیا ہے، ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا، پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، اوربک بن پہلوان والی اذربایجان کو مصالحت اور اتحاد کا پیام بھیجا، جلال الدین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی لیکن اتفاق یہ کہ ان دونوں کے متحد اور متفق ہونے کے پہلے جلال الدین مراغہ پہونچ گیا جیسا کہ آیندہ ہم تحریر کریں گے۔

جلال الدین کا اذربایجان | نواح بغداد میں سلطان جلال الدین کے جانے اور نواح

Marfat.com

پر قبضہ اور غزوہ کرج

بغداد کے جن مقامات پر اس نے قبضہ کیا تھا اور والی اربل سے اسکی صلح و موافقت کے حالات ہم اوپر تحریر کرا ئے ہیں، قصہ مختصران مہموں سے فارغ ہو کر ۶۲۲ھ میں اذربایجان کی طرف روانہ ہوا۔ پہلے مراغہ کا قصد کیا اور اس پر قابض ہوا، چندے قیام پذیر رہا۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی، نہایت خوبصورتی سے شہر کو آباد کیا۔

امیر مغان طالبی (غیاث الدین کا مانموں زاد بھائی) اذربایجان میں تھا جیسا کہ اوپر تم پڑھ آئے ہو اس نے فوجیں مہیا کیں۔ شہر کو تاراج کیا اور لوٹ مار کرتا ساحل اران چلا گیا وہیں موسم سرما کو منقضی کیا۔ پس جسوقت سلطان جلال الدین نے نواح بغداد کو اپنی غارتگری کا نشانہ بنایا جیسا کہ ہم اور پر لکھ آئے ہیں تو خلیفہ ناصر نے دارالخلافت بغداد سے امیر مغان طالبی کو پیام بھیجا کہ تم جلال الدین کی، روک تھام کرو، ہمدان پر پہونچکر قابض ہو جاؤ ہمدان اور جن شہروں کو تم فتح کروگے تمکو جاگیر میں دیدیئے جائینگے،، جلال الدین کو اس نامہ و پیام کی خبر لگ گئی۔ نہایت تیزی سے مسافت طے کرکے نواح ہمدان میں امیر مغان طالبی کا محاصرہ کر لیا۔ صبح ہوئی تو امیر مغان طالبی نے اپنے کو جلال الدین کے لشکر کے محاصرہ میں پایا۔ بدحواس ہو گیا۔ کچھ بنائے نہ بنی، اپنی بیوی کو (جو سلطان جلال الدین کی بہن تھی) سلطان جلال الدین کی خدمت میں بھیجا۔ ان کی درخواست کی، جلال الدین نے امن دی اور اسکے لشکر کو اپنے لشکر میں شامل کر لیا۔ امیر مغان طالبی تنہا رہ گیا۔

بعد اسکے جلال الدین مراغہ کی جانب واپس ہوا۔ اوزبک بن پہلوان والی اذربایجان نے اپنے دارالحکومت تبریز کو بخوف جلال الدین چھوڑ دیا تھا گنجہ چلا آیا تھا۔ جلال الدین نے اہل تبریز کے پاس رسد اور ضروریات روزمرہ کے بہم پہونچانے کا پیام بھیجا۔ اہل تبریز نے نہایت خوشی سے اس خدمت کو منظور کیا چنانچہ جلال الدین کے فوجی تبریز میں اپنی ضروریات کے خرید کرنے کو جانے لگے۔ چند دنوں کے بعد اہل تبریز نے فوجیوں کی زیادتی اور چیزوں کو بجبر و کمی قیمت پر لینے کی شکایت کی۔ جلال الدین نے انصاف و عدل کرنے کی غرض سے تبریز

Marfat.com

میں ایک افسر پولیس بھیجدیا۔ جس سے اہل تبریز کی شکایت رفع ہوگئی۔

بیگم اوزبک، سلطان طغرل لبک بن ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی کی بیٹی تھی جسکا ذکر اسکے اسلاف کے سلسلہ میں ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں تبریز میں مقیم تھی اور چونکہ اوزبک لہو ولعب اور عیش وعشرت میں پڑا ہوا تھا اسوجہ سے اوزبک کے مقبوضہ بلاد پر یہی حکمرانی کر رہی تھی۔ اہل تبریز نے چند دنوں کے بعد جلال الدین کے افسر پولیس کو نکال دیا۔ جلال الدین کو ناگوار گذرا۔ تبریز پر پہونچکر محاصرہ ڈال دیا۔ پانچ دن تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ سختی کے ساتھ جاری رہا۔ جلال الدین کو اہل تبریز سے یہ شکایت تھی کہ "تم لوگوں نے ہمارے آدمیوں کو جو مسلمان تھے قتل کرکے انکے سروں کو کفار تاتار کے پاس بھیجا" اہل تبریز نے معذرت کی "یہ فعل ہمارا نہ تھا بلکہ ہمارے حاکم شہر کا یہ فعل تھا لیکن ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اسکا الزام اب ہمپر ہے۔ ہماری خطاؤں کو معاف کیجئے اور امن دیجئے" چنانچہ جلال الدین نے کل اہل تبریز کو امن دی، بیگم اوزبک کو شہر طغرل سے شہر خوی تک کے کل شہر دیدیئے۔ اسکے مال واسباب اور خزانہ سے ذرا بھی تعرض نہ کیا۔ اور نصف رجب سنہ ۶۲۲ھ میں تبریز پر قبضہ کرلیا۔

قبضہ تبریز کے بعد جلال الدین نے بیگم اوزبک کو اپنے دو معتمد خادموں قلیج اور بلال کے ہمراہ خوئی روانہ کیا۔ تبریز کی حکومت پر اسکے ربیب نظام الدین برادر زادہ شمس الدین طغرائی کو مامور کیا۔ اسی نے فتح تبریز میں سلطان جلال الدین کا ہاتھ بٹایا تھا۔

سلطان جلال الدین نے اہل تبریز کے ساتھ بیحد احسان اور سلوک کئے۔ عدل اور داد دہش سے رعایا کو خوش کردیا۔ ویرانی آبادی سے بدامنی امن سے تبدیل ہوگئی۔

بعد اسکے جلال الدین یہ خبر پاکر کہ کرج نے اذربایجان، اران، آرمینیہ اور دربند شروان کو تاراج کیا ہے اور مسلمانوں کو حد سے زیادہ تکلیفیں دی ہیں کرج پر جہاد کا اعلان کردیا۔ شاہی فوج اور مجاہدوں کو مرتب کرکے برون کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں پر کرج

کی ٹڈی دل فوج مجتمع ہو رہی تھی۔ جلال الدین کے مقدمۃ الجیش پر جہاں پہلوان کبجی تھا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا کرج پہاڑ پر تھے، اسلامی لشکر نے انکو اسقدر مہلت نہ دی کہ وہ پہاڑ سے اوتر کر تیغ و سپر ہوتے نہایت تیزی سے خندقوں اور پہاڑ کے ٹیلوں کو طے کر کے کرج سے مڈبھیڑ ہو گیا۔ کرج کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، چار ہزار یا اس سے زیادہ کام آئے۔ بعض لوگ گرفتار کر لئے گئے بعضوں نے کسی قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ جلال الدین نے انکے سرکرنے پر فوجیں روانہ کیں۔ جنہوں نے کرج کے ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا اور جی کھول کر تاراج کیا۔

شہر گنجہ پر جلال الدین کا قبضہ اوزبک کی بیوی سے نکاح

سلطان جلال الدین مہم کرج سے فارغ ہو کر اپنے بھائی غیاث الدین کو بلاد کرج میں قیام کرنے کا حکم دیکر تبریز کی جانب واپس ہوا۔

سلطان جلال الدین تبریز میں وزیر السلطنت شرف الدین کو نظم و نسق درست کرنے کی غرض سے چھوڑ گیا تھا اور نظام الملک طغرائی کو شہر کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ وزیر السلطنت نے جلال الدین کی خدمت میں رپورٹ کی کہ نظام الملک طغرائی اور اسکا چچا شمس الدین بغاوت پر کمربستہ ہو گیا ہے اہل شہر کو بغاوت پر اوبھار دیا ہے ان لوگوں کا قصد ہے کہ عنان حکومت اوزبک کے ہنضہ میں دیدیجاے چونکہ سلطان اسوقت مہم کرج میں مشغول ہے ہمارا مقابلہ نکر سکے گا، سلطان جلال الدین نے اس خبر کو کسی پر ظاہر نہ کیا جب اسکو کرج کی گوشمالی اور پائمالی سے فراغت ہوئی اسوقت تبریز کی خبر کو ظاہر کیا اور اپنے بھائی غیاث الدین کو حکمراں بنا کر کرج کے ملک کو تاراج کرنے کا حکم دیکر تبریز کی جانب مراجعت کی

جلال الدین نے تبریز میں پہونچکر نظام الملک طغرائی اور اسکے ساتھیوں اور ہواخواہوں کی گرفتاری کا حکم صادر کیا۔ شمس الدین سے ایک لاکھ جرمانہ وصول کیا اور مراغہ میں قید کر دیا۔ شمس الدین بہ حکمت عملی مراغہ سے بھاگ نکلا۔ بغداد پہونچا اور ۶۲۵ھ میں حج کرنے

Marfat.com

گیا۔ جلال الدین کو کسی ذریعہ یہ خبر پہونچ گئی کہ شمس الدین مطاف میں ان الزامات سے اپنی بریت اور بیزاری کی اپنے حق میں دعا کر رہا تھا جو اوس پر لگائے گئے تھے اور یہ عرض کر رہا تھا کہ اے الٰہی اگر مجھ سے وہ افعال سرزد ہوئے ہیں جو میرے سر تھوپے جاتے ہیں تو مجھکو وہ سزا دے جو نظیر ہو،، سلطان جلال الدین کا دل یہ سنکر کانپ اُٹھا۔ تبریز میں واپس بلا لیا اور اسکا کل مال و اسباب اور زر جرمانہ واپس کر دیا۔

اوزبک کی بیوی (دختر سلطان طغرل) نے نکاح کا پیام بھیجا اور یہ ظاہر کیا کہ اوزبک نے اپنی قسم توڑ ڈالی جسکی وجہ سے مجھکو طلاق ہو گئی ہے، عزیز الدین قزوینی قاضی تبریز کے روبرو مقدمہ طلاق پیش ہوا۔ قاضی نے طلاق ہونے کا اور حلت نکاح جائز ہونیکا فتویٰ دیا چنانچہ جلال الدین نے زوجہ اوزبک سے عقد کر لیا۔ اور اسکے پاس گیا۔ خوئی میں رسم شب عروسی ادا ہوئی۔ اوزبک کو ان واقعات سے ایسا صدمہ ہوا کہ اسی صدمہ سے جان حق تسلیم کر دی۔

سلطان جلال الدین خوی سے تبریز پھر واپس آیا ایک مدت تک قیام پذیر رہا۔ ایک فوج بسرگردگی ارخان گنجہ (صوبہ نقجوان) کے سر کرنے کو روانہ کی۔ اسوقت اوزبک گنجہ ہی میں تھا سلطان جلال الدین کی آمد کی خبر پاکر گنجہ چھوڑ دیا جلال الدین قتمی کو بطور نائب گنجہ میں متعین کر کے چلتا نظر آیا سپہ سالار ارخان نے گنجہ پر پہونچکر قبضہ کر لیا اور اس کے کل نواح و شکور، بزدعہ اور شنہ کو دبا لیا۔ لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی، اوزبک نے جلال الدین سے اسکی شکایت کی۔ جلال الدین نے ارخان کے پاس ممانعت کا فرمان بھیجا، ارخان کو سلطان کے حکم سے ناراضی پیدا ہوئی۔ سلطان نے معزول کر دیا

۱؎ تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ اوزبک نے اپنی بیوی سے قسم کھائی تھی کہ فلاں غلام کو میں قتل نہ کرونگا اور اگر قتل کروں تو تجھکو طلاق ہے،، اتفاق یہ کہ اوزبک نے قسم توڑ ڈالی، غلام کو مار ڈالا۔ لہذا طلاق ثابت ہو گیا اور نکاح صحیح و درست ہوا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ لیدن۔

Marfat.com

کبیدہ خاطر ہوکر سلطان کے کیمپ سے نکل گیا، فرقہ اسمعیلہ کے کسی شخص نے مار ڈالا۔

آخری ماہ رمضان ۶۲۲ھ میں خلیفہ ناصر لدین اللہ عباسی نے سینتالیس سال خلافت کرکے سفر آخرت اختیار کیا۔ اسکا لڑکا خلیفہ ظاہر بامر اللہ ابو نصر محمد بولیعہدی خلیفہ ناصر سریر خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ خلفاء بنی عباس کے سلسلہ میں بیان کرآئے ہیں۔

جلال الدین کا تفلیس پر قبضہ کرج کی ہزیمت

کرج، ارمن کے نسبی بھائی ہیں۔ ارمن کا نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ہم اوپر تحریر کرآئے ہیں۔ دولت سلجوقیہ کے بعد انہیں کی حکومت کا عروج حاصل ہوا، مذہباً عیسائی تھے۔ والی ارمن ان سے خایف و پُرحذر رہتا تھا۔ اکثر تحفے اور ہدایا بھیجتا تھا۔ بادشاہ کرج خلعت اور جائزہ دیتا اور بادشاہ ارمن نہایت مسرت سے اسکو پہنتا تھا۔ شروان والی دربند شروان بھی ان سے دبتا تھا۔ ان لوگوں نے ارجیش (بلاد ارمینیہ) اور شہر فارس پر قبضہ کرلیا تھا۔ خلاط اور اسکے دارالحکومت پر محاصرہ ڈالا۔ اتفاق سے انکا سپہ سالار ایوانی گرفتار ہوگیا۔ ان لوگوں نے اس شرط سے اسکو رہا کیا کہ کرج اپنا محاصرہ اٹھاکر چلے جائیں، چنانچہ بے نیل و مرام کرج واپس آئے۔

کرج نے رکن الدولہ قلیج ارسلان والی بلاد روم کو بھی ہزیمت دی تھی جب اس نے اپنے بھائی طغرل شاہ ارزن روم پر حملہ کیا تھا اور طغرل شاہ نے کرج سے امداد طلب کی تھی۔ اگرچہ رکن الدولہ کی قوت بیحد بڑھی ہوئی تھی۔ فوج کا انتظام بھی معقول تھا۔ لیکن کرج نے ہزیمت دیدی قصبہ مختصر کرج کی غارتگری کا جولانگاہ آذربایجان کا صوبہ تھا۔ نواح آذربایجان کو ہر وقت انکی غارتگری کا خطرہ رہتا تھا۔

تفلیس کی سرحد نہایت مستحکم تھی۔ ملوک فارس کے زمانہ سے اسکا شمار مہتم بالشان سرحدی مقامات میں تھا۔ ۵۱۵ھ میں بزمانہ حکومت محمود بن محمود بن ملک شاہ سلجوقی کرج نے تفلیس پر قبضہ حاصل کرلیا۔ اگرچہ دولت سلجوقی ان دنوں عروج پر تھی، قوت بھی

Marfat.com

بڑھی ہوئی تھی فوج بھی کثیر تھی لیکن کرج کے قبضہ سے تفلیس کو نکال نہ سکی۔ ایلدکز اور اسکا بیٹا پہلوان بلاد جبل، اذربایجان، اران، آرمینیہ، خلاط اور اسکے مقر حکومت پر بھی قابض ہوا لیکن بایں ہمہ تفلیس کو کرج سے واپس نہ لے سکا۔ اللہ تعالیٰ نے ازل سے اوسکی فتحیابی کا سہرہ سلطان جلال الدین کے سر پر باندھا تھا۔ چنانچہ جب سلطان جلال الدین نے اذربایجان کو سر کر لیا تو کرج نے سلطان جلال الدین پر یلغار کیا۔ سلطان نے انکو ۶۲۲ھ میں نیچا دکھا کر مہم تبریز کیجانب توجہ مبذول کی۔ تبریز کی جانب مراجعت کے وقت اپنا لشکر ظفر پیکر بسرکردگی اپنے بھائی غیاث الدین اور وزیر السلطنت شرف الدین بلاد کرج کے زیر و زبر کرنے کو چھوڑ گیا تھا۔ جب اسکو مہم تبریز سے فراغت حاصل ہوئی تو اسکی توجہ بلاد کرج پر جہاد کرنے کی طرف پھر مبذول ہوئی۔ فوجیں آراستہ اور سامان جنگ درست کر کے بلاد کرج کی طرف روانہ ہوا۔

کرج نے بھی فوجیں مہیا کر لی تھیں، ایڑ سے چوٹی کا زور لگایا تھا۔ قفچاق اور لکز کا گروہ بھی امداد و اعانت پر آیا تھا۔ غرضکہ ایک عالم سلطان کے مقابلہ پر آگیا تھا۔ دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ سخت خونریز جنگ شروع ہوئی۔ کھیت لشکر اسلام کے ہاتھ رہا کرج اور اونکے معاون و مددگار میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کی تلواروں نے انکو ہر چہار طرف سے گھیر لیا۔ کوئی بھی جانبر نہ ہوا۔ سب کے سب قتل کر ڈالے گئے۔

کرج کے دارالسلطنت پر جلال الدین کا قبضہ

اس کامیابی کے بعد سلطان جلال الدین ربیع الاول ۶۲۳ھ میں تفلیس (کرج کا دارالسلطنت) کے سر کرنے کو روانہ ہوا۔ قریب تفلیس پہونچ کر مورچہ قائم کیا۔ ایک روز سلطان جلال الدین شہر کے حالات اور موقع جنگ دیکھنے کو تھوڑی سی فوج لیکر روانہ ہوا باقی فوج کو مختلف مقامات پر کمینگاہ میں بٹھا دیا۔ کرج نے اس امر کو احساس کر کے کہ سلطان کے رکاب میں فوج کی نہایت قلیل تعداد ہے شہر سے نکل کر حملہ کر دیا۔ سلطان جلال الدین مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا۔ جسوقت کرج کمینگاہ

سے نکل آئے سلطان کی فوج نے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ کرج بے سامانی کے ساتھ شہر کی طرف بھاگے سلطانی لشکر نے تعاقب کیا۔ بھگدڑ میں شہر پناہ کا دروازہ بند نہ کر سکے مسلمان بھی کرج کے ساتھ شہر میں گھس گئے۔ اللہ اکبر کا نعرہ مار کر سلطان جلال الدین زندہ باش! سلطان جلال الدین زندہ باش!! چلا اٹھے!!! کرج کے ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ کرج سے وہی بچے جنہوں نے اسلام کے پھریرہ کے نیچے آکر امن حاصل کی تھی باقی جسقدر کرج تفلیس میں تھے وہ سب تہ تیغ ہوئے۔ مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گئے۔ یہ بہت بڑی فتح تھی جو اللہ تعالےٰ کی عنایت سے مسلمانوں کو حاصل ہوئی فاضل ابن اثیر نے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

نسائی کاتب کہتا ہے کہ سلطان جلال الدین نے کرج پر حملہ کی غرض سے کوچ کیا جسوقت نہر ارس پر پہونچا، شدت سے برف پڑی۔ بیمار ہو گیا۔ اسی حالت میں تفلیس کی طرف ہو کر گزرا۔ اہل تفلیس سلطان کی آمد کی خبر پاکر شہر سے نکل کر مقابل ہوئے سلطانی لشکر نے انکو شکست دی اور نہایت تیزی سے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا چونکہ شہر بلا امن بزور تیغ مفتوح ہوا اسوجہ سے خونریزی زیادہ ہوئی۔ کرج اور ارمن جو سامنے پڑا تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اہل شہر نے قلعہ میں جاکر پناہ لی۔ سلطان نے انکو گھیر لیا۔ مجبور ہو کر مصالحت کا پیام بھیجا اور زر کثیر دیکر مصالحت کر لی جسکو انہوں نے فوراً ادا کر دیا اور سلطان نے انکو انکے حال پر چھوڑ دیا

والی کرمان کی بغاوت سلطان جلال الدین کی روانگی

سلطان جلال کو جنگ کرج اور مہم تفلیس میں مصروف دیکھ کر براق (بلاق) حاجب کرمان پر حکومت خود اختیاری کا خواب دیکھنے لگا۔

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ غیاث الدین نے براق حاجب کو بوقت روانگی عراق، کرمان

پر مقرر کیا تھا اور سلطان جلال الدین نے ہندوستان سے مراجعت کے وقت براق حاجب سے مشکوک ہوکر گرفتار کر لینے کا قصد کیا۔ لیکن کسی وجہ سے براق کو حکومت کرمان پر بحال و قائم رکھا۔ پس جسوقت سلطان جلال الدین جنگ کرج پر چلا گیا۔ میدان خالی پاکر بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا اسکی خبر سلطان جلال الدین کو اسوقت موصول ہوئی جبکہ خلاط کا عزم کر چکا تھا۔ لیکن عزیمت فسخ کر کے کرمان کی طرف نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ بوقت روانگی کیلکوں میں چند سرداروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا، وزیر السلطنت شرف الدین کو تفلیس کی حکومت پر مقرر کیا، بلاد کرج پر جہاد کرنے کی ہدایت کی اور اپنے بھائی غیاث الدین کو اپنے ہمراہ لیا۔ کوچ و قیام کرتا کرمان کے قریب پہونچا۔ والی کرمان (براق حاجب) کے پاس خلعت بھیجی۔ دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ والی کرمان تاڑ گیا کہ اس میں کچھ نہ کچھ فریب ضرور ہے۔ کرمان چھوڑ کر ایک قلعہ میں جاکر قلعہ نشین ہوگیا۔ سلطان جلال الدین کا قاصد واپس آیا۔

سلطان جلال الدین۔ یہ سمجھ کر کہ دار خالی گیا تدبیر کارگر نہ ہوئی اصفہان میں قیام کر دیا اور اسکو حکومت کرمان پر بحال رکھا اور مراجعت کی۔

وزیر السلطنت شرف الدین تفلیس میں تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ اِدھر کرج نے اسپر عرصہ زمیں تنگ کر دیا، پریشان کرنے لگے اُدھر وہ امرا بھی کرج کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے چین سے بیٹھ نہ سکے جو کیلکوں میں تھے۔ مزید براں کرج نے تفلیس کا محاصرہ کر لیا ارخان فوجیں لیکر تفلیس کی طرف بڑھا۔ اتنے میں قاصد یہ خوشخبری لیکر پہونچ گیا کہ سلطان جلال الدین عراق سے واپس آرہا ہے۔ وزیر السلطنت نے چار ہزار دینار انعام مرحمت کیا۔ بعد اسکے اسلامی لشکر بلاد کرج میں پھیل گیا۔ ایوانی سپہ سالار کرج معہ اپنے چند سواروں کے انہیں شہروں میں تھا۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج شہر فرس کے سر کرنے کو بھیجی (جس نے نہایت سختی سے محاصرہ کیا۔ بعد اسکے کثیر التعداد

اسلامی فوجیں آکر مجتمع ہوگئیں۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ تفلیس واپس آیا۔

جلال الدین نے خلاط کا محاصرہ کیا

خلاط، اشرف بن عادل بن ایوب کے دائرہ حکومت میں تھا۔ اسکی طرف سے حسام الدین علی موصلی خلاط پر حکومت کر رہا تھا۔ وزیر السلطنت شرف الدین کو زمانہ قیام تفلیس میں رسد و غلہ کی ضرورت ہوئی۔ ایک دستہ فوج رسد کی فراہمی کی غرض سے ارزن روم روانہ کیا چنانچہ اس نے نواح ارزن روم کو تاراج کر کے مال غنیمت لئے واپس ہوا۔ خلاط ہو کر گزرا حسام الدین علی گورنر خلاط نے روک ٹوک کی اور جو کچھ اسکے پاس تھا چھین لیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین نے جلال الدین کو اسکی شکایت لکھی۔ جلال الدین اسوقت کرمان میں تھا۔ جلال الدین کرمان سے خلاط کی طرف واپس ہوا۔ شہر آنی پر محاصرہ ڈالا۔ حسام الدین علی خلاط کی محافظت پر کمربستہ و تیار ہوا۔ جلال الدین نے اہل خلاط کی مستعدی و آمادگی محسوس کر کے براہ فریب محاصرہ اوٹھا کر بلاد انحاز کی جانب کوچ کر دیا۔ دس روز کے بعد نہایت تیزی سے خلاط کی طرف بڑھا۔ ماہ ذی القعدہ ۶۲۳ھ میں شہر ملازکرد کا محاصرہ کیا۔ نہر ملازکرد سے کوچ کر کے خلاط پر پہونچکر محاصرہ ڈالا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ روزانہ جنگ اور محاصرہ سے اہل خلاط تنگ آگئے کئی مرتبہ جلالی فوجیں شہر پناہ کی دیوار تک پہونچ گئیں ایک یا دو بار شہر میں بھی گھس پڑیں، چونکہ خلاط والے، خوارزمی لشکر کی عادات اور مظالم سے واقف تھے جی پر کھیل گئے اور سرفروشانہ مقابلہ کر کے پیچھے ہٹا دیا۔

زمانہ محاصرہ میں جلال الدین کے پاس اسکے نائب اور اسکی بیگم بنت سلطان طغرل نے یہ خبر بھیجی کہ ترکمان ایوامیہ بلاد آرمینیہ، آذربیجان پر قابض ہو گئے ہیں۔ اکثر شہروں کو برباد و ویران کر ڈالا ہے۔ راستہ خطرناک ہو گیا ہے اہل خوئی سے تاوان وصول کیا اور اسکے نواح کو تاراج کر کے کف دست میدان بنا دیا ہے۔ چنانچہ جلال الدین خلاط کا محاصرہ اٹھا کر ترکمان ایوامیہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ نہایت تیزی سے منزلوں

Marfat.com

کوٹے کر کے ترکمان ایوامیہ کے سر پر پہونچ گیا۔ ترکمان ایوامیہ اس غفلت میں پڑے تھے کہ جلال الدین خلاط کی تم میں مصروف ہے ورنہ اپنے قلعات میں جو سر بفلک پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے چلے جاتے جہاں پر پہونچنا دشوار ہو جاتا۔ جلال الدین کے لشکر نے ترکمان ایوامیہ پر دفعۃً چھاپا مارا۔ نہایت سختی سے پامال ہوئے۔ قتل ہوئے یا قید۔ مال و اسباب لوٹ لیکر تبریز واپس آیا۔

کرج کا تفلیس پر قبضہ اور بربادی

خلاط اور غزوہ ترکمان سے واپسی کے بعد سلطان جلال الدین نے اپنی فوج کو ایام سرما منقضی کرنے کو متفرق کر دیا اور چونکہ خوارزمی امرا نے تفلیس میں طرح طرح کے مظالم اور بد اخلاقیاں شروع کر دی تھیں اسوجہ سے جو فوج ان لوگوں کے رکاب میں تفلیس میں تھی علیحدہ ہوگئی۔ اہل شہر نے کرج کو قبضہ تفلیس کے لئے بلا بھیجا۔ کرج یہ سمجھ کر کہ جلال الدین اسوقت تفلیس کی حمایت سے معذور ہے تفلیس پر چڑھ آئے۔ لوٹ لیا۔ آگ لگا دی۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۲۴ھ کا ہے۔

نسائی کاتب لکھتا ہے کہ جس زمانہ میں سلطان جلال الدین خلاط کا محاصرہ کئے تھا اسی زمانہ میں فرانس (عیسائیان کرج) نے تفلیس پر قبضہ حاصل کیا تھا اور جلا کر خاک و سیاہ کیا تھا۔ جب جلال الدین کو اسکی اطلاع ہوئی۔ غضبناک واپس ہوا۔ اثناء سفر میں یہ خبر پاکر کہ ترکمان نے دُند مچا رکھی ہے ہر طرف قتل و غارتگری کا بازار گرم کر رکھا ہے ترکمانوں پر حملہ کیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور بہت سی مویشیوں کو موقان ہانک لایا۔ جس کا خمس (پانچواں حصہ جو بیت المال میں رکھا جاتا ہے) تیس ہزار (۳۰۰۰۰) تھا بعد اسکے سلطان طغرل کی لڑکی سے جس سے عقد کیا تھا) ملنے کو خوی گیا۔ خوی سے گنجہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ کرج، تفلیس میں آگ لگا کر واپس گئے۔

نسائی کاتب لکھتا ہے کہ گنجہ میں سلطان جلال الدین کے ورود کے بعد خاموش بن اتابک ازبک بن پہلوان حاضر ہوا۔ ایک پیشی نذر گزرانی۔ جسمیں بقدر کف دست یاقوت

سُرخ تھا جس پر کیکاؤس اور چند شاہان فارس کے نام کندہ تھے۔ سلطان جلال الدین نے اسکی شکل تبدیل کرکے اپنا نام کندہ کرایا۔ عیدوں کے موقع پر پہنا کرتا تھا۔ چنگیز خانی غارتگری کے زمانہ میں تاتاریوں کے ہاتھ پڑگئی۔ اپنے خان اعظم ابن چنگیز خان بقا کو دیدیا

اس زمانہ سے خاموش، سلطان جلال الدین ہی کی خدمت میں رہا۔ اخیر عمر میں فقر و فاقہ میں مبتلا ہوا علاء الملک بادشاہ فرقہ اسمٰعیلیہ کے پاس چلا گیا اور وہیں جان بحق تسلیم کی۔ انتہیٰ کلام النسائی۔

سلطان جلال الدین اور فرقہ اسماعیلیہ

سلطان جلال الدین نے واپسی ہندوستان کے بعد ارخان کو نیشاپور اور اسکے صوبہ کی حکومت پر مامور کیا جیسا کہ زمانہ قیام ہندوستان میں وعدہ کیا تھا۔ پس ارخان نے ایک شخص کو اپنی طرف سے نیشاپور پر بطور نائب مقرر کیا اور خود سلطان کے رکاب میں رہا۔

ارخاں کا نائب پہنچا تھا مقبوضات اسماعیلیہ پر جو اسکے صوبہ سے ملحق و متصل تھے اکثر قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھاتا تھا۔ فرقہ اسماعیلیہ کے چند امراء سلطان کی خدمت میں بمقام خوی وفد (ڈیپوٹیشن) ہوکر آئے اور ارخان کے نائب کی شکایت کی۔

ارخاں اس سے زیادہ برافروختہ ہوا اور اسماعیلیہ پر سختی کرنے لگا۔ سلطان جلال الدین نے خوی سے گنجہ کے طرف مراجعت کی چونکہ گنجہ ارخان کی جاگیر تھی اسوجہ سے ارخان بھی رکاب میں تھا۔ گنجہ کے باہر خیمہ نصب کیا گیا۔ تین باطنی ارخان پر ٹوٹ پڑے اور قتل کرڈالا۔

فرقہ اسماعیلیہ کو فدادیہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انکا شیخ جسکے قتل کا حکم دیتا ہے اسکو یہ قتل کرڈالتے ہیں جان کی ذرہ پروا نہیں کرتے۔ اور اسکے عوض میں اپنے شیخ سے جنتی ہونے کی دستاویز لکھاتے ہیں۔

القصہ ارخان کے مقتول ہونے کے بعد دو ایک اشخاص پر باطنیوں نے حملہ کیا آخر میں ارخان کے آدمیوں نے ان کو گرفتار کرلیا اور ٹکے بوٹی کرڈالے۔

Marfat.com

اسماعیلیہ زمانہ طوایف الملوکی میں دامغان وغیرہ پر قابض ہوگئے تھے۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ باطنیہ کا ایلچی سلطان کے وزیر السلطنت کی خدمت میں بمقام بیلقان حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت نے دامغان کے قبضہ کا مطالبہ کیا اور تیس ہزار دینار تاوان کا طلبگار ہوا۔ فرقہ باطنیہ نے مطالبہ تسلیم کرلیا۔

آذربایجان کی واپسی کے وقت وزیر السلطنت کے لشکر میں پانچ نفر باطنی گرفتار ہوئے جو غالباً وزیر السلطنت یا کسی اور سردار کے قتل کو آئے ہونگے۔ وزیر السلطنت نے انکی گرفتاری سے سلطان کو مطلع کیا۔ سلطان نے ان کو آگ میں ڈالدینے کا حکم صادر کیا۔ انتہیٰ کلام النسائی

ابن اثیرؒ نے لکھا ہے کہ سلطان جلال الدین بعد واقعہ قتل ارغان فوجیں لیکر بلاد اسماعیلیہ پر چڑھ گیا قلعہ موت سے کردکوہ تک تاراج کرتا چلا گیا۔ ارخاں کے قتل کا پورا پورا انتقام لیا۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ اسماعیلیہ کو انتقام کا خیال پیدا ہوا۔ بلاد ارسلاں کی طرف بڑھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انکی قوت ٹوٹ گئی، دندان آرکھٹے ہوگئے۔

سلطان جلال الدین کامیابی کے ساتھ بلاد اسماعیلیہ سے واپس آرہا تھا کہ اثنار راہ میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ لوٹیرے تاتاری قریب رے دامغان تک پہونچ گئے ہیں فوراً تاتاریوں کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوگیا اور انکے سر پر پہونچکر نہایت بُری طور سے ہزیمت دی۔ اس کے بعد ہی یہ خبر پہونچی کہ تاتاریوں کا جم غفیر سلطان سے جنگ کرنے کو آرہا ہے۔ یہ سنکر قیام کردیا۔ انتہیٰ۔

حسام الدین نائب خلاط کا شہر خوی پر قبضہ

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ جسوقت سلطان جلال الدین نے تبریز کو اوزبک بن پہلوان کے قبضہ سے نکال لیا، اور اسکی بیوی (دختر سلطان طغرل) کو شہر خوی بطور جاگیر عنایت فرماکے اس سے عقد کرلیا۔ اسوقت چونکہ سلطان جنگی اور انتظامی مہمات ملکی میں مصروف تھا اپنی اس جدید بیگم کو خوی میں چھوڑ گیا۔ اس وجہ سے بیگم سلطان کا سارا اعزاز اور سارا اقتدار فنا ہوگیا۔

نسائی کاتب نے لکھا ہے کہ سلطان نے اسکی جاگیر میں شہر سلماس اور آرمینیہ کا اور اضافہ فرماکے اپنے ایک معتمد علیہ امیر کو بغرض انتظام جاگیر مقرر کیا۔ یہ امر بیگم صاحبہ کو ناگوار گزرا، ادھر وزیر السلطنت نے بیگم کو دہوکھا میں ڈال دیا اُدھر خفیہ طور سے سلطان کو لکھ بھیجا کہ بیگم صاحبہ اتابک اوزبک سے ساز باز رکھتی ہیں اور باہم سلسلہ خط و کتابت جاری ہے، بعد اسکے سلطان کے حکم سے وزیر السلطنت خوی پہونچا اور بیگم صاحبہ کے محلسرا میں قیام پذیر ہوا، چونکہ مال و اسباب تھا ضبط کر لیا۔ بیگم صاحبہ ان دنوں قلعہ طلیم میں مقیم تھیں وزیر السلطنت نے پہونچکر محاصرہ کر لیا۔ بیگم نے سلطان کی خدمت میں جانے کی درخواست کی وزیر السلطنت نے جواب دیا "اپکی کوئی درخواست منظور نہیں کی جائیگی۔ خیر اسی میں ہے کہ آپ بلا ہیچک شرط قلعہ رے حوالہ کر دیجئے۔ انتہی۔

چونکہ اہل خوی، سلطان کے مظالم اور نیز اسکے لشکر کے ظلم و ستم سے تنگ آگئے تھے اسوجہ سے بیگم صاحبہ نے باتفاق اہل خوی، حسام الدین حاجب کو جو کہ اشرف بن عادل بن ایوب کا خلاط میں گورنر تھا۔ خوی پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا چنانچہ حسام الدین نے جن دنوں سلطان جلال الدین عراق میں تھا خوی پر پہونچکر خوی اور اسکے کل نواح پر قبضہ کر لیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انکے دیکھا دیکھی اہل بقچوان نے بھی حسام الدین سے نامہ و پیام کرکے شہر حوالہ کر دیا۔ حسام الدین خلاط واپس آیا اور بیگم صاحبہ جلال الدین کو اپنے ہمراہ خلاط لے آیا۔ جیسا کہ ہم آیندہ تحریر کرینگے۔

اصفہان میں سلطان اور تاتاریوں کی جنگ

سلطان جلال الدین کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاری اپنے شہروں سے نکل کر ماوراء النہر اور عراق کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ فوراً روک تھام کی غرض سے کمر باندھ کر تبریز سے کوچ کر دیا۔ چار ہزار سواروں کو رے اور دامغان کی جانب تاتاری لوٹیروں کی خبر لانے کو روانہ کیا واپس ہوکر ان لوگوں

۱؎ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

Marfat.com

نے بیان کیا کہ تاتاری طوفان بے امتیازی کی طرح اصفہان تک پہونچ گیا ہے۔ افواج اسلامی سے مرجانے اور مارنے کا حلف لیا۔ قاضی کو حکم دیا کہ عامہ مسلمین کو جہاد پر آمادہ کرکے اصفہان روانہ کرو، اتنے میں یہ خبر لگی کہ تاتاریوں کا ایک لشکر رے کے تاراج کو آرہا ہے۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج مقابلہ پر بھیجدی، جس نے تاتاری لشکر کو ہزیمت دی اور کامیاب ہوا بعد اسکے ماہ رمضان ۶۲۵ھ میں تاتاریوں کے اصفہان پہونچنے کے چوتھے دن دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ سلطان جلال الدین کا بھائی (غیاث الدین) اور جہان پہلوان کجی نے بدعہدی کی اور ایک لشکر لیکر علیحدہ ہوگیا بایں ہمہ تاتاریوں کا میسرہ میدان جنگ سے بھاگ نکلا سلطان نے تعاقب کیا۔ تاتاریوں نے چند مقامات پر تھوڑی فوج کمینگاہ میں بٹھادی تھی چنانچہ اس نے سلطانی موکب کے گذر جانے کے بعد کمینگاہ سے حملہ کیا۔ لشکر اسلام نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا سرداران لشکر کا ایک گروہ کام آگیا۔ کچھ گرفتار ہوگئے۔ ازانجملہ علاء الدولہ والی یزد تھا۔ سلطان جلال الدین نے نہایت مردانگی سے حملہ کیا۔ تاتاری کائی کی طرح پھٹ گئے اور اپنے لشکرگاہ کا راستہ لیا سلطان گرفتاری سے بال بال بچ گیا۔ لشکر اسلام ہزیمت پاکر فارس وکرمان پہونچا۔ میمنہ لوٹکر قاشان آیا۔ سلطان کو صحیح وسلامت پایا۔ ہزیمت کے بعد سلطان قاشان چلا آیا تھا۔

امیر طابسی ان دنوں اصفہان میں موجود تھا۔ اہل اصفہان نے اسکے ہاتھ پر امارت کی بیعت کا قصد کیا اتنے میں سلطان پہونچ گیا۔ رک گئے۔ کل لشکر سلطان کے ساتھ ہوگیا۔ تاتاری لوٹیروں نے ہزیمت کے بعد اصفہان کا محاصرہ کرلیا تھا۔ پس جسوقت سلطان کا لشکر اصفہان پہونچا۔ اہل اصفہان بھی سلطان کے ساتھ ہوکر میدان میں آئے تاتاریوں سے تیغ وسپر ہوئے اور انکو ہزیمت دی۔ سلطان، رے تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب وہ ہاتھ نہ آئے تو ایک لشکر خراسان کی جانب ہزیمت یافتہ تاتاری کے تعاقب میں روانہ کیا۔

ابن اثیر کہتا ہے کہ بلاد فارس کا حاکم ابن اتابک سعد تھا۔ اپنے باپ کے بعد فارس کا حکمران

Marfat.com

ہوا سلطان کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا۔ تاتاریوں کو پہلے ہزیمت ہوئی والی فارس انکے تعاقب میں دور تک چلا گیا جب واپس ہوا تو سلطان جلال الدین کو اسکے بھائی غیاث الدین اور بعض سرداران لشکر کے انحراف و تعاقب کی وجہ سے ہزیمت ہو چکی تھی ہزیمت کے بعد سلطان شیرم واپس آیا۔ چندے قیام پذیر رہا بعد ازاں اصفہان کی طرف مراجعت کی۔

سلطان جلال الدین اور اسکے بھائی غیاث الدین میں ناچاقی

سلطان جلال الدین اور اسکے بھائی غیاث الدین میں ناصافی و کشیدگی کی بنیاد اُسوقت سے پڑی ہے جبکہ حسن بن حرمیل گورنر سلاطین غوریہ کو خوارزم شاہ محمد بن تکش کے لشکر نے مار ڈالا تھا اور اسکے وزیر السلطنت کا جو کسی قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا تھا محاصرہ کر لیا تھا تا آنکہ بزور تیغ مفتوح کیا اور اسکو بھی قتل کر ڈالا [1] .....

محمد بن حسن بن حرمیل ہندوستان کی طرف .....

پس جب سلطان جلال الدین تاتاریوں سے جنگ کرنے کو اصفہان گیا تو غیاث الدین کے چند غلام سلطان سے منحرف ہو کر نصرت الدین بن حرمیل کے پاس چلے گئے۔ غیاث الدین نے ان کو نصرت الدین کی اجازت سے پوشیدہ طور پر اپنے گھر میں بلا لیا۔ ان لوگوں نے سلطان جلال الدین کی طرف سے غیاث الدین کے کان بھر دیئے جاو بیجا شکایتیں کیں جس سے غیاث الدین کے سینہ میں اپنے بھائی سلطان جلال الدین کی طرف سے کینہ پیدا ہو گیا۔ پس جسوقت تاتاریوں کا مقابلہ ہوا۔ اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر خوزستان چلا گیا۔

غیاث الدین نے خوزستان میں پہونچکر دربار خلافت میں عرضداشت بھیجی۔ امداد کا خواستگار ہوا۔ تیس ہزار ۳۰۰۰۰ دینار مرحمت فرمایا۔ غیاث الدین خراسان سے قلعہ موت چلا گیا جہاں علاء الدین شیخ فرقہ اسماعیلیہ رہتا تھا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا اور بعد کے بے ربط فقرہ جسکا ترجمہ "محمد بن حسن بن حرمیل ہندوستان کی طرف" ہے تحریر ہے باوجود تلاش کے مجھکو اس کا ربط ماسبق و مالحق سے کچھ معلوم نہیں ہوا۔ مترجم

Marfat.com

پس جب سلطان جنگ تاتار سے فارغ ہوکر رے کی جانب واپس ہوا۔ قلعہ موت کے سر کرنے کو گیا محاصرہ ڈالا۔ علاء الدین نے سلطان سے غیاث الدین کو امن دینے کی استدعا کی سلطان نے امن دیدی اور ایک اپنے معتمد امیر کو غیاث الدین کو لانے کیلئے بھیجا۔ غیاث الدین نے حاضری سے انکار کیا اور قلعہ چھوڑ دیا نواح ہمدان میں شاہی لشکر سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ معمولی سی لڑائی کے بعد شاہی لشکر نے غیاث الدین کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو گرفتار کرلیا غیاث الدین کسی طرح بچ بچا کر براق حاجب کے پاس کرمان پہونچا۔ اور اسکی ماں سے براق کے خلاف مزاج عقد کرلیا۔ چند دنوں بعد کسی نے براق حاجب سے یہ جڑ دیا کہ "تمہاری ماں تمکو زہر دینے کی فکر میں ہے" براق حاجب نے ذرا بھی تفتیش نہ کی مار ڈالا۔ اسکے ساتھ ہی جہاں پہلوان کجی کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا اور غیاث الدین کو ایک قلعہ میں قید کر دیا۔ چند دنوں کے بعد بحالت قید قتل کر ڈالا۔

بعض مورخ کا بیان ہے کہ غیاث الدین قید سے نکل کر اصفہان پہونچا تھا اور سلطان جلال الدین کے حکم سے مارا گیا۔ نسائی لکھتا ہے کہ میں نے براق کا ایک خط دیکھا ہے جو اس نے وزیر السلطنت شرف الملک اور سلطان جلال الدین کی خدمت میں بمقام تبریز بھیجا تھا۔ براق نے اسمیں اپنی خدمات کو شمار کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ میں نے ایک بہت بڑی خدمت سلطان کی یہ انجام دی ہے جسکا کوئی معاوضہ نہیں ہوسکتا کہ سلطان کے دشمن ترین شخص (غیاث الدین) کو قتل کیا ہے۔

پہلوانیہ کی بغاوت جسوقت سلطان جلال الدین معہ وزیر السلطنت شرف الملک ہمدان پہونچا یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ امراء پہلوانیہ تبریز کے باہر مجتمع ہورہے ہیں اور علم حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا چاہتے ہیں۔ خاموش بن اتابک اوزبک بھی قلعہ قوطور سے فوج لیکر آگیا ہے اور امراء پہلوانیہ کا ہم آہنگ ہوگیا ہے۔ سلطان نے موکب ہمایوں کو تبریز کی طرف واپسی کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت شرف الملک کو بطور

Marfat.com

مقدمۃ الجیش آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ قریب تبریز باغیان امراء بہلوانیہ سے مقابلہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے ہزیمت دی اور جن سرداروں نے آتش فساد و بغاوت روشن کی تھی گرفتار کر لیا۔ منظفر و منصور شہر تبریز میں داخل ہوا، قاضی معزول اور بہت سے اور سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ قوام الدین حراوی ہمشیرہ زادہ طغرائی سے زر کثیر جرمانہ وصول کیا۔ بعد اسکے سلطان جلال الدین تاتاریوں سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا اور وزیر السلطنت نے ممالک محروسہ میں نائب السلطان کی حیثیت سے قیام اختیار کیا۔

نائب خلاط اور وزیر السلطنت تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ حسام الدین گورنر خلاط نے اذربایجان پر حملہ کیا اور کامیاب و منصور ہو کر بیگم سلطان جلال الدین کو لیکر خلاط واپس گیا۔ وزیر السلطنت کو اس سے بیحد صدمہ ہوا۔ بلاد اران سے موقان کی طرف روانہ ہوا۔ ترکمانوں کو ایک وقت مقررہ پر مجتمع ہونے کا حکم صادر کیا، عمال کو پیشگی خراج وصول کرنے کی غرض سے صوبجات کی طرف بھیجا۔ شروان شاہ سے پچاس ہزار دینار طلب کئے۔ شروان شاہ نے دینے میں توقف کیا۔ وزیر السلطنت نے اسکے ملک پر یلغار کر دیا۔ لیکن کچھ ہاتھ نہ لگا بے نیل مرام اذربایجان واپس آیا۔

اتابک بہلوان کی لڑکی (بیگم سلطان) بقچوان میں تھی، ایدغمش اس سے ملتحدہ ہو کر وزیر السلطنت کے پاس چلا آیا اور اسکو بقچوان پر قبضہ کرنے کی طمع دی۔ پس وزیر السلطنت بیگم سلطان کو دغا و فریب دہی کی غرض سے بقچوان روانہ ہوا۔ بیگم نے وزیر السلطنت کو داخل ہونے سے روک دیا۔ مرج میں خیمہ ڈال دیا۔ باوجود ممانعت بیگم نے عزت و احترام سے وزیر السلطنت کی میزبانی کی۔

بعد اسکے وزیر السلطنت نے خورس کی طرف قدم بڑھایا۔ یہ صوبہ زمانہ حکومت اوزبک سے اشرف والی خلاط کے قبضہ میں تھا۔ لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی بجبر و تشدد رعایا کا مال چھین لینے لگے۔ وزیر السلطنت نے لشکریوں کی حمایت کی۔ رعایا

Marfat.com

بگڑ گئی۔ اتنے میں والی خلاط کا حاجب فوجیں لیکر آگیا اور وزیر السلطنت کو بار بھگایا۔ وزیر السلطنت کمال بے سامانی سے اسباب چھوڑ کر بھاگ گیا۔ یہ واقعہ ۶۲۴ھ کا ہے۔

حاجب کے ساتھ فخر الدین سام والی حلب اور حسام الدین خضر والی تبریز بھی تھا اور وزیر ..... اسکے زمانہ غیر حاضری میں ظاہر ہوا۔ وزیر، اران بھاگ گیا اور حاجب اسکے تعاقب میں کچھ دور تک گیا پھر تبریز واپس ہوا۔ خوی ہو کر گذرا۔ خوی کو لوٹ لیا۔ بقچوان کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا بعد اسکے تبریز کو بھی بزور تیغ لے لیا۔

ان واقعات کے بعد وزیر السلطنت تبریز میں قیام پذیر ہوا۔ اتابک ازبک اس وقت تبریز ہی میں تھا۔ اتنے میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ سلطان ہزیمت کے بعد اصفہان کی طرف واپس آرہا ہے وزیر السلطنت تبریز اور اذربایجان کی جانب روانہ ہوا۔ اثنار راہ تین سلطانی امراء ملے جنکو سلطان نے وزیر کی کمک پر بھیجا تھا۔ سلطان نے وزیر کو محاصرہ خوی کا حکم دیا۔ اسوقت خوی میں حاجب حسام الدین والی خلاط کا نائب بدر الدین سرہنگ اور حاجب حسام الدین علی منوچہر موجود تھا۔ وزیر نے مصلحتاً خوی کی عزیمت فسخ کر کے ترکری پر جاکر محاصرہ ڈالا۔ دونوں حریف نے ترکری کے باہر ایک میدان میں صف آرائی کی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد حاجب کو ہزیمت ہوئی۔ ترکری میں داخل ہو کر قلعہ بندی کر لی۔ وزیر نے ہر چہار طرف سے گھیر لیا۔ حاجب نے صلح کا پیام بھیجا۔ وزیر نے انکاری جواب دیا۔ شاہی امراجو اسکے ساتھ اس مہم میں شریک تھے وہ معہ اپنی فوجوں کے اذربایجان واپس آئے اور وزیر نے ترکری کا محاصرہ اٹھا لیا خوی کی طرف روانہ ہوا۔ ابن سرہنگ خوی خالی کر کے قلعہ قوطور چلا آیا تھا اسکے بعد سلطان سے امن حاصل کی۔

وزیر بلا مزاحمت خوی میں داخل ہوا۔ اہل خوی سے تاوان اور جرمانہ وصول کیا۔

لہ اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

Marfat.com

خوی سے فارغ ہوکر ترمذ اور بقجوان پر یلغار کیا۔ ترمذ اور بقجوان والوں پر بھی وہی مظالم کئے جو اہل خوی کے ساتھ کئے تھے۔ حاجب والی خلاط کی حکومت کا سلسلہ اسی وقت سے منقطع ہوگیا۔ واللہ اعلم۔

فتوحات وزیر جسوقت سلطان جلال الدین اپنے وزیر السلطنت کو بطور نائب السلطنت اپنے ممالک محروسہ میں چھوڑ کر تاتاریوں سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ اسی وقت سے وزیر السلطنت اپنی ساری توجہ، پوری ہمت اور کل قوت ممالک محروسہ سلطانی کے نظم ونسق درست کرنے، والی خلاط کی مدافعت، اذربایجان اور اران کے شہروں کو واپس لینے اور باغی قلعات کے سر کرنے میں صرف کرنے لگا۔

حاجب حسام الدین والی خلاط اور وزیر السلطنت میں جو واقعات رونما ہوئے اس کو ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں ان واقعات کے اثنار میں وزیر السلطنت باغی قلعات کے والیوں سے ساز باز کرتا رہا۔ وقتاً فوقتاً نقد وجنس بھی دیتا رہا۔ اکثر خلعتیں بھی دیں۔ چند دنوں کے بعد بہتیروں نے وزیر السلطنت کی اطاعت قبول کر لی۔ بعد اسکے امرار ہبوا میں سے ناصر الدین محمد کو گرفتار کر لیا۔ یہ ایک مدت سے نصرت الدین محمد بن سبکتگین کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت نے ایک کثیر رقم کا مطالبہ کیا اور جب وہ ادا نہ کر سکا اسکے نائب سے جو قلعہ اسکے قبضہ میں تھا چھین لیا۔ بعد اسکے آقسنقرا تابکی (سلطان کا گورنر گنجہ) مرگیا۔ وزیر السلطنت نے دھاوا کر دیا اور اسکے نائب شمس الدین کرشاسف نے خرانہ کا مطالبہ کیا۔ اور جب اُس نے نہ دیا تو قلعہ ہردو جارمرد (صوبہ اران) چھین لیا۔

قلعہ زونین پر سلطان خاموش کی بیگم کا قبضہ تھا۔ وزیر السلطنت نے فوجیں مہیا کرکے دھاوا کیا ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ بیگم نے نکاح کا پیام دیا۔ وزیر السلطنت نے صاف جواب دیدیا۔ پھر جب سلطان نے عراق سے مراجعت کی تو وزیر السلطنت نے بیگم سے عقد

کر لیا اور اپنے خادم سعد الدین کو قلعہ کا حاکم مقرر کیا سعد الدین نے بیگم کے ساتھ نہایت کج ادائی کی اسکے مال واسباب کو ضبط کر لیا۔ رعایا کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ متفق ہو کر سعد الدین کو نکال دیا اور بغاوت پر تل گئے۔

پھر جسوقت وزیر السلطنت کو حاجب نائب خلاط کی جنگ سے نجات ملی تو اران کا قصد کیا۔ خراج وصول کیا، فوجیں جمع کیں اور سامان اکھٹا کر کے قلعہ مردانقین کے سر کرنے کو بڑھا۔ قلعہ مردانقین وزیر برکت الدین کے داماد کا تھا۔ اس نے چار ہزار دینار پیش کئے وزیر السلطنت کی باچھیں کھل گئیں قلعہ مردانقین کو چھوڑ کر قلعہ حاجین پر دھاوا کر دیا۔ قلعہ حاجیں، جلال الدولہ ہمشیرہ زادہ ابوانی امیر کرج کے قبضہ میں تھا۔ اس نے بھی میدان نہ لیا۔ بیس ہزار دینار اور سات سو مسلمان قیدی دیکر مصالحت کر لی ان واقعات کے بعد امراء بہلوانیہ کی بغاوت کا قصہ پیش آیا جسکو وزیر السلطنت نے نہایت خوبی سے فوجیں بھیجکر فرو کیا۔

چونکہ اتابک ازبک کے بعض غلاموں نے آذربایجان میں جسوقت کہ تاتاریوں کے مقابلہ میں سلطان کو ہزیمت ہوئی تھی اور ان لوگوں نے خوارزم پر چڑھائی کی تھی نہایت بیدردی سے خوارزمیوں کو قتل کیا تھا۔ لہذا جب سلطان جلال الدین نے آذربایجان پر قبضہ حاصل کیا تو بہلوانیہ حکومت کے آثار کو ملیامیٹ کر دیا۔ امیر مقدی، اشرف بن عادل بن ایوب والی شام کے پاس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا پس جب اسکو یہ خبر پہونچی کہ وزیر السلطنت شرف الملک کو حسام الدین گورنر اشرف کے حاجب نے بمقام خلاط ہزیمت دیدی تو اتابکیوں کے ساتھ رہنے کی غرض سے شام سے آذربایجان کا راستہ لیا۔ خوی ہو کر گزرا ان دنوں حاجب خوئی میں تھا۔ تعاقب کیا۔ امیر مقدی نہر عبور کر کے بلاد قبار میں داخل ہوا۔ بلاد قبار میں متعدد قلعات تھے جسپر باغیان دولت اور مخالفین حکومت قابض تھے۔ امیر مقدی نے ان لوگوں سے خط وکتابت شروع کی اتابکیہ حکومت کی تبلیغ کرنے لگا، اور ابن خاموش بن ازبک کی امارت کی ترغیب دیتا رہا۔ کہ قلعہ قوطور

Marfat.com

سے بلاکر اپنا امیر بنالو۔ وزیر السلطنت کو اسکی خبر لگی۔ بیحد صدمہ ہوا۔ اسکے بعد ہی سلطان جلال الدین کی ہزیمت کی خبر بھی پہونچ گئی اور زیادہ صدمہ اور رنج بڑھ گیا۔

جب امیر مقدی کو بلاد قبار میں اپنے مقاصد میں کامیابی نہوی تو نصرۃ الدین محمد بن سبکتگین کے پاس چلا گیا اور یہی جال بچھایا۔ نصرۃ الدین نے بظاہر حیلہ وحوالہ میں رکھا اور خفیہ طور پر وزیر السلطنت کو اس سے مطلع کر دیا۔ وزیر السلطنت نے لکھا "جسطرح ممکن ہو امیر مقدی کو ہاتھ سے جانے نہ دیجئے، سلطان کی اطاعت پر راضی کر لیجئے اور جس قسم کا وہ اطمینان کرنا چاہے کر دیجئے" نصرۃ الدین نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا، امیر مقدی کو اپنے ہمراہ لئے وزیر السلطنت کے پاس پہونچا۔ وزیر السلطنت نے امیر مقدی اور اسکے کل ہمراہیوں کو جایزے دیئے۔ خلعتیں دیں اور خوارزمیوں کے قتل و خونریزی سے درگذر کرنے کا وعدہ کیا۔ قسم کھائی۔ اتنے میں سلطان جلال الدین کی اصفہان سے مراجعت کرنے کی خبر مسموع ہوئی۔ وزیر السلطنت باریاب ہونے کی غرض سے روانہ ہوا امیر مقدی اور نصرۃ الدین محمد بھی ہمرکاب ہوا۔ سلطان نے ان دونوں کی بیحد عزت کی آؤ بھگت سے ملا۔

وزیر صفی الدین کے حالات صفی الدین محمد طغرائی وزیر خراسان قریہ کلاجرد کا رہنے والا تھا اسکا باپ اس قریہ کا زمیندار تھا۔ نہایت تربیت یافتہ اور بیحد خوشخط تھا۔ سلطان کی خدمت میں زمانہ قیام ہندوستان میں باریاب ہوا، وزیر السلطنت شرف الملک کے دربار میں ملازمت کی۔ پس جب شاہی موکب نے ہندوستان سے عراق کی جانب معاودت کی تو صفی الدین کو طغرائی کی خدمت عطا کی گئی۔ پھر جب سلطان نے تفلیس کو کرج سے چھین لیا اور اقسنقر (مملوک اتابک ازبک) کو تفلیس کی حکومت پر متعین فرمایا تو صفی الدین طغرائی کو اسکی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ بعد چند دنوں کے کرج نے تفلیس پر محاصرہ ڈالا واپس لینے کی کوشش کی، اقسنقر گورنر تفلیس شہر چھوڑ کر بھاگ گیا صفی الدین

Marfat.com

طغرائی نے نہایت مردانگی سے مدافعت پر کمر باندھی۔ کرج کے دندان حرص کُند ہوگئے ناکام واپس گئے۔ اس سے سلطان کی آنکھوں میں اسکی عزت دوبالا ہوگئی۔ خوش ہوکر خراسان کی وزارت سے ممتاز کیا۔ چنانچہ ایک سال تک خراسان کے عہدہ وزارت کو نہایت خوبی سے انجام دیا۔ بعد اسکے اہل خراسان کو شکائتیں پیدا ہوئیں۔ اتنے میں سلطان کا موکب ہمایوں رے میں وارد ہوا۔ اہل خراسانؒ نے حاضر ہوکر بیحد شکائتیں کیں۔ عتاب شاہی میں آگیا، مال واسباب ضبط کرلیا۔ اسکے خادموں کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا گھوڑوں کو شاہی اصطبل میں لیجاکر باندھ دیا۔ جسکی تعداد تین سو تھی۔ اتفاق سے اسکے خادموں میں صرف ایک شخص علی کرمانی کسی طرح بچکر ایک قلعہ میں جاکر قلعہ نشین ہوگیا۔ جسپر اسکا پہلے سے قبضہ تھا۔

سلطان نے بجاے اسکے خراسان کی وزارت پر تاج الدین بلخی کو مقرر کیا اور اسکو جدید وزیر کی نگرانی میں قید کردیا تاکہ جدید وزیر بجرد دھمکی جو کچھ اسکے پاس ہو وصول کرلے اور اسکے خادم سے قلعہ کو بھی لے لے۔ جدید وزیر کو اس سے پورانی عداوت تھی۔ تشدد اور تکلیف دہی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا مگر ذرا بھی کامیاب نہ ہوا۔

صفی الدین کی گرفتاری کے بعد اسکا خزانچی پیش کیا گیا۔ سلطان نے جواہرات اور اس مال کو پیش کرنے کا حکم دیا جو وزیر کی خدمت میں بطور نذر پیش کئے گئے تھے خزانچی نے یہ خیال کرکے کہ صفی الدین کو سزاے موت دیدی گئی ہے چار ہزار دینار اور شترنگینے یاقوت سرخ اور زمرد آبدار کے حاضر کئے۔

بعد اسکے صفی الدین نے اراکین دولت سے خط وکتابت شروع کی، نقد وجنس دینے کا وعدہ کیا۔ اراکین دولت نے سلطان سے صفی الدین کی سفارش کی اور بمنت وسماجت اسکو قید سے رہا کرایا۔ سلطان نے دست خاص سے اسکی رہائی کا فرمان تحریر فرمایا۔ صفی الدین قید سے نجات پاکر دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے کل مال واسباب واپس کردیا۔

Marfat.com

جواہرات باقی رہ گئے۔

نسا، کی وزارت پر سلطان نے محمد بن مودود نسوی کو مقرر کیا۔ یہ خاندان ریاست سے تھا۔ زمانہ کی گردش نے اسکو کھینچ کر غزنی پہونچایا۔ پس جب سلطان نے ہندوستان سے مراجعت کی تو محمد کو دفتر انشاء کا سر دفتر مقرر کیا۔ اس سے اسکی شان و شوکت بڑھ گئی وزیر السلطنت شرف الملک کو رشک و حسد پیدا ہوا۔

پھر جب احمد بن محمد منشی کاتب، نصرۃ الدین محمد بن حمزہ والی نسا کی طرف سے سلطان کی خدمت میں قاصد ہوکر حاضر ہوا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو تو سلطان نے اسکو دفتر انشاء کا میر منشی مقرر کیا ضیاء الدین اس رشک و حسد سے جلکر خاک ہو گیا۔ سلطان سے نسا، کی وزارت کی درخواست کی۔ سلطان نے نسا، کا قلمدان وزارت حوالہ کر دیا اور تنخواہ وزارت کے علاوہ دس ہزار دینار سالانہ بطور وظیفہ مرحمت کرنے کا حکم صادر کیا۔ ضیاء الدین شاہی پیشگاہ میں عبد الملک نیشاپوری کو اپنا نایب مقرر کر کے نسا، چلا گیا۔ شامت آئی سالانہ خراج خزانہ شاہی میں بھیجنا بند کر دیا۔ سلطان نے معزول کر کے احمد بن محمد منشی کاتب کو متعین کیا۔ لگانے بجھانے والے لگانے بجھانے لگے۔ کثرت سے شکایتیں پیش ہوئیں۔ سلطان نے نسا، سے نکال دیا۔ اسی حالت میں مرگیا۔

بلبان والی خلخال کے حالات | بلبان، اتابکیہ ازبک کے خادموں سے تھا۔ جس وقت تاتاری فتنہ رونما ہوا اور خراسان شاہی حکمرانوں سے خالی ہوگیا اور سلطان جلال الدین آذربایجان پر قابض و متصرف ہوا اسوقت بلبان کو موقع مل گیا شہر خلخال چلا گیا۔ اسپر اور نیز اسکے قلعہ جات پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ سلطان مہم عراق اور والی خلاط کی لڑائیوں میں مصروف تھا بلبان کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ پس جب لشکر اسلام جنگ تاتار سے واپس ہوا تو قلعہ فیروزآباد میں بلبان پر محاصرہ ڈالا۔ بلبان نے زچ ہوکر امن کی درخواست کی۔ سلطان نے امن دی اور فیروزآباد پر قبضہ کر کے حسام الدین بکتاش (سعد اتابک

والی فارس کے غلام) کو مقرر کیا۔

بعد اسکے سلطان نے سامان واسباب کو توقان میں چھوڑ کر خلاط کا قصد کیا۔ لیکن برف وسردی نے ارجیش سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ سلطان نے ارجیش کے بعض قلعات سر کرلئے۔ عزالدین خلخالی اسوقت کفرطاب قریب ارجیش میں تھا۔ یہ خبریں سنکر خلاط چلا گیا۔ حاجب نے اسکو سروسامان اور فوجیں دیکر سلطنت کے خلاف مادہ بغاوت وفساد پھیلانے کی غرض سے اذربایجان روانہ کیا۔ لیکن حاجب کا یہ نشانہ پورا نہ ہوا عزالدین خلخانی ناکام ونامراد کوہ زنجان چلا گیا اور رہزنی کرنے لگا۔ سلطان نے اسکو خط لکھا اور اصفہان میں قیام کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا، معاملہ ہنوز طے نہیں ہوا تھا کہ گورنر اصفہان نے اس کا سر اوتار کر سلطان کی خدمت میں بھیجدیا۔

سلطان نے کفرطاب سے مراجعت کی، خرت برت کو ایسا تاراج کیا کہ نام کو آبادی باقی نہ رہ گئی۔ اسی اثنار میں جبکہ ۶۲۳ھ کا نصف گزر چکا تھا خلیفہ ظاہر عباسی بغدادی کی وفات اور اسکے بیٹے المنتصر باللہ عباسی بغدادی کی خلافت کی خبر موصول ہوئی۔ دربار خلافت سے بیعت لینے کا فرمان صادر ہوا۔ خلعت آئی۔ واللہ ولی التوفیق لایب غیرہ

وزیر السلطنت شرف الملک سے سلطان کی کشیدگی

جسوقت سلطان کا موکب ہمایوں موقان کی طرف واپس ہوا اور سلطان نے خوئی میں قیام اختیار کیا۔ اہل خوئی کا ایک وفد دربار شاہی میں باریاب ہوا وزیر السلطنت شرف الملک کی زیادتیوں، مظالم اور بکثرت تاوان وصول کرنے کی شکایت کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ باوجودیکہ ملکہ سلطانہ نسبت طغرل اُن الزامات سے بری تھی جو اسپر قائم کئے گئے تھے۔ لیکن وزیر نے پھر بھی اسکا مال واسباب ضبط کرلیا ہے۔

خوئی سے کوچ کرکے سلطانی موکب تبریز پہونچا۔ اہل تبریز نے اس سے زیادہ شکایات پیش کیں جسقدر اہل خوئی نے کی تھیں، قریہ کورتان کے رئیس نے بھی دربار شاہی

Marfat.com

میں حاضر ہوکر وزیر کی شکایت کی کہ میں باوجودیکہ وزارت پناہ کی خدمت میں نیازمند حاضر ہوتا تھا لیکن وزیر السلطنت نے میرے دو خادموں سے ایک ہزار دینار تاوان وصول کیا ہے۔ سلطان نے بنظر ترحم ہزار دینار واپس کر دیئے اور اہل شہر کو تین سال کا خراج (مالگذاری) معاف فرما دیا۔ بعد اسکے وزیر السلطنت کی شکایات کی بھرمار ہوئی، سلطان کی عدم موجودگی کے زمانہ میں وزیر السلطنت نے بڑی بڑی نمایاں خدمتیں انجام دی تھیں۔ فرقہ اسماعیلیہ کے قلع قمع میں بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ انکے مال و اسباب کو ضبط کر لیا تھا۔ پس جب سلطان نے اذربایجان کی جانب مراجعت کی تو علاء الدین بادشاہ فرقہ اسماعیلیہ کا پیام بردر بار شاہی میں حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا "وزیر السلطنت نے بدعہدی کی اور ہمارا مال و اسباب ضبط کر لیا ہے"، سلطان کے کان تو پہلے ہی سے بھر گئے تھے۔ اس شکایت نے سونے میں سہاگہ کا کام دیدیا۔ وزیر السلطنت سے ناراض ہوگیا۔ اسی وقت دو سرداروں کو مامور فرما کر حکم دیا کہ جسقدر وزیر نے فرقہ اسماعیلیہ کا مال و اسباب اور زر نقد ضبط کیا ہے واپس دیدو۔ (بیان کیا جاتا ہے کہ تیس ہزار دینار نقد اور دس راس گھوڑے تھے)۔ اور وزیر السلطنت سے خط و کتابت اور گفتگو ترک کر دی۔ دربار میں حاضری کی ممانعت ہوگئی، وزیر السلطنت جو عرضداشت بھیجتا تھا، کوئی جواب نہیں دیا جاتا تھا۔ چند دنوں بعد تبریز میں رسد کی کمی محسوس ہوئی۔ سلطان نے حکم دیا کہ وزیر السلطنت کے مقبوضات کو ضبط کر کے رسد و غلہ کا انتظام کیا جائے۔ بعدہ سلطان نے تبریز سے موقان کی جانب معاودت کی۔ موقان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔ محض عشر خاص لینے پر اکتفا کیا عراق کا عشر ستر ہزار دینار سالانہ ہوتا تھا۔ واللہ اعلم۔

قفچاق سلطان کی خدمت میں زمانہ قدیم سے قفچاق کو سلطان اور اسکی قوم سے محبت اور دوستی تھی۔ بظاہر اسکی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ سلطان اور اسکی قوم کی شادیاں

Marfat.com

قفچاق کی لڑکیوں سے اکثر ہوتی تھیں غالبًا چنگیز خاں نے اسی سبب سے قفچاق کی پائمالی میں حد سے زیادہ توغل کیا تھا اور سلطان اور اسکی قوم کی دوستی ہی کی وجہ سے قفچاق کے پیچھے پڑا تھا پس جب سلطان نے اصفہان سے مراجعت کی اور تاتاریوں کی مہم درپیش ہوئی تو قبایل قفچاق سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سیرجنکش قفچاقی کو قبایل قفچاق کے پاس امداد کا پیام لیکر روانہ کیا قبایل قفچاق نے نہایت کشادہ دلی سے لبیک کہا اور گروہ در گروہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قفچاق کا بادشاہ کوکان بھی تین سو اپنے قرابت مندوں کے ساتھ براہ دریا وزیر السلطنت کے پاس موقان پہونچا موسم سرما کے ختم ہونے کے بعد سلطان کے دربار میں باریاب ہوا۔ سلطان نے خلعت فاخرہ عنایت کی اور یہ وعدہ فرماکے کہ دربند (باب الابواب) کے فتح ہونے پر تمہارے ساتھ بہترین سلوک برتا جاے گا واپس جانے کا حکم دیا۔

فتح دربند بعد اسکے سلطان نے والی دربند کو جو کہ ایک نوعمر چھوکرا اور نام کا والی تھا بلا بھیجا اسکا تالیق اسد کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا اور یہی سیاہ وسفید کرنے کا مالک تھا والی دربند بلا کسی عذر کے حاضر دربار ہوگیا لیکن اسد نے مخالفت کا جھنڈا بلند کر دیا سلطان نے والی دربند کو خلعت دی اور دربند فتح ہوجانے پر جاگیر دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سلطان نے فوج اور سرداران لشکر کو دربند کے سر کرنے کا حکم دیا سرداران لشکر نے دربند پہونچکر اسد کو گرفتار کرلیا اور غارتگری کا بازار نواح دربند میں گرم کر دیا۔ اسد کسی حیلہ و فریب سے انکے قبضہ سے نکل بھاگا جس سے یہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہوئے۔

سلطان کا صوبہ کتاسفی پر قبضہ چونکہ وزیر السلطنت کو اپنی بعض نمایاں خدمات کی وجہ سے یہ اطمینان تھا کہ سلطان کو مجھ سے کبھی کسی قسم کی ناراضی نہوگی اسوجہ سے فوجیں مہیا و مرتب کرکے نہرارش کو عبور کیا اور صوبہ کتاسفی کو شروان شاہ

Marfat.com

کے قبضہ سے نکال لیا۔ پس جب سلطان جلال الدین، موقان واپس آیا تو اس صوبہ کو جلال الدین سلطان شاہ بن شروان شاہ کو بطور جاگیر عنایت کیا۔

جلال الدین سلطان شاہ، کرج کے پاس قید تھا۔ اسکے باپ نے اسکو اس شرط سے عہد طفلی میں کرج کو سپرد کر دیا تھا کہ بڑے ہونے پر شاہزادی رسودان بنت تاماد سے اسکا عقد کر دیا جاے۔ لیکن یہ باتیں صرف خوش کن تھیں جسکا خارج میں کوئی وجود نہ تھا۔ چنانچہ بجاے خانہ دامادی کے جلال الدین سلطان شاہ کو قید کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ اتفاق سے جب سلطان نے بلاد کرج کو سر کیا تو جلال الدین سلطان شاہ کو قید کرج سے نجات ملی۔ سلطان نے اسکی پرورش اور پرداخت کی۔ تعلیم دلائی اور واپسی موقان پر صوبہ کنا سفی بطور جاگیر عنایت فرمایا۔

کرج کے یہاں والی ارذن روم کا لڑکا بھی تھا اور عیسائی ہوگیا تھا۔ کرج نے شاہزادی رسودان بنت تاماد سے بیاہ دیا تھا۔ سلطان بوقت فتح بلاد کرج اسکو بھی نکال لایا تھا لیکن یہ پھر مرتد ہوکر کرج کے پاس چلا گیا۔ کرج نے اسکے زمانہ غیر حاضری میں رسودان شاہزادی کی شادی دوسرے شخص سے کر دی تھی۔

شروان شاہ کی باریابی سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان نے ملک اران پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد بلاد شروان پر غارتگری شروع کر دی۔ بلاد شروان کا بادشاہ افریدون بن تبرزید وفد ہوکر سلطان ملک شاہ کے دربار میں حاضر ہوا، ایک لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا۔ سلطان ملک شاہ نے غارتگری سے ہاتھ روک لیا۔ پس جب سلطان جلال الدین نے ۶۲۲ھ میں ملک اران پر قبضہ حاصل کیا تو بادشاہ شروان سے سالانہ خراج جو سلطان ملک شاہ کو دیتا تھا طلب کیا بادشاہ شروان نے ملک کی تباہی و بربادی اور کرج کے غلبہ کا عذر کیا۔ سلطان نے نصف خراج معاف فرما دیا۔ پھر جب سلطان نے معاودت کی تو شروان شاہ دربار شاہی میں باریاب ہوا۔ نذر گزرانی پانچسو اس

Marfat.com

گھوڑے ہدیتہً پیش کئے اسکے ساتھ ہی پچاس خاص گھوڑے وزیر السلطنت کو بھی بطور تحفہ دیئے وزیر السلطنت نے اس ہدیہ کو حقیر اور اپنے شان کے شایاں نہ سمجھا، سلطان سے جڑ دیا کہ "یہ نہایت دغا باز اور فریبی ہے گرفتار کر لیا جاے" سلطان نے کچھ سماعت نہ کی بلکہ جائزہ دیا، خلعت دی اور بیس ہزار خراج معاف کر دیا۔ صرف تیس ہزار سالانہ خراج باقی رہ گیا۔ نسائی کاتب کہتا ہے کہ فرمان شاہی لکھنے پر مجھے ایک ہزار دینار ملے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سلطان کی بلاد کرج کی طرف روانگی اور قلعات بہرام کا محاصرہ

جس زمانہ میں سلطان، آذربایجان سے واپس ہوکر موقان آیا تھا۔ انہیں دنوں لشکر اسلام کو بسرکردگی ایلک خان بلاد کرج پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ چنانچہ ایلک خان نے بلاد کرج پر جہاد کیا۔ زیر و زبر کرتا بحیرہ تیلج ہوکر گزرا۔ کرج کو موقع مل گیا دفعتہً حملہ کر دیا۔ ایلک خان سنبھل نہ سکا۔ ہزیمت اٹھائی۔ اثناء دار و گیر میں اریطانی گم ہو گیا۔

سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ سخت صدمہ ہوا اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا کرج بھی سروسامان سے تیار ہوکر مقابلہ پر آئے۔ سلطانی مقدمہ نے کرج کے مقدمۃ الجیش کو ہزیمت دی اور بہت سے قیدی گرفتار کر لایا۔ سلطان نے سبھوں کو قتل کرا دیا اور کرج کے تعاقب میں روانہ ہوا کوری پر پہونچکر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور کرج سے قیدیان بحیرہ کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ کرج نے قیدیان بحیرہ کو سلطان کی خدمت میں بھیجدیا اور اریطانی کی نسبت یہ کہا کہ وہ آج ہی شب میں قید سے نکل کر آذربایجان چلا گیا۔ سلطان محاصرہ اٹھا کر نقجوان پہونچا۔ اریطانی ملا۔ سلطان کو بیحد مسرت ہوئی۔

چونکہ بہران کرجی نے نواح گنجہ پر چھاپا مارا تھا اور اسکو برباد و ویران کیا تھا اسوجہ سے سلطان اسکی سرکوبی اور گوشمالی کو روانہ ہوا۔ قلعہ سکان پر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ مفتوح کیا۔ قلعہ حلیا اسکے بعد سر کیا گیا۔ قلعہ کاک پر یلغار کیا اسکا نتیجہ بھی یہی ہوا۔ زمانہ محاصرہ

قلعہ کاک میں وزیر السلطنت کو قلعہ کورانی کے محاصرہ کی خدمت تفویض ہوئی تیں مہینہ تک محاصرہ کئے رہا بالآخر اہل قلعہ نے زچ ہوکر صلح کی درخواست کی۔ سالانہ خراج ادا کرنے پر مصالحت ہوگئی۔ موکب سلطانی نے خلاط کی طرف کوچ کیا۔

محاصرہ خلاط سلطان مہم کرج سے فارغ ہوکر نقجوان کی طرف روانہ ہوا اور اسباب و خزانہ کو براہ قافردان خلاط جانے کا حکم دیا۔ کرج کو سلطانی حملوں سے نجات مل گئی۔ آرام و چین سے اپنے ملک میں رہنے لگے۔ سلطان نے چند سے نقجوان میں خراسان و عراق کے انتظامات اور مہم خلاط کی تیاری کی غرض سے قیام کیا

نسائی کاتب کہتا ہے کہ زمانہ قیام نقجوان میں سلطان نے اہل خراسان اور عراق سے ایک ہزار دینار وصول کئے بعد اسکے نقجوان سے کوچ کر کے اپنی فوج سے بمقام خلاط جا ملا۔

ملک الاشرف نے عزالدین ایبک کو حسام الدین علی بن حماد گورنر خلاط کی گرفتاری[1] کو خلاط بھیجا تھا عزالدین نے اس حکم کی تعمیل کی اس پر مستزاد یہ کیا کہ براہ فریب قتل کر ڈالا اور سلطان کی خدمت میں محض خوشنودی کے خیال سے ایک قاصد روانہ کیا قاصد نے دربار شاہی میں باریاب ہوکر عزالدین کی طرف سے گذارش کی کہ "ملک الاشرف نے آپ کے علم حکومت کی اطاعت کا حکم دیا ہے" سلطان نے اس سے سپر ذرا بھی خیال نہ کیا اور اپنی عزیمت کو پورا کرنے پر تیار رہا۔ اور قاصد کو یہ جواب دیا کہ عزالدین کا یہ بیان اگر صحیح ہے تو ملک الاشرف کے حاجب کو میرے پاس حاضر ہونا تھا۔ عزالدین کو اس جواب سے سکتہ سا ہوگیا اور سلطان نے عید الفطر ۶۲۶ھ میں خلاط کا محاصرہ کر لیا۔ رکن الدین جہان شاہ ابن طغرل والی ارزن روم بھی اس مہم میں سلطان کے ساتھ تھا ہزار چہار

[1] بظاہر اس گرفتاری کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی حالانکہ حسام الدین علی نہایت مستعد، کفایت شعار اور ملک الاشرف کا خیر خواہ تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۲ صفحہ مطبوعہ لیدن

Marfat.com

طرف سے منجنیقیں نصب کر کے سنگ باری شروع کر دی۔ شدت محاصرہ اور روزانہ جنگ سے اہل خلاط تنگ آ گئے۔ فاقہ کشی کی نوبت پہونچ گئی۔ سواری کے گھوڑے، گدہے، خچر، اونٹ اور مویشیان ذبح کر کے کھا ڈالا۔ بہتیرے شدت گرسنگی سے مر گئے۔ اور بہتیرے شہر چھوڑ کر ادہر اُدہر بھاگ گئے۔ بقیہ باشندگان خلاط کے چند لوگوں نے سلطان سے اس شرط پر کہ انکو امن دیجائے اور اذربایجان میں جاگیریں عنایت ہوں سازش کر لی چنانچہ سلطان نے حسب اقرار سلماس میں اور چند دوسرے مقامات پر ان لوگوں کو جاگیریں دیں اور شب کے وقت اپنی فوج کے چند دستہ کو شہر پناہ کی دیوار پر بذریعہ کمند چڑھا دیا۔ محافظوں سے لڑائی چھڑ گئی بالآخر شہر میں ہلڑ مچ گیا۔ سکنا، خلاط کو ہزیمت ہوئی۔ سلطانی فوج داروگیر کرنے لگی شہر پر سلطان کا قبضہ ہو گیا۔ موجودہ باشندگان شہر گرفتار کر لئے گئے۔ جسمیں عیسائیوں کی بھی کافی تعداد تھی۔ اسد بن عبداللہ بھی گرفتار ہو گیا۔ عزالدین ایبک قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان نے اسکو امن دی اور قلعہ در قان میں قید کر دیا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حسام الدین کے خادموں سے ایک خادم، سلطان کی خدمت میں چلا آیا تھا۔ پس جب سلطان نے خلاط پر قبضہ حاصل کیا تو اوس نے سلطان سے درخواست کی کہ میرے آقا کا عوض اس سے لیا جاے۔ چنانچہ سلطان نے عزالدین ایبک کو خادم کے حوالہ کر دیا خادم نے اسکو مار ڈالا۔ اسی ہنگامہ میں سلطان نے شہر خلاط کو تین بار تاراج کیا، والی ارزن کو نواح خلاط کی غارتگری پر مقرر فرمایا، قمہری قید سے نکل بھاگا، اسد بن عبداللہ مہرانی نے بمقام جزیرہ اسکو قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ سلطان نے سرداران لشکر اور امراء دولت کو اس لڑائی کی خدمات کے معاوضہ میں جاگیریں دیں اور واپس آیا۔

جنگ سلطان جلال الدین اور اشرف و کیقباد

خلاط پر سلطان جلال الدین کے قبضہ و غلبہ کے بعد الملک الاشرف والی دمشق کو ہوش ہوا فوجیں مرتب کیں اور بڑے سروسامان سے سنہ ۶۳۹ھ میں جزیرہ اور شام کی فوجیں لے سلطان جلال الدین

سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ علاءالدین اور کیقباد والی بلاد روم سے بمقام سیراس ملاقات ہوئی۔

چونکہ جہان شاہ (علاءالدین کیقباد کا چچازاد بھائی) ابن طغرل والی ارزن روم سلطان جلال الدین کے پاس چلا آیا تھا۔ اسوجہ سے کیقباد کو بوجہ عداوت دیرینہ جلال الدین کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ ملک الاشرف اور کیقباد غرض مشترک ہونے کی وجہ سے بقصد جنگ سلطان جلال الدین سیراس سے روانہ ہوا ملک الاشرف کا مقدمۃ الجیش اکراد ہنکاریہ امراء حلب کے ایک نامی شجاع اور دلیر عزالدین عمر بن علی کی سرکردگی میں تھا۔ کیقباد بھی اپنی فوجیں لئے دوسری جانب پڑاؤ جمائے تھا۔ جوں ہی دونوں حریف کا مقابلہ ہوا عزالدین عمر نے سلطان کے لشکر پر حملہ کیا اور پہلی ہی لڑائی میں سلطانی لشکر کو ہزیمت دیدی۔ سلطان خلاط واپس آیا۔ وزیر السلطنت اسوقت بلاد کرد کا محاصرہ کئے تھا۔ اس خبر بد کو سن کے محاصرہ اٹھا کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سب کے سب اذربایجان کی جانب روانہ ہوگئے۔

رکن الدین جہان شاہ بن طغرل اس جنگ میں گرفتار ہوگیا بازنجیر اپنے برادر چچازاد علاءالدین کیقباد کے سامنے پیش کیا گیا۔ کیقباد اسکو اپنے ہمراہ لئے ارزن آیا، رکن الدین نے ارزن اور اسکے کل مضافات کو کیقباد کے حوالہ کردیا۔ ملک الاشرف فتحیابی کے بعد خلاط گیا۔ خلاط اجڑا ہوا مثل تودہ خاک پڑا تھا۔ دیکھ کر بیحد رنجیدہ ہوا۔

سلطان نے اذربایجان میں پہونچکر افواج شاہی کو وزیر السلطنت کے پاس چھوڑا اور خوئی میں جاکر قیام کیا اور ترکوں کی فوج ہزیمت کے بعد موقان چلی گئی۔

اسکے بعد ملک الاشرف کا ایلچی (شمس الدین تکریتی) سلطان جلال الدین کے پاس صلح کا پیام لایا۔ مصالحت کی گفت وشنود شروع ہوئی۔ علاءالدین کیقباد بھی اس مصالحت میں شریک کیا گیا۔ چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا۔ دونوں میں مصالحت ہوگئی سلطان

نے خلاط کے ساتھ سرمن راے کو حسب شرائط صلح دوسرے فریق کو دیدیا۔

زمانہ محاصرہ خلاط کے واقعات

منجملہ اُن واقعات کے جو کہ زمانہ محاصرہ خلاط میں رونما ہوئے ایک یہ تھا کہ نصرت الدین اصبہبذ والی جبل، امرار سلطان میں سے ایک امیر ارخانامی کے ساتھ جو اسکے بھائی کا سسرالی قرابت مند ہوتا تھا سلطانی بارگاہ میں وفد ہوکر حاضر ہوا سلطان نے کسی مصلحت سے اسکو گرفتار کرلیا پھر جب سلطان بلاد روم سے منہزم ہوکر واپس ہوا تو نصرت الدین کو قید سے رہا کرکے جاگیر عنایت فرمائی اور اسکے ملک واپس جانے کا حکم دیا۔

دوسرا واقعہ یہ تھا کہ ہمشیرہ سلطان جو دوشی خاں کی زوجیت میں تھی خوارزم سے ترکمان خاتون کے حالات اپنے بھائی (سلطان) کو لکھا کرتی تھی۔ زمانہ محاصرہ خلاط میں خاقان کے ذریعہ سے یہ تحریک پیش کی کہ جیحون کے پرلے طرف کے بلاد دیکر مصالحت کرلیجاے۔ سلطان نے اسکو منظور نہیں کیا۔

تیسرا واقعہ یہ تھا کہ رکن الدین شاہ ابن طغرل والی ارزن روم جو ملک الاشرف کا مطیع تھا اور بوجہ رنجش اپنے برادر عم زاد علاء الدین کیقباد ابن کیخسرو والی روم سلطان سے بھی عداوت رکھتا تھا اور حاجب کا (جو ملک الاشرف کی طرف سے خلاط کا گورنر تھا) معین و مددگار تھا اور جس نے سلطان کے قاصد کو بوقت واپسی روم قتل کرڈالا تھا اور سلطانی فوج کا رسد و غلہ روکدیا تھا محاصرہ خلاط کے طول و شدت سے گھبراکر امن کا خواستگار ہوا نیازمندانہ حاضر دربار ہوا۔ وزیر السلطنت اور اراکین دولت نے نہایت تپاک اور گرمجوشی سے استقبال کیا، سلطان بڑی اوُ بھگت سے ملا۔ خلعت دی، اور اسکی حکومت پر اسکو بحال و برقرار رکھا، آلات حرب کی بہم رسانی کا حکم دیا جسکی تعمیل اس نے نہایت مستعدی سے کی پھر جب ملک الاشرف سے جنگ کی ٹھہری تو سلطان کے ساتھ شریک جنگ ہوا

Marfat.com

جیساکہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

چوتھا واقعہ یہ تھا کہ دربار خلافت بغداد سے سعد الدین حاجب سلطان کے پاس فرمان خلافت لیکر حاضر ہوا، خلافت مآب نے سلطان کو اسکے مقبوضہ ممالک میں اسکے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دی تھی اور مظفر الدین کوکبرون والی اربل، والی موصل کی اولاد، شہاب الدین سلیمان شاہ بادشاہ[1] . . . . . اور عماد الدین بہلوان بن ہزارست بادشاہ جبال سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اور ان لوگوں کو حکومت عباسیہ کے ہواخواہوں میں شمار کیا تھا۔ سلطان نے اس حکم کی تعمیل کی

شرف الدین گورنر عراق نے سلطان کے پاس پیام بھیجا کہ بادشاہ جبال عماد الدین بن بہلوان اور بادشاہ . . . . . سلیمان شاہ کی اطاعت کرنے سے عراق پر حکومت کرنے میں آسانی ہوگی ورنہ ناممکن ہے۔ چنانچہ سلطان نے ان دونوں کے پاس ایسے شخص کو روانہ کیا جس نے انکو میٹھی میٹھی باتوں سے ایسا ملالیا کہ وہ اسکے قبضہ میں ہوگئے بعد اسکے سلطان نے بدر الدین طولو بن ابنایخ خاں حاجب کو دربار خلافت میں اظہار فدویت کی غرض سے روانہ کیا۔ بدر الدین نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ اور دربار خلافت سے خلعت اور قیمتی تحایف لیکر واپس ہوا

دو خلعت سلطان کے لئے تھی۔ ایک خلعت میں جُبہ، عمامہ اور ہندی تلوار مرصع تھی دوسری خلعت میں قفطان، کمہ، فرجیہ، سیف (جسکا قبضہ طلائی تھا) حمیل مرصع دو راس گھوڑے معہ ساز جنکی طلائی نعلین چار چار سو دینار وزن کی تھیں، طلائی سپر (ڈھال) جسپر جواہرات کی نہایت خوبصورت پچی کاری تھی اردگرد اکتالیس نگینہ یاقوت اور لعل بدخشاں کے تھے وسط میں ایک بڑا فیروزہ نیشاپوری جڑا ہوا تھا۔ تیس راس عربی النسل گھوڑے (جنکی زین پوش کا ابرا

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

نوٹ۔ ۱ و ۲ و ۳۔ یہ سب اُسی زمانہ کے ملبد سات میں تھے جنکے ہندی نام نہیں معلوم ہوسکے۔ مترجم

Marfat.com

(اوپر کا کپڑا) اطلس رومی کا تھا اور استر (اندرونی حصہ کا کپڑا) اطلس بغدادی کا تھا طلائی نعلین ساٹھ ساٹھ دینار وزن کی لگی ہوئی تھیں، بیس غلام زرق برق پوشاکیں زیب بدن کئے عمدہ ونفیس گھوڑوں پر سوار، دس عماریاں (جنپر اطلس کے پردے پڑے ہوئے تھے) سونے کی جھولیں، دس ظروف طلائی مرصع معہ سرپوش ڈیڑھ سو بقچے (ہر ایک بقچہ میں دس دس تھان ریشمی پارچہ، پانچ پانچ کُر عنبر سونے کے ڈبوں میں) ایک درجت عود ہندی (جسکی لمبائی ساڑھے سات گز کی تھی) چودہ خلعتیں زنانی، خادمات کے لئے تین سو خلعت امراء کے لئے (ہر ایک امیر کے لئے ایک ایک قبا، ایک ایک کمہ) وزیر السلطنت کے لئے سیاہ عمامہ، قبا، فرجیہ، سیف ہندی دو کُر عنبر پچاس ریشمی تھان اور خچر، اور دفتر والوں کے واسطے ایک ایک خلعت آئی تھی ہر خلعت میں جبہ، عمامہ اور بیس تھان کپڑے (جسمیں اکثر اطلس رومی اور بغدادی تھا) اور بیس خچر تھے۔

اظہار مسرت کی غرض سے سلطان نے دربار عام کیا۔ ایک پر تکلف خیمہ نصب کیا گیا۔ سلطان نے خلعت زیب تن کیا۔ خلافت مآب کے قاصد نے اہل خلاط کی سفارش کی سلطان نے بطیب خاطر قبول ومنظور فرمایا۔

"پانچواں واقعہ یہ تھا" والی روم نے سلطان جلال الدین کی خدمت میں رسم اتحاد بڑھانے کی غرض سے ایک وفد کے ساتھ تحفہ کے طور پر تیس خچر (جنپر اطلس خطائی، فروقند سی اور سمور کی جھولیں پڑی تھیں) تیس غلام زرق برق پوشاکیں پہنے پورے سروسامان سے عمدہ اور نفیس گھوڑوں پر سوار، ایک سو راس عمدہ نسل کے گھوڑے اور پچاس خچر روانہ کئے تھے۔ جسوقت وفد معہ اس ہدیہ کے اذربائیجان ہو کر گزرا، رکن الدین جہان شاہ بن طغرل والی ارزن کے منہ میں پانی بھر آیا (رکن الدین جہان شاہ اندنوں ملک الاشرف کے علم حکومت کا مطیع تھا) والی روم کے ہدیہ کو ضبط کر لیا۔ لیکن کسی ضرورت کی وجہ سے چند دنوں کے بعد خود وفد ہو کر دربار سلطانی میں حاضر ہوا اور ہدیہ کو بجنسہ پیش کر دیا

Marfat.com

جسکو ضبط کر لیا تھا۔

چھٹا واقعہ یہ تھا کہ سلطان کا بھائی غیاث الدین قلعہ موت میں علاء الدین رئیس فرقہ حشاشین کے پاس پناہ گزیں ہوا تھا اسوجہ سے سلطان کے دل میں علاء الدین کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا وزیر السلطنت نے حسب عادت موقع پا کر قزوین کے ایک پہاڑ سر بفلک فرقہ حشاشین کے قلعہ پر محاصرہ ڈالا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے وزیر السلطنت کو اس مہم میں کامیابی ہوئی علاء الدین کے لشکر کے سردار کو گرفتار کر لیا اور بزمانہ محاصرہ خلاط سلطان کی خدمت میں بھیجدیا سلطان نے اسکو قلعہ زمان میں قید کر دیا۔ چند مہینوں کے بعد مر گیا۔

بعد اسکے سلطان نے اپنے کاتب (سکریٹری) محمد ابن احمد نسائی کو علاء الدین والی قلعہ موت کے پاس بھیجا اور خوارزم کو حوالہ کرنے اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا مطالبہ کیا۔ علاء الدین نے اولاً انکار کیا۔ سلطان نے یہ حجت پیش کی کہ "آپ کے پدر بزرگوار جلال الدین حسن خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش (سلطان جلال الدین کے باپ) کے نام کا خطبہ پڑھا کرتے تھے، علاء الدین نے اسکو منظور نہ کیا۔ بجائے اسکے ایک لاکھ سالانہ دینا پسند کیا۔

جہان پہلوان کی ہندوستان سے واپسی

جن دنوں سلطان نے ہندوستان سے بقصد عراق مراجعت کا قصد کیا تھا اسوقت ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر سلطانی حکومت کا پھریرہ اوڑ رہا تھا جہان پہلوان اوزبک کو مامور کر آیا تھا۔ چنانچہ جہان پہلوان اوزبک ہندوستان کے بلاد مقبوضہ پر حکومت کرتا رہا۔ بعد چندے شمس الدین التمش والی لاہور نے جہان پہلوان پر فوج کشی کی، جہان پہلوان اس سے مطلع ہو کر پیچھے ہٹا اور مقر حکومت کو چھوڑ کر کشمیر کا راستہ لیا والی کشمیر نے روک ٹوک کی، اپنے شہروں میں گھسنے نہ دیا اور سرحد کشمیر سے مار بھگایا، مجبوراً عراق کی طرف روانہ ہوا۔ اور اسکے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر شمس الدین التمش کے پاس واپس گئے جنمیں برق ملقب رجا ملک خصوصیت

Marfat.com

کے ساتھ ذکر کرنے کے قابل ہے۔

جہان پہلوان نے والی عراق سے خط وکتابت شروع کی، سات سو سواروں کی جمعیت سے ہندوستان سے واپس آنے سے مطلع کیا والی عراق نے دس ہزار دینار خرچ کے لیے بھیجدیا اور سلطان سے اس معاملہ میں استصواب کیا۔ سلطان کا فرمان صادر ہوا کہ بیس ہزار بھیجدیا جائے اور ایام سرما منقضی کرنے اور آرام لینے کی غرض سے عراق میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے جسوقت سلطان نے بلاد روم سے معاودت کی اور اذربایجان کے قصد سے روانہ ہوا جہان پہلوان اور اسکے مقاصد کے درمیان میں اللہ تعالی کا حکم آکر حائل ہو گیا اسی مقام پر ۶۲۸ھ میں کسی نامعلوم شخص نے اسکو قتل کر دیا

تاتاری لوٹیرے اذربائجان میں

جسوقت تاتاریوں نے ماوراء النہر پر قبضہ حاصل کر کے خراسان پر یلغار کیا اسوقت بادشاہ خوارزم انکی مقاومت و مقابلہ سے عاجز ہو گیا اور تاتاری طوفان خراسان کے شہروں میں گھس پڑا جس طرف سے گزرا دیہات، قصبات اور شہروں کو برباد و تباہ کر ڈالا جس کو جہاں پایا لوٹ لیا، مار ڈالا غرضکہ تاتاریوں کی حکومت کا سکہ ماوراء النہر میں جاری ہو گیا اور انہوں نے ان شہروں کی ابادی شروع کر دی۔ خوارزم کے قریب ایک بہت بڑا شہر بجاے خوارزم کے آباد کیا لیکن خراسان ویران پڑا رہا۔ ملک کے چھوٹے چھوٹے رقبوں پر امرار قابض ہو گئے اور سلطان جلال الدین کی واپسی ہندوستان کے بعد اسکے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ سلطان جلال الدین کی حکومت عراق، فارس، کرمان، اذربایجان اور ارّان تک محدود ہو گئی خراسان تاتاریوں کی غارتگری اور جنگ کا جولان گاہ بنا رہا۔

سلطان جلال الدین کی مراجعت ہندوستان کے بعد تاتاریوں کا ایک گروہ مقام اصفہان پر سلطانی فوج سے ہم نبرد ہوا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو بعد اسکے سلطان جلال الدین، ملک الاشرف والی شام اور علاء الدین کیقباد والی روم سے

۶۲۷ھ میں لڑائیاں ہوئیں علاء الدین سردار فرقہ اسماعیلیہ والی قلعہ موت اور جلال الدین سے بھی چل گئی۔ جلال الدین نے اسکے ملک کو نہایت سختی سے پایمال کرکے سالانہ خراج مقرر کیا۔ علاء الدین والی قلعہ موت نے تاتاریوں کو ملا لیا اور سلطان جلال الدین کے خلاف ابھارو یا چنانچہ ابتداءً ۶۲۸ھ میں تاتاریوں نے اذربایجان پر چڑھائی کردی سلطان جلال الدین کو اسکی خبر لگی۔ امراء دولت سے بوغر نامی ایک امیر کو چند دستہ فوج کے ساتھ بطور پترول تاتاریوں کے حالات دریافت کرنے کو روانہ کیا۔ تاتاریوں کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیر ہوگئی بوغر کو ہزیمت ہوئی۔ سوائے بوغر کے کوئی بھی جانبر نہ ہوا۔ سلطان جلال الدین کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ تبریز سے موقان کی طرف کوچ کیا اور اپنے اہل وعیال کو تبریز میں وزیر السلطنت کی حفاظت میں چھوڑ آیا اور یہ ہدایت کی کہ بہت جلد ان لوگوں کو کسی محفوظ قلعہ میں پہونچا دینا۔ موقان کے راستہ میں ایک خط اہل اذربایجان کا اس مضمون کا ملا کہ تاتاریوں کے جس مقدمۃ الجیش سے بوغر کا مقابلہ ہوا تھا انکی تعداد سات سو سواروں سے زیادہ نہیں ہے اور وہ خان کے میدان میں قیام پذیر ہیں۔ سلطان نے یہ خیال کرکے کہ تاتاریون کی تعداد قلیل ہے آگے بڑھنے کا حوصلہ و قصد نہ کرینگے کوچ و قیام کرتا موقان پہونچا اور خیمہ ڈالدیا۔ امیر بن بغان شحنہ خراسان اور اوسمان پہلوان شحنہ مازندران کو فوجوں کے فراہم کرنے پر مامور کرکے مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا اور خود شکار کھیلنے میں مصروف ہوگیا، تاتاریوں کو موقع مل گیا۔ اسکے قرودگاہ پر چھاپہ مارا۔ کیمپ کو لوٹ لیا۔ سلطان بحال پریشان نہراوس چلا گیا پھر وہاں سے بقصد گنجہ روانہ ہوا۔ ماہان پہونچا۔ اگرچہ عزالدین والی قلعہ شاہن دوسال سے سلطان سے قطع تعلق کرکے قلعہ کا خود سر حاکم بنا ہوا تھا لیکن ماہان میں سلطان کے پہونچنے پر نیازمندانہ خدمت میں حاضر ہوا، رسد کا معقول انتظام کیا، تاتاریوں کے حالات سے مطلع کرتا رہا۔ چند دنوں کے بعد سلطان کو یہ ذہن نشین کرایا کہ "آخری موسم سرما

Marfat.com

ہیں تاتاری، ارجان سے آپ پر حملہ آور ہوں گے چونکہ آپ کے ساتھ کوئی فوج نہیں ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ اران واپس جائے وہاں شاہی فوجیں موجود ہیں اور تبریز میں ترکمانوں کا لشکر بکثرت قلعہ نشین ہے،، سلطان نے یہ سُن کر ایک آہ سرد بھری اور ماہان سے رخصت ہوگیا

سلطان نے وزیر السلطنت کو جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اپنے حرم اور خزانہ کی محافظت پر تبریز میں مامور کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ کسی محفوظ ترین قلعہ میں ان کو پہونچا دینا۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے ابتداً امراء ترکمان اران سے ارسلان کبیر کے پاس جاکر قیام کیا۔ بعد اسکے اسی مقام پر ایک نہایت مضبوط قلعہ سنگ سراخ نامی تعمیر کراکے سلطانی خزانہ اور حرم کو ٹھہرایا۔

چونکہ ان دنوں سلطان ہر چہار طرف سے مصائب میں گھر گیا تھا۔ وزیر السلطنت کے دماغ میں یہ سودائے خام پیدا ہوا کہ بحالت موجودہ اس ملک میں سلطان کا ٹھہرنا ناممکن ہے ہندوستان جانے کے سوا کوئی مفر نہیں ہے اس وجہ سے ملک الاشرف والی شام اور کیقباد والی روم سے جو سلطان کے دشمن قدیم تھے سلسلہ مراسلت جاری کیا اور نیازمندی و فرمان برداری کا عہد و پیمان کیا کسی ذریعہ سے قلیج ارسلان ترکمانی کو اس کی خبر ہوگئی اس نے وزیر السلطنت کو ڈانٹ کا خط لکھا، سلطانی حرم اور خزانہ کی حفاظت کی تاکید کی اور سلطان کو اسکے کل حالات لکھ بھیجے۔ پس جب سلطان کا اس قلعہ کی طرف گزر ہوا وزیر السلطنت کو حاضری کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت ہاتھ میں کفن لئے حاضر ہوا سلطان کے خیالات تبدیل ہوگئے اور اپنا مخلص و جان نثار سمجھ کر مطمئن ہوگیا۔

تاتاریوں کا تبریز اور گنجہ پر قبضہ

جسوقت سلطان تاتاریوں کے حملہ کے بعد موقان سے اران روانہ ہوا اور یہ خبر اہل تبریز تک پہونچی۔ اہل تبریز خوارزمیوں پر ٹوٹ پڑے اور انکی پامالی اور قتل پر تیار ہوگئے، بہاء الدین محمد بن بشیر قاریک جو

ان دنوں تبریز کا والی تھا، بلوائیوں کا شریک کار ہوگیا طغریانی رئیس نے مخالفت کی لیکن کسی نے سماعت نہ کی، بلوائیوں نے ایک خوارزمی کو گرفتار کرکے مار ڈالا، خوارزمیوں نے اسکے عوض دو آدمی مار ڈالے، شہر میں ہلڑ مچ گیا، بہار الدین نے تبریز کی قلعہ بندی کرلی، پورے طور سے نگرانی کرنے لگا، فوجیں بھرتی کیں زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ بہار الدین مرگیا، اہل تبریز نے شہر تاتاریوں کے حوالہ کردیا، بعد اسکے اہل گنجہ میں بھی اسی قسم کا جوش وخروش پیدا ہوا اور انہوں نے اور نیز اہل بیلغارہ نے بھی شہر تاتاریوں کو سپرد کردیا۔ واللہ اعلم

وزیر السلطنت کا ادبار اور قتل

قلعہ جاربروپہونچنے کے بعد سلطان کو وزیر السلطنت کی کشیدگی اور منافرت کا علم ہوا لیکن اس خیال سے کہ مبادا وزیر السلطنت روپوش ہوجائے یا بھاگ نہ جائے پیچ وتاب کھاکر خاموش رہا ایک روز معہ وزیر السلطنت سوار ہوکر قلعہ کی طرف گیا، والی قلعہ کو پوشیدہ طور پر وزیر السلطنت کو قید کرلینے کا اشارہ کردیا چنانچہ والی قلعہ نے نہایت خوبی اور تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی۔

بعد اسکے سلطان نے اپنے قیام گاہ میں پہونچکر وزیر السلطنت کے خادموں کو مجتمع کیا جن میں انکا سردار ناصر قشتمر تھا سلطان نے ان لوگوں کو اوترخان کے گروہ میں شامل کردیا۔ لگانے بجھانے والوں نے والی قلعہ کے کان میں یہ بھر دیا کہ "سلطان تم سے ناراض ہے" والی قلعہ کو سلطان کی طرف سے بددلی اور منافرت پیدا ہوئی، وزیر السلطنت کی انگوٹھی قشتمر کے پاس بھیجی اور یہ کہلا بھیجا کہ "ہم اور تمہارا آقا ایک ہی حالت میں مبتلا ہے جس شخص کو اسکی حق شناسی اور خدمت منظور ہو قلعہ میں آجائے" اتفاق سے سلطان کو اسکی خبر ہوگئی، ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا۔ والی قلعہ کا لڑکا سلطان کی خدمت میں رہتا تھا سلطان نے اسکو حکم دیا کہ تم اپنے باپ کو یہ واقعات لکھ بھیجو اور اس فعل پر ناراضی ظاہر کرو" والی قلعہ کے پاس اسکے لڑکے کا خط پہونچا تھا کہ اسکے حواس جاتے رہے معذرت کا عریضہ

لکھا سلطان نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنے قول کے سچے ہو تو وزیر السلطنت کا سر اوتار کر میرے پاس بھیجدو۔ والی قلعہ نے وزیر السلطنت کا سر اوتار کر بھیجدیا۔

وزیر السلطنت، اہل علم و کمال کی بیحد عزت کرتا تھا۔ داد و دہش میں کشادہ دست تھا اگر سلطان اسکی روک تھام نہ کرتا تو شاہی خزانہ میں ایک جبہ باقی نہ رہتا نہایت منکسر مزاج اور اللہ تعالیٰ سے ہر کام میں ڈرنے والا تھا ترکی زبان کا بہت بڑا عالم اور فصیح تھا۔ پیشگاہ سلطان سے جو فرمان لکھے جاتے تھے اُسپر الحمد للہ العظیم اور دفتر وزارت سے جو فرمان صادر ہوتے تھے اُسپر ابو المکارم علی ابن ابی القاسم خالصۃ امیر المومنین لکھا کرتا تھا۔

گنجہ پر سلطان کا دوبارہ قبضہ

جس وقت اہل گنجہ نے خوارزمیوں کی مخالفت پر کمریں باندھی اس وقت ان میں سے ایک شخص بندار نامی انکا سردار تھا۔ سلطان کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ ایک قاصد اہل گنجہ کے پاس بھیجا اور انکو اپنے علم حکومت کی اطاعت کی ترغیب دی اور دربار میں حاضری کا حکم دیا چنانچہ اہل گنجہ شاہی لشکر گاہ کے قریب پہونچکر قیام پذیر ہوئے۔ رئیس جمال الدین قمی معہ اپنی اولاد سلطانی بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔ باقی ماندگان مخالفت پر اڑے رہے۔ سلطان نے ان لوگوں کو بہت کچھ سمجھایا لیکن وہ نہ سمجھے اور جنگ کرنے پر تُل گئے۔ شاہی خرگاہ پر حملہ آور ہوئے، سلطان نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور بنفس نفیس سوار ہوکر میدان جنگ میں آیا۔ لڑائی ہوئی۔ اہل گنجہ مقاومت نہ کرسکے شکست کھاکر بھاگے شہر پناہ میں داخل ہوگئے لیکن کثرت اژدحام کی وجہ سے دروازہ بند نہ کرسکے سلطانی لشکر شہر میں داخل ہوگیا۔ تیس۳۰ بانیان فساد کو گرفتار کیا اور مار ڈالا۔ بندار بھی گرفتار ہوکر پیش کیا گیا۔ یہی مفسدوں کا سرغنہ اور باغیوں کا سردار تھا۔ اسی نے اس تخت شاہی کو توڑا تھا جسکو سلطان محمد بن ملک شاہ نے گنجہ میں رکھوایا تھا۔ سلطان کے روبرو اسکے اعضاء بدن یکے بعد دیگرے کاٹے گئے اور مار ڈالا گیا۔ ایک مہینہ سلطان نے گنجہ میں قیام کیا۔

گنجہ کی واپسی کے بعد سلطان نے خلاط کی طرف ملک الاشرف سے تاتاریوں کے مقابلہ پر استمداد لینے کی غرض سے کوچ کیا ملک الاشرف کو اسکی خبر لگ گئی مصر چلا گیا اور یہ لطائف الحیل ٹالتا رہا۔ سلطان کوچ و قیام کرتا قلعہ شمس پہونچا۔ اراک بن ایوان کرخی قلعہ کا حاکم تھا۔ نیاز مندانہ حاضر ہوا۔ دور ہی سے زمین بوسی کی رسم ادا کی اور شاہی حکم کی تعمیل کی۔ سلطان نے ملک الاشرف کی امداد سے ناامید ہوکر ملوک حلب، آمد اور ماردین سے امداد و اعانت کی درخواست کی، صدائے نیاز خواست کا مضمون ہوا۔ فوج کو خرت برت، ملطیہ اور اذربایجان کی طرف واپسی کا حکم دیا۔ فوجوں نے دھوم مچادی۔ غارتگری کا ہنگامہ گرم کردیا۔ ان واقعات نے سونے میں سہاگا کا کام دیدیا کیقباد اور ملک الاشرف کو ناراضی پیدا ہوگئی سلطان کی امداد و اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق

تاتاریوں کا سلطان پر آمد میں حملہ کرنا اور سلطان کی موت

زمانہ قیام خلاطین سلطان کو یہ خبر لگی تھی کہ تاتاری غارتگر جنگ کرنے کو بڑھ رہے ہیں۔ سلطان نے اس طوفان بے تمیزی کے روک تھام پر امیر اوتر خان کو چار ہزار سواروں کے ساتھ تاتاریوں کی خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ امیر اوتر خان نے واپس ہوکر خبر دی کہ تاتاری طوفان حدود ملاز کردسے واپس ہوگیا۔ اراکین دولت اور سرداران فوج نے سلطان کو ..... دیار بکر جانے کا مشورہ دیا اتنے میں والی آمد کا قاصد پہونچ گیا اور یہ پیام دیا کہ آپ کسی طرف کا رخ نہ کیجئے بلاد روم کا قصد کیجئے اور اسپر قبضہ حاصل کرلیجئے تاکہ قفجاق سے آپ قریب ہوجائیں گے اور ان سے مدد حاصل کرکے تاتاریوں سے تنہا دو چار ہوسکیں گے، میں چار ہزار سواروں سے مدد دینے کو تیار ہوں"۔

والی آمد اور حکمران روم سے اَن بن چلی آرہی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ رومی حکمران نے والی آمد کے بعض قلعات کو دبا لیا تھا اسی وجہ سے والی آمد نے سلطان کو والی روم کے خلاف ابھار

Marfat.com

کر اپنے دل کے پھپھولے توڑے۔

سلطان پروالی آمد کا پیام کام کر گیا۔ اصفہان سے اعراض کر کے آمد کی جانب کوچ کیا۔ قریب آمد پہونچکر پڑاؤ ڈالا۔ والی آمد کے پاس ایک ترکمان کو خبر دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ ترکمان نے واپس ہوکر یہ خبر دی کہ کلہ تاتاریوں کا جس مقام پر قیام تھا اسی مقام پر قیام پذیر ہیں۔ لیکن دوسرے دن صبح نہونے پائی تھی کہ تاتاریوں نے آمد پہونچکر سلطانی کیمپ پر محاصرہ ڈالدیا۔ سلطانی لشکر کو تیار ہونے کا موقع نہ ملا لیکن امیر اوتر خاں نے نہایت مردانگی سے تاتاریوں پر حملہ کیا اور آگے بڑھنے سے روکدیا اس اثنا میں سلطان کو موقع مل گیا۔ مسلح ہوکر گھوڑے پر سوار ہوا۔ اپنی بیگم بنت اتابک سعد کو دو امیروں کو سپرد کیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں تک لیجا سکو لیجاؤ، اوتر خان میدان جنگ سے واپس ہوا چار ہزار سوار اسکے رکاب میں تھے سلطان چھپکر آمد کے سنسان بیابان میں جا چھپا۔ لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ لشکر نے سلطان کے ساتھ دغا کی۔ ہر چند لشکر کو واپس لانے کی تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی۔ سلطان رفتہ رفتہ دربندات کے سرحد تک پہونچ گیا۔ کل راستہ بلوائیوں اور مفسدوں سے گھرا ہوا تھا۔ اوتر خاں نے واپس چلنے کی راے دی۔ چنانچہ سلطان آگے نہ بڑھا۔ واپس ہوا۔ میافارقین کے نواح میں ایک گانوں تک پہونچا۔ بیدر میں قیام اختیار کیا۔

امیر اوتر خان سلطان کی رفاقت ترک کے شہاب الدین غازی والی حلب کے پاس چلا گیا۔ اس سے اور اوتر خاں سے بہت دنوں سے خط وکتابت ہو رہی تھی شہاب الدین غازی نے مراسم سابقہ کا کوئی لحاظ و پاس نہ کیا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ بعد اس کے ملک الکامل نے اسکو والی حلب سے طلب کیا والی حلب نے پا بہ زنجیر ملک الکامل کے پاس بھیجدیا۔ چھت سے گر کر مر گیا۔

تاتاریوں کو کسی ذریعہ سے سلطان کی خبر مل گئی۔ دفعۃً بیدر پر یلغار کیا۔ سلطان کسی طرح

لباس تبدیل کر کے بھاگ گیا اور اسکے کل ہمراہی قتل کر ڈالے گئے۔ کسی نے تاتاریوں سے یہ کہدیا کہ جو شخص ابھی بھاگا ہے وہی سلطان ہے فوراً تعاقب میں روانہ ہوئے۔ مفروروں میں دو شخص ہاتھ آگئے تاتاریوں نے انکو قتل کر ڈالا۔ سلطان کے ملنے سے ناامید ہوکر تاتاری واپس ہوئے اور سلطان کوہ اکراد پر چڑھ گیا۔ وہاں بھی تاتاری لوٹیرے موجود تھے اور ناکہ بندی کئے ہوئے قتل و غارتگری پر آمادہ تھے۔ چنانچہ تاتاریوں نے سلطان کو گرفتار کرلیا اور اسکو قتل کرنے پر آمادہ ہوئے۔ کسی نے ان کے سردار کے کان میں کہدیا "کہ یہی سلطان ہے" سردار کو رحم آگیا لوگوں کو قتل سے روک دیا چھوڑ دینے کے قصد سے اپنے ساتھ اپنے مکان لایا سردار کی عدم موجودگی میں ایک کمینہ تاتاری سردار کے مکان پر آیا۔ ہاتھ میں ایک تیغہ لئے تھا۔ اسکے بھائی کو خلاط میں ایک خوارزمی نے مار ڈالا تھا پس اس نے اپنے بھائی کے بدلہ میں سلطان کو مار ڈالا۔ سردار کی ہمدردی نے کچھ کام نہ دیا۔ یہ واقعہ پندرہویں شوال ۶۲۸ھ کا ہے۔ یہ روایت نسائی کاتب سلطان جلال الدین کی ہے

فاضل ابن اثیر نے واقعہ آمد کو ذکر کرنے کے لکھا ہے کہ اسکے بعد سلطان مفقود الخبر ہوگیا۔ میں چند دنوں اسکی خبر ملنے کا منتظر رہا" اسکے واقعہ قتل کو نہیں لکھا ہے آمدہی کے واقعہ پر اس نے اپنی کتاب تاریخ کامل کو ختم کیا ہے ایک حرف اس پر اضافہ نہیں کیا۔

نسائی نے لکھا ہے کہ سلطان پستہ قد، گندمی رنگ، ترکی النسل، شجاع، حلیم اور باوقار تھا۔ تبسم کے سوا کھلکھلا کر کبھی نہیں ہنسا، کم سخن تھا۔ یاوہ گوئی سے سخت متنفر تھا، عادل تھا۔ لیکن فتنہ و بغاوت کی وجہ سے مغلوب ہوگیا تھا، باوجودیکہ خلافت مآب سے کشیدگی اور رنج کا سلسلہ قائم تھا لیکن جیسا کہ اس کا باپ خلافت پناہ کو لکھا کرتا تھا اسی طرح یہ بھی اپنے کو خادم اور تابعدار لکھا کرتا تھا

جسوقت خلیفہ بغداد نے اسکو بمقام خلاط خلعت بھیجی تھی جیساکہ تم اوپر پڑھ آئے ہو تو اس نے عریضہ میں اپنے کو عبد فلاں لکھا تھا اور خلافت مآب کو جن القاب و اداب سے لکھتا تھا یہ تھے " مولانا و سیدنا، و امیر المومنین و امام المسلمین و خلیفۃ رب العالمین قدوۃ المشارق والمغارب المنیف علی الذروۃ العلیا ابن لوی ابن غالب"، سلاطین روم، مصر اور شام کو صرف سلطان فلاں ابن فلاں سے خط و کتابت میں مخاطب کرتا تھا اور کوئی الفاظ نہیں ہوتے تھے۔ فرامین جو اپنے قلمرو میں حکام کے نام لکھتا تھا اسکی پیشانی پر النصرۃ من اللہ و حدہ لکھا کرتا تھا۔ اور جب سلطان ہندوستان سے واپس آیا تھا تو خلافت مآب نے اپنے فرمان عالیشان میں " الجناب الرفیع الخاقانی" کے موقر الفاظ سے مخاطب کیا تھا اسپر سلطان نے دربار خلافت میں اس قسم کا خطاب عطا ہونے کی درخواست کی، جواب دیا کہ اکابر ملوک کو یہ خطاب دیئے جاتے ہیں پھر جب دربار خلافت سے خلعت آئی تو سلطان نے حد سے زیادہ الحاح و منت کی تو " الجناب العالی الشاہستانی" کے خطاب سے مخاطب کیا گیا۔

قصہ مختصر جنگ آمد کے بعد تاتاری طوفان نواح آمد میں پھیل گیا ارزن، میافارقین اور کل دیاربکر تاراج اور ویران و برباد کیا۔ پانچ دن کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ شہر اسعرد کو مفتوح کیا۔ کئی دن تک قتل عام کا سلسلہ جاری رہا۔ ماردین پر حملہ کیا۔ اہل ماردین نے سینہ سپر ہوکر مقابلہ کیا۔ لوٹ مار کرتے نصیبین پہونچے۔ اطراف نصیبین کو بھی اپنے تاراج کا جولانگاہ بنایا۔ نصیبین سے فارغ ہوکر سنجار، خابور، تدلیس اور صوبہ خلاط کو بھی دغارت کرکے چٹیل میداں بنادیا انہیں تاتاریوں کا ایک گروہ اذربایجان سے صوبہ اربل کی طرف قتل و غارت کرتا ہوا بڑھا۔ ترکمان ایوانیہ اور اکراد جزقان کی طرف ہوکر گزرا۔

Marfat.com

ان لوگوں نے تاتاریوں کا تیغ وسنان سے استقبال کیا۔ لوٹ لیا، قتل کیا، مظفرالدین والی اربل بھی والی موصل سے امداد حاصل کرکے تاتاری لوٹیروں کے وارد گیر کو نکلا لیکن وہ زیادہ دور نکل گئے تھے ہاتھ نہ آئے واپس آیا واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

سلطان جلال الدین منکبرس کے قتل کے بعد اسکا لشکر متفرق ہوگیا افتاں وخیزاں کیقباد بادشاہ روم کے پاس پہونچا۔ کیقباد نے ان کو اپنی فوج میں بھرتی کرلیا۔ ۶۳۴ھ میں کیقباد نے وفات پائی اس کا بیٹا غیاث الدین کیخسرو سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ اسکو ان کی طرف سے شبہ پیدا ہوا۔ انکے سردار کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا۔ باقی ماندگان بھاگ گئے۔ جس طرف سے گذرے اور جہاں پہونچے لوٹ لیا، بستیوں کو اُجاڑ ڈالا اسی حالت پر ایک مدت تک ٹھہرے رہے۔ بعد اس کے الملک الصالح نجم الدین ایوب بن الملک الکامل نے جو اپنے باپ کی طرف سے بلاد شرقیہ حران، کیفا اور آمد کا حاکم تھا اپنے پدر بزرگ سے اجازت حاصل کرکے ان لوگوں کو اپنی فوج میں شامل کرلیا جیسا کہ آیندہ بنوایوب کے حالات میں تحریر کریں گے۔

واللہ سبحانہ تعالےٰ ولی التوفیق بمنہ وفضلہ

Marfat.com

شجرہ ملوک خوارزم

۱۔ انوشتکین[1] خوارزم شاہ

۲ محمد

۳ اتسز

۴ الپ ارسلان — سلطان محمود[5]

۶ تکش — مفرق خاں بن ملک شاہ

۷۔ علاء الدین محمد — غیاث الدین تیر شاہ

۸ جلال الدین منکبرس

[1] امیر ملکا بک سلجوقی کا خادم تھا۔ اور یہی جد اعلیٰ و مورث ملوک خوارزم کا ہے۔

تم الجزء الرابع عشر من ترجمة تاريخ العلامة ابن خلدون
ويليه الجزء الخامس عشر انشاء الله تعالىٰ و
اوله الخبر عن دولة بني تتش

Marfat.com

جلد نہم اس جلد میں خلافت عباسیہ بغداد کے آخری دور کے گیارہ تاجداروں، مقتدی، مستظہر، مسترشد، راشد، مقتفی، مستنجد، مستضی، ناصر، ظاہر، مستنصر اور معتصم کے زمانہ حکومت کے حالات خلفائے عباسیہ مصر یہ اور دولت اسمٰعیلیہ اور عبیدیہ کے ابتدائی فرمانروؤں کے واقعات تحریر ہیں۔ قیمت سے ر

جلد دہم اس جلد میں حاکم بامر اللہ کی خلافت سے بنو امیہ و بنی حمود کی دوبارہ حکومت تک کے تمام حالات اور واقعات کے علاوہ اور بہت سے واقعے مثل شام اور بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ، مصریوں کا مقابلہ، بربر کی بغاوت، مستعین کی بیعت، ہشام کی حکومت، قرطبہ کا محاصرہ، ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ، معتمد اموی کی حکومت وغیرہ وغیرہ اور وجہ تسمیہ، اندلس اوصاف اندلس قرطبہ کی بعض عمارات وجامع مسجد کی مفصل کیفیت سے ر

جلد یازدہم اس جلد میں اندلس کا آخری دور، مسلمانوں کی حکومت: چاپنیہ عظمے کا خاتمہ اور ان حکمرانان عرب کے حالات درج ہیں جنھوں نے زیر اقتدار علم خلافت عباسیہ قرون وسطیٰ میں حکمرانی کی بھی قیمت سے ر

جلد دوازدہم ۔ اس جلد میں علاوہ دیگر حکمرانان اسلام کے امین الدولہ سلطان محمود بن سبکتگین کی ولادت، تربیت، نسب، جوش مذہبی، اخلاق عدل، داد و دہش کے تذکرے، سورما راجایان ہند جیپال، انند پال، بجے راؤ، اکالی چندر م دیو، نندا اور چند پال وغیرہم کی جان توڑ کوشش مقاومت، بھٹینر، ملتان، گوالیار، کالنجر، نگرکوٹ تھانیسر، کشمیر، قنوج، متھرا، مہابن، نہروالہ اور سومنات کی لڑائیاں اور فتوحات اور شاہنامہ فردوسی کی تصنیف کے اصلی واقعات نہایت تصدیق و کمال تحقیق کیساتھ درج ہیں قیمت سے ر

جلد سیزدہم اس جلد میں سلاطین غوریہ کے انساب حالات آجہ (سندھ) دہلی، ہانسی، کہرام، اسمانہ، اجمیر، بنارس، گوالیار، میرٹھ، کوئل (علیگڈھ) نہروالہ (پنجاب) کالپی، کالنجر اور بدایوں کے فتوحات ڈیڑھ سو سورما راجایان ہند کا مقابلہ، کھانڈے راؤ، پتھورا، بھیم دیو (والی سندھ) گجرات، جے چندر راجہ بنارس، اور بھیم راج سورما راجاؤں کی جان توڑ کوششوں کے تذکرات، سلطان شہاب الدین غوری کے مجاہدات سپہ سالاران دیلم ملوک بنو بویہ، حکمرانان آذربائیجان، فرمانروایان بقیہ و شاہان دیلمور و صامغان کی معاشرت و

Marfat.com

حکومت کے سچے اور صحیح واقعات درج ہین قیمت ۷ے،

جنگہائے صلیبی کے خونین وَاقعات

عیسائیوں کی مسلمانونکو تباہ کرنے کی ناکام کوشِشین

تقریباً ایک صدی کی اسلامی لڑائیوں کا نقشہ دیکھنا ہو تو

مجاہد اعظم سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری کا مطالعہ فرمائیے

یہ وہ اسلامی ہیرو ہی جسنے رچرڈ شاہ انگلینڈ اور فلپ شاہ فرانس کے مددگار ہوتے ہوئے شام کی متبرک زمین سی عیسائیونکو باہر نکالدیا تھا جسوقت فاطمیوں اور عباسیوں کی خانہ جنگی کیوجہ سی اسلامی حکومتوں مین زوال آگیا تھا اور شاہانِ یورپ نے موقع کو غنیمت جانکر اسلام کو مٹانے کا قصد کرلیا تھا سارے یورپ کے عیسائی صلیبی جھنڈے کے نیچے مجتمع ہوکر مسلمانونکو مٹانے اور بیت المقدس فتح کرنے کی قسم کھاچکے تھے، اسوقت یہ بہادر نکلا اور اپنے سچے مذہبی جوش کیوجہ سی عیسائیوں کے ٹڈی دل لشکروں پر قہر عظیم بنکر ٹوٹا اور آخر کار دشمنان اسلام کو شکست فاش دی، یورپ کے بہادر اور شجاع جرنیلوں اور بادشاہوں نے اسکا لوہا مان لیا اور "شیر دل صلاح الدین" کے نام سی موسوم کرنے لگے، اس اولوالعزم ہیرو کی سوانحعمری کا ایک ایک ورق مسلمانونکے دلوں مین زندگی کی نئی روح پیدا کرتا ہے، اس کتاب مین سلطان صلاح الدین کی ولادت، تعلیم و تربیت، عادات وخصائل عیسائی دنیا کے مقابلہ مین اس کی فتوحات، فتح بیت المقدس کی تفصیلی حالات نہایت تفصیل کیساتھ لکھے گئے ہین تمام یورپ کا سلطان موصوف سے شکست کھانا، سلطان موصوف کے ہاتھوں یورپ کے عیسائیونکی زبردست سرکوبی وغیرہ ایسی دلچسپ واقعات ہیں جن کے پڑھنے سے آنکھیں کھلتی ہیں قیمت ۴ر

سلطان نورالدین محمود زنگی

اس نامور فاتح کی سوانحعمری سے جو چھٹی صدی ہجری میں صلیبی لڑائیونکا فاتح، جزیرہ و شام کا نامور حکمران گذرا ہے فاتح بیت المقدس نے کی، یہ اپنی قابلقدر فتوحات کیوجہ سے رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ مانا گیا ہے، عربی و نیز دوسری زبانونکی مستند و معتبر تاریخون سی اسکی سوانحعمری مرتب کیگئی ہے مبارک بنادڈالی تھی جسکی تکمیل سلطان صلاح الدین یوسف کاغذ سفید چکنا رایل سائز قیمت علاوہ محصولڈاک (۴ر)

المشتہر منیجر دفتر الاسلام الہ آباد

Marfat.com

V.14
14182
M

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد چہاردہم

جسمین

سلجوقیہ اور ملوک خوارزم کے انساب، حالات، خانہ جنگیوں، عیسائیوں کا مقابلہ، کفار کرج اور
ق کی جدوجہد، ترکوں کی یورش، تاجداران سلجوقیہ اور ملوک خوارزم کی، افغانہ کوششین، چنگیز خان
ج، تاتاریونکا عالمگیر طوفان، ممالک اسلامیہ کی بربادی و تباہی کے حالات نہایت تحقیق سے درج کئے گئے ہین۔

مترجمہ

علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

جو

سنہ ۱۳۴۸ھ
۱۹۳۰ء مین

اہتمام منشی حامد حسین صاحب یونانی دواخانہ پریس الہ آباد مین چھپکر دفتر
حکومت بنو خوارزم شاہ
مائیون کا انطاکیہ وغیرہ سواحل ش
پر قبضہ
ع اول

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین

ایکہزار جلد
ا خراسان پر قبضہ
پر سنجر کی حکومت
ن میں مخالفون کا ظہور